آگرہ کے 283 مشہور بزرگوں کے حالات پر مشتمل 116 سال پرانی کتاب بنام



بوستانِ اخیار 1331ھ

مصنف: علامہ سعید احمد مارہروی

آگرہ کے 283 اولیائے کرام کی سیرت

1447ھ

ترتیب و تسہیل:

مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

الصلوۃ و السلام علیك یا رسول اللہ وعلی الك و اصحابك یا حبیب اللہ

آگرہ کے 283 مشہور بزرگوں کے حالات پر مشتمل 116 سال پرانی کتاب بنام

بوستان اخیار 1331ھ

مصنف: علامہ سعید احمد مارہروی

آگرہ کے 283 اولیائے کرام کی سیرت 1447ھ

ترتیب و تسہیل: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرما سکیں گے

☆...درودِ پاک کی انوکھی فضیلت ☆...ولیوں کے تذکرے کیوں باقی رہتے ہیں؟

☆...ولیوں کے بارے میں اہم معلومات ☆...ولیوں سے مدد مانگنے پر دلائل

☆...ولیوں کے وسیلے پر دلائل ☆...مزارات پر حاضری دینے کا طریقہ

☆...طریقت کے سلسلوں کا تعارف ☆...آگرہ کے اولیاء کا اجمالی خاکہ

☆...آگرہ کے 283 اولیائے کرام کی سیرت ☆...بزرگانِ دین کے عرس کی تاریخ

☆...مرتب کی دیگر کتب کا تعارف ☆...تاریخ حکمرانانِ ہندوستان

مکتبہ دار السنہ آگرہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْقِ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

مکتبہ دار السنہ دہلی پیش کر رہا ہے آگرہ کے اولیائے کرام کی سیرت پر مشتمل ایک

نایاب کتاب بنام:

بوستانِ اخیار

المعروف

آگرہ کے 283 اولیائے کرام کی سیرت

JAN 2026 — شعبان 1447 ہجری

صفحات: 592 — قیمت: 700

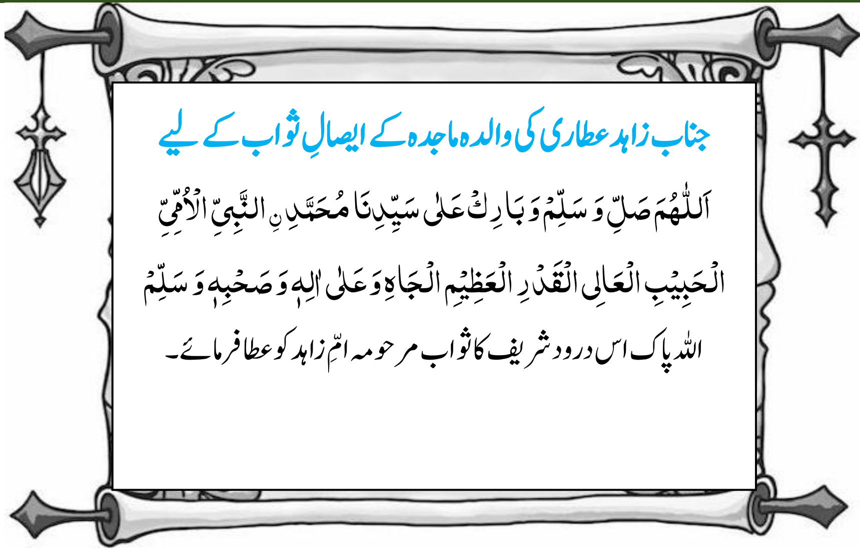
CONTACT NUMBER: +918808693818

نوٹ: میں اپنے تمام پڑھنے والوں سے التجا کرتا ہوں کہ اس کتاب کی کمپوزنگ سے لے کر تصحیح تک کے سارے مراحل بنظرِ غائر طے کئے گئے ہیں لیکن بتقاضائے بشریت غلطی کا امکان موجود ہے لہذا جو بھی اس کتاب کی اغلاط سے مطلع ہو وہ اس Mail Id پر ضرور اطلاع فرمائیں تاکہ اگلے ایڈیشن میں اس کی تصحیح کی جاسکے۔

EMAIL: SHAFIQMADANI26@GMAIL.COM

تصحیح: محمد توصیف رضا بنگالی

تصحیح: محمد فیضان رضا رامپوری



کمیٹی ”خادمین اولیائے آگرہ“ آپ بھی اس گروپ میں ایڈ ہو جائیں تاکہ ہم سب مل جل کر آگرہ کے اولیائے کرام کی خدمت کر سکیں



کلماتِ تشکّر

الحمد للہ ربِّ العالمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین

ہم، طلبۂ دورۂ حدیث جامعۃ المدینہ فیضانِ صدیقِ اکبر آگرہ، اس نعمتِ عظمیٰ پر اپنے ربِّ کریم کا بے پایاں شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں حدیثِ نبوی کے مقدّس علوم سے بہرہ ور ہونے کی سعادت عطا فرمائی۔

ہم اپنی عظیم الشان تحریک دعوتِ اسلامی انڈیا کے تمام شعبہ جات کے ذمہ داران کا صمیمِ قلب سے شکریہ ادا کرتے ہیں، جن کی انتھک محنت، مثالی نظم و ضبط، اور علمی ماحول نے ہمیں آگے بڑھنے کا حوصلہ دیا۔ خصوصاً اپنے اساتذۂ کرام کے احسانات کا شمار ممکن نہیں۔ انہوں نے اخلاص، شفقت، دردِ دل اور تحقیق و تدقیق کی روح کے ساتھ ہمیں وہ علوم سکھائے جن سے ہماری زندگی سنور گئی۔ ان کی دعائیں، رہنمائیاں اور علمی تربیت ہمارے لیے دنیا و آخرت کا قیمتی سرمایہ ہیں۔

ہم یہ اعتراف کرتے ہیں کہ آج جو بھی ہم نے حاصل کیا ہے، وہ اللہ پاک کے فضل و کرم کے بعد اپنے اساتذہ کی محنت، جامعہ کی سرپرستی، اور اس پاکیزہ ماحول کا نتیجہ ہے۔ آخر میں ہم اپنے مشفقین سے دعاؤں کی درخواست کرتے ہیں کہ اللہ پاک ہمیں علم کے انوار سے منور فرماتا رہے، اس علم پر عمل کی توفیق عطا کرے، اور ہمیں دین کی خدمت کے لیے قبول فرمالے۔ وما توفیقی إلا باللہ العلی العظیم۔

جملہ طلباء دورۃ الحدیث جامعۃ المدینہ فیضان صدیق اکبر آگرہ

سرزمین آگرہ پر اولیاء کتنے ہی ہیں

آؤ تم کو میں بتاؤں اصفیا کتنے ہی ہیں
سر زمین آگرہ پر اولیاء کتنے ہی ہیں

جلوۂ نور خدا کی ہر طرف دیکھی ضیا
چار سو روشن چراغ پر ضیا کتنے ہی ہیں

گنتے گنتے تھک نہ جائیں یہ تمہاری انگلیاں
جا بجا وہ بندگان کبریا کتنے ہی ہیں

خانوادہ قادریہ سے مداری فیض تک
ہر طرف جلوہ کناں وہ با صفا کتنے ہی ہیں

قادری چشتی سہروردی مداری سلسلے
باغ ایسے کھلکھلاتے خوشنما کتنے ہی ہیں

جانے کس کس در سے ملتی ہے یہاں پر راحتیں
رحمتوں کے در کھلے مرحبا کتنے ہی ہیں

اولیاء کی محفلوں میں ہے سکوں کا تذکرہ
عاشقی کے دائرے میں آشنا کتنے ہی ہیں

ان کے در کی خاک سر پر مَل رہے ہیں بادشاہ
ان کی محفل میں جھکے اہلِ حیا کتنے ہی ہیں

جاہ و منصب چھوڑ بیٹھے ان نے در کی خاک پر
فیض لیتے ہیں یہاں اہلِ دعا کتنے ہی ہیں

ایک تو کیا ہے تیری اوقات کیا بیخود رضا
ان کی بزمِ عشق میں نغمہ سرا کتنے ہی ہیں

شاعر: وسیم بے خود مانڈلوی بھیلواڑہ راجستھان

ملنے کے پتے

(۱)۔۔آگرہ: مکتبہ دار السنہ آگرہ، نگلہ میواتی، تاج نگری فیس ۲، تاج گنج۔

رابطہ نمبر: 8808693818

(۲)۔۔آگرہ: عثمانی مسجد، تیلی پاڑہ لوہامنڈی۔

رابطہ نمبر: 6397130819

(۳)۔۔کوٹا: بڑی مسجد، اننت پورہ کوٹا راجستھان۔

رابطہ نمبر: 9571282972

فہرست

فارغینِ جامعۃ المدینہ فیضانِ صدیقِ اکبر آگرہ 2026
علم و عمل کا روشن چراغ

عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی آج پوری دنیا میں نیکی کی دعوت عام کرنے کے لیے سرگرمِ عمل ہے۔ اس کی خوشبو زندگی کے ہر شعبے میں پھیل رہی ہے۔ انہی مبارک شعبوں میں سے ایک عظیم اور بابرکت شعبہ "جامعات المدینہ" ہے۔

یہ وہ علمی مرکز ہیں جہاں علمِ دین کے چراغ روشن کیے جاتے ہیں، طلبہ قرآن و حدیث کے نور سے اپنے سینے منور کرتے ہیں، اور پھر اسی نور کو دنیا میں پھیلانے کے لیے نکلتے ہیں۔

الحمد للہ! آگرہ کی سرزمین کو یہ سعادت حاصل ہے کہ آگرہ میں جامعۃ المدینہ کا قیام سن 2012ء میں عمل میں آیا۔ ابتدا میں تھوڑی سی جگہ، چند طلبہ اور چند اساتذہ کے ساتھ یہ قافلہ شروع ہوا۔ مگر "نیکی کے کام میں برکت ہوتی ہے" کے تحت یہ ادارہ آہستہ آہستہ ترقی کرتا گیا، قدم بہ قدم آگے بڑھتا گیا۔

سن 2019ء تک یہاں صرف سابعہ درجہ تک تعلیم دی جاتی تھی۔ اور اس کے بعد طلبہ کو اعلیٰ تعلیم یعنی دورۂ حدیث شریف کرنے کے لیے احمد آباد، بمبئی، تاجپور یا شاہ جہاں پور جیسے شہروں کا سفر کرنا پڑتا تھا۔ ان کے دلوں میں ہمیشہ یہ تمنا مچلتی تھی کہ کاش آگرہ میں بھی دورۂ حدیث کی کلاس قائم ہو جائے تاکہ یہ سعادت اپنے شہر ہی میں نصیب ہو۔

بالآخر، وہ دن بھی آ گیا جس کا سب کو انتظار تھا۔ سن 2025ء میں جامعۃ المدینہ آگرہ میں دورۂ حدیث شریف کی کلاس قائم ہوئی، یہ صرف ایک تعلیمی قدم نہیں تھا، بلکہ یہ روحانی خوشبو کی لہر تھی جس نے علمِ دین کے متلاشیوں کے دلوں کو مسرت سے بھر دیا۔

الحمدللہ! اب 1446۔1447ھ بمطابق 2025-26ء میں جامعۃ المدینہ آگرہ کا پہلا بیچ علمِ حدیث کی تکمیل کر کے فارغ التحصیل ہو رہا ہے۔ یہ وہ مبارک لمحہ ہے جو تاریخ میں سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے۔

یہ وہ طلبہ ہیں جنہوں نے دن رات محنت کی، کتابوں کے بحرِ ذخائر میں غوطہ لگایا، اپنے اساتذہ کے قدموں میں بیٹھ کر سنتِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا علم حاصل کیا۔ ان کے دلوں میں عشقِ مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم موجزن ہے، ان کے ذہنوں میں علمِ نبوت کے خزانے ہیں، اور ان کی نگاہوں میں امت کی اصلاح کا جذبہ ہے۔

یہ جامعۃ المدینہ آگرہ کی محنتوں، اساتذہ کی قربانیوں، منتظمین کی دعاؤں، اور بالخصوص دعوتِ اسلامی کی عالمی کوششوں کا ثمرہ ہے کہ آج یہ ادارہ آگرہ میں علم و عمل کا مینار بن چکا ہے۔ دورۂ حدیث کے پہلے بیچ کے اختتام پر آگرہ کے اولیائے کرام کی سیرت پر مشتمل ۱۱۶ سال پرانی کتاب **"بوستانِ اخیار"** کو جدید ترتیب و تسہیل کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔

بالخصوص آگرہ کے عاشقانِ رسول اور بالعموم تمام عاشقانِ رسول سے عرض ہے کہ اس کتاب کو خریدیں اور پڑھیں اور اپنے اسلاف کے فیضان سے اپنے سینے کو منور کریں۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ جامعۃ المدینہ آگرہ کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے، یہاں سے فارغ ہونے والے علماء کو دین کی خدمت، سنتوں کی اشاعت، اور نیکی کی دعوت کے لیے پوری دنیا میں پھیلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ النبی الاَمین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

فارغینِ جامعۃ المدینہ
فیضانِ صدیقِ اکبر آگرہ 2026ء

(1)۔۔۔ محمد اسلام قادری بن امام بخش قادری ضلع پیلی بھیت یوپی

(2)۔۔۔ طالب حسین بن طاہر حسین ضلع رامپور یوپی

(3)۔۔۔ رحمت علی بن شاکر علی ضلع رامپور یوپی

(4)۔۔۔ رضوان احمد بن غلام محمد ضلع بارہمولہ کشمیر

(5)۔۔۔ ثاقب عطاری بن شوکت حسین ضلع اننت ناگ کشمیر

(6)۔۔۔ طاہر رضا عطاری بن نذیر احمد ملک ضلع کلگام کشمیر

(7)۔۔۔ عتیق الرحمن عطاری بن عبد القدیر ضلع سیتاپور یوپی

(8)۔۔۔ کامران بن زاہد علی ضلع آگرہ یوپی

(9)۔۔۔ محمد توحید بن عبد القوی ضلع شاہجہاں پور یوپی

(10)۔۔۔ محمد مہتاب عطاری بن محمد مبارک عطاری ضلع لوہردگا جھارکھنڈ

(11)۔۔۔ عبد الحسیب قادری بن اسرائیل ضلع سنبھل، یوپی

(12)۔۔۔ محمد احسان الحق قادری بن محمد اخلاق حسین ضلع سدھارتھ نگر یوپی

(13)۔۔۔ آصف بن اورنگزیب ضلع مرزاپور یوپی

(14)۔۔۔نام محمد حسنین رضا بن محمد امتیاز اشرفی ضلع دیوگھر جھارکھنڈ

(15)۔۔۔محمد کیف رضا قادری بن محمد عثمان انصاری ضلع سیتامڑھی بہار

(16)۔۔۔محمد ارمان علی عطاری بن عباس علی ضلع ڈبروگڑھ آسام

(17)۔۔۔محمد حسن رضا بن وکیل خان ضلع دیوگھر جھارکھنڈ

(18)۔۔۔محمّد فہیم اختر بن شبّیر حسین ضلع مرادآباد یوپی

(19)۔۔۔محمّد جعفر صادق بن ذوالفقار شیخ ضلع مالدہ بنگال

(20)۔۔۔محمّد حسنور بن رضاؤل شیخ ضلع مالدہ بنگال

(21)۔۔۔وسیم احمد بن محمد رمضان ضلع بارہمولہ کشمیر

(22)۔۔۔محمد فیضان رضا بن نسیم وارثی ضلع اٹاوہ یوپی

(23)۔۔۔مہدی حسن بن نبی جان دہلی

(24)۔۔۔عبد القدوس بن غریبا ضلع آگرہ یوپی

(25)۔۔۔اعجاز احمد بن غلام رسول ضلع پنچھ کشمیر

(26)۔۔۔نور بلال بن سرور خان ضلع گوالیر ایم پی

(27)۔۔۔محمد آصف بن انور علی ضلع رامپور یوپی

(28)۔۔۔محمد شاہ عالم بن ہاشم علی ضلع سنبھل یوپی

(29)۔۔۔امان برکاتی بن زاہد علی دہلی

(30)۔۔۔فیضان عطاری بن غلام نبی ضلع مرادآباد یوپی

(31)۔۔۔ سمیر بن کوثر علی ضلع امروہہ یوپی

جامعۃ المدینہ فیضان صدیقِ اکبر آگرہ کے اساتذۂ کرام

(1) شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا عبد العزیز عطاری قادری مصباحی (زِیْدَ مَجْدُہٗ وَ شَرَفُہٗ)

(2) حضرت مولانا شانِ الٰہی عطاری مدنی (3) حضرت مولانا شاہد عطاری مصباحی

(4) حضرت مولانا ریحان عطاری مصباحی (5) حضرت مولانا عالمگیر مصباحی

(6) حضرت مولانا عمران رضا مصباحی (7) حضرت مولانا اختر رضا مصباحی

(8) حضرت مولانا مشہود عطاری مدنی (9) حضرت مولانا عمران مصباحی

(10) حضرت مولانا وصی عطاری (11) حضرت مولانا شفیق عطاری مدنی

(12) جناب یونس سر (13) جناب عارف سر

جامعۃ المدینہ آگرہ کے منتظمین عملہ

(1) معین الدین عطاری (2) عمران عطاری (3) نوشاد عطاری

(4) نیاز عطاری (5) عارف عطاری (6) چاہت عطاری

(7) عرفان عطاری (8) ساجد عطاری (9) آزاد عطاری

اللہ پاک جامعۃ المدینہ فیضانِ صدیقِ اکبر آگرہ کے تمام اساتذہ، طلباء، منتظمین، خادمین، معاونین اور محبین کو شاد و آباد رکھے، دین و دنیا کی بھلائیاں عطا فرمائے۔ اور اس علم کے چمن کو ہمیشہ آباد فرمائے۔

اے عاشقانِ اولیاء! آپ سب عاشقانِ اولیاء کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول سے وابستہ ہو کر دینِ متین کی خدمت میں مصروف ہو جایئے۔

تقریظِ جمیل

نبیرۂ اعلیٰ حضرت، شیخ طریقت، حضرت علامہ مولانا عبد المنان رضا منانی زید مجدہ و شرفہ وعلمہ وعمرہ بریلی شریف

الحمد لله ربّ العالمين، الصلوٰة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين، وعلى آله وأصحابه أجمعين

اولیاءِ کرام کی سیرتیں دراصل ایمان، اخلاص، عشقِ الٰہی اور اتباعِ سنت کے روشن مینار ہیں۔ ان کے تذکرے سے دلوں کو حیاتِ روحانی نصیب ہوتی ہے اور ایمان تازہ ہوتا ہے۔ زیرِ نظر کتاب "آگرہ کے ۲۸۳ اولیائے کرام کے حالات" انہی نفوسِ قدسیہ کے تذکروں کا ایک حسین گلستاں ہے جس میں ہر ورق سے ولایت کی خوشبو آرہی ہے۔

مرتبِ کتاب حضرتِ مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری نے نہایت عرق ریزی، تحقیق اور اخلاص سے علامہ سعید احمد مارہروی کی نایاب تصنیف بوستانِ اخیار کو جدید ترتیب و تسہیل کے ساتھ پیش کر کے اہلِ آگرہ ہی نہیں بلکہ تمام اہلِ محبت و ولایت پر عظیم احسان فرمایا ہے۔

اللہ پاک سے دعا کرتا ہوں کہ اس کتاب کے مرتب مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری کو اس کا اچھا بدلہ عطا فرمائے۔

یقیناً یہ ایسا عظیم کام ہے جس کا بدلہ ہم مرتب کو نہیں دے سکتے۔ تاہم آگرہ کے مسلمانوں سے اپیل ہے کہ جگہ جگہ، محلہ محلہ اس کتاب کی تشہیر کریں اور خود بھی خریدیں اور ایصال ثواب میں تقسیم بھی کروائیں تاکہ بزرگوں کی سیرت کو عام کیا جاسکے۔

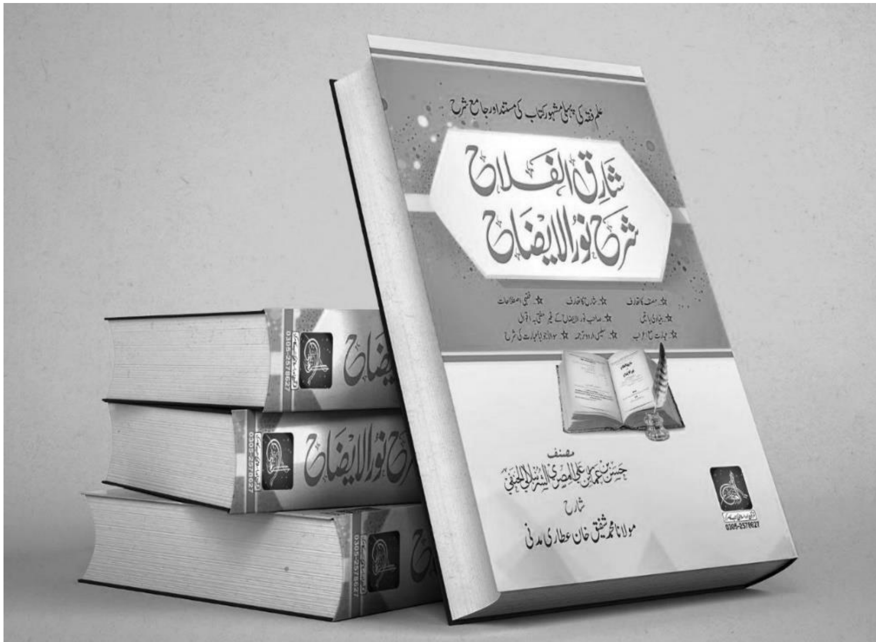
اس کتاب میں **اولیاءِ آگرہ کے حالاتِ زندگی**، مزاروں کے مقامات، سلسلۂ طریقت، سالِ وفات، اور اولیاء سے متعلق اہم عقائد و دلائل کو نہایت منظم انداز میں جمع کیا گیا ہے۔ یہ تصنیف نہ صرف تحقیقی و تاریخی لحاظ سے اہم ہے بلکہ روحانی بالیدگی اور عقیدۂ اہلِ سنت کی تقویت کا ذریعہ بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ **مرتبِ کتاب** کی اس علمی و روحانی خدمت کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے، اور اسے عاشقانِ رسول ﷺ کے لیے باعثِ رشد و ہدایت بنائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

عبد المنان رضا منانی بریلی شریف

۱۱ جمادی الثانی ۱۴۴۷ھ بمطابق ۳ دسمبر ۲۰۲۵ء



تقریظ دل نشین

استاذ العلما، فضیلۃ الشیخ حضرت علامہ مولانا عبد العزیز عطاری قادری مصباحی

شیخ الحدیث جامعۃ المدینہ فیضانِ صدیقِ اکبر آگرہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ ربّ العالمین، والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین، وآلہ وصحبہ أجمعین۔

یہ میرے لیے باعثِ مسرت و افتخار ہے کہ میں **"آگرہ کے ۲۸۳ اولیائے کرام کی سیرت"** پر یہ چند کلماتِ تحسین قلم بند کر رہا ہوں۔ یہ کتاب محض ایک تاریخی یا تذکیراتی مجموعہ نہیں؛ بلکہ یہ آگرہ کی مقدس دھرتی پر جلوہ فرما اُن روحانی آفتاب و ماہتاب کی حیات و خدمات کا زندہ و تابندہ چراغ ہے جن کی برکتوں نے صدیوں دلوں کو منور رکھا۔

اس مبارک تصنیفی سرمایہ کے مرتب **مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری** حفظہ اللہ تعالیٰ اپنے زمانے کے ایک متحرک، صاحبِ ذوق، اور دردِ دیں سے لبریز عالمِ دین ہیں۔ آپ کی زندگی درس و تدریس، اصلاح و تبلیغ، تصنیف و تالیف اور خدمتِ خلق جیسے شعبوں میں سراپا جد و جہد اور پُر خلوص محنت کا حسین سنگم ہے۔ آپ کی تحقیقی کاوش، دینی فکر اور تحریری حسن اس کتاب کے ہر صفحے سے نمایاں جھلکتے ہیں۔ آپ نے اس کتاب کو محض ترتیب نہیں دیا بلکہ قدیم مصادر کی چھان بین، محققانہ اندازِ تحریر، واضح اسلوب، اور نہایت محتاط ترتیب کے ذریعے اسے اپنی نوعیت کی ایک باکمال خدمتِ دین بنا دیا ہے۔

آگرہ کے اولیائے کرام کے حالات، سلسلۂ طریقت کی معرفت، اولیاء اللہ کے فضائل و برکات، مزارات کے آداب، اور عقائدِ اہلِ سنت کے دلائل، یہ سب مضامین اس

قدر سلیقے، دلیل اور قوت قلم کے ساتھ جمع کیے گئے ہیں کہ قاری نہ صرف علمی اعتبار سے مطمئن ہوتا ہے بلکہ روحانی تربیت سے بھی بہرہ مند ہوتا ہے۔

یہ کتاب دراصل عوام کے لیے نورِ طریقت کا سرمایہ، خواص کے لیے تحقیق کا مآخذ، اور عاشقانِ اولیاء کے لیے ایک روحانی سوغات ہے۔

میری رائے میں اس کتاب کی اشاعت امت کے لیے ایک نعمتِ غیر مترقبہ سے کم نہیں ہے۔ ایسے دور میں جب لوگ اپنی روحانی تاریخ سے بیگانہ ہوتے جارہے ہیں، یہ کتاب اُنہیں اُن بزرگوں سے جوڑتی ہے جنہوں نے آگرہ کو علم، عرفان، عشقِ رسول ﷺ اور ولایت کی خوشبو سے مہکا دیا۔

میں تمام قارئین، اہلِ علم، صوفیہ، طلبۂ مدارس اور عاشقانِ اولیاء سے دست بستہ گزارش کرتا ہوں کہ اس کتاب کو نہ صرف خود پڑھیں بلکہ اسے زیادہ سے زیادہ تقسیم کر کے اسے صدقۂ جاریہ بنائیں۔ ممکن ہے کہ آپ کے ذریعے یہ کتاب کسی ایسے ہاتھ میں پہنچ جائے جس کی زندگی کا رخ بدل جائے، اس کے دل میں محبتِ اولیاء کی شمع روشن ہو جائے، اور آپ کے لیے یہ دائمی نیکی کا سبب بن جائے۔

آخر میں مرتبِ محترم کے لیے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی عمر، علم، عمل، قلم اور خدمات میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے، ان کے اس نیک کارنامے کو قبولیتِ عامہ سے نوازے، اور اسے ان کے لیے دنیا و آخرت کا بہترین ذخیرہ بنائے۔

وما توفیقی إلا باللہ العلی العظیم۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه محمد و آله وصحبه أجمعین۔

عبد العزیز عطاری قادری مصباحی۔ ۱۲ جمادی الثانی ۱۴۴۷ بمطابق ۴ دسمبر ۲۰۲۵

تقریظ لطیف

حضرت مولانا شانِ الٰہی مدنی استاد جامعۃ المدینہ فیضانِ صدیقِ اکبر آگرہ

کتاب "آگرہ کے ۲۸۳ اولیاء کرام" کو کچھ خاص مقام سے پڑھنے کا موقع ملا یہ بالخصوص اہلِ آگرہ کے لیے اور بالعموم سب کے لیے ایک عظیم تحفہ اور دینی اثاثہ ہے۔ اس کتاب کے ذریعے آگرہ کی اس مبارک سرزمین پر مدفون اللہ کے نیک بندوں کی حیات، خدمات اور روحانی فیوض کو ایک جگہ نہایت سلیقے اور تحقیق کے ساتھ جمع کر دیا گیا ہے۔ یہ کتاب خصوصا اہلِ آگرہ کے لیے اپنی تاریخ، اپنی روحانی وراثت اور اپنے اکابر سے جڑنے کا ایک مضبوط ذریعہ ہے۔

عوامِ آگرہ کے لیے یہ کتاب اس لیے خاص اہمیت رکھتی ہے کہ یہ انہیں اپنے شہر کے اولیائے کرام سے روشناس کراتی ہے، ان کی زندگیوں سے عمل، اخلاق، تقویٰ اور محبتِ الٰہی کا سبق دیتی ہے، جو لوگ اپنے بزرگوں کے مزارات پر حاضری دینے کا شوق رکھتے ہیں ان کے لیے یہ کتاب زیارت کے ساتھ معرفت بھی عطا کرتی ہے۔ علمائے کرام کے لیے بھی یہ کتاب ایک مستند ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس میں تاریخی تسلسل، سلاسلِ طریقت کا تعارف اور اولیائے کرام کی دعوتی و اصلاحی خدمات کو نہایت خوبصورتی سے پیش کیا گیا ہے، جو خطابات، دروس اور تحقیقی کاموں میں نہایت مفید ثابت ہو سکتی ہے۔

مرتب مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری کی یہ محنت اس بات کی روشن دلیل ہے کہ انہوں نے آگرہ کے اولیائے کرام سے محبت، عقیدت اور ذمہ داری کے ساتھ اس علمی امانت کو مرتب کیا ہے۔ موصوف کی اس کے علاوہ بھی اصلاحی و درسی کتب

موجود ہیں۔ اللہ کریم ان کے علم و قلم میں اور برکتیں عطا فرمائے۔ آمین یہ کتاب صرف مطالعہ کی چیز نہیں بلکہ اپنے ماضی سے جڑنے، حال کی اصلاح اور مستقبل کو سنوارنے کا ذریعہ ہے۔ میں **اہلِ آگرہ، عوام اور علماء** دونوں سے خلوصِ دل کے ساتھ گزارش کرتا ہوں کہ وہ اس کتاب کو ضرور پڑھیں، اپنے گھروں میں رکھیں، نئی نسل تک پہنچائیں اور اپنے شہر کے اولیائے کرام کے فیوض وبرکات سے علمی وروحانی فائدہ اٹھائیں۔

یہ کتاب آگرہ کی دینی پہچان کو زندہ رکھنے والی ایک نہایت قابلِ قدر خدمت ہے۔

از قلم شانِ الٰہی مدنی استاد جامعۃ المدینہ فیضانِ صدیقِ اکبر آگرہ

تقریظ نفیس

حضرت مولانا عالمگیر مصباحی استاد جامعۃ المدینہ فیضانِ صدیقِ اکبر آگرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علمِ سیرت و تذکرہ کا فن، محض ناموں کا مجموعہ نہیں بلکہ ہمارے اسلاف کے علمی، روحانی اور اصلاحی سرمایہ کی حفاظت کا ذریعہ ہے۔ اس سلسلہ میں لکھی جانے والی کوئی بھی کتاب اپنے مؤلف سے نہ صرف محنت کا تقاضہ کرتی ہے بلکہ خلوص، تحقیق، ترتیب اور ذمہ داری بھی مانگتی ہے۔

مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری صاحب کی یہ گرانقدر کاوش "آگرہ کے ۲۸۳ اولیائے کرام کی سیرت" اسی علمی اور روحانی ذوق کا نادر نمونہ ہے۔ انہوں نے آگرہ کے عظیم بزرگانِ دین کی حیات، حالات، خدمات اور روحانی نقوش کو جس محبت، ترتیب اور امانت داری کے ساتھ جمع کیا ہے، یقیناً یہ کام قابلِ ستائش ہے اور اہلِ علم و اہلِ دل دونوں کے لیے یکساں نعمت ہے۔

اس کتاب کی ایک خصوصیت جو اسے عصرِ حاضر کی ضرورت سے جوڑتی ہے وہ یہ ہے کہ بزرگانِ دین کے تذکرے کے ساتھ ان کے مزار مبارک کی لوکیشن کا QR Code شامل کیا گیا ہے، تاکہ زائرین اور عاشقانِ اولیاء کے لیے ان کے مزارات تک پہنچنا آسان ہو جائے۔ یہ انداز نہ صرف تحقیق اور محبت کا حسین امتزاج ہے، بلکہ جدید وسائل کو دینی خدمت کے لیے استعمال کرنے کی روشن مثال بھی ہے۔

یہ کتاب ان شاء اللہ آگرہ کی روحانی تاریخ کا معتبر حوالہ بنے گی، اور علم و ادب، تاریخ و تزکیہ اور نسبت و محبت کے متلاشی قارئین کے لیے دائمی فائدہ کا ذخیرہ ثابت ہو گی۔

اللہ تعالیٰ مؤلف محترم مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری صاحب کی اس علمی خدمت کو قبول فرمائے، اس کتاب کو ان کے لیے صدقۂ جاریہ بنائے، اور انہیں مزید خدمتِ دین، تحقیق، تصنیف اور عوام و خواص کے لیے باعثِ نفع علوم عطا فرمائے۔

آمین یارب العالمین۔

محمد عالم گیر مصباحی، استاد جامعۃ المدینہ فیضانِ صدیقِ اکبر آگرہ، ۴/ دسمبر ۲۰۲۵

استاد کو تدریس کے اعلیٰ منصب کی جانب لے جانے والی ایک نمایاں تحریر جس میں تدریس میں نکھار پیدا کرنے والی چیزوں کو بیان کیا گیا ہے۔
رَفِیقُ التَّدْرِیس
اس کتاب میں چھ ابواب ہیں جو درج ذیل ہیں:
◆ پہلا باب: 63 انوکھی معلومات
◆ دوسرا باب: 63 انوکھے سوالات
◆ تیسرا باب: 63 انوکھے چٹکلے
◆ چوتھا باب: 63 انوکھی پہیلیاں
◆ پانچواں باب: 63 انوکھی حکمتیں
◆ چھٹا باب: 63 انوکھی حکایات
مصنف
مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری
مکتبہ دار السنہ، دہلی
PUBLISHER
MAKTABA DARUS-SUNNAH DELHI
Mob.: +91-9368287284, 8808693818



تقریظ حسین

محمد نعمان اشرف نعیمی بن مفتی اعظم شیش گڑھ حضرت علامہ مفتی محمد توفیق احمد نعیمی صاحب قبلہ

اس وقت میرے پیش نظر حضرت مولانا مفتی محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری کی ترتیب و تسہیل بنام آگرہ کے ۲۸۳ اولیائے کرام ہے، نام سے ہی ظاہر ہے کہ یہ کتاب اگرہ کے ۲۸۳ اولیائے کرام کی حیات و خدمات پر مشتمل ہے۔اصل میں اس کتاب کا قدیم و تاریخی نام "بوستان اخیار" ہے جو کہ حضرت علامہ سعید احمد مارہروی صاحب قبلہ کی تالیف ہے۔

الحمدللہ! مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ اگرہ کے اولیائے کرام کی سوانح حیات کو کئی مدت بعد دوبارہ شائع کیا جارہا ہے اور اس کام کو حضرت مولانا مفتی ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری انجام دے رہے ہیں۔

احقر نے یہ چند سطریں حضور سید ارشاد میاں صاحب قبلہ کے کہنے پر رقم کریں ہیں دعا ہے کہ مولی تعالی حضرت علامہ موصوف کی اس تاریخی کتاب کو مقبولیت عامہ عطا فرمائے۔ آمین

محمد نعمان اشرف نعیمی بن مفتی اعظم شیش گڑھ حضرت علامہ مفتی محمد توفیق احمد نعیمی

تقریظ جلیل

حضرت علامہ مولانا مفتی غلام معین الدین فیضی امجدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

حضرت علامہ مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری صاحب قبلہ شہر آگرہ میں محتاج تعارف نہیں، بلکہ آگرہ اور قرب و جوار کا ہر فرد جو علم و ادب، تحریر و تقریر سے ادنیٰ سا شغف رکھتا ہے، وہ موصوف کو ان کی تصنیف و تالیف تدریس و تبلیغ میں جلوہ فشانی سے بخوبی واقف ہے۔

موصوف نے اپنے زور قلم سے ہر میدان میں اپنے آپ کو روشناش کرایا ہے۔ زیر نظر کتاب "بوستان اخیار" مصنف: علامہ سعید احمد مارہروی بنام "آگرہ کے ۲۸۳ اولیائے کرام" کی عمدہ انداز میں ترتیب و تسہیل کی ہے۔ یہ کتاب اپنی گوناں گوں خوبیوں کی بنا پر انفرادیت کی حامل ہے، یہ ایک ایسی کتاب ہے جو طالبان سلوک و محبت، عاشقین اولیائے امت کے لیے مشعلۂ راہ ہے۔ سبقاً سبقاً میں نے اس کتاب کا مطالعہ کیا، تو معلوم ہوا کہ شہر آگرہ میں بہت سی ایسی عظیم اور باکمال ہستیاں جلوہ فگن ہیں جن کی روحانی نور سے پورا شہر معمور و منور ہے۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

اس کتاب کی ترتیب و تسہیل کرکے محترم موصوف نے تمام عشاق اولیاء اللہ کو ایک سنہرا موقع عنایت کیا ہے کہ جب بھی کوئی سنی صحیح العقیدہ مسلمان ان بزرگان دین کی

بارگاہ میں خراج محبت، گلہائے عقیدت پیش کرنا چاہے تو اس کتاب کو مشعلۂ راہ بنائے، اور شہر آگرہ کے کسی بھی ولی کامل سے اکتساب فیض کرے۔

یہ بات اچھی طرح واضح رہے کہ محبوب بارگاہ سے اکتساب فیض کرنا ہم سنی مسلمانوں کا کوئی نیا طریقہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ ہمیشہ سے اہل محبت کا شیوہ رہا ہے، خیر القرون سے لے کر آج تک صحابۂ کرام، تابعین عظام اور علمائے ذوی الاحترام رضی اللہ عنہم کا سنت، طریقہ اور معمول رہا ہے۔ جیسا کہ کتب احادیث و سیر اس پر شاہد ہیں کہ خود صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ سے منسوب و ملبوس، مقدس و بابرکت چیزوں سے فیض حاصل کرتے رہے، اور یہ سلسلۂ تبرک صرف آقائے دو جہاں ﷺ کی ذات تک محدود نہیں رہا بلکہ حضور ﷺ کی صحبت و معیت سے فیض یاب ہونے والے صحابۂ کرام اور پھر ان سے رشتۂ غلامی رکھنے والے تابعین، المختصر! آج تک آپ ﷺ کی امت میں جتنے اولیاء، صالحین، محدثین، فقہا، اور مفسرین گزرے ہیں ہر ولی کامل اور صالح شخص سے ان کے متعلقین و محبین نے ان کی حیات میں اور ان کی وفات کے بعد ان کے مزارات سے برکت حاصل کی ہے۔

رسول اکرم سرکار معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جب لوگوں کی ایک بڑی جماعت جہاد کرے گی تو ان سے پوچھا جائے گا: کیا تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رہا ہو؟ پس وہ لوگ کہیں گے: ہاں (ایسا شخص ہمارے درمیان موجود ہے)۔ تو انہیں (اس صحابی رسول کی وجہ سے) فتح

عطا کر دی جائے گی۔ پھر لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ جب لوگوں کی ایک بڑی جماعت جہاد کرے گی تو ان سے پوچھا جائے گا: کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کی صحبت پائی ہو؟ وہ کہیں گے: ہاں۔ پھر انہیں (اس تابعی کی وجہ سے) فتح عطا کر دی جائے گی۔ پھر لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ ایک کثیر جماعت جہاد کرے گی تو ان سے پوچھا جائے گا: کیا تمہارے درمیان کوئی ایسا شخص ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کی صحبت پانے والوں کی صحبت پائی ہو؟ وہ کہیں گے: ہاں، تو انہیں (تبع تابعی کی وجہ سے) فتح عطا کر دی جائے گی۔"

(بخاري، الصحيح، كتاب فضائل الصحابة، باب: فضائل أصحاب النبي صلي الله عليه وآله وسلم، ۳: ۱۳۳۵، رقم)
(مسلم، الصحيح، كتاب: فضائل الصحابة، باب: فضل الصحابة ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم، ۴: ۱۹۶۲، رقم:)

اور بعد وفات بھی مزاراتِ اولیاء اللہ سے برکت حاصل کرنا سلف و خلف کا معمول رہا ہے۔ امام شمس الدین سخاوی (متوفی ۹۰۲ھ) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں: "اُن کی قبر مبارک پر قبہ بنایا گیا، اس کی زیارت کی جاتی ہے اور اس سے برکت حاصل کی جاتی ہے۔"

(التحفة اللطيفة في تاريخ المدينة الشريفة)

امام ابنِ عبد البر الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے۔ معرکۂ قسطنطنیہ میں آپ شریک ہوئے۔ دشمن کی سرحد کے قریب آپ رضی اللہ عنہ بیمار پڑ گئے۔ مرض نے شدت اختیار کی تو وصیت فرمائی: "جب میں فوت ہو جاؤں تو میری میت ساتھ اُٹھا لینا، پھر جب دشمن کے سامنے صف آرا ہو جاؤ تو مجھے اپنے قدموں میں دفن کر دینا۔"

(الاستیعاب في معرفة الأصحاب،۱:۴۰۴-۴۰۵)

چنانچہ آپ کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے مجاہدینِ اسلام نے آپ کو قلعہ کے دامن میں دفن کر دیا اور دشمنوں کو متنبہ کیا کہ اگر اس جلیل القدر صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی بے حرمتی کی گئی تو بلادِ اسلامیہ میں اُن کا کوئی گرجا محفوظ نہ رہے گا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کا دشمن بھی احترام کرنے پر مجبور ہو گئے اور بہت جلد اس کے فیوض و برکات کا لوگوں کو پتہ چل گیا کہ یہاں کی جانے والی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ علامہ ابنِ عبد البر مزید فرماتے ہیں: ”حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی قبر قلعہ کی فصیل کے قریب ہے، سب کو معلوم ہے کہ وہاں پہنچ کر لوگ اس کے وسیلہ سے بارش کے لیے دعا کرتے ہیں تو بارش ہو جاتی ہے۔“ (ابن عبد البر، الاستیعاب في معرفة الأصحاب، ۱:)

ان عبارات سے یہ صاف ظاہر ہے کہ اہل اسلام ، سلف و خلف محبوبان بارگاہ سے ان کی حیات میں اور بعد وفات ان سے فیض حاصل کرتے چلے آئے ہیں۔ انہیں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہم بھی اولیائے کرام سے فیض حاصل کرتے ہیں اور مستفیض ہوتے رہیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

رب کریم مؤلف کی اس کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے اور مسلمانوں کو اس سے فائدہ پہونچانے کے اسباب پیدا فرمائے، اس کتاب کو مقبول انام فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

فقیر قادری غلام معین الدین فیضی امجدی، استاذ و مفتی الجامعۃ الرضویۃ ازہر العلوم عباس نگر آگرہ۔ خطیب و امام یکی سرائے بڑی مسجد آگرہ۔ ۲۲ / جمادی الاخری ۱۴۴۷

تقریظ مبین

حضرت سید امتیاز سلطان صاحب گولیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم أما بعد!

روحانیت کے بامِ عروج پر جلوہ افروز وہ پاکیزہ نفوس جنہیں امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام نے "اولیاء اللہ" کے لقبِ جمیل سے یاد کیا، دراصل انسانیت کے وہ رہنما ہیں جن کے کردار، عمل، زہد، علم، اور خدمتِ خلق کے نقوش تا قیامت زندہ رہیں گے۔

یہ وہ بندگانِ خدا ہیں جنہوں نے ظلمت میں اجالا کیا، غفلت میں بیداری پیدا کی، اور انسان کو اس کے رب سے جوڑنے کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔

ان کے فیوض وبرکات سے سرزمینِ ہند ہمیشہ سرسبز و شاداب رہی ہے۔ انہی اولیاء کے دم سے یہاں کے قلوب میں ایمان کی حرارت اور محبتِ الٰہی کی چمک برقرار ہے۔

زیرِ نظر کتاب "آگرہ کے اولیاء کرام کی سیرت" اصل میں علامہ سعید احمد ماہریروی کی تقریباً ایک صدی قبل لکھی گئی کتاب بنام "بوستان اخیار" کی جدید ترتیب و تسہیل ہے جو استاذ العلماء، مصنف کتب کثیرہ حضرت علامہ مولانا شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری دامت برکاتہم العالیہ کی ایک نہایت وقیع، جامع، اور خلوص و تحقیق سے لبریز علمی کاوش ہے، جو برصغیر کے روحانی و علمی سرمائے میں ایک قیمتی اضافہ ہے۔

مرتب محترم مدظلہ العالی نے نہ صرف آگرہ کے اولیاء و صلحاء کے احوال و آثار پر کام کیا، بلکہ اس شہر محبت و معرفت کے روحانی پس منظر کو بھی واضح کیا ہے۔ آگرہ کی خانقاہی

روایت، وہاں کے علمی مراکز، اور اہلِ دل کی محفلوں کا ذکر اس انداز میں کیا گیا ہے کہ اس کتاب کو پڑھنے والا ماضی کے روحانی ماحول میں سانس لیتا محسوس ہوتا ہے۔

کتاب کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ مرتب محترم مدظلہ العالی نے محض تاریخی تذکرہ نگاری نہیں کی، بلکہ ایک زندہ روحانی ورثہ محفوظ کرنے کی سعی کی ہے۔ انہوں نے قدیم تذکرہ نگاروں، تاریخی مآخذ، ملفوظاتِ مشائخ اور مقامی روایتوں سے بھرپور استفادہ کر کے ایک جامع اور محققانہ مجموعہ پیش کیا ہے۔

مرتب محترم مدظلہ العالی نے ہر ولیِ کامل کی حیات و خدمات کا تذکرہ نہایت توازن کے ساتھ کیا ہے نہ مبالغہ، نہ اختصار بلکہ ایک ایسی معتدل علمی روش جو حقیقت پسندی اور دینی ذوق دونوں کو یکجا کرتی ہے۔

اس کتاب میں اس بات کو بھی واضح کیا ہے کہ اولیاء اللہ کا راستہ دراصل قرآن و سنت کا راستہ ہے جس میں عشق و معرفت کے ساتھ عمل و خدمت کا پختہ نظام موجود ہے۔

زبان و بیان کے اعتبار سے کتاب کا اسلوب نہایت شائستہ، رواں اور ادبی لطافت سے مزین ہے۔ عبارت میں جگہ جگہ وہ روحانی رچاؤ اور ایمانی حرارت جھلکتی ہے جو پڑھنے والے کے دل میں اثر چھوڑ جاتی ہے۔ ہر صفحہ مرتب محترم مدظلہ العلی کی محنت، خلوص، اور دین سے محبت کا آئینہ دار ہے۔

کتاب کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس میں آگرہ کے ان گمنام بزرگوں کو بھی جگہ دی گئی ہے جن پر عموماً خاموشی چھائی رہی۔ حالانکہ ان کی دعاؤں، ذکر و اذکار، اور فیوض نے صدیوں تک لوگوں کے دلوں کو منور رکھا۔

یوں یہ کتاب تارِیخِ اولیاء کا ایک ایسا گوشہ منکشف کرتی ہے جو اب تک تحقیق کے پردے میں تھا۔

خانوادۂ حضور قطب عالم، سید سلطان شاہ حلبی قطب پوری رحمۃ اللہ علیہ کا ہر فرد اس بات کو باعثِ مسرت سمجھتا ہے کہ استاذالعلماء مصنف کتب کثیرہ حضرت علامہ مولانا شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری دامت برکاتہم العالیہ نے بڑی بصیرت اور تحقیق کے ساتھ ایک ایسے موضوع پر قلم اٹھایا جس پر آج کے مادی دور میں توجہ کم دی جاتی ہے۔

ایسی کتابیں نہ صرف علمی ذوق رکھنے والوں کے لیے قیمتی سرمایہ ہیں بلکہ نئ نسل کے لیے روحانی بیداری کا ذریعہ بھی ہیں۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو قبولِ عام نصیب فرمائے، اسے اصلاحِ قلوب اور تجدیدِ ایمان کا وسیلہ بنائے، اور مرتب محترم مدظلہ العالی کے علم و قلم میں مزید برکتیں عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ انہیں مزید ایسے علمی و روحانی کارنامے انجام دینے کی توفیق بخشے جن سے دینِ متین کا وقار بلند ہو اور امتِ مسلمہ کے دلوں میں محبتِ اولیاء کی روشنی پھیلے۔

آمین بجاہ النبی الامین الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

فقط والسلام: احقر سید امتیاز سلطان عفا اللہ عنہ

خانقاہ عالیہ، قادریہ، سلطانیہ، شجانیہ گوالیار شریف۔

۱۵ جمادی الاولی ۱۴۴۷ھ بمطابق ۷ نومبر ۲۰۲۵ء بروز جمعہ

تقریظِ کامل

حضرت سید ارشاد سلطان صاحب آگرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم أما بعد!

اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکت ہے جس نے ہر زمانے میں اپنے برگزیدہ بندوں کے ذریعے دینِ اسلام کی آبیاری فرمائی۔ اولیاءِ کرام، صلحاء و مشائخ نے اپنی روحانیت، تقویٰ، اور خلوص سے وہ روشنی پھیلائی جس نے صدیوں تک دلوں کو منور رکھا۔ انہی اولیاء کی بستیوں میں آگرہ ایک نمایاں حیثیت رکھتا ہے، جہاں دین و روحانیت کے بے شمار چراغ روشن ہوئے۔

اسی تاریخی و روحانی پس منظر میں میرے محترم و مکرم استاذ گرامی حضرت مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی کتاب "آگرہ کے ۲۸۳ اولیائے کرام کی سیرت" ایک غیر معمولی علمی و تحقیقی خدمت ہے۔

مجھے فخر ہے کہ یہ گراں قدر تالیف میرے اپنے استاذ محترم کی ہے، اور میرے لیے یہ بڑی سعادت و خوش بختی کی بات ہے کہ میں اپنے محسن و مربی کی کتاب پر چند تعریفی کلمات رقم کر رہا ہوں۔ استادِ محترم کی یہ کاوش ان کے علم، ذوقِ تحقیق، تاریخی شعور اور اولیاءِ کرام سے قلبی تعلق کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

انہوں نے نہایت عرق ریزی اور خلوص کے ساتھ آگرہ کے روحانی سرمائے کو محفوظ کر دیا ہے، جو نہ صرف محققین کے لیے قیمتی سرمایہ ہے بلکہ عوام کے لیے بھی ایمان افروز اور روح پرور مطالعہ کا ذریعہ ہے۔

اللہ ربّ العزت میرے محترم استاذ کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، ان کے علم و عمر میں برکت عطا فرمائے، اور ہمیں ان کے فیوض و برکات سے ہمیشہ مستفید ہونے کی توفیق دے۔ آمین یارب العالمین۔

خاکسار سید ارشاد سلطان عفی عنہ
نائب صدر تحریک تحفظ سنیت و خطیب و امام چار مینار بڑی مسجد تیلی پاڑہ تاج گنج آگرہ
۱۵ جمادی الاولی ۱۴۴۷ھ بمطابق ۷ نومبر ۲۰۲۵ء بروز جمعہ

تقریظِ کامل

حضرت مفتی محمد سلیمان منظری مرادابادی، خطیب و امام: شاہی جامع مسجد آگرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیشِ نظر کتاب آگرہ کے اولیائے کرام کی سیرت پر مشتمل ایک نہایت عمدہ علمی کاوش ہے، جسے دیکھ کر خوشی ہوئی اور یہ بڑی مسرت و شادمانی کی بات ہے کہ اس دور میں بھی اہلِ علم نے بزرگانِ دین کی یادوں اور اُن کے فیوض و برکات کو محفوظ کرنے کے لیے اپنے قلم کو متحرک رکھا ہے۔ آگرہ برصغیر کا وہ روحانی خطہ ہے جہاں صدیوں سے اولیائے کرام نے اپنی خانقاہوں، درسگاہوں اور محافل کے ذریعہ دین و معرفت کی شمعیں روشن کیں۔ ان بزرگوں کی زندگیاں اخلاص، عبادت، خدمتِ خلق، دعوتِ دین اور سنتِ رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی ترویج سے بھری ہوئی ہیں۔

ان کے تذکرے نہ صرف تاریخ کا حصہ ہیں بلکہ اہلِ دل کے لیے زادِ راہ بھی ہیں۔ اس کتاب میں ان اولیائے کرام کی حیاتِ طیبہ کو جس ترتیب، احترام اور تحقیقی سادگی کے ساتھ پیش کیا گیا ہے، وہ اس قابل ہے کہ تحسین کی نظر سے دیکھا جائے۔

مصنف مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتح پوری نے اپنی سابقہ تصانیف میں بھی یہی معتدل، پراثر اور عام فہم علمی اسلوب اختیار کیا ہے۔ چاہے وہ کتاب **"آنکھوں کا تارا نام محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم"** ہو، **"دینِ اسلام کی خوبیاں"** ہو یا **"آسان خطباتِ محرم"** ہر جگہ ان کی تحریر میں اخلاص، محبتِ رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم، دینی غیرت اور اصلاحی فکر نمایاں ہے۔ اسی سلسلے کی

ایک مبارک کڑی یہ کتاب بھی ہے۔ کتاب کے عنوانات اور اس کے کچھ اجزاء دیکھے، مجموعی طور پر کتاب عمدہ معلوم ہوتی ہے۔

مرتب کا قلم جہاں سیرتِ مصطفی ﷺ میں جذبوں کی گرمی پیدا کرتا ہے، وہیں اولیائے کرام کے حالات میں روحانی سکون اور عملی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ ان کی تحریروں میں وہ جامعیت موجود ہے جو مبتدی اور صاحبِ علم دونوں کے لیے یکساں مفید ثابت ہوتی ہے۔

یہ کتاب آگرہ کے روحانی سرمایہ کو اگلی نسلوں تک پہنچانے میں ایک اہم کردار ادا کرے گی۔ مرتب نے اولیائے آگرہ کی حیات سے اخذ ہونے والے دروس کو سلیقے سے پیش کیا ہے، جس سے قاری کے دل میں نہ صرف بزرگوں کی محبت پیدا ہوتی ہے بلکہ ان کے نقشِ قدم پر چلنے کا حوصلہ بھی ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مصنف کے اس اخلاصِ نیت کو قبول فرمائے، ان کے علم و قلم میں مزید برکت عطا فرمائے، اور اس کتاب کو عوام و خواص کے لیے نافع بنائے۔ آمین۔

بندہ ناچیز: محمد سلیمان منظری مرادابادی

خطیب و امام: شاہی جامع مسجد آگرہ

۱۷ جمادی الاخری ۱۴۴۷ھ بمطابق ۱۷ دسمبر ۲۰۲۵ء بروز منگل

تأثر

تذکرہ نگاری کی تاریخ بہت قدیم ہے، جو عہد صحابہ کے دور زرین سے شروع ہو کر ابھی تک جاری ہے، اور ان شاء اللہ تعالی قیامت تک جاری و ساری رہے گی۔ پہلے انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی سیرت لکھی گئی، پھر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے تذکرے قلم بند کیے گئے، اس کے بعد تابعین و تبع تابعین کی حیات و کارناموں کو سپرد قرطاس کیا گیا، اور اس کے معاً بعد اولیائے کرام و صوفیائے عظام کے شب و روز ضبط تحریر میں آئے، آرہے ہیں اور آتے رہیں گے۔

زیر نظر کتاب "بوستان اخیار" اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی ہے، جو آگرہ کے اولیائے باوقار اور صوفیائے باصفا کے تذکروں اور سوانحی خاکوں پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب قریبا ایک صدی پہلے لکھی گئی ہے، جو ردائے گمنامی میں روپوش ہو کر تقریبا ناپید سی ہو گئی تھی برسوں سے یہ کتاب اپنی ہمہ گیریت اور انفرادیت کے سبب شدت سے جدید پیراہن پہن کر طباعت و اشاعت کی متقاضی تھی کہ کوئی محب اولیاء آئے اور اس کتاب کو اپنے سر کر لے۔ قربان جاؤں استاد گرامی مصنف کتب کثیرہ حضرت علامہ مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری حفظہ اللہ تعالی ورعاہ پر جنھوں نے اس کتاب پر اعتنا فرمایا، اور اسے سلسلہ وار مرحلۂ طباعت تک لے آئے۔ یہ استاد گرامی مدظلہ العالی کی خلوص وللّٰہیت کا ہی نتیجہ ہے کہ جنھوں نے اس مادیت گزیں دور میں تصنیفی، تالیفی اور تدریسی خدمات کے باوصف اپنے اوقات اس کتاب پر ایثار فرمائے، جو بغیر توفیق الہی ممکن نہیں۔

کسی بھی کتاب کے عظیم ہونے کی جہت اس کا موضوع ہوتا ہے۔ یہ ان نفوس قدسیہ کے تذکرے ہیں جن کی شخصیات "من ذکرکم اللہ رؤیته" کی مصداق ہیں، محبان تصوف اور وابستگانِ صوفیہ کے لیے اس کتاب کی وہی اہمیت ہے جو کسی بھی محب کے لیے دیار محبوب کی ہوتی ہے، اور اس کتاب کی محبت کا باعث بھی وہی ہے جو دیار یار کی محبت کا ہوتا ہے، جب یہ حقیقت کہ "حب الدیار لاھلھا" معقول، منقول اور مسلم ہے تو دیار محبوب تک پہنچانے والی معین و مددگار ذات کی محبت کی معقولیت بھی ہر شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ یونہی محبوب شخصیات کے تذکروں پر مشتمل کتاب کے ساتھ ساتھ اس تک رسائی کرانے والی ذات بھی محبوب ہوتی ہے؛ لہٰذا استاد گرامی حضرت علامہ مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتح پوری سلمہ المنان وحفظہ الرحمن ہم سب کی محبتوں کے حقدار اور ہمارے شکر و سپاس کے سزاوار ہیں۔ اللہ تبارک و تعالی استاد گرامی حفظ اللہ تعالی ورعاہ کی توفیقات میں مزید ترقی عطا فرمائے اور دارین کی بھلائیوں سے سرفراز فرمائے۔

آمین بجاہ خاتم النبیین علیہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

محمد فیضان رضا رامپوری۔ ۱۳/ جمادی الاخری/ ۱۴۴۷۔ ۵/ ۱۲/ ۲۰۲۵

مصنف کا تعارف

کتاب بنام ''آگرہ کے اولیائے کرام کی سیرت'' دراصل ''بوستانِ اخیار'' کی نئی ترتیب و تسہیل ہے جس کے مصنف علامہ سعید احمد مارہروی ہیں۔ان کی تفصیلی سیرت کسی کتاب میں نہیں مل پائی اور نہ ہی کسی سے کچھ معلومات ہو پائی تاہم کافی کوششوں کے بعد ان کے مزار کا پتا چل سکا۔ آپ کا مزار شعیبیہ انٹر کالج ہینگ کی منڈی آگرہ کی مسجد میں بنا ہوا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ شعیبیہ انٹر کالج لڑکوں کا اور لڑکیوں کا آپ ہی کا قائم کیا ہوا ہے جو کہ اب تک موجود ہے۔ مزید یہ بھی پتا چلا کہ آپ کلکٹری میں بھی سرکاری ملازم تھے۔

مصنف کی چند تصانیف درج ذیل ہیں

(1)۔مرقع اکبر آباد (2)۔آثارِ خیر (3)۔مشاہیر اکبر آباد
(4)۔گلدستۂ محمدیہ (5)۔امرائے ہنود (6)۔بوستانِ اخیار
(7)۔رہنمائے فتحپور سیکری (8)۔خطوط (9)۔پھولوں کا ہار
(10)۔قومی پھلواری

سگِ عطار (ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری) نے مصنف کی ان کتابوں میں سے ''بوستانِ اخیار'' پر کام کر دیا ہے جو کہ آپ کے سامنے ہے، اب ''مرقع اکبر آباد''، ''رہنمائے فتحپور سیکری'' اور ''آثارِ خیر'' پر ترتیب و تسہیل کا کام جاری ہے ان شاء اللہ بہت جلد یہ کتابیں بھی زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر آپ کے سامنے ہوں گی۔

سگِ عطار ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مرتب کا تعارف

نام و نسبت

نام محمد شفیق خان، والد کا نام محمد شریف خان ہے، سلسلۂ قادریہ رضویہ عطاریہ میں شیخِ طریقت امیرِ اہلسنت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ سے 2004ء میں بیعت ہونے کی وجہ سے اپنے نام کے ساتھ عطاری لکھتے ہیں، آپ کی ولادت قصبہ لَلَوْلِیْ ضلع فتح پور ہنسوا صوبہ یوپی ہند میں ہوئی، آپ کی تاریخِ پیدائش 10 جون 1986ء ہے۔

دینی ماحول سے وابستگی

موصوف نے ابتداءً ہندی انگلش کی تعلیم حاصل کر کے سن 2000ء میں AC کا کام سیکھنے اور کرنے کے لئے بمبئی چلے گئے تھے اور وہاں پر 4 سال قیام کیا پھر 2004ء میں اپنے وطن لوٹے، اور وطن میں ہی دعوتِ اسلامی کا دینی ماحول ملا، دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول سے وابستہ ہونے کے بعد مختلف کورسز کئے اور 2006ء میں اپنے ہی علاقہ کے دار العلوم بنام جامعہ عربیہ گلشنِ معصوم قصبہ للولی میں قاری اقبال احمد عطاری سے قرآنِ پاک ناظرہ اور حضرت مولانا عتیق الرحمٰن مصباحی سے درسِ نظامی کے درجۂ اولی اور کچھ درجۂ ثانیہ کی کتابیں پڑھیں، اس کے بعد مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے چریاکوٹ ضلع مؤ تشریف لے گئے اور وہاں درجۂ ثانیہ مکمل کرنے کے بعد اہلسنت کے عظیم علمی ادارے الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ میں مطلوبہ درجۂ ثالثہ کا ٹیسٹ دیا اور بفضلہ تعالی کامیاب

ہونے کے بعد درجۂ ثالثہ وہیں پڑھی، پھر درجۂ رابعہ دار العلوم غوثیہ (جو ضلع اعظم گڑھ کے گاؤں سَرَیَّا میں واقع ہے) میں مکمل کی پھر اس کے بعد دعوتِ اسلامی کے جامعۃ المدینہ فیضانِ عطار نیپال گنج، نیپال میں داخلہ لیا اور درجۂ خامسہ سے دورۂ حدیث تک کی تعلیم وہیں مکمل فرمائی۔

آغازِ تدریس و تصنیف

2014ء میں فراغت کے بعد تدریس کے لئے دعوتِ اسلامی کے جامعۃ المدینہ فیضانِ صدیقِ اکبر آگرہ تشریف لے گئے اور ایک سال وہاں تدریس فرمائی، پھر مزید تدریس کے لئے دعوتِ اسلامی کے مدنی مرکز کے حکم پر بنگلہ دیس کے دار الحکومت ڈھاکہ کے جامعۃ المدینہ تشریف لے گئے، اور وہیں پر دعوتِ اسلامی کے جامعات کے درجۂ ثانیہ میں داخلِ نصاب علمِ صرف کی کتاب بنام "مراح الارواح" کی اردو شرح بنام "شَفِیْقُ الْمِصْبَاح شرح مَرَاحُ الْاَرْوَاح" تصنیف فرمائی۔ اس کے بعد پھر جامعۃ المدینہ فیضانِ صدیقِ اکبر آگرہ تشریف لا کر درس و تدریس، تالیف و تصنیف میں مشغول ہو گئے۔ درسِ نظامی کی تدریس کے ساتھ ساتھ امامت کورس بھی کرواتے رہے۔

خلافت و اجازت

25 اپریل 2024ء کو شاگردِ حافظِ ملت، مریدِ مفتیٔ اعظم ہند، خلیفۂ برہانِ ملت، مبلغِ اسلام حضرت علامہ مولانا عبد المبین نعمانی دامت برکاتہم العالیہ نے سلسلۂ قادریہ، رضویہ کی خلافت و اجازت سے نوازا۔

خدمتِ دین

حضرت جس طرح ایک مدرس اور مصنف ہیں اسی طرح مقرر اور مبلغ بھی ہیں۔ آپ کے اصلاحی بیانات خوفِ خدا و عشقِ مصطفےٰ ﷺ سے لبریز ہوتے ہیں۔ سننے والوں پر رقت طاری ہوتی اور دین سے قربت نصیب ہوتی ہے۔ نیز وقتاً فوقتاً مختلف دینی تحریکیں چلاتے رہتے ہیں۔ اور ابھی حال ہی میں **"دین سیکھو اور انعام پاؤ"** کے نام سے گھر گھر دینی تعلیم پہنچانے کی تحریک شروع فرمائی ہے۔ اللہ پاک اس تحریک کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر ترقی عطا فرمائے۔

نیز اللہ سے دعا ہے کہ حضرت کو بے بہا برکات و ثمرات سے نوازے اور اس کارہائے نمایہ کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا کر کے حضرت کے لئے توشۂ آخرت بنائے آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

مرتب کی اصلاحی کتب

1☆...ما فعل اللہ بک۔ 2☆...دینِ اسلام کی خوبیاں۔ 3☆...اسرار الایمان فی حقائق الارکان۔ 4☆...میری سنت میری امت۔ 5☆...کیا حال ہے؟ 6☆...موت کے وقت۔ 7☆... عقائد کی حکمتیں۔ 8☆... پانچ نمازوں کی حکمت۔ 9☆... قرآنی سورتوں کے مضامین۔ 10☆...سب سے پہلے سب سے آخر۔ 11☆... خطباتِ شفیقی جلد اول۔ 12☆...قصور کس کا؟ 13☆...نصاب مسائلِ نماز۔ 14☆...خطبات مصطفائی و خطبات شفیقی جلد اوّل۔ 15☆...خطبات مصطفائی و خطبات شفیقی جلد دوم۔ 16☆...خطبات مصطفائی و خطبات شفیقی جلد سوم۔ 17☆...تدریس کے 26 طریقے۔ 18☆... رفیق التدریس۔ 19☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کے فارمولے۔ 20☆... فیضانِ قرآن کورس۔ 21☆... فیضانِ شریعت کورس۔ 22☆... آسان فرض علوم۔ 23 ☆... آسان خطباتِ محرم۔ 24☆... تنظیمی نصاب و بیانات۔ 25☆...اعلی حضرت کا چرچا رہے گا۔ 26 ☆... آسان حنفی

نماز (ہندی)۔27☆... عیدِ میلاد النبی ﷺ کیوں اور کیسے ؟28☆... محمد اور احمد کے راز۔29☆... مدینہ جانا کیوں ضروری ہے؟30☆...ایک سے دس تک۔31☆... نکتے ہی نکتے۔32 ☆... امتِ محمدیہ کے سوالات اور قرآنی جوابات۔ 33☆...کامیابی کے دس اصول۔34☆... درسِ تصوف۔35☆... علماء کو اتنی فضیلت کیوں ملی؟36☆... درود کی حکمتیں۔ 37☆... چاند کی گواہی۔38☆... قربانی کی تاریخ اور حکمتیں۔39☆... آنکھوں کا تارا نام محمد ﷺ۔40☆... آگرہ کے اولیائے کرام کی سیرت

مرتب کی درسی کتب

1☆... شَفِيْقُ الْمِصْبَاح شرح مَرَاحُ الْأَرْوَاح2☆... شَفِيْقِيَّه شرح اَلْاَرْبَعِيْنَ النَّوَوِيَّه3☆... شَفِيْقُ النَّحْولحل خُلَاصَةِ النَّحْو (حصہ اول)4☆... نُوْرُ الْمُغِيْث شرح تَيْسِيْر مُصْطَلَحِ الْحَدِيْث5☆...شَفِيْقُ النَّحْو لحل خُلَاصَةِ النَّحْو (حصہ دوم)6☆...القول الاظهر شرح الفقه الاکبر7☆...شَارِقُ الْفَلَاح شرح نُوْرُ الْاِيْضَاح8☆...عِرْفَانُ الْآثَار شرح مَعَانِي الْآثَار9☆...عِنَايَةُ الْحِكْمَت لِحَلّ بِدَايَةُ الْحِكْمَت10 ☆...خَلِيْلِيَّه شرح مُنَاظَرَةُ رَشِيْدِيَّه11☆...كَلَامُ الْوِقَايَه شرح شَرْحُ الْوِقَايَه12☆...رَحْمَةُ الْبَارِى شرح تَفْسِيْرُ الْبَيْضَاوِى13☆...مُخْتَارُ التَّاوِيْل شرح مَدَارِكُ التَّنْزِيْل14☆...اَلدَّلَالَةُ الشَّاهِدَة شرح اَلْبَلَاغَةُ الْوَاضِحَة15☆...اَلْمُعْتَبَرُ الْمُعْتَرَف لحل الْمُعْتَقَدِ الْمُنْتَقَد16☆...سَلِيْمُ النَّظَر شرح نُزْهَةُ النَّظَر17☆...شَفِيْقُ النُّعْمَانِي لِحَلّ شَرْحِ الْجَامِي18☆...عَطَايَةُ الْحِكْمَت شرح هِدَايَةُ الْحِكْمَت19☆... نحو کے دلچسپ سوالات20☆... صرف کے دلچسپ سوالات21... تسلیم التوقیت

مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری کی کتب ڈاؤن لوڈ کرنے کا بار کوڈ



کتاب کے بارے میں

اللہ پاک کے کرم سے سگِ عطار (ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری) 2014ء میں درسِ نظامی سے فارغ التحصیل ہو کر بطورِ مدرس جامعۃ المدینہ فیضانِ صدیقِ اکبر آگرہ بمقام نگلہ میواتی تاج نگری فیس ۲ تاج گنج آگرہ ماہِ اگست ۲۰۱۴ میں آیا۔ اور اگست ۲۰۱۴ء میں ہی فتحپور سیکری حضرت سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر حاضری کا شرف حاصل کیا۔ لیکن کبھی تاج محل گھومنے کی غرض سے نہیں گیا اور ذہن میں یہی تھا کہ آگرہ بادشاہوں کا شہر ہے لوگ تفریحاً گھومنے کے لیے آتے ہیں۔

لیکن ماہِ ذی الحجہ ۱۴۴۶ھ بمطابق ۲۰۲۵ء میں جب سگِ عطار نے واقعہ کربلا پر "آسان خطباتِ محرم" کتاب لکھی اور اس کو چھپوا کر آگرہ کی مسجدوں میں رکھوائی تو لوہامنڈی کے محلے تیلی پاڑہ کے مسجد کے امام حضرت مولانا رضاء الدین قادری صاحب نے سگِ عطار سے رابطہ فرمایا اور کہا کہ علامہ سعید احمد مارہروی کی ایک کتاب ہے جس میں آگرہ کے ۲۸۳ اولیائے کرام کی سیرت موجود ہے۔ اور یہ کتاب اب کہیں بھی دستیاب نہیں، اگر ہو سکے تو وقت نکال کر اس پر نئے سرے سے کام کیجیے۔

امام صاحب کے کہنے پر سگِ عطار میں حامی تو بھر لی مگر تدریس اور درسی کتابوں کی تصنیف سے فرصت نہیں مل رہی تھے بالآخر ایک مہینے کے بعد ماہِ محرم ۱۴۴۷ھ بمطابق جولائی ۲۰۲۵ء میں کچھ وقت نکال کر علامہ سعید احمد مارہروی کی کتاب "بوستانِ اخیار" کو بڑی مشکلوں سے حاصل کیا چونکہ یہ کتاب آگرہ میں نہیں مل سکی پھر نیٹ سے ڈاون لوڈ کر کے پھوٹو کاپی نکلوائی اور اس کا مطالعہ کیا۔

"بوستانِ اخیار" جو آگرہ کے ۲۸۳ اولیائے کرام کی سیرت پر مشتمل کتاب ہے اس کو پڑھنے سے پہلے کبھی بھی یہ نہیں سوچا تھا کہ آگرہ میں علماء و صحاء کی اتنی بڑی تعداد موجود ہوگی اور پھر ایسے پائے کے اولیائے کرام و مشائخینِ عظام جو علامہ سخاوی کے شاگرد، علامہ ابنِ حجر عسقلانی کے پوتے شاگرد، میر سید شریف جرجانی علیہ الرحمہ کی اولاد، حضرت قطبِ عالم اور شاہِ عالم احمد آبادی رحمۃ اللہ علیہما کی اولاد، محمد غوث گوالیاروی کے شاگرد و خلفاء اور اولاد، امام ربانی، امام مجددِ الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء، حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء اور اپنے وقت کے قطب، محدث، مفسر، فقہاء کی ایک ایسی جماعت کے مزارات آگرہ میں موجود ہیں۔

سگِ عطار کا دل اس کتاب کو پڑھ کر مچل گیا اور آگرہ کو بادشاہوں کا شہر کہنے کے بجائے اولیائے کرام کا شہر کہنے لگا۔ اور من جانب اللہ ایک ایسی کشش پیدا ہوئی کہ جتنی جلدی ہو سکے اس کتاب کو نئی ترتیب و تسہیل کے مراحل سے گزار کر اردو، ہندی دونوں زبانوں میں شائع کیا جائے۔

پھر کیا تھا؟ جامعۃ المدینہ کی تدریس کے بعد جو بھی وقت ملتا اسی کتاب میں صرف کرتا اور دیکھتے دیکھتے تین مہینے کی مسلسل جد و جہد سے یہ کتاب نئی ترتیب و تسہیل کے ساتھ کمپوز ہو کر تیار ہو گئی۔ اس میں سگِ عطار نے محلہ وائز اولیائے کرام کی سیرت کو درج کیا ہے تاکہ زائرین کو آسانی ہو سکے کہ جب وہ کسی محلہ میں جائے تو اس محلے میں موجود تمام اولیائے کرام کے مزارات پر حاضری دے سکے۔

کمپوزنگ کے مرحلے کے بعد ذہن میں ایک بات آئی کہ اولیائے کرام کے مزارات کی حاضری کا شرف حاصل کیا جائے اور وہاں کے موجودہ حالات بھی لکھے جائیں کیونکہ "بوستانِ اخیار" نامی کتاب علامہ سعید احمد مارہروی نے ۱۳۳۱ھ بمطابق ۱۹۱۰ء میں ۱۱۶ سال پہلے تصنیف کی تھی اور تب سے لے کر اب تک کئی محلوں کے نام بھی بدل گئے، جو نشانیاں صاحبِ کتاب نے لکھی تھیں اب ان میں سے بعض کا ناموں نشان بھی نہیں، شہر کی توسیع سے بہت ساری تبدیلیاں واقع ہو چکی ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ایک نیا کام کیا جائے یعنی وہاں کے لوکیشن کا QR Code بنا کر کتاب میں ڈالا جائے جس سے زائرین اس QR Code کو اپنے موبائل سے Scan کر کے میپ کے ذریعہ باآسانی مزارات پر پہنچ سکے۔

چنانچہ تین مہینے کی مسلسل محنت کے بعد اس کتاب کی جدید ترتیب اور تسہیل سے فارغ ہو کر مزارات پر حاضری کا سلسلہ شروع کیا تاکہ ان اولیائے کرام کے فیوض و برکات لینے کے ساتھ ساتھ وہاں کی نئی معلومات لکھی جا سکے نیز مزارات کے لوکیشن کا QR Code بنایا جا سکے جس سے حاضرین کے لیے آسانی ہو۔

لہٰذا اس مبارک سفر کا آغاز اپنے دو محب گرامی (حافظ آہل عطاری اور زاہد عطاری ساکن تیلی پاڑہ تاج گنج) کے ساتھ، 17 جمادی الاولی 1447ھ بمطابق 9 نومبر 2025 کو بروز اتوار کیا اور سب سے پہلے نگلہ میواتی تاج نگری فیس ۲ سے بذریعۂ بائک تاج گنج میں موجود سید احمد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر پہنچے وہاں فاتحہ خوانی اور دیگر

معمولات سے فارغ ہو کر تاج گنج تھانہ میں واقع حضرت سید حامد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ مبارک پر حاضری دی اور وہاں سے ملکوں گلی کی پنچے مسجد میں موجود تین اولیائے کرام:

(1)۔۔۔سید شاہ مجاہد الدین رحمۃ اللہ علیہ جو بادشاہ شاہ جہاں کی بیوی سرہندی بیگم کے پیر و مرشد ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ میر رفیع الدین محدث اکبر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے چار واسطے سے پوتے ہیں۔

(2)۔۔۔سید مولوی محمد کاظم رحمۃ اللہ علیہ آپ شاہ مجاہد الدین رحمۃ اللہ علیہ کے تین واسطے سے پوتے ہیں۔

(3)۔۔۔سید امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ آپ حضرت سید امجد علی شاہ قادری اکبر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں۔

ظہر کی نماز پنچے مسجد میں ہی ادا کی، نماز کے بعد مختصر بیان کیا جس میں تینوں بزرگانِ دین کی سیرت بیان کی۔

یہاں سے فارغ ہونے کے بعد میاں نظیر کے مزار پر حاضری ہوئی جو کہ ملکوں گلی میں موجود نظیر پارک کے نام سے مشہور و معروف ہے۔

وقت تقریباً دوپہر کے ساڑھے تین بج چکے تھے دوپہر کا کھانا بھی نہیں کھایا تھا مگر ایک فکر تھی کہ آج تاج گنج کے تمام اولیائے کرام کے مزارات پر حاضری دینا ہے لہذا نظیر پارک ملکوں گلی سے حضرت جلال بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پر انوار پر حاضری دینے کے لیے نکلے۔ وہاں پہنچ کر فاتحہ خوانی اور دیگر امور پر کام مکمل کر کے وہیں موجود حضرت مولانا

ضیاء الدین بلخی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کا پتا لگایا مگر کچھ پتا نہ چل سکا۔ جو کہ حضرت جلال بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے قریب جانبِ مغرب تھا۔ ہو سکتا ہے کہ جو مزار حضرت جلال بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے بازو میں قبلہ کی طرف جو مزار ہے وہی حضرت مولانا ضیاء الدین بلخی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔ دو ہفتے بعد ایک قابلِ اعتماد شخص سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ حضرت مولانا ضیاء الدین بلخی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار وہ ہے جو جلال بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے نیچے حافظ صاحب کے مزار سے مشہور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حضرت جلال بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی حاضری سے فارغ ہو کر انہی کے بھائی حضرت سید عظمت بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی حاضری کے لیے تیلی پاڑہ روانہ ہوئے اور حاضری کی سعادت حاصل کر کے وہاں سے فیضانِ مدینہ نگلہ میواتی نمازِ مغرب سے پہلے پہلے آ گئے اور یوں تاج گنج کے اولیائے کرام کی مزاروں کی حاضری مکمل ہوئی۔

اس حاضری میں جو حالات قلم بند کیے ان کا تذکرہ ان اولیائے کرام کی سیرت میں بعنوان "موجودہ حالت ۲۰۲۵" لکھ دیا گیا ہے۔

تاج گنج سے فارغ ہو کر روزانہ ایک ایک محلہ کا جدول بناتا اور مزارات کی حاضری کا سلسلہ رہتا، کسی دن تین مزارات تو کسی دن چار مزارات پر حاضری ہوتی کیونکہ سارا وقت تلاش کرنے میں نکل جاتا۔ بالآخر ایک دن حضرت سید علاء الدین مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کے

مزار مبارک پر حاضری ہوئی جو کہ نائی کی منڈی میں صدر بھٹی کے راستے واقع ہے۔ اور وہاں پر صاحبِ مزار کی ایک کرامت کا مشاہدہ ہوا اور وہ یہ ہے کہ:

کرامت

آگرہ کے اولیائے کرام کی مزارات کو تلاش کرنے میں کافی دشواریاں پیش آرہی تھیں، روزانہ چار پانچ گھنٹے گھومنے کے باوجود کبھی تین مزار پر اور کبھی چار مزار پر حاضری ہوتی، سارا وقت تلاش کرنے میں ہی گزر جاتا کیونکہ اب آبادی بھی بڑھ چکی ہے اور محلوں کے نام بھی بدل چکے ہیں۔ آپ کے مزار پر پہنچ کر سگِ عطار نے فاتحہ پڑھ پڑھی اور حضرت علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں عرض کیا: حضور! مزارات کو تلاش کرنے میں کافی دشواری ہو رہی ہے روزانہ تین سے چار مزارات پر ہی حاضری ہو پاتی ہے اگر یہی حال رہا تو کئی مہینے لگ جائیں گے۔ اب آپ مجھے ہمت عطا کیجیے اور مدد گار دیجیے ورنہ میں کل سے یہ کام چھوڑ رہا ہوں۔

یہ عرض کرنے کے بعد مغرب کی نماز ادا کی اور نماز ادا کرنے کے بعد فوراً ایک شخص سے ملاقات ہوئی اس نے کہا: میں نے آپ کو کافی دور سے دیکھا تو ملاقات کے لیے چلا آیا، آپ یہاں کس لیے آئے ہیں؟ میں نے ان کو سارا حال بتایا انہوں نے کہا میں آپ کو مزاروں پر لے چلتا ہوں۔ پھر اس دن کے بعد الحمد للہ! کڑی سے کڑی جڑتی چلی گئی اور مدد گار ملتے رہے اور ایک ایک دن میں کبھی دس کبھی بارہ اولیائے کرام کی بارگاہوں میں حاضری کی سعادت ملنے لگی۔

سگِ عطار کی نیت تو یہی تھی کہ جب سارے اولیائے کرام کے مزارات کی موجودہ حالت اور ان کے لوکیشن کا بار کوڈ مکمل ہو جائیں گے تب کتاب کو چھپوائیں گے۔ لیکن اس کام میں کافی وقت درکار تھا تقریباً چھ مہینے لگ سکتے تھے اور ادھر احباب کا اصرار پر اصرار کہ کتاب کب آرہی ہے؟ جلدی کیجیے وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا سگِ عطار کے ذہن میں ایک بات آئی کہ اب تک جتنا کام ہو چکا ہے اسی پر بس کرتے ہیں اور اگلے اڈیشن کے لیے بقیہ کام کو مؤخر رکھتے ہیں۔ اللہ پاک اس ادنی سی کوشش وکاوش کو قبول فرمائے۔

آگرہ والوں سے دردمندانہ اپیل

اے عاشقانِ اولیاء! تقریباً ۳۰ مزارات پر جانا ہوا، ان میں سے اکثر میں صاحبِ مزار کے نام کی تختی نہیں لگی جس کی وجہ سے کچھ پتا نہیں چل پاتا کہ صاحبِ مزار کون ہیں؟ مزید کئی مزارات تو ایسے بھی ہیں جو بوسیدہ ہو چکے ہیں جن میں تعمیری کام کی ضرورت ہے، اور کئی بزرگانِ دین ایسے ہیں کہ اب سے دس پندرہ سال پہلے ان کا عرس بہت شاندار انداز سے منایا جاتا تھا لیکن اب ان کا عرس نہیں ہوتا۔ سگِ عطار کی دلی تمنا ہے کہ خادمِ اولیائے کرام کے نام سے ایک کمیٹی بنائی جائے جس کا سب سے پہلا کام تمام مزارات پر صاحبِ مزار کے نام کی تختی لگوانا ہو پھر جس مزار پر تعمیری کام کی ضرورت ہے اس کو کروایا جائے اور ہر سال ہر بزرگ کا شاندار انداز سے عرس مناکر ان کے فیضان سے مالا مال ہوا جائے۔

یقیناً اس کام میں کافی رقم کی ضرورت پڑے گی لہٰذا آپ سب میرا ساتھ دیں۔ اللہ پاک ہمیں خدمتِ اولیائے کرام کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِيْف وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الشَّفِيْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه　　وَ عَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰه　　وَ عَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰه

درود شریف کی انوکھی فضیلت

حمد و صلوۃ کے بعد آپ کے سامنے درودِ پاک کی فضیلت میں ایسی حدیث پاک بیان کرتا ہوں جس کو آپ نے بارہا سنا ہو گا، لیکن اس کے پیچھے جو راز پوشیدہ ہے اس کے بارے میں شاید ہی آپ کا خیال گیا ہو گا۔

حافظ محمد شرفُ الدین عبدالمُؤمن بن خَلف دَمیاطی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب "اَلْمَتْجَرُ الرَّابِحُ فِیْ ثَوَابِ الْعَمَلِ الصَّالِح" میں "مسند احمد بن حنبل" کے حوالے سے اس حدیث کی تخریج کی ہے چنانچہ:

حضرت سیدنا ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ صبح کے وقت سرکارِ والاتَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے چہرے پر خوشی کے آثار نمایاں تھے۔ صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آج آپ بہت خوش نظر آرہے ہیں؟" فرمایا: "میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور مجھ سے عرض کیا کہ آپ کا جو امتی آپ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھے گا اللہ پاک اس کے لئے دس نیکیاں لکھے گا اور اس کے دس گناہ مٹادے گا اور اس کے دس درجات بلند فرمائے گا اور اس پر

اتنی ہی رحمت بھیجے گا۔" (مسند احمد، حدیث ابی طلحۃ، رقم ۱۶۴۵۲، ج۵، ص۵۰۹)

اے عاشقانِ اولیاء! اس حدیثِ پاک سے پتا چلا کہ اللہ پاک درودِ پاک پڑھنے والے کو چار چیزیں عطا فرماتا ہے:

(۱)۔۔۔اس کے لیے دس نیکیاں لکھے گا یعنی اس کو دس نیکیاں ملیں گی۔

(۲)۔۔۔دس گناہ جو اس نے ماضی میں کئے، مٹا دے گا۔ یعنی معاف ہو جائیں گے۔

(۳)۔۔۔اور اس کے دس درجات بلند فرمائے گا۔ یعنی جنت میں اس کے دس درجات بلند ہوں گے۔

(۴)۔۔۔اللہ پاک درود پڑھنے والے پر اتنی ہی یعنی دس رحمتیں بھیجے گا۔

یہ راز پوشیدہ ہے

درودِ پاک کی اس فضیلت میں جو راز پوشیدہ ہے وہ یہ ہے کہ اس حدیث میں سب سے پہلے نیکیوں کے ملنے، پھر گناہوں کے مٹائے جانے، پھر درجات کے بلند ہونے کو کیوں بیان فرمایا؟ یعنی یہ ترتیب ہی کیوں؟ اس کے برعکس یعنی الٹا کیوں نہیں؟

کہ پہلے گناہ کے مٹنے کو بیان کیا جاتا پھر نیکیوں کے ملنے اور آخر میں درجات کی بلندی کو بیان کیا جاتا، یا پہلے درجات کی بلندی، پھر گناہوں کے مٹنے اور آخر میں نیکیوں کے ملنے کا تذکرہ کیا جاتا، مگر اس ترتیب کو چھوڑ کر پہلے نیکیوں کے ملنے، پھر گناہوں کے مٹنے اور اس کے بعد میں درجات کے بلند ہونے کو بیان کیا گیا۔ اس کو آسان لفظوں میں یوں سمجھئے کہ پہلے زمانۂ حال میں ملنے اور پھر ماضی میں کئے ہوئے گناہوں کی بھرپائی، اور پھر مستقبل میں درجات کی بلندی کی بات کی گئی ہے۔

سوال یہ ہے

اب سوال یہ ہے کہ اسلام کے جہاں ہر فرمان میں بے شمار حکمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں، تو اس فرمان میں کون سی حکمت پوشیدہ ہے؟

یہ تھا سوال، اب اس کا جواب ملاحظہ فرمائیں کہ اس میں کیا حکمت اور کیا راز ہے؟ اے عاشقانِ اولیاء! اس میں بہت بڑی حکمت پوشیدہ ہے، اور یہ حکمت انسانی حالت کے مطابق، اس کی نفسیات کے مطابق، اور عقل و شعور کے مطابق و موافق ہے، اور اس حکمت سے یہ بھی پتا چلے گا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کو معاشرے کی مکمل معرفت ہے، اور ان کا ایک ایک فرمان زندگی آفریں اور مشعلِ راہ ہے۔

انسان کی حالت وعادت

اس حکمت کو سمجھنے کے لئے پہلے انسان کی حالت وعادت کو سمجھنا پڑے گا، اور وہ یہ کہ ایک شخص جو کہ بڑا امیر و کبیر تھا، جس کے پاس بے شمار دولت تھی، اور وہ بڑے عالیشان محلات اور بے شمار جائداد کا مالک تھا، جن سے عیش و تَنَعُّم خوب جھلک رہا تھا، ہر وقت دروازے پر نوکروں کا جھرمٹ رہتا تھا۔

سب کچھ جاتا رہا

مگر یکا یک فنا کا بادَل گر جا، آفت و مصیبت کی آندھی چلی اور دنیا میں تادیر خوشحال رہنے کی اُمیدیں خاک میں مل کر رہ گئیں، مسرتوں اور شادمانیوں سے ہنستے بستے گھر کو تباہی نے آلیا، وقت کی مار ایسی پڑی کہ اس سے یہ ساری چیزیں جاتی رہیں، اور روشنیوں سے

جگمگاتے قُصُور (یعنی محلات) سے گھپ اندھیری جھونپڑی میں منتقل ہو گیا۔ کل تک اَہل وعیال کی رونقوں میں شاداں ومسرور تھا مگر آج لکڑی کی وَحشت ناک جھوپڑی اور تنہائیوں میں مغموم ورَنجور ہے، یعنی یوں کہہ لیجئے کہ کل کا کروڑپتی آج کا روڈپتی بن گیا، یہاں تک کہ ایک وقت کا کھانا، اور ستر چھپانے کے لئے کپڑا تک نہ رہا، بالکل کنگال وخستہ حال ہو گیا۔ بھوک و پیاس سے بیتاب ہے، جسم برہنہ ہے۔

اب اس کو کس چیز کی فکر ہوگی؟

اب آپ بتایئے! کیا اس کو اپنے ماضی کی فکر ہو گی، مستقبل کی فکر ہو گی؟ نہیں نا! وہ تو سوچے گا میرا ماضی درست ہو یا نہ ہو، میرا مستقبل صحیح ہو یا نہ ہو، میرا صرف حال صحیح ہو جائے، مجھے ابھی کچھ کھانے، پینے کو مل جائے جس سے میں اپنی جان بچا سکوں، کوئی کپڑا مل جائے جس سے میں اپنا ستر چھپا سکوں، نہ اس کو اپنے ماضی کی یاد اور نہ مستقبل کی فکر، اگر فکر ہے تو اپنے زمانۂ حال کے درست ہونے کی فکر ہے۔

اب ماضی کی یاد ستائے گی

اچھا! اس کے کھانے پینے اور ستر چھپانے کا انتظام ہو گیا، اس کا حال درست ہو گیا، تو اب اس کے دل میں کیا خیال آئے گا؟ اب اس کے دل میں یہ خیال آئے گا کہ میری ماضی میں ضائع ہونے والی دولت مجھے مل جائے، جو مجھے نقصان ہوا ہے اس کی بھرپائی ہو جائے، میرا کھویا ہوا وقار، اقتدار، افتخار، مل جائے، میرا ماضی درست ہو جائے۔ سب سے پہلے فکر تھی حال کی، جب حال درست ہوا، فوراً ماضی کی یاد ستانے لگی۔

اب مستقبل کی یاد ستائے گی

اچھا جناب! چلئے، اس کا ماضی بھی درست ہو جائے، اس کا لٹا ہوا تمام مال و دولت، عزت و وزارت، حکومت و صدارت سب واپس مل جائے، تو اب کیا ہو گا؟ اب اس کو فوراً اپنے مستقبل کی یاد ستائے گی، کہ اب میرا حال بھی درست ہو گیا، میرا ماضی بھی درست ہو گیا، اب مجھے اپنے مستقبل کو درست کرنا چاہیئے۔ جن وجوہات کی وجہ سے مجھے غربت و افلاس کی حالت پیش آئی تھی ان سے بچ کر چلنا چاہیئے تاکہ پھر کبھی ایسے حالات نہ دیکھنے پڑیں اور میں ہمیشہ خوشحال ومالدار رہوں۔

انسان کی حالت کے پس منظر میں حدیث

آپ دیکھیں آدمی کو پہلے حال کی فکر، پھر ماضی کی فکر اور پھر مستقبل کی فکر ہوتی ہے، یہ انسان کی فطرت ہے، اس کی عادت ہے، اب اسی قاعدے اور قانون کو سامنے رکھ کر میرے نبی، آپ کے نبی، ہمارے نبی، اللہ کے آخری نبی، محمدِ عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حدیث ملاحظہ کیجئے: "جو امتی آپ پر ایک مرتبہ درودِ پاک پڑھے گا اللہ پاک اس کے لئے دس نیکیاں لکھے گا اور اس کے دس گناہ مٹادے گا اور اس کے دس درجات بلند فرمائے گا اوراس پر اتنی ہی رحمت بھیجے گا۔"

تینوں حالتیں درست

اَللّٰہُ اَکْبَر! نیکی کے ملنے کی بات پہلے کی، اور ملنا یہ زمانۂ حال کا درست ہونا ہے جیسے کہ اس کنگال شخص کو پہلے کچھ ملا، پھر ماضی میں کئے ہوئے گناہوں کو مٹانے کی بات کی، اور یہ

پچھلے گناہ مٹانا، زمانۂ ماضی کا درست ہونا ہے، پھر آخر میں جنت کے اندر درجات کی بلندی کی بات کی، اور جنت ابھی نہیں ملے گی بلکہ وہ تو مستقبل میں ملے گی، لہذا یہ زمانۂ مستقبل کا درست ہونا ہے۔

اَللّٰہُ اَکْبَر! اے عاشقانِ رسول! قربان جایئے، اللہ کے آخری نبی، محمد عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر، کہ جو آپ ﷺ پر درودِ پاک پڑھتا ہے، آپ پر درود پڑھنے کی برکت سے پڑھنے والے کی تینوں حالتیں درست ہو جاتی ہیں۔ کتنا پیارا کلام ہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ و سلم کا تبھی تو اعلی حضرت رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں:

میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں

اتنا ہی نہیں بلکہ اور کچھ

اور یہی نہیں، بلکہ آگے بھی فرمان موجود ہے، فرمایا: "اللہ تعالی اس پر اتنی ہی رحمت بھیجے گا۔" اَللّٰہُ اَکْبَر! درودِ پاک پڑھنے والے پر رب تعالی کی کتنی عطائیں ہیں کتنی کرم نوازیاں ہیں۔ میرے اعلی حضرت علیہ رحمۃ اللہ العزت لکھتے ہیں:

برستا نہیں دیکھ کر اَبرِ رَحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! 　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْقِ اَمَّا بَعْد

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

آگرہ کے 283 اولیائے کرام کی سیرت

پہلا باب

اولیاء اللہ کے تذکرے کیوں باقی رہتے ہیں؟

آپ اس باب میں پڑھ سکیں گے:

☆...بادشاہوں کے مقبروں کا حال

☆...اولیائے کرام کے مزاروں کا حال

☆...اولیائے کرام کے تذکرے باقی رہنے کے چند اسباب

☆...اولیائے کرام کے چرچے زمین اور آسمان میں

☆...محبت اور تعریف میں فرق ہے

☆...اولیائے کرام فنا ہو کر نو کا عدد بن جاتے ہیں

☆...نو کے عدد کی چار عجیب باتیں

☆...کیا اولیائے کرام کے پاس سب کچھ ہے؟

☆...دنیا کا نظام کتنے اولیائے کرام چلاتے ہیں؟

مرتب: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

پہلا باب

اولیاء اللہ کے تذکرے کیوں باقی رہتے ہیں؟

اے عاشقانِ اولیاء! آجکل کے دور میں کئی لوگوں کے ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اولیائے کرام رحمہم اللہ السلام کا چرچا اور ذکر ان کی وفات کے بعد کیوں باقی رہتا ہے؟ صدیاں گزرنے کے بعد بھی زمانہ ان کی منقبت، ان کی تعریف کر رہا ہے؟ حالانکہ بڑے بڑے بادشاہ، وزراء، امراء، دانشوران، بڑے بڑے تاج و تخت کے ممبران کا ذکر کوئی نہیں کرتا، ان کی قبروں پر کوئی نہیں جاتا۔ اور ادھر اولیائے کرام کو دیکھئے کہ ان کی مزاروں میں میلا لگا ہوا ہے۔

بادشاہوں کے مقبروں کا حال

شاہانِ ہند میں سے ایک جہانگیر بھی گزرا ہے، جس کے اشارے پر ہندوستان کی تقدیر لکھی ہوئی تھی، مگر جب مرا، تو آپ اس کے مقبرے کو دیکھ لیجئے، جہاں آج بھی حسرتیں برستی ہیں، رات کو تو وہاں اندھرا ہوتا ہی ہے، دن کو بھی وہاں کوئی قرآن پڑھنے والا نہیں ملتا، تاش کھیلنے والوں کی ٹولیاں تو ملیں گی، تمھیں وہاں لوگ گھومتے پھرتے تو نظر آئیں گے، لیکن تمھیں وہاں کوئی ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتا ہوا نظر نہیں آئے گا، یہ ایسے شہنشاہ لوگ تھے

جن کے اشاروں پر ہندوستان کی تقدیر لکھی ہوئی تھی بلکہ جہانگیر کی بیٹی زیب النساء نے ایک دیوان لکھا تھا اور اس کا ایک شعر اس کی قبر پر لکھا ہوا ہے:

بر مزارِ ما غریباں نے چراغِ نے گلے
نے پرِ پروانہ سوزد نے صدائے بلبلے

یعنی ہم اجڑے ہوئے لوگوں کے مزاروں پر نہ ہی کوئی چراغ جلتا ہے اور نہ کوئی پھول کھلتا ہے، اسی لیے نہ ہی پروانہ اپنا پر جلاتا ہے اور نہ ہی بلبل کی کوئی آواز سنائی دیتی ہے۔ یعنی ہمارے مزار پر ویرانی اور حسرت و یاس کے سوا کچھ نہیں۔

اولیائے کرام کی مزاروں کا حال

اَللّٰہُ اَکْبَر! یہ شہنشاہ، بادشاہ لوگ ہیں جن کا یہ حال ہے، مگر ان گنبدوں کو بھی تو دیکھو جن کے لوح مزار پر لکھا ہے:

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

ارے مے گسارو سویرے سویرے
خرابات کے گرد پھیرے پہ پھیرے
کسی دن ادھر سے گزر کر تو دیکھو
بڑی رونقیں ہیں فقیروں کے ڈیرے

دن کو چلے جاؤ یارات کو، کڑکتی دوپہر میں چلے جاؤ یا برستی بارش میں، چھٹی کا دن ہو یا ورکنگ ڈے (کام کا دن) ہو۔ وقت یا زمانہ کوئی بھی ہو، تمہارا جب بھی وہاں جانا ہو گا لوگوں کے سروں کا سمندر نظر آئے گا۔

مزارِ ولی کی یہ شان دیکھی
ہزاروں کی لگتی قطار دیکھی

یہ فرق ہے دنیادار اور دیندار میں، یہ فرق ہے شاہان اور اولیائے رحمٰن میں، کہ وہ مر کر مٹ گئے، اور یہ مر کر جی گئے۔

تذکرے باقی رہنے کے چند اسباب ہیں

وفات کے بعد اولیائے کرام کے ذکر کے باقی رہنے کے کیا اسباب ہیں؟ کیا وجہ ہے کہ ان کے تذکرے ان کی وفات کے بعد بھی باقی ہیں؟ اس میں کون سا راز ہے؟

آپ کو اس کتاب میں وہ اسباب، وہ وجہ اور وہ راز بتاؤں گا جس کی وجہ سے اولیائے کرام کے تذکرے ہوتے نہیں بلکہ خوب ہوں گے چنانچہ:

پہلا سبب

(1)۔۔۔پہلا سبب وہ جس کا تذکرہ بخاری و مسلم کی حدیث میں فرمانِ مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی صورت میں موجود ہے، چنانچہ:

اولیائے کرام کے چرچے زمین و آسمان میں

حضرتِ سَیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے رِوایت ہے کہ حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: جب اللہ پاک کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام کو نِدا کی جاتی (یعنی فرمایا جاتا) ہے کہ اللہ پاک فُلاں بندے سے محبت رکھتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو۔ حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام آسمانی مخلوق میں نِدا کرتے (یعنی فرماتے) ہیں کہ اللہ پاک فُلاں بندے سے محبت فرماتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو، چنانچہ آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر زمین والوں (کے دِلوں) میں اس کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔ (بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکۃ، ۲ / ۳۸۲، حدیث: ۳۲۰۹)

اے عاشقانِ اولیاء! اس حدیثِ پاک سے پتا چلا کہ اللہ والوں کے تذکرے زمین پر ہی نہیں ہورہے بلکہ آسمانوں میں بھی ہورہے ہیں۔

محبت اور تعریف میں فرق ہے

اس حدیث کو سن کر اگر کوئی یہ کہے کہ ٹھیک ہے اولیائے کرام سے محبت کرنا اچھی چیز ہے، ان کی محبت مخلوق کے دل میں مِنْ جَانِبِ اللہ یعنی اللہ پاک کی جانب سے ڈالی جاتی ہے ہمیں تسلیم ہے، مگر لوگ ان کی تعریف کے پل باندھتے ہیں، ان کی تعریف بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں، یہ تو درست نہیں ہے، محبت کرنا اور چیز ہے اور تعریف بیان کرنے میں مبالغہ کرنا اور چیز ہے، لہٰذا ایسا نہیں ہونا چاہئے۔

اس اعتراض کا جواب بھی حدیث میں ہے، آیئے کنز العمال کی حدیثِ پاک سنئے:

لوگ اولیائے کرام کا چرچا کرنے لگتے ہیں

دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: "کیا تم جانتے ہو کہ مؤمن کون ہے؟ مؤمن وہ ہے جو اس وقت تک نہیں مرتا جب تک کہ اللہ پاک اس کی پسندیدہ باتوں سے اس کے کانوں کو نہ بھر دے، اگر کوئی بندہ ستر مکانات (یعنی ایک مکان کے اندر دوسرا پھر تیسرا یہاں تک کہ ۷۰) کے اندر اللہ پاک سے ڈرے جبکہ ہر مکان کا دروازہ لوہے کا ہو تو اللہ پاک اسے اس کے عمل کی چادر پہنا دیتا ہے یہاں تک کہ لوگ اس کا چرچا کرنے لگتے ہیں اور زیادتی سے کام لیتے ہیں۔" (یعنی اس کی عبادت کو بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں) صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی کہ "وہ (کسی کے عمل میں) زیادتی کیسے کر سکتے ہیں؟" تو شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک و مختار باذنِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "یقیناً متقی اگر اپنے پوشیدہ عمل میں اضافہ کرنے کی استطاعت رکھتا تو ضرور کرتا۔ (کنز العمال، کتاب الاخلاق، الحدیث: ۵۲۸۶، ج۳، ص ۱۴)

تبھی تو ہم گنگناتے ہیں

یہ ہے وہ سبب جس کی وجہ سے مخلوق اولیائے کاملین کا تذکرۂ دلنشین کرتی ہی نہیں بلکہ خوب کرتی ہے، کثرت سے کرتی ہے، اور کرتی رہے گی، تبھی تو ہم اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ اللہ العزت کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

جو کہ اللہ کے پیارے ولی ہیں، ہر طرف دھوم ان کی مچی ہے
ذکر ان کا نہ ہرگز رکے گا اولیاء اللہ کا چرچا رہے گا

(2)۔۔۔دوسرا سبب اللہ تبارک و تعالیٰ کا وہ فرمان ہے جو پارہ 2 سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 152 میں مذکور ہے یعنی" فَاذْكُرُوْنِیْۤ اَذْكُرْكُمْ "تم میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا۔

پس اللہ تعالی اطاعت سے یاد کرنے والوں کو اپنی مغفرت کے ساتھ، شکر کے ساتھ یاد کرنے والوں کو اپنی نعمت کے ساتھ، محبت کے ساتھ یاد کرنے والوں کو اپنے قرب کے ساتھ یاد فرماتا ہے۔

بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے۔ نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میں اپنے بندے کے گمان کے نزدیک ہوتا ہوں جو مجھ سے رکھے اور جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، اگر بندہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اکیلا ہی یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں اسے بہتر مجمع میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ بالشت بھر میرے قریب ہوتا ہے تو میں گز بھر اس سے قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ گز بھر میرے قریب ہوتا ہے تو میں دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤ کے برابر اس سے قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ چل کر میری طرف آتا ہے تو میں دوڑ کر اس کی طرف جاتا ہوں (یعنی جیسے اللہ کی شایانِ شان ہے یا مراد یہ ہے کہ اللہ کی رحمت اس کی طرف زیادہ تیزی سے متوجہ ہوتی ہے۔)

(بخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالٰی: ویحذرکم اللہ نفسہ، ۴/ ۵۴۱، الحدیث: ۷۴۰۵)

تیسرا سبب

(3)۔۔۔تیسرا سبب یہ ہے کہ اولیائے کرام ذاتِ باری تعالی میں فنا ہو جاتے ہیں، فنا فی اللہ کی منزل میں پہنچ جاتے ہیں، اپنے تن، من اور دھن سب کچھ اللہ کی رضا پر قربان کر دیتے ہیں ان کا اپنا کچھ باقی ہی نہیں رہتا، ان کا جینا مرنا اللہ کے لئے ہوتا ہے، اور جو اللہ تعالی کی ذات پر فنا ہو جاتا ہے اسے بقاء مل جاتی ہے، جس طرح اللہ تعالی کا ذکر ہمیشہ رہے گا، اسی کے کرم سے ان کا بھی ذکر ہمیشہ ہوتا رہتا ہے اور ہوتا رہے گا، نسبت جو انہیں ذاتِ باری تعالی سے ہو گئی ہے۔ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی "دیوانِ سالک" میں لکھتے ہیں:

تیری ذات میں جو فنا ہوا
وہ فنا سے نو کا عدد بنا
جو اُسے مٹائے وہ خود مٹے
وہ ہے باقی اس کو فنا نہیں

فنا ہو کر نو کا عدد بن جاتا ہے

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اس شعر میں یہ فرمارہے ہیں کہ جو ذاتِ باری تعالی میں فنا ہو جاتا ہے تو وہ فنا ہو کر نو کا عدد بن جاتا ہے، اور نو کے عدد کو جو بھی عدد مٹانے کی کوشش کرتا ہے وہ خود مٹ جاتا ہے، مثلاً:

کل عدد نو ہیں: 1-2-3-4-5-6-7-8-9- اور یہی سارے اعداد کی اصل ہیں، دہائی بنانی ہے انہیں سے بنے گی، سیکڑا بنانا ہے، انہیں سے بنے گا، ہزار بنانا ہے، انہیں سے بنے گا، لاکھ، کروڑ، عرب جو بھی بنائیں انہیں اعداد سے بنیں گے، ان کے علاوہ کوئی اور عدد آپ نہیں لا سکتے۔

جو بھی عدد نو کو مٹانے آئے گا

اب ان اعداد میں سے جو بھی عدد نو کو مٹانے آئے گا وہ خود مٹ جائے گا، کیسے؟ وہ ایسے کہ جب ایک نو کے سامنے آیا اور اپنی ساری طاقت و قوت نو کے سامنے رکھا، اور اپنے سے نو کو تولنا چاہا، اور جب آپ نے نو میں ایک کو گھٹایا تو نو میں صرف اتنا فرق آیا کہ وہ نو سے آٹھ بن گیا، اسی طرح دو کو، پھر تین کو، چار کو، پانچ کو، چھ کو، سات کو، آٹھ کو، نو میں گھٹایئے تو نو بالکلیہ ختم نہیں ہو گا بلکہ اس کا کچھ نہ کچھ وجود باقی رہے گا مثلاً:

(9-1=8)　　(9-2=7)　　(9-3=6)　　(9-4=5)

(9-5=4)　　(9-6=3)　　(9-7=2)　　(9-8=1)

لہٰذا نو کو کوئی بھی عدد نہ مٹا سکا۔

اگر نو سب کو مٹانا چاہے تو

اب اگر نو سب کو مٹانا چاہے تو صرف مٹا ہی نہیں دے گا بلکہ ملکِ وجود سے ملکِ عدم کے کئی پردوں کے پیچھے پہنچا دے گا، مثلاً ایک میں نو کو گھٹایئے تو منفی آٹھ بچے گا، پس نو نے ایک کو عدم کے آٹھ پردوں کے پیچھے پہنچا دیا، اسی طرح دو کو عدم کے سات پردوں کے

پیچھے، تین کو چھ پردوں کے پیچھے، چار کو پانچ پردوں کے پیچھے، پانچ کو چار پردوں کے پیچھے، چھ کو تین پردوں کے پیچھے، سات کو دو پردوں کے پیچھے، اور آٹھ کو عدم کے ایک پردے کے پیچھے پہنچا دیا، مثال نقشے میں ملاحظہ کیجئے:

(4-9=-5)　(3-9=-6)　(2-9=-7)　(1-9=-8)

(8-9=-1)　(7-9=-2)　(6-9=-3)　(5-9=-4)

اسی لئے مخلوق اولیاء کا عرس مناتی ہے

پس اولیائے کرام ذاتِ باری تعالی میں فنا ہو کر نو کے عدد کی شکل اختیار کر لیتے ہیں، کہ پھر انہیں کوئی نہیں مٹا سکتا ہمیشہ باقی رہتے ہیں اسی لئے مخلوق ان کا عرس مناتی ہے اور مناتی رہے گی، ان کی شان بیان کرتی ہے اور کرتی رہے گی، منقبت پڑھتی ہے اور پڑھتی رہے گی، اولیائے کرام کا چرچا کرتی ہے اور کرتی رہے گی۔

اور عاشقانِ اولیاء یوں گنگناتے رہیں گے:

ان کی تعریف کرتے رہیں گے ان پہ مرتے ہیں مرتے رہیں گے
ان کا دیوانہ کیسے مٹے گا اولیاء اللہ کا چرچہ رہے گا

اس کا وہی انجام وحشر ہو گا

اب اگر کوئی اولیائے کرام کے ذکر کو مٹانے کی کوشش کرے گا، ان سے ٹکرانے کی کوشش کرے گا، ان کا مقابلہ کرنے کی کوشش کرے گا، تو اس کا وہی انجام وحشر ہو گا جو دیگر اعداد کا ہوا، وہ خود مٹ جائے گا، اس کا ذکر مٹ جائے گا، صرف مٹ ہی نہیں جائے گا،

بلکہ عدم کے کئی پردوں کے پیچھے پہنچ جائے گا، اور وہاں سے ملکِ وجود تک پہنچنا مشکل ہی نہیں مشکل ترین ہو جائے گا۔

جو عدد نو سے مقابلہ نہیں کرتا وہی اچھا رہتا ہے، اگرچہ اس میں کوئی فضیلت پیدا نہیں ہوئی مگر کچھ نقصان بھی تو نہیں ہوا۔

دنیوی لحاظ سے فائدہ میں ہے

پس اسی طرح جو اہل اللہ سے نہیں ٹکراتا، ان سے مقابلہ نہیں کرتا، وہ دنیوی لحاظ سے فائدہ میں ہے، اور جو اہل اللہ سے ٹکراجاتا ہے، ان سے مقابلہ کرتا ہے، ان سے لڑائی کرتا ہے، ان کی شان میں توہین کرتا ہے تو اس کا وہی انجام و حشر ہوتا ہے جو باقی اعداد کا نو سے مقابلہ کرنے کے بعد ہوتا ہے، اور یہی نہیں بلکہ اس سے تو اللہ پاک بھی اعلانِ جنگ فرمادیتا ہے، چنانچہ بخاری شریف کی حدیثِ پاک میں ہے:

جس نے میرے کسی ولی سے عداوت رکھی

سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ: اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: "جس نے میرے کسی ولی سے عداوت رکھی میں اس کے ساتھ اعلانِ جنگ کروں گا، میرے کسی بندے نے میرے فرض کردہ احکام کی بجاآوری سے زیادہ محبوب شے سے میرا قرب حاصل نہیں کیا اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو مَیں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں

جن سے وہ دیکھتا ہے، اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے، اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اسے ضرور عطا فرماتا ہوں اور اگر کسی چیز سے میری پناہ چاہے تو میں اسے ضرور پناہ عطا فرماتا ہوں۔"

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، الحدیث: ۶۵۰۲، ص ۵۴۵)

اولیاء پر رب کی کیسی نوازشات ہیں

اَللّٰہُ اَکْبَر! کیسی عطائیں ہیں اولیاء پر رب تعالی کی، کیسی نوازشات ہیں اولیاء پر رب تعالی کی، تبھی تو ہم اولیائے کرام سے محبت کرتے ہیں اور کہتے ہیں:

ہم کو سارے اولیاء سے پیار ہے
اِن شاءَ اللہ اپنا بیڑا پار ہے

یک زمانہ صحبتِ اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعتِ بے ریا

نو کے عدد کی عجیب باتیں

اب آگے سنیئے! جو اللہ پاک کی ذات میں فنا ہو جاتا ہے وہ نو کا عدد ہی کیوں بنتا ہے؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ وہ نو کا عدد اس لئے بنتا ہے کہ نو کے عدد میں چار باتیں عجیب ہیں چنانچہ:

پہلی عجیب بات

پہلی عجیب بات: یہ کہ ایک سے آٹھ تک کی اِکائیاں کناروں کی دو، دو ملاؤ ۹ بنیں گے۔ مثلاً: 1.2.3.4.5.6.7.8

(1+8=9)　(2+7=9)　(3+6=9)　(4+5=9)

دوسری عجیب بات

دوسری عجیب بات: یہ کہ سارے ۹ کے پہاڑے میں ہر جگہ ۹ بنے گا:

(9 x 1=9)　(9 x 2=18)　(9 x 3=27)　(9 x 4=36)

(9 x 5=45)　(9 x 6=54)　(9 x 7=63)　(9 x 8=72)

(9 x 9=81)　(9x10=90)

پس حاصلِ ضرب کو آپس میں ملائیں تو نو ہی آئے گا مثلاً: 18 میں ایک اور آٹھ ہے، آٹھ اور ایک نو، 27 میں دو اور سات ہے، دو اور سات نو، 36 میں تین اور چھ ہے، تین اور چھ نو، 45 میں چار اور پانچ ہے، چار اور پانچ نو، 54 میں پانچ اور چار ہے، پانچ اور چار نو، 63 میں چھ اور تین ہے، چھ اور تین نو، 72 میں سات اور دو ہے، سات اور دو نو، 81 میں آٹھ اور ایک ہے، آٹھ اور ایک نو، ۹۰ میں نو ہے ہی۔

تیسری عجیب بات

تیسری عجیب بات: اسی طرح جس بھی گنتی کا پہاڑا نو بار کریں گے اور اس میں آنے والے عددوں کو ملائیں گے تو جواب نو ہی آئے گا مثلاً:

12 نویں 108	1+8=9
13 نویں، 117	1+1+7=9
14 نویں 126	1+2+6=9

جس بھی گنتی کا پہاڑا نو بار کریں اور حاصل ہونے والی گنتی کو جب آپس میں ملائیں تو سب میں ۹ بنیں گے۔

چوتھی عجیب بات

چوتھی عجیب بات: نو کا عدد کسی عدد کے اندر نہیں مگر سب عدد نو کے اندر ہیں، نو میں آٹھ بھی ہے، سات بھی ہے، چھ بھی ہے، پانچ بھی ہے، چار بھی ہے، تین بھی ہے، دو بھی ہے، ایک بھی ہے۔ لیکن ایک میں نو نہیں ہے، دو میں نو نہیں ہے، تین میں نو نہیں ہے، چار میں نو نہیں ہے، پانچ میں نو نہیں ہے، چھ میں نو نہیں ہے، سات میں نو نہیں ہے، آٹھ میں نو نہیں ہے۔

ایک سے آٹھ تک دنیا ومافیہا ہیں

ایسا کیوں؟ ایسا اس لئے کہ ایک سے آٹھ تک دنیا ومافیہا ہیں، پس جب ولی ذاتِ باری تعالیٰ میں فنا ہو کر نو کا عدد بن گیا تو اس کے اندر دنیا ومافیہا آگیا، اب اگر کسی کو دنیا کی کوئی بھی چیز لینی ہے ولی کے پاس آؤ، ان سے ملے گی، کہ جس طرح نو کے پاس آٹھ بھی ہے، سات بھی ہے، چھ بھی ہے، پانچ بھی ہے، چار بھی ہے، تین بھی ہے، دو بھی ہے، ایک بھی ہے، اسی طرح ولی کے پاس اولاد، دولت، ثروت، حکومت، صدارت، وزارت، اقتدار، افتخار وغیرہ سب کچھ ہے۔

ولیوں کے پاس سب کچھ ہے

اے عاشقانِ اولیاء! اولیائے کرام نے جب اپنے آپ کو ذات باری تعالی میں فنا کر دیا تو نو کے عدد بن گئے، پس اولیائے کرام کے پاس دنیا بھی ہے اور دنیا کے تمام علوم اور چیزیں بھی ہیں بلکہ دنیا کا نظام اللہ پاک نے اپنے اولیاء کے سپرد کر دیا ہے چنانچہ:

دنیا کا نظام کتنے اولیائے کرام چلاتے ہیں؟

میرے شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری زِیْدَ مَجْدُہٗ وَ شَرْفُہٗ وَعِلْمُہٗ وَعَمَلُہٗ اپنی مایہ ناز تصنیف فیضانِ سنت جلد اول کے باب آدابِ طعام کے صفحہ نمبر ۴۳۱۔ تا ۴۳۲ پر لکھتے ہیں: حضرتِ سیّدُنا ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرکارِ مدینہ منوّرہ سردارِ مکّہ مکرّمہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، "اللہ تعالیٰ کے تین سو بندے رُوئے زمین پر ایسے ہیں کہ ان کے دل حضرت سیّدُنا آدم صَفِیُّ اللہ عَلیٰ نَبِیِّناوَعَلَیْہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلام کے قلبِ اطہر پر ہیں۔ اور چالیس کے دل حضرتِ سیّدُنا موسیٰ کلیم اللہ عَلیٰ نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلام کے قلبِ اطہر پر ہیں۔ اور سات کے دل حضرتِ سیّدُنا ابراہیم خلیل اللہ عَلیٰ نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلام کے قلبِ اطہر پر ہیں اور پانچ کے دل حضرتِ سیّدُنا جبرائیل عَلیٰ نَبِیِّناوَعَلَیْہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلام کے قلبِ اطہر پر ہیں۔ اور تین کے دل حضرتِ سیّدُنا میکائیل عَلیٰ نَبِیِّناوَعَلَیْہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلام کے قلبِ اطہر پر ہیں۔ ایک ان میں ایسا ہے جس کا دل حضرتِ سیّدُنا اسرافیل عَلیٰ نَبِیِّناوَعَلَیْہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلام کے قلبِ اطہر پر ہے۔ جب ان میں "ایک" وفات پاتا ہے تو

اللہ تعالیٰ اس کی جگہ "تین" میں سے ایک کو مقرّر فرماتا ہے اور اگر "تین" میں سے کوئی ایک وفات پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ "پانچ" میں سے ایک کو اور اگر "پانچ" میں سے کوئی ایک وفات پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ "سات" میں سے ایک کو اور اگر ان "سات" میں کا کوئی ایک وفات پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ "چالیس" میں سے ایک کو اور اگر ان "چالیس" حضرات میں سے کوئی ایک وفات پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی جگہ "تین سو" میں سے ایک کو اور اگر ان "تین سو" میں سے کوئی ایک وفات پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ عام لوگوں میں سے کسی کو مقرّر فرماتا ہے ۔ان کے ذَرِیعے (یعنی وسیلے) سے زندگی اور موت ملتی ،بارِش برستی، کھیتی اُگتی اور بلائیں دُور ہوتی ہیں۔ حضرتِ سیِّدُنا ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اِستِفسار کیا گیا،"ان کے ذَرِیعے کیسے زندگی اور موت ملتی ہے؟"فرمایا،"وہ اللہ تعالیٰ سے اُمّت کی کثرت کا سُوال کرتے ہیں تو اُمّت کثیر ہو جاتی ہے اور ظالِموں کے لئے بد دُعا کرتے ہیں تو اُن کی طاقت توڑ دی جاتی ہے، وہ دعا کرتے ہیں تو بارش برسائی جاتی، زمین لوگوں کے لیے کھیتی اُگاتی ہے، لوگوں سے مختلف قسم کی بلائیں ٹال دی جاتی ہیں۔

(حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۴۰ حدیث ۱۶)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْقِ اَمَّا بَعْد

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحٰبِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

آگرہ کے 283 اولیائے کرام کی سیرت

دوسرا باب

اولیاء اللّٰہ کے بارے میں اہم معلومات

آپ اس باب میں پڑھ سکیں گے:

☆... ولایت کیا ہے؟

☆... کیا ولایت بے علم کو مل سکتی ہے؟

☆... کیا شریعت اور طریقت الگ الگ چیز ہیں؟

☆... کیا مجذوب ولی کے لیے بھی شریعت کی پابندی ضروری ہے؟

☆... کیا اللہ پاک نے اولیائے کرام کو طاقت بھی عطا کی ہے؟

☆... کیا اولیائے کرام پر علومِ غیبیہ منکشف ہوتے ہیں؟

☆... اولیائے کرام سے کس قسم کی کرامت صادر ہو سکتی ہے؟

☆... کیا اولیائے کرام سے مدد مانگنا شرک ہے؟

☆... کیا اولیائے کرام اپنے اپنے مزاروں میں زندہ ہیں؟

☆... پیر کس کو بنانا چاہیئے؟

مرتب: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

دوسرا باب

اولیاءاللّٰہ کے بارے میں اہم معلومات

اے عاشقانِ اولیاء! آپ کی معلومات میں اضافہ کرنے کے لیے سگِ عطار (یعنی مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری) کی فرض علوم پر مشتمل کتاب "آسان فرض علوم" سے اولیائے کرام کی ولایت کے متعلق کچھ اہم معلومات پیشِ خدمت ہے:

ولایت کیا ہے؟

سوال: ولایت کیا ہے؟

جواب: ولایت ایک قربِ خاص ہے کہ مولیٰ عزوجل اپنے برگزیدہ بندوں کو محض اپنے فضل و کرم سے عطا فرماتا ہے۔ (بہار شریعت ج ا، ص ۲۶۴)

سوال: کیا آدمی عبادت وریاضت کرکے ولی بن سکتا ہے؟

جواب: ولایت وَہبی شے ہے (یعنی اللہ عزوجل کی طرف سے عطا کردہ اِنعام ہے)، نہ یہ کہ اَعمالِ شاقّہ (یعنی سخت مشکل اعمال) سے آدمی خود حاصل کرلے، البتہ غالباً اعمالِ حسنہ اِس عطیۂ اِلٰہی کے لئے ذریعہ ہوتے ہیں اور بعضوں کو ابتداءً مل جاتی ہے۔
(فتاویٰ رضویہ، ج ۲۱، ص ۶۰۶ :)

کیا ولایت بے علم کو مل سکتی ہے؟

سوال: کیا ولایت بے علم کو مل سکتی ہے؟

جواب: ولایت بے علم کو نہیں ملتی، بلکہ عالم کو ہی ملتی ہے خواہ علم بطورِ ظاہر حاصل کیا ہو، یا اس مرتبہ پر پہنچنے سے پیشتر (یعنی پہلے) اللہ عزوجل نے اس پر علوم منکشف (یعنی کھول) کر دیئے ہوں۔ (فإنّ الله ما اتخذ ولياً جاهلاً)۔ "الفتوحات المكية"، ج۳، ص۹۲)

سوال: سب سے افضل کس امت کے اولیاء ہیں؟

جواب: تمام اولیائے اوّلین و آخرین میں سے اولیائے محمدیّین (یعنی اِس اُمّت کے اولیاء) افضل ہیں۔ ("اليواقيت والجواهر"، المبحث السابع والأربعون، الجزء الثاني، ص۳۴۸)

سوال: اس امت میں سب سے افضل کون سے اولیاء ہیں؟

جواب: تمام اولیائے محمدیّین میں سب سے زیادہ معرفت و قربِ الٰہی میں خلفائے اَربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں اور اُن میں ترتیب وہی ہے جو افضلیت کی ترتیب ہے، سب سے زیادہ معرفت و قرب صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو ہے، پھر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو، پھر ذو النورَین، عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو، پھر مولیٰ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ہے۔
("المعتمد المستند"، حاشية نمبر: ۳۱۶، ص۱۹۱)

کیا شریعت اور طریقت الگ الگ چیز ہیں؟

سوال: کیا شریعت اور طریقت الگ الگ چیز ہیں؟

جواب: نہیں! طریقت شریعت کے منافی نہیں یعنی طریقت، شریعت کے خلاف نہیں ہے وہ شریعت ہی کا باطِنی حصہ ہے، بعض جاہل مُتصوِّف جو یہ کہہ دیا کرتے ہیں: کہ طریقت اور ہے شریعت اور، محض گمراہی ہے اور اس زُعمِ باطل کے باعث اپنے آپ کو شریعت سے آزاد سمجھنا صریح کفر و اِلحاد (یعنی لادینیت) ہے۔ ("عوارف المعارف"، ص۵۲، ۱۲۸)

اعلیٰ حضرت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رسالت، مجدِدِ دین وملت، مولانا الشاہ، امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمن "فتاوی رضویہ" میں فرماتے ہیں:" شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت میں باہم اصلاً کوئی اختلاف نہیں اس کا مدعی اگر بے سمجھے کہے تو نِرا جاہل ہے اور سمجھ کر کہے تو گمراہ، بد دین۔ شریعت، حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اقوال ہیں، اور طریقت، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے افعال، اور حقیقت، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے احوال، اور معرفت، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علومِ بے مثال۔

("فتاویٰ رضویہ"، ج۲۱، ص۴۶۰)

سوال: کیا کوئی ولی شریعت کی پابندی سے آزاد ہو سکتا ہے؟

جواب: اَحکامِ شرعیّہ کی پابندی سے کوئی ولی کیسا ہی عظیم ہو، سُبکدوش (یعنی آزاد) نہیں ہو سکتا۔ بعض جاہل لوگ جو یہ بک دیتے ہیں کہ شریعت راستہ ہے، راستہ کی حاجت اُن کو ہے جو مقصود تک نہ پہنچے ہوں، ہم تو پہنچ گئے۔ سیّد الطائفہ حضرت جُنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسوں کے بارے میں فرمایا:"صَدَقُوا لَقَدْ وَصَلُوا وَلٰكِنْ إِلٰى أَيْنَ؟ إِلَى النَّارِ"ترجمہ:"وہ سچ کہتے ہیں (کہ ہم پہنچ چکے)، بیشک وہ پہنچے، مگر کہاں؟ جہنم کو۔"

("الیواقیت والجواھر"، المبحث السادس والعشرون، ص۲۰۶)

کیا مجذوب کے لئے بھی شریعت کی پابندی ضروری ہے؟

سوال: کیا مجذوب کے لئے بھی شریعت کی پابندی ضروری ہے؟

جواب: اگر مجذوبیت (یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت میں غرق ہونے) سے عقلِ تکلیفی زائل ہو گئی ہو، جیسے غشی والا تو اس سے قلمِ شریعت اُٹھ جائے گا مگر یہ بھی سمجھ لو! جو اس قسم

کا ہو گا، اُس کی ایسی باتیں کبھی نہ ہوں گی، شریعت کا مقابلہ کبھی نہ کرے گا۔("ملفوظاتِ اعلی حضرت بریلوی"، حصّہ دوم، ص ۲۴۰) ولی ان جاہلوں کی طرح ہر گز نہیں کہے گا کہ میں شریعت کی پابندی سے آزاد ہوں، میں پہنچ گیا ہوں، کیونکہ اولیائے کرام تو عاجزی والے ہوتے ہیں وہ تو اپنا ولی ہونا ایسے ہی چھپاتے ہیں جیسے کنواری لڑکی اپنے آپ کو چھپاتی ہے۔

کیا اللہ تعالی نے اولیائے کرام کو طاقت بھی عطا فرمائی ہے؟

سوال: کیا اللہ تعالی نے اولیائے کرام کو طاقت بھی عطا فرمائی ہے؟

جواب: جی ہاں! اولیائے کرام کو اللہ عزوجل نے بہت بڑی طاقت دی ہے، ان میں جو اصحابِ خدمت ہیں، اُن کو تصرّف کا اختیار دیا جاتا ہے، سیاہ، سفید کے مختار بنا دیئے جاتے ہیں، یہ حضرات نبیِّ مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے نائب ہیں، ان کو اختیارات وتصرفات حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نیابت میں ملتے ہیں۔

("الیواقیت والجواہر"، المبحث السابع والأربعون، الجزء الثاني، ص ۳۴۸۔۳۴۹)

مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی "تفسیر عزیزی" میں زیر آیتِ کریمہ (وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ) لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے بعض خاص اولیاء ہیں جن کو بندوں کی تربیتِ کاملہ اور راہنمائی کے لئے ذریعہ بنایا گیا ہے، انہیں اس حالت میں بھی دنیا کے اندر تصرف کی طاقت واختیار دیا گیا ہے اور کامل وسعتِ مدارک کی وجہ سے ان کا استغراق اس طرف متوجہ ہونے سے مانع نہیں ہوتا، صوفیائے اویسیہ باطنی کمالات ان اولیاء اللہ سے حاصل کرتے ہیں اور غرض مند ومحتاج لوگ اپنی مشکلات کا حل ان سے طلب کرتے اور پاتے ہیں۔

("فتح العزیز" (تفسیر عزیزی)، تحت الآیۃ: وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ، ص ۲۰۶، بحوالہ "فتاوی رضویہ" ج ۲۹، ص ۱۰۳۔۱۰۴)

کیااولیائے کرام پر علومِ غیبیہ منکشف ہوتے ہیں؟

سوال: کیااولیائے کرام پر علومِ غیبیہ منکشف ہوتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! عُلومِ غیبیہ ان پر منکشف ہوتے (یعنی کھلتے) ہیں، ان میں بہت کو مَاکَانَ وَمَایَکُوْن (یعنی جو کچھ ہوا اور ہونے والا ہے) اور تمام لوحِ محفوظ پر اطلاع دی جاتی ہے مگر یہ سب حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطہ و عطا سے ہوتا ہے، بے وِساطتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوئی غیرِ نبی کسی غیب پر مُطَّلَع نہیں ہو سکتا۔

("الفتاوی الرضویۃ"، ج۲۹، ص ۴۷۲)

اولیائے کرام سے کس قسم کی کرامات صادر ہو سکتی ہیں؟

سوال: اولیائے کرام سے کس قسم کی کرامات صادر ہو سکتی ہیں؟

جواب: اولیائے کرام سے تمام خَوارقِ عادات (یعنی تمام خلافِ عادات باتیں یعنی کرامات)، ممکن ہیں مثلاً مُردہ زندہ کرنا، مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو شِفا دینا، مشرق سے مغرب تک ساری زمین ایک قدم میں طے کر جانا، سوائے اس معجزہ کے جس کی بابت دوسروں کے لئے ممانعت ثابت ہو چکی ہے۔ جیسے قرآنِ مجید کے مثل کوئی سورت لے آنا یا دنیا کے اندر بیداری میں اللہ پاک کے دیدار یا کلامِ حقیقی سے مشرف ہونا، اِس کا جو اپنے یا کسی ولی کے لئے دعویٰ کرے، کافر ہے۔ اور کرامتِ اولیا حق ہے، اِس کا منکر گمراہ ہے۔

("منح الروض الأزہر" للقارئ، ص۷۹)("رد المحتار"، کتاب النکاح، باب العدۃ، ج۵، ص ۲۵۳)

سوال: اولیائے کرام سے استمداد یعنی مدد طلب کرنا کیسا ہے؟

جواب: اولیائے کرام سے اِستِمداد و اِستِعانت یعنی مدد طلب کرنا محبوب یعنی پسندیدہ ہے، یہ مدد مانگنے والے کی مدد فرماتے ہیں۔

("فتاوی رضویہ"، ج۲۱، ص۳۳۱۔۳۳۲)("المدخل"، فصل في زيارة القبور، الجزء الأول، ج۱، ص۱۸۴)

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں: "اولیائے کرام سے مدد مانگنا شرک ہے کیونکہ مدد فرمانے والا اللہ تعالی ہے، اور اولیائے کرام سے مدد مانگنا ان کو خدا ماننا ہے" ایسا کہنا کیسا ہے؟

جواب: ایسا کہنا درست نہیں ہے، اور جو انہوں نے کہا کہ "اگر اولیائے کرام سے مدد مانگی تو گویا تم نے ان کو خدا مان لیا اور یہ شرک ہے" یہ ان کا فریب ہے، اور یہی دلیل دے کر وہابی فرقہ بھولے بھالے سنیوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں، مسلمان کبھی ایسا خیال نہیں کرتا کہ اولیائے کرام اللہ ہیں، مسلمان کے فعل کو خواہ مخواہ قبیح صورت پر ڈھالنا وہابیت کا خاصہ ہے۔ اولیائے کرام کے مزارات پر حاضری مسلمان کے لئے سعادت وباعثِ برکت ہے۔ اِن کو دُور و نزدیک سے پکارنا سلفِ صالح کا طریقہ ہے۔

("فتاوی رضویہ"، ج۲۱، ص۳۳۱۔۳۳۲)("المدخل"، فصل في زيارة القبور، الجزء الأول، ج۱، ص۱۸۴)

کیا اولیائے کرام اپنے اپنے مزارات میں زندہ ہوتے ہیں؟

سوال: کیا اولیائے کرام اپنے اپنے مزارات میں زندہ ہوتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! اولیائے کرام اپنی قبروں میں حیاتِ اَبدی کے ساتھ زندہ ہیں، اِن کے عِلم واِدراک، سَمع وبَصر پہلے کی بہ نسبت بہت زیادہ قوی ہو جاتے ہیں۔

("تفسیر روح البیان"، ج۳، ص۴۳۹)

اعلیٰ حضرت، عظیم المرتبت ،مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمن "فتاوی رضویۃ"، میں ارشاد فرماتے ہیں:"اہلسنت کے نزدیک انبیاء وشہداء علیہم التحیۃ والثناء اپنے ابدان شریفہ سے زندہ ہیں بلکہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے ابدان لطیفہ زمین پر حرام کئے گئے ہیں کہ وہ ان کو کھائے ،اسی طرح شہداء واولیاء علیہم الرحمۃ والثناء کے ابدان وکفن بھی قبور میں صحیح وسلامت رہتے ہیں وہ حضرات روزی ورزق دیئے جاتے ہیں۔

("الفتاوی الرضویۃ"،ج۹،ص۴۳۱۔۴۳۳)

سوال:اولیائے کرام کو ایصال ثواب کرنے کا کیا فائدہ ہے؟

جواب: اِنہیں ایصالِ ثواب کرنا، نہایت مُوجبِ برکات و امرِ مستحب ہے، اِسے عُرفاً براہِ ادب نذر و نیاز کہتے ہیں، یہ نذرِ شرعی نہیں جیسے بادشاہ کو نذر دینا، اِن میں خصوصاً گیارہویں شریف کی فاتحہ نہایت عظیم برکت کی چیز ہے۔ عُرسِ اولیائے کرام یعنی قرآن خوانی، و فاتحہ خوانی، و نعت خوانی، و وعظ، و ایصالِ ثواب اچھی چیز ہے۔ رہے مَنہیاتِ شرعیہ (یعنی وہ افعال جو شرعاً منع ہیں جیسے ناچ، گانا، ڈھول بجانا، آجکل کی قوالیاں، عورتوں کا بے پردہ گھومنا وغیرہ) وہ تو ہر حالت میں مذموم (یعنی برے) ہیں اور مزاراتِ طیبہ کے پاس اور زیادہ مذموم۔(بہارِ شریعت ج۱، ص۲۷۶۔۲۷۷)

پیر کس کو بنانا چاہیئے؟

سوال: پیر کس کو بنانا چاہیئے؟

جواب: عموماً مسلمانوں کو بحمدہٖ تعالیٰ اولیائے کرام سے نیاز مندی اور مشائخ کے ساتھ اِنہیں ایک خاص عقیدت ہوتی ہے، اِن کے سلسلہ میں منسلک ہونے کو اپنے لئے فلاحِ

دارَین تصوّر کرتے ہیں، اس وجہ سے زمانۂ حال کے فساق و فجار اور وہابیہ نے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے یہ جال پھیلا رکھا ہے کہ پیری، مریدی بھی شروع کر دی، حالانکہ اولیا کے یہ منکر ہیں، لہٰذا جب مرید ہونا ہو تو اچھی طرح تفتیش کر لیں، ورنہ اگر پیر فاسق و فاجر یا بد مذہب ہوا تو ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔(بہارِ شریعت ج۱، ص۲۷۷)

پیر کے لئے چار شرطیں ہیں، قبل از بیعت اُن کا لحاظ فرض ہے:

(1)۔۔۔سنّی صحیح العقیدہ ہو۔

(2)۔۔۔اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضروریات کے مسائل کتابوں سے نکال سکے۔

(3)۔۔۔فاسق مُعلِن نہ ہو۔

(4)۔۔۔اُس کا سلسلہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل ہو۔

("الفتاوی الرضویۃ"، ج۲۱، ص۴۹۲، ۵۰۵، ۶۰۳)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْقِ اَمَّا بَعْد

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحٰبِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

آگرہ کے 283 اولیائے کرام کی سیرت

تیسرا باب

اولیاء اللہ سے مدد مانگنے پر دلائل

آپ اس باب میں پڑھ سکیں گے:

☆... استمداد و استعانت سے کیا مُراد ہے؟

☆... انبیائے کرام اور اولیائے کرام سے مدد مانگنے کا عقیدہ

☆... اولیاء اللہ سے مدد مانگنے پر قرآنی دلائل کیا ہیں؟

☆... اولیاء اللہ سے مدد مانگنے پر احادیث سے دلائل کیا ہیں؟

☆... اولیاء اللہ سے ان کی وفات کے بعد بھی مدد مانگی جاسکتی ہے؟

☆... حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مشکل کشا کہنا کیسا ہے؟

مرتب: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری
مکتبہ دار السنہ آگرہ

تیسرا باب

اولیاء اللہ سے مدد مانگنے پر دلائل

اے عاشقانِ اولیاء! اللہ پاک نے اپنے اولیاء کو اپنے فضل و کرم سے بہت نوازا ہے اسی لیے اللہ پاک کی مخلوق ان کے در پر جاتی اور اپنے من کی مرادیں پاتی ہے۔ لیکن بعض لوگوں کو وہم ہوتا ہے کہ کیا اولیائے کرام سے مدد مانگ سکتے ہیں؟ لہٰذا اس کے متعلق سگِ عطار کی فرض علوم پر مشتمل کتاب بنام **"آسان فرض علوم"** سے کچھ اہم باتیں سوال و جواب کی صورت میں حاضر ہیں:

استمداد و استِعانت سے کیا مُراد ہے؟

سوال: استمداد و استِعانت سے کیا مُراد ہے؟

جواب: اللہ پاک کو حقیقی مددگار جانتے ہوئے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام اور اولیاء اللہ رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی سے مدد مانگنا "استمداد" کہلاتا ہے اور "استِعانت" کا بھی یہی مطلب ہے۔

سوال: کیا انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام اور اولیاء اللہ رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی سے مدد مانگی جاسکتی ہے؟ اس بارے میں اہلِ سنّت و الجماعت کا کیا عقیدہ ہے؟

جواب: انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام اور اولیاء اللہ سے مدد مانگنا بلا شبہ جائز ہے جبکہ عقیدہ یہ ہو کہ حقیقی امداد تو ربّ تعالٰی ہی کی ہے اور یہ سب حضرات اس کی دی

ہوئی قدرت سے مدد کرتے ہیں کیونکہ ہر شے کا حقیقی مالک و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اللہ تعالیٰ کی عطا کے بغیر کوئی مخلوق کسی ذرّہ کی بھی مالک و مختار نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص عطا اور فضلِ عظیم سے اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کونین کا حاکم و مختار بنایا ہے اور حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور دیگر انبیائے کرام و اولیائے عِظام اللہ تعالیٰ کی عطا سے (یعنی اس کی دی ہوئی قدرت سے) مدد فرما سکتے ہیں۔ اور یہی اہلِ سنّت والجماعت کا عقیدہ ہے۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت ج۱، ص۲۷۱۔۲۷۴)

اولیاء اللہ سے مدد مانگنے پر قرآنی دلائل

سوال: انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام اور اولیاء اللہ سے مدد مانگنے پر قرآنی دلائل کیا ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی عطا سے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام و اولیاءِ عِظام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی مدد فرماتے ہیں اور یہ قرآن سے ثابت ہے جس کے دلائل درج ذیل ہیں:

(1)۔۔۔سورۃُ التحریم پارہ ۲۸ کی آیت ۴ میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَ جِبْرِیْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَۚ-وَ الْمَلٰٓىٕكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِیْرٌ(۴) (پ۲۸، التحریم: ۴)

ترجمۂ کنزالایمان: تو بیشک اللہ اپنے نبی کا مدد گار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم کی مدد اللہ تعالی، جبریل علیہ السلام، متقی مسلمان اور فرشتیں ہیں، پس اگر اللہ کے سوا کسی سے مدد مانگنا جائز نہ ہوتا تو اللہ تعالی یوں نہ فرماتا۔

(2)۔۔۔پارہ ٦، سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۵۵ میں ارشادِ باری تعالی ہے:

اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ رٰكِعُوْنَ(۵۵)

ترجمۂ کنز الایمان: (اے ایمان والو!) تمہارے مددگار نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور وہ ایمان والے جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔

اس آیت سے پتا چلا کہ ایمان والوں کا مددگار اللہ، رسول اور ایمان والے متقی و پرہیزگار اولیائے کرام ہیں، پس اگر انبیائے کرام و اولیائے عظام سے مدد طلب کرنا کفرو شرک ہوتا تو اللہ تعالی ان ہستیوں کو مددگار کبھی نہ فرماتا۔

(3)۔۔۔پارہ ١٠، سورۂ توبہ کی آیت نمبر ۵۹ میں ارشادِ خداوندی ہے:

وَ لَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۙ-وَ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَیُؤْتِیْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ رَسُوْلُهٗۤۙ-اِنَّاۤ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ(۵۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ و رسول نے ان کو دیا اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے۔

اس آیت میں اللہ تبارک و تعالی نے اپنے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دینے والا فرمایا ہے، اگر اللہ کے سوا کوئی مدد نہیں کر سکتا تو ہر گز اللہ تعالی اپنے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دینے والا نہ فرماتا۔

(4)۔۔۔پارہ ۳، سورۂ آلِ عمران کی آیت نمبر ۵۲ میں ربِّ کائنات کا ارشاد حق بنیاد ہے:

فَلَمَّاۤ اَحَسَّ عِیْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِؕ-قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِۚ-اٰمَنَّا بِاللّٰهِۚ-وَ اشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ(۵۲)

ترجمہ کنزالایمان: پھر جب عیسٰی نے اُن سے کفر پایا بولا کون میرے مددگار ہوتے ہیں اللہ کی طرف حواریوں نے کہا ہم دین خدا کے مددگار ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے اور آپ گواہ ہو جائیں کہ ہم مسلمان ہیں۔

اس آیت سے پتا چلا کہ حضرتِ عیسی علیہ السلام نے حواریوں سے مدد مانگی، اگر غیرِ خدا سے مدد مانگنا کفر و شرک ہوتا تو اللہ کے نبی حضرتِ عیسی علیہ السلام کبھی ایسا نہ کرتے کہ نبی آتا ہی ہے لوگوں کو کفر و شرک سے بچانے کے لئے۔

(5)۔۔۔پارہ ١٦، سورۂ مریم کی آیت نمبر ١٩ میں اللہ تبارک و تعالی نے ارشاد فرمایا:

قَالَ اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ﳓ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِیًّا(۱۹)

ترجمہ کنزالایمان: حضرتِ جبرئیل نے حضرت مریم سے کہا: اے مریم! میں تیرے رب کا بھیجا ہوا قاصد ہوں، تاکہ میں تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں۔

اولاد دینے والا اللہ تبارک و تعالی کی ذات ہے پھر حضرتِ جبرئیل علیہ السلام کیسے دے رہے ہیں؟

(6)۔۔۔پارہ ۳ سورۂ آلِ عمران کی آیت نمبر ۴۹ میں عیسی علیہ السلام کے متعلق ارشاد ہوا:

اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْــٴَـةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِۚ-وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِۚ-

ترجمہ کنزالایمان: میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتاہوں پھر اس میں پھونک مارتاہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتاہوں مادرزاد اندھے اور سپید داغ والے کو اور میں مُردے جلاتاہوں اللہ کے حکم سے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرتِ عیسی علیہ السلام اللہ تعالی کی عطا سے بے جان کو جان، اندھوں کو آنکھیں اور کوڑھیوں کو شفا دینے والے ہیں۔

اولیاءاللہ سے مدد مانگنے پر احادیث سے دلائل

سوال: انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام اور اولیاء اللہ سے مدد مانگنے پر احادیث سے دلائل کیاہیں؟

جواب: انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام اور اولیاء اللہ سے مدد مانگنے پر احادیث سے درج ذیل دلائل ہیں:

(1)۔۔۔ حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ''اُطْلُبُوْا الْخَيْرَ وَالْحَوَائِجَ مِنْ حِسَانِ الْوُجُوْهِ'' ترجمہ: بھلائی اور اپنی حاجتیں ان لوگوں سے مانگو جن کے چہرے عبادتِ الٰہی سے روشن ہیں۔

(المعجم الکبیر ج ۱۱، ص ۸۱)

(2)۔۔۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ شبِ اسریٰ کے دُولھا، حبیبِ کبریا، مُشکل کُشا و حاجت روا عَزَّوَجَلَّ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے خَلق کی حاجت روائی کے لئے خاص فرمایا ہے، لوگ گھبرائے ہوئے اپنی حاجتیں ان کے پاس لاتے ہیں، یہ بندے عذابِ الٰہی سے امان میں ہیں۔ (المعجم الکبیر، الحدیث ۱۳۳۳۴، ج ۱۲، ص ۳۷۴)

(3)۔۔۔ مالک الدار راوی ہیں کہ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے زمانے میں قحط پڑا۔ ایک شخص (بلال بن حارث صحابی) نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قبر شریف پر حاضر ہو کر یوں عرض کیا: یارسول اللہ! اپنی امت کے لئے بارش کی دعا فرمائیں! وہ ہلاک ہو رہی ہے۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خواب میں اس شخص سے فرمایا کہ عمر کے پاس جا کر میرا سلام کہو اور بشارت دو کہ بارش ہو گی اور یہ بھی کہہ دو کہ نرمی اختیار کرے۔ اس شخص نے حاضر ہو کر خبر دی۔ حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ یہ سن کر روئے۔ پھر کہا: اے رب! میں کوتاہی نہیں کرتا مگر اس چیز میں کہ جس سے میں عاجز ہوں۔

(وفاء الوفاء، الباب الثامن۔۔۔ الخ، الفصل الثالث فی توسل الزائر۔۔۔ الخ، ج ۲، الجزء ۴، ص ۱۳۷۴۔ علمیہ)

(4)۔۔۔ ایک سال مدینہ منورہ میں سخت قحط پڑا۔ لوگوں نے حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا سے فریاد کی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تم رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قبر شریف پر حاضر ہو کر اس میں ایک روشندان آسمان کی طرف کھول دو تاکہ قبر شریف اور آسمان کے درمیان چھت حائل نہ رہے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ خوب بارش ہوئی اور گھاس اُگی اور اونٹ ایسے فربہ ہوگئے کہ چربی سے پھٹنے لگے۔ اس سال کو "عامُ الفَتْق "یعنی پھٹن کا سال کہتے تھے۔

(سنن الدارمی، باب ما اکرم اللّٰہ تعالیٰ نبیہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بعد موتہ، باب ۱۵، الحدیث: ۹۲، ج ۱، ص ۵۶۔ علمیہ)

علامہ قاضی زین الدین مراغی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ قحط کے وقت روشندان کا کھولنا اس وقت تک اہل مدینہ کا طریقہ ہے۔ وہ قبہ خضراء مقدسہ کے اسفل میں بجانب قبلہ کھول دیتے ہیں اگرچہ قبر شریف اور آسمان کے درمیان چھت حائل رہتی ہے۔

(وفاء الوفاء، الباب الرابع۔۔۔ الخ، الفصل الحادی والعشرون، ج ۱، الجزء ۲، ص ۵۶۰۔ علمیہ)

(5)۔۔۔ حضرتِ سَیِّدُنا رَبِیعہ بن کَعب اَسْلَمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ایک مرتبہ میں نے حُضُور، سَراپا نُور، فیض گنجور، شاہِ غَیُور صلی اللہ علیہ و الہ و سلم کو وُضُو کروایا تو رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلی اللہ علیہ و الہ و سلم نے خوش ہو کر ارشاد فرمایا: سَلْ رَبِیعَۃُ! یعنی رَبِیعہ! مانگ کیا مانگتا ہے؟ حضرت رَبِیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عَرض کی، اَسْئَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِی الْجَنَّۃ یعنی سرکار صلی اللہ علیہ و الہ و سلم جنَّت میں آپ کی رَفاقت (یعنی پڑوس) چاہیئے۔ (گویا عَرض کر رہے ہیں)

تجھ سے تجھی کو مانگ لوں تو سب کچھ مل جائے
سو سُوالوں سے یہی ایک سُوال اچھا ہے

دریائے رَحمت مزید جوش میں آیا اور فرمایا، "اَوَغَیْرَ ذٰلِكَ؟ یعنی کچھ اور مانگنا ہے؟" میں نے عرض کی، "بس صِرف یہی۔" (یعنی یارسولَ اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! جنّتُ الفِردُوس میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا پڑوس مانگنے کے بعد اب دُنیا و عُقبٰی کی اور کونسی نِعمت باقی رہ جاتی ہے جسے مانگا جائے!)

تجھ سے تُجھی کو مانگ کر مانگ لی ساری کائنات
مجھ سا کوئی گدا نہیں تجھ سا کوئی سَخی نہیں

جب حضرتِ سَیِّدُنا رَبِیعہ بِن کَعْب اَسْلَمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنَّت کی رَفاقت (یعنی پڑوس) طَلَب کرچکے اور مزید کسی حاجَت کے طَلَب کرنے سے اِنکار کردیا تو اِس پر سرکارِ نامدار، بِاِذنِ پروَردگار، دوعالَم کے مالِک و مُختار، شَہَنشاہِ اَبرار صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: فَاَعِنِّیْ عَلٰی نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ یعنی اپنے نَفس پر کثرتِ سُجُود (یعنی زِیادہ نَوافِل) سے میری مدد کر۔ (یعنی ہم نے تمہیں جنَّت تو عطا کرہی دی اب تم بھی بطورِ شُکرانہ نَوافِل کی کثرت کرتے رہو۔) (صحیح مسلم ص۲۵۳ حدیث ۴۸۹)

سُبحٰنَ اللہ ! سُبحٰنَ اللہ ! سُبحٰنَ اللہ ! اِس حدیثِ مُبارَک نے تو ایمان ہی تازہ کردیا۔ حضرت سَیِّدُنا شیخ عَبدُالحَقّ مُحَدِّث دِہلوی علیہ رَحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں، سرکارِ مدینہ، سلطانِ باقرینہ، قرارِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ، صاحِبِ مُعَطّر پسینہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا

بِلا کسی تَقْیِیْد وتَخْصِیص مُطْلَقاً فرمانا، سَلْ یعنی مانگ کیا مانگتا ہے؟ اِس بات کو ظاہِر کرتا ہے کہ سارے ہی مُعامَلات سرورِ کائنات، شاہِ موجودات صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مبارَک ہاتھ میں ہیں، جو چاہیں جس کو چاہیں اپنے ربّ کے حُکم سے عطا کر دیں۔ عَلّامہ بُوصیری رحمۃُ اللہ تعالٰی علیہ قصیدہ بُردہ شریف میں فرماتے ہیں: فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ۔ یعنی، یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! دُنیا اور آخِرت آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی کی سَخاوت کا حِصّہ ہے اور لَوح و قَلَم کا عِلم تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے عُلُومِ مُبارَکہ کا ایک حِصّہ ہے۔ (اَشِعَّۃُ اللَّمعات ج۱ ص۴۲۵، ۴۲۴)

خالِق کُل نے آپ کو مالِکِ کُل بنادیا
دونوں جہان دے دیئے قبضہ و اِختیار میں

امام اہلِ سنّت، اعلی حضرت، مجدِ دِ دین و ملّت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: الحمد للہ یہ جلیل و نفیس حدیث صحیح اپنے ہر ہر جملے سے وہابیت کُش (یعنی فرقہ ٔوہابیت کو مار ڈالنے والی) ہے۔ حضور اقدس خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا مطلقاً بلا قید و بلا تخصیص ارشاد فرمانا سَلْ مانگ کیا مانگتا ہے؟ جان وہابیت پر کیسا پہاڑ ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہر قسم کی حاجت روائی فرماسکتے ہیں، دنیا وآخرت کی سب مرادیں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اختیار میں ہیں جب تو بلا تقیید ارشاد ہوا: مانگ کیا مانگتا ہے یعنی جو جی میں آئے مانگو کہ ہماری سرکار میں سب کچھ ہے۔ پھر اس حدیث جلیل میں سب سے بڑھ کر جان وہابیت پر یہ کیسی آفت کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اس ارشاد پر حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالٰی عنہ خود

حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے جنت مانگتے ہیں کہ ''اَسْئَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِی الْجَنَّةِ یَا رَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم!''میں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں رفاقت والا عطا ہو۔

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ اللہ العزت فرماتے ہیں: ''وہابی صاحبو! یہ کیسا کھلا شرک وہابیت ہے جسے حضور مالک جنت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ قبول فرمارہے ہیں۔

(فتاوی رضویہ ج ۳۰، ص ۴۹۴_۴۹۶)

علامہ علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاہ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں: حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مانگنے کا حکم مطلق دیا اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو عام قدرت بخشی ہے کہ خدا کے خزانوں سے جو چاہیں عطا فرمادیں۔(مرقاۃ المفاتیح کتب الصلوٰۃ باب السجود و فضلہ الفصل الاول تحت حدیث ۸۹۶ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۲ /۶۱۵)

وفات کے بعد مدد مانگنا کیسا؟

سوال: کیا انبیائے کرام اور اولیاء اللہ سے ان کی وفات کے بعد بھی مدد مانگی جاسکتی ہے؟

جواب: جی ہاں! جس طرح زندگی میں ان سے توسّل کرنا اور مدد مانگنا جائز ہے اسی طرح ان کے وصال کے بعد بھی جائز ہے۔ اللہ تعالٰی کے پیارے نبی اور ولی اپنی قبور میں زندہ ہوتے ہیں جیسا کہ **اوپر** گزرا۔

سوال: مدد فرمانے کے ثبوت میں کوئی واقعہ ہو تو بیان کریں؟

جواب: اس پر ایک نہیں بلکہ بے شمار واقعات ذکر کئے جاسکتے ہیں، یہاں ایک واقعہ ملاحظہ ہو، چُنانچِہ امام طَبرانی، علامہ ابنُ الْمُقْری اور امام ابو الشّیخ۔ یہ تینوں حدیث کے بہت بڑے امام گزرے ہیں اور یہ تینوں ایک ہی زمانہ میں مدینۂ منورہ کی ایک درسگاہ میں حدیث کا علم حاصل کرتے تھے، ایک بار ان تینوں طُلبائے علمِ حدیث پر ایک وقت ایسا گزرا کہ ان کے پاس کھانے کو کچھ نہیں تھا، روزے پر روزے رکھتے رہے، مگر جب بھوک سے نڈھال ہوگئے اور ہمّت جواب دے گئی تو تینوں نے رحمتِ عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے روضۂ اطہر پر حاضر ہوکر فریاد کی یارسولَ اللہ! ہم لوگ بھوک سے بیتاب ہیں۔ یہ عرض کرکے امام طَبرانی تو آستانۂ مبارکہ ہی پر بیٹھے رہے اور کہا: اس در پر موت آئے گی یا روزی، اب یہاں سے نہیں اُٹھوں گا۔ امام ابو الشّیخ اور ابنُ الْمُقْری اپنی قیام گاہ پر لوٹ آئے، تھوڑی دیر بعد کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا، دونوں نے دروازہ کھول کر دیکھا تو عَلَوِی خاندان کے ایک بزرگ دو غلاموں کے ساتھ کھانا لے کر تشریف فرماہیں اور یہ فرمارہے ہیں کہ اللہ کے آخری نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ابھی ابھی مجھے خواب میں اپنی زیارت سے مشرّف فرماکر حکم فرمایا کہ میں آپ لوگوں کے پاس کھانا پہنچادوں چُنانچِہ جو کچھ مجھ سے فی الوقت ہوسکا حاضر ہے۔

(تذکرۃُ الحفّاظ، رقم:۹۱۳، ۳/۱۲۱، ملخصًا)

تمہیں حاکم برایا تمہیں قاسم عطایا
تمہیں دافع بلایا تمہیں شافع خطایا
کوئی تم سا کون آیا

اللہ کے مقبول بندے باذن الٰہی مشکل کشا، حاجت روا، دافع بلا ہیں، اللہ کے پیارے، اللہ کے حکم سے بندوں کی حاجتیں پوری کرتے ہیں مشکلیں حل کرتے ہیں قرآن کریم اس کا اعلان فرما رہا ہے۔ دور و نزدیک ہر جگہ سے مافوق الاسباب مشکل کشائی اور مدد کرتے ہیں۔

مشکل کشا کہنے کا مسئلہ

سوال: قرآن شریف سے ثابت ہے کہ بہت دفعہ پیغمبروں نے کسی کو دعا یا بد دعا دی۔ مگر قبول نہ ہوئی پھر وہ مشکل کشا، دافع البلا کیسے ہوئے؟

جواب: یہ حضرات اللہ کے حکم سے دافع البلاء اور مشکل کشا ہیں جہاں اذن الٰہی نہ ہو وہاں بلا دفع نہ ہو گی۔ ہر چیز کا یہی حال ہے کہ خدا کے حکم سے نفع یا نقصان دیتی ہے غرضیکہ انبیاء و اولیاء مافوق الاسباب مدد کرتے ہیں مشکلیں آسان، مصیبت دور فرماتے ہیں۔

سوال: حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کو **مشکل کشا** کہنا کیسا ہے؟ کیا صِرف اَللہ عَزَّوَجَلَّ ہی مُشکل کُشا نہیں؟

جواب: مُشکِل کُشا کے معنیٰ ہیں ''مُشکِل حل کرنے والا، مشکل میں مدد کرنے والا۔'' بے شک حقیقی معنوں میں اَللہ عَزَّوَجَلَّ ہی **مُشکِل کُشا** ہے، مگر اُس کی عطا سے انبیائے کرام، صَحابۂ کرام اور اولیائے کرام بلکہ عام بندے بھی **مُشکل کُشا** اور مدد گار ہو سکتے ہیں اِس کی عام فَہم مثال یہ ہے کہ جابجا یہ بورڈ لگے ہوئے ہیں ''**پولیس ہلپ لائن نمبر ۱۱۲**'' ہر ایک یہ جانتا ہے کہ پولیس چوروں ڈاکوؤں وغیرہ سے بچانے، دشمنوں کے خطروں اور دیگر مشکل موقعوں پر **مشکل کشائی** یعنی مدد کرنے کی صلاحِیَّت رکھتی ہے۔ مکّۃُ المکرَّمہ زَادَھَا اللہُ

شَرَفاً وَّ تَعۡظِیۡماً سے ہجرت کر کے جو صحابۂ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان مدینۃُ المنوَّرہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّ تَعۡظِیۡماً پہنچے، وہاں اُن کی نُصرت (یعنی مدد) کرنے والے صَحابہ عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان ''اَنصار'' کہلائے اور انصار کے معنٰی مدد گار ہیں۔اِس کے علاوہ بھی بے شمار مثالیں دی جاسکتی ہیں تو جب پولیس مُشکل کشا، سماجی کارکُن حاجت روا، چوکیدار مدد گار اور قاضی فریادرس ہو سکتا ہے، تو اَللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے حضرتِ مولیٰ علی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجۡھَہُ الۡکَرِیۡم کیوں مُشکل کُشا نہیں ہوسکتے!

کہہ دے کوئی گھیرا ہے بلاؤں نے حسن کو
اے شیرِ خدا بہرِ مدد تیغ بکف جا

ایک اہم سوال کا اہم جواب

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں: ''سُوۡرَۃُ الۡفَاتِحَۃ میں ہے: اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ یعنی ہم تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔'' لٰہذا کسی اور سے مدد مانگنا شرک ہُوا'' اس کا جواب کیا ہو گا؟

جواب: اس کے چند جوابات ملاحظہ فرمائیں:

(1)۔۔۔ مذکورہ آیتِ کریمہ میں مدد سے مُراد حقیقی مدد ہے یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کو حقیقی کارساز سمجھ کر عرض کیا جارہا ہے: اے ربِّ کریم! ''ہم تجھی سے مدد مانگتے ہیں'' رہا بندوں سے مدد مانگنا تو وہ مَحض واسِطۂ فیضِ الٰہی سمجھ کر ہے۔ جیسا کہ پارہ ۱۲ سُوۡرَۂ یُوۡسُف آیت نمبر ۴۰ میں ہے: اِنِ الۡحُکۡمُ اِلَّا لِلّٰہِ ترجَمۂ کنزالایمان: حکم نہیں مگر اللہ کا۔ یا پارہ ۳ سُوۡرَۃُ الۡبَقَرَہ آیت نمبر ۲۵۵ میں فرمایا: لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ (ترجَمۂ کنزالایمان: اسی کا ہے جو

کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں) پھر ہم حکام کو **حکم** (حَ۔کَمُ یعنی فیصلہ کرنے والا) بھی مانتے ہیں اور اپنی چیزوں پر ملکیت کا دعویٰ بھی کرتے ہیں یعنی آیت سے مراد ہے **حقیقی حَکَم** (یعنی فیصلہ کرنے والا) اور حقیقی مِلکِیّت، مگر بندوں کے لئے بہ عطائے الٰہی۔

(جاء الحق ص ۲۱۵)

(2)۔۔۔ کئی مقامات پر قراٰنِ کریم نے غیرُ اللہ کو مدد گار قرار دیا ہے، اِس ضِمن میں ۴ آیاتِ مبارَکہ مُلاحظہ ہوں:

(1) وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ (پ۱، البقرہ:۴۵)

ترجَمۂ کنزالایمان: اور صبر اور نَماز سے مدد چاہو۔

کیا صَبر خدا ہے؟ جس سے اِستِعانت (یعنی مدد مانگنے) کا حکم ہوا ہے۔ کیا نَماز خدا ہے؟ جس سے اِستِعانت (یعنی طلبِ امداد) کو ارشاد کیا ہے۔ دوسری آیت میں فرماتا ہے:

(2) وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى (پ۶، المائدہ:۲)

ترجَمۂ کنزالایمان: اور نیکی اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔

اگر غیرِ خدا سے مدد لینی مُطلَقاً مُحال (یعنی ہر صورت میں ناممکن) ہے تو اس (آیتِ مبارَکہ میں ارشاد کردہ) حکمِ الٰہی کا حاصل کیا؟

(3) اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿۵۵﴾ (پ۶، المائدہ:۵۵)

ترجَمۂ کنزالایمان: تمہارے مدد گار نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم

کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔

(4) وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ (پ۱۰،التوبہ:۷۱)

ترجمہ کنزالایمان: مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے مدد گار ہیں۔

اِس آیت مبارَکہ کی تفسیر یہ کی گئی ہے: "اور باہم دینی مَحَبّت وموالات رکھتے ہیں اور ایک دوسرے کے مُعین ومدد گار ہیں۔" (خزائن العرفان، پ۱۰، التوبہ ۷۱) صحیح اِسلامی عقیدے کے مطابِق اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھتے ہوئے انبیائے کرام اور اولیاءے کرام سے مدد طلب کرے کہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اجازت کے بِغیر بذاتِ خود نفع و نقصان کے مالک ہیں تو یہ یقیناً شرک ہے جبکہ اِس کے برعکس اگر کوئی شخص حقیقی مدد گار اور نَفْع و نقصان کا حقیقی مالِک اللہ تَعَالٰی کو مان کر کسی کو مَجازاً (یعنی غیر حقیقی طور پر) اور محض عطائے الٰہی سے مدد گار سمجھتے ہوئے مدد چاہے تو ہر گز شرک نہیں اور یہی ہمارا عقیدہ ہے۔

میرے شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانئِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری زِيْدَ مَجْدُهُ وَشَرَفُهُ وَعِلْمُهُ وَعَمَلُهُ اپنے رسالے "کراماتِ شیرِ خدا" میں لکھتے ہیں: بَہَرحال سورۃُ الفاتحہ کی آیتِ مبارکہ (اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ یعنی ہم تجھی سے مدد چاہیں) حق ہے، مگر شیطان کا بُرا ہو کہ یہ لوگوں کو وسوسے ڈال کر غَلَط فہمیوں کا شکار کر دیتا ہے۔ غور فرمایئے! آیتِ مبارکہ میں زندہ مُردہ وغیرہ کی تخصیص کئے بغیر مُطْلَقًا یعنی ہر حال میں اللہ تَعَالٰی کے سوا دوسرے سے مدد مانگنے کی نفی یعنی انکار کیا گیا ہے۔ آیتِ مبارکہ کے ظاہِری ولفظی معنٰی کے اعتِبار سے جو کہ "اہلِ وَسوَسہ" نے سمجھا ہے کوئی دوسرا تو ٹھیک یہ

خود بھی ”شرک “ سے نہیں بچ سکتے مَثَلًا وَزن دار گٹھری زمین پر رکھی ہے اٹھا نہیں پا رہے، کسی کو آواز دے کر کہا: برائے مہربانی! اٹھانے میں ذرا میری مدد کر دیجئے تا کہ سر پر رکھ لوں۔“اس وسوسے کے مطابِق یہ شرک ہوا یا نہیں ؟ضَرور ہوا۔ اِس طرح کی ہزاروں مثالیں دی جا سکتی ہیں، بس چاروں طرف غیرِ خدا کی امدادوں کے نظّارے ہیں۔ مَثَلًا اِنْفاق فِی سبیلِ الله یعنی راہِ خدا میں خَرْچ کرنے کا بکثرت جگہوں پر اصل مُدَّعا ہی ”باہمی امداد “ ہے! اِس میں صَدَقہ و خیرات ،فِطرہ وزکوٰۃ، مساجد و مدارِس کیلئے چندہ و عَطِیّات ، قربانی کی کھالوں کے مطالَبات، سماجی اِدارات، وغیرہ وغیرہ سب کا مَفاد اِمداد، اِمداد اور اِمداد ہی تو ہے ! مزید آگے بڑھئے تو مظلوموں کی مدد کے لئے عدالت ہے تو مریضوں کی امداد کے لئے طِبابت، اندرونِ مُلک کے باشندوں کی مدد کے لئے پولیس کی نِظامت ہے تو بیرونی دشمنوں سے حفاظت کے لئے فوجی طاقت، اولاد کی پرورش میں مدد کے لئے ماں باپ کی ضرورت ہے تو ان کی تعلیم و تربیّت کے لئے تعلیم گاہ کی حاجت۔ اَلغَرَض زندگی میں قدم قدم پرغیرُ الله کی مَدَد و حمایت کی ضرورت ہے بلکہ مرنے کے بعد بھی تکفین و تدفین بِغیر غیرُ الله کی مدد کے ممکن نہیں ، پھر تا قیامت ایصالِ ثواب کے ذَرِیعے مدد کی حاجت ہے اور آخِرت میں بھی سب سے اہم مدد کی ضَرورت ہے یعنی پیارے آقا صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی شفاعت۔ یہ سب غیرُ الله کی مددیں ہی ہیں۔ (کراماتِ شیر خدا ص ۶۲)

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قِیامت میں اگر مان گیا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْقِ اَمَّا بَعْد

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

آگرہ کے 283 اولیائے کرام کی سیرت

چوتھا باب

اولیاء اللہ کے وسیلے پر دلائل

آپ اس باب میں پڑھ سکیں گے:

☆... انبیاء، اولیاء کا وسیلہ لینے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

☆... کیا وسیلہ اختیار کرنا ضروری ہے؟

☆... کیا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں وسیلہ بنا سکتے ہیں؟

☆... کیا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے وسیلہ بنایا ہے؟

☆... کیا بزرگانِ دین نے وسیلہ بنایا؟

☆... کیا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے وسیلہ بنانے کی تعلیم دی ہے؟

مرتب: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبہ دار السنہ آگرہ

چوتھا باب

اولیاء اللہ کے وسیلے پر دلائل

وسیلہ پیش کرنا کیسا؟

سوال: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انبیاء و اولیاء کا وسیلہ پیش کرنے کے متعلق اہلِ سنّت والجماعت کا کیا عقیدہ ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انبیاء و اولیاء کا وسیلہ پیش کرنے کے متعلق اہلِ سنّت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ "یہ جائز ہے اور حصولِ برکات کا ذریعہ ہے" کہ بارگاہِ الٰہی میں نیک بندوں کا وسیلہ پیش کرنا دعاؤں کی قبولیت، مشکلات کے حل، مصائب و آلام سے چھٹکارے اور دینی و دُنیوی بھلائیوں کے حُصول کا آسان ذریعہ ہے۔ قرآن و حدیث اور اَقوال واَفعالِ بُزُرگانِ دین سے وسیلہ اِختیار کرنے کا ثُبوت ملتا ہے۔

سوال: بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ "انبیاء و اولیاء کو وسیلہ بنانا شرک ہے" کیونکہ یہ کفار کا طریقہ ہے کہ وہ بھی بتوں کو وسیلہ بناتے تھے۔ اس کا کیا جواب ہو گا؟

جواب: بعض لوگوں کا یہ کہنا درست نہیں ہے کیونکہ جہاں وسیلہ کا انکار ہے وہاں بتوں کا وسیلہ یا کفار کے لئے وسیلہ مراد ہے۔ یا وہ وسیلہ مراد ہے جس کی پوجا پاٹ کی جائے۔ اس کی مثال قرآنِ مجید میں یہ ہے:

مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى۔ (پ۲۳، الزمر: ۳)

ترجمۂ کنزالایمان: نہیں پوجتے ہیں ہم ان بتوں کو مگر اس لئے تاکہ وہ ہمیں خدا سے قریب کردیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ مشرکینِ عرب اپنے بتوں کو (جو اللہ کے دشمن ہیں) خدا تک پہنچنے کا وسیلہ سمجھ کر پوجتے تھے یعنی ان کے شرک کی وجہ دو ہوئیں۔ ایک دشمنان خدا کو اس تک پہنچنے کا وسیلہ سمجھنا، دوسرے انہیں پوجنا، صرف وسیلہ اختیار کرنے کی وجہ سے مشرک نہ ہوئے۔

اور جہاں وسیلہ کا ثبوت ہے، وہاں رب کے پیاروں کا وسیلہ یا مؤمنوں کے لئے وسیلہ مراد ہے تاکہ آیتوں میں تعارض واقع نہ ہو۔ اس کی مثال قرآنِ مجید میں یہ ہے:

وَابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ۔

ترجمۂ کنزالایمان: اس رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ (پ۶، المآئدۃ:۳۵)

پس اس آیت میں تو اللہ تعالی نے وسیلہ بنانے کا حکم ارشاد فرمایا، لہذا جو وسیلہ کے قائل نہیں وہ اس آیت کے منکر ہوئے، اور قرآن کی کسی آیت کا انکار کفر ہے، پس بعض لوگ جو وسیلے کے انکاری ہیں وہ کافر ہوئے نہ کہ وسیلے کے قائلین۔ کیونکہ قرآن میں کئی جگہ وسیلہ اپنانے کا حکم دیا گیا ہے جیسے کہ پارہ ۵ سورۂ نساء کی آیت نمبر ۶۴ میں ارشاد ہوا:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ﴿۶۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر کے آپ کے حضور آجائیں، پھر خدا سے معافی مانگیں اور رسول بھی ان کے لئے دعائے مغفرت کریں تو اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (پ۵، النسآء:٦٤)

اس آیت میں حکمِ خداوندی ہے کہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں جاکر معافی مانگے، حالانکہ معافی دینے والی ذات اللہ تبارک و تعالی کی ہے خود بخشنے پر قادر ہے مگر اس کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں بھیجنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو وسیلہ بنانا نہیں تو کیا ہے۔

پس ان جیسی کئی آیتوں میں وسیلہ کا ثبوت ہے مگر وہی وسیلہ مراد ہے جو اللہ کے اذن اور اجازت سے اس کا پیارا بندہ رب تک پہنچائے۔ (علم القرآن ص ١٦٢)

کیا وسیلہ اختیار کرنا ضروری ہے؟

سوال: کیا وسیلہ اختیار کرنا ضروری ہے؟

جواب: جی ہاں! وسیلہ اسلام میں بڑی اہم چیز ہے کیونکہ سارے اعمال موت پر ختم ہو جاتے ہیں مگر وسیلہ پکڑنا موت، قبر، حشر ہر جگہ ضروری ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پر موت ہو، قبر میں ان کے نام پر کامیابی ہو، حشر میں ان کے طفیل نجات ہو، نیز اور اعمال کی ضرورت صرف انسانوں کو ہے مگر وسیلہ کی ضرورت ہر مخلوق کو ہے، دیکھو کعبۂ معظمہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ کے بغیر قبلہ نہ بنا اور حضور صلی اللہ علیہ والہ و

سلم کے ہاتھوں کے بغیر بتوں کی گندگی سے پاک نہ ہو سکا۔ وسیلہ کا انکار اسلام کے بڑے اہم مسئلہ کا انکار ہے۔ (علم القرآن ص ۱۶۲)

سوال: کیا اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ بنا سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! بنا سکتے ہیں کہ امام تقیُّ الدّین سُبْکی شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی (سالِ وفات ۷۵۶ھ) لکھتے ہیں: "نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے وسیلے سے دعا کرنا جائز و مستحسن ہے، چاہے ولادتِ باسعادت سے قبل ہو، حیاتِ ظاہری میں ہو یا وِصال مبارک کے بعد ہو۔ اسی طرح آپ علیہ السَّلام سے خاص نسبت رکھنے والے بُزُرگوں کو وسیلہ بنانا بھی جائز و مستحسن ہے۔ (شفاء السقام، ص ۳۴۷، ۳۵۸)

اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دنیا میں تشریف لانے سے پہلے یہود آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وسیلے سے دعائیں کرتے اور کفار و مشرکین پر اللہ سے فتح مانگتے جس کا ثبوت قرآنِ مجید کے پارہ ۱، سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۸۹ میں ہے، چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۔ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۔ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جب ان کے پاس اللہ کی وہ کتاب (یعنی قرآن) آئی جو ان کے ساتھ والی کتاب (یعنی توریت) کی تصدیق فرماتی ہے اور اس سے پہلے اسی نبی کے وسیلہ سے

کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا اس سے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت منکروں پر۔

کیا نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے کسی کا وسیلہ پیش کیا ہے؟

سوال: کیا اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بھی اللہ تعالی کی بارگاہ میں کسی کا وسیلہ پیش کیا ہے؟

جواب: جی ہاں! اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بھی اللہ تعالی کی بارگاہ میں وسیلہ پیش فرمایا ہے، چنانچہ: ہمارے پیارے مدنی آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مسلمان فقرا کے وسیلے سے دعا فرمایا کرتے تھے جیسا کہ طَبرانی شریف میں ہے: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَفْتِحُ وَيَسْتَنْصِرُ بِصَعَالِيكِ الْمُسْلِمِينَ ترجمہ: نبیِّ پاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مسلمان فقرا کے وسیلے سے فتح و نصرت طلب فرماتے تھے۔

(معجم کبیر، ج ۱، ص ۲۹۲، حدیث: ۸۵۹)

سوال: کیا بزرگانِ دین میں سے بھی کسی نے اللہ تعالی کی بارگاہ میں کسی کا وسیلہ پیش کیا ہے؟

جواب: جی ہاں! بزرگانِ دین نے بھی اللہ تعالی کی بارگاہ میں وسیلہ پیش کیا ہے، جس کی مثالیں درج ذیل ہیں:

(1)۔۔۔ حضرت سیّدنا آدم علیہ الصلاۃ وَ السّلام نے حضرت محمدِ مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے وسیلے سے دعا کی تو ارشادِ باری تعالیٰ ہوا: بے شک! محمد صلَّی

اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تمام مخلوق میں میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہیں اور اب کہ تونے ان کے حق کے واسطے سے سوال کیا ہے تو میں نے تمہاری مغفرت کردی اور اگر محمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نہ ہوتے تو میں تمہیں بھی پیدا نہ کرتا۔“

(دلائل النبوۃ للبیہقی، ج۵، ص۴۸۹)

(2)۔۔۔امیر المؤمنین حضرتِ سَیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قحط کے وقت یوں دعا کیا کرتے: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! پہلے ہم تیرے نبی کے وسیلے سے دعا کرتے تھے، اب اپنے نبی کے چچا حضرتِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے سے دعا کرتے ہیں، ہمیں بارش عطا فرما! (بخاری، ج۱، ص۳۴۶، حدیث:۱۰۱۰)

(۳)۔۔۔حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیّدنا ابنِ اَسْوَد جُرَشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے سے بارش کی دعا مانگا کرتے تھے۔ (طبقات ابن سعد، ج۷، ص۳۰۹ ملخصاً)

(4)۔۔۔امام اعظم، ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بارگاہِ رسالت میں عرض کرتے ہیں: اَنْتَ الَّذِیْ لَمَّا تَوَسَّلَ اٰدَمُ مِنْ زَلَّةٍ بِكَ فَازَ وَهُوَ اَبَاكَ آپ ہی وہ ہستی ہیں کہ جب جدِّ اعلیٰ آدم علیہ السَّلام نے لَغزِش کے سبب آپ کا وسیلہ پکڑا تو وہ کامیاب ہوئے۔

(مجموعہ قصائد، ص۴۰)

(5)۔۔۔حضرت امام شافعی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْهِ حضرت امام اعظم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ سے توسّل کرتے، ان کی قبر پر حاضر ہو کر زیارت کرتے، پھر اپنی حاجت پوری ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انہیں وسیلہ بناتے۔ (تاریخ بغداد، باب ما ذکر فی مقابر بغداد المخصوصۃ، ۱/۱۳۵)

(6)۔۔۔ علّامہ ابنِ عابِدِین شامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی نبیِّ کریم، رَءوفٌ رَّحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم، امامِ اعظم اور دیگر صالحین علیہ رحمۃ اللہ المُبِین کے وسیلے سے دعا کرتے تھے۔(ردالمحتار، ج۱، ص۱۸ ملخصاً)

(7)۔۔۔ تابوتِ سکینہ میں انبیائے کرام علیہم السَّلام کے تبرکات تھے، بنی اسرائیل مشکل وقت میں اُس تابوت کے وسیلے سے دعا کرتے اور دشمنوں کے مقابلے میں فتح پاتے۔(جلالین، پ۲، البقرۃ، تحت الآیۃ:۲۴۸، ج۱، ص۱۴۲)

(8)۔۔۔ حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ الاکرم فرماتے ہیں: مَنْ تَوَسَّلَ بِیْ اِلَی اللہِ فِیْ حَاجَةٍ قُضِیَتْ حَاجَتُه جو مجھے وسیلہ بنا کر اللہ پاک سے کوئی حاجت طَلَب کرے اس کی حاجت پوری کی جاتی ہے۔(نزہۃ الخاطر الفاتر، ص۶۷)

وسیلہ کی تعلیم

سوال: کیا اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے وسیلہ بنانے کی تعلیم بھی ارشاد فرمائی ہے؟

جواب: جی ہاں! اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے وسیلہ بنانے کی تعلیم بھی ارشاد فرمائی ہے، چنانچہ "سُنَنِ ابنِ ماجہ "میں ہے کہ ایک نابینا صحابی بارگاہِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ میں حاضر ہو کر دعا کے طالب ہوئے تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے انہیں اس طرح دعا مانگنے کا حکم دیا:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ

حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰى اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ"۔

ترجمہ: اے اللہ! پاک میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف نبیِ رحمت حضرت محمد صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ متوجہ ہوتا ہوں اے محمد! صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ، میں نے آپ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے وسیلے سے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی طرف اپنی اس حاجت میں توجہ کی تاکہ میری حاجت پوری کر دی جائے، اے اللہ! عَزَّوَجَلَّ، پس تو میرے لئے حضور صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی شفاعت قبول فرما۔ (ابن ماجہ، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فی صلاۃ الحاجۃ، ۲/۱۵۷، الحدیث: ۱۳۸۵)

حضرتِ عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "ہم ابھی محوِ گفتگو تھے کہ وہ نابینا شخص (جب دوبارہ) حُضور صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو یوں محسوس ہوا کہ اسے کوئی تکلیف ہی نہ تھی یعنی وہ نابینا ہی نہ تھے کیونکہ وہ بینا ہو چکے تھے"۔ (معجم کبیر، ما اسند عثمان بن حنیف، ۹/۳۱، حدیث: ۸۳۱۰)

وفات شریف کے بعد بھی آپ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے اصحاب کرام رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُم مصائب و حروب و حاجات میں آپ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کو پکارا کرتے اور آپ سے استغاثہ کیا کرتے تھے۔ دیکھئے عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۷۵۲ صفحات پر مشتمل کتاب بنام "سیرتِ رسولِ عربی" کے صفحہ نمبر ۷۰۵۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِيْفِ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الشَّفِيْقِ اَمَّا بَعْد

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ الله　　وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ يَا حَبِيْبَ الله

آگرہ کے 283 اولیائے کرام کی سیرت

پانچواں باب

مزارات پر حاضری کا طریقہ

آپ اس باب میں پڑھ سکیں گے:

☆... مزارات پر حاضری کا طریقہ

☆... مزارات کا ادب و احترام کس حد تک کیا جائے؟

☆... اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اور ادب

☆... امامِ اعظم رضی اللہ عنہ اور ادب

☆... خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے پیر کے مزار کا ادب

مرتب: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبہ دار السنہ آگرہ

پانچواں باب

مَزارات پر حاضری کا طریقہ

سُوال: اَولیائے کِرام رَحمَۃُ اللہِ عَلَیۡہِم کے مَزارات پر حاضری کا طریقہ کیا ہونا چاہیے؟

جواب: کسی ولی کے مزار شریف پر حاضری کا طریقہ یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو پائنتی یعنی قدموں کی طرف سے آئے۔ چہرۂ مُبارَکہ کی طرف مُنہ اور کعبے کی طرف پیٹھ کرکے کھڑا ہو۔ کم و بیش چار ہاتھ یعنی دو گز دور رہے۔ اگر کوئی بالکل قریب چلا گیا یا زیادہ دُور رہ گیا تب بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔ تلاوت اور دِیگر عِبادات کرنے والے کو تشویش نہ ہو اِس لیے دَرمیانی آواز میں اِس طرح سلام عرض کرے: اَلسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا سَیِّدِیۡ یعنی اے میرے آقا! آپ پر سَلام ہو۔ (فتاویٰ رضویہ، ۹/ ۵۲۲ ماخوذاً رضا فاؤنڈیشن مرکز الاولیا لاہور)

اب ایک بار سُورۂ فاتحہ، ۱۱ مَرتبہ قُلۡ ھُوَ اللہ شریف اَوّل وآخر تین تین بار دُرُودِ پاک پڑھ کر اِیصالِ ثواب کریں۔ اِیصالِ ثواب کے لیے یہی پڑھنا لازمی نہیں ہے بلکہ کچھ بھی پڑھ سکتے ہیں مثلاً ایک بار دُرُود شریف پڑھ کر بھی اِیصالِ ثواب ہو سکتا ہے بلکہ نمازیں، روزے، حج، عمرہ، نیکی کی دعوت، اِنفرادی کوشش، راستے سے کوئی پتھر وغیرہ ہٹا دیا تا کہ مسلمانوں کو تکلیف نہ ہو، سُنَّتوں بھرے اِجتماع اور مَدَنی مذاکرے میں شرکت اَلغرض کسی بھی نیک کام کا اِیصالِ ثواب کیا جا سکتا ہے لہٰذا اِس طرح کے نیک کاموں کا ثواب صاحبِ

مزار کی بارگاہ میں نذر کردیں۔ پھر واپس ہوتے ہوئے اُلٹے قدموں پلٹیں تاکہ مزار شریف کو پیٹھ نہ ہو۔

مزارات کا اَدب واِحترام کس حَد تک کیا جائے؟

سُوال: مزارات کا اَدب واِحترام کس حَد تک کیا جاسکتا ہے؟

جواب: مزارات کے اَدب و اِحترام اور کسی سے عقیدت و محبت اور نسبت کے سبب اُس کے اَدب و اِحترام میں اِس حَد تک بڑھنے کی اِجازت ہے جب تک شریعت کا کوئی اسپیڈ بریکر (Speed Breaker) نہ آجائے مثلاً اَدب و تعظیم کے پیشِ نظر کسی کو سجدہ نہیں کرسکتے کہ یہاں شریعت کی طرف سے ممانعت موجود ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، ۲۲/ ۴۷۶- کفریہ کلمات کے بارے میں سُوال جواب، ص۳۰۲ماخوذاً مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

اعلیٰ حضرت اور ادب

باقی اَدب و تعظیم کا ہر وہ کام جس سے شریعت نے منع نہیں کیا وہ خود بخود جائز ہے اگرچہ قرآنِ پاک اور اَحادیثِ مُبارَکہ میں اس کی صَراحت نہ ملتی ہو۔ بزرگانِ دِین رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِم نے ایسے کام کیے بھی ہیں مثلاً میرے مُرشِد اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِسنَّت، مُجَدِّدِ دِین وملَّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ فرماتے ہیں کہ میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے اور مجھے بغداد شریف کی سَمت کا پتا چلا ہے تو میں نے اس طرف کبھی جان بوجھ کر پاؤں نہیں کیے کہ میرے پیر و مُرشِد کا مزار اس طرف ہے اور آپ قادریوں کے مُرشِد ہیں۔

(سوانح امام احمد رضا، ص۱۱۷ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ حضور غوثِ پاک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کے اَدب کی وجہ سے اس سَمت پاؤں نہیں کرتے تھے۔ اِس سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو کَعبۂ مُعَظَّمَہ اور مدینہ شریف کی طرف پاؤں پھیلانے سے بھی نہیں چوکتے، انہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے کہ بااَدب بانصیب۔ ایسا ہی اَدب و اِحترام پر مشتمل ایک واقعہ حضرتِ سیِّدُنا امامِ اعظم اَبُو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کے بارے میں بھی منقول ہے چنانچہ:

امامِ اعظم اور ادب

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کے اُستادِ گرامی کا مکانِ عالیشان سات گلیاں چھوڑ کر تھا لیکن پھر بھی آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ اَدب کی وجہ سے اُس طرف پاؤں نہیں پھیلاتے تھے۔

(حضرت سیدنا امام اعظم، ص ۹۲ زاویہ پبلشرز مرکز الاولیا لاہور)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان اور امامِ اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِما تو اتنی دور سے بھی اپنے بزرگوں کی طرف پاؤں نہ کریں اور ہم اتنے قریب سے مزار شریف کی طرف پیٹھ کرلیں تو یہ مُناسب نہیں ہے۔

خواجہ غریب نواز کا اپنے مُرشِد کے مزار کا اَدب

دعوتِ اسلامی کے اِشاعَتی اِدارے مکتبۃُ المدینہ کے رِسالے **"فیضانِ خواجہ غریب نواز"** کے صفحہ نمبر ۱۶ پر یہ واقعہ ہے کہ ایک مَرتبہ خواجہ غریب نواز رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ اپنے مُریدین کو ملفوظات سے نواز رہے تھے۔ دَورانِ گفتگو ایک طرف رُخ کر کے آپ بار بار کھڑے ہو جاتے کہ بزرگوں کی بسااوقات اپنی ایک کیفیت ہوتی ہے۔ مُریدین میں سے کسی

اور کی ہمت نہ ہوئی کہ اِس کی وجہ معلوم کر سکے، لیکن ایک منظورِ نظر مُرید نے پوچھ لیا کہ بار بار کھڑے ہونے کی وجہ بیان فرما دیجئے تاکہ ہماری تعجب کی کیفیت دور ہو سکے۔ خواجہ صاحب رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ نے فرمایا کہ میرے پیر و مُرشد حضرت شیخ عثمان ہَروَنی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کا مزار مُبارک اِس طرف ہے۔ پس دَورانِ گفتگو جب مجھے یاد آجاتا تھا تو میں اس کی طرف رُخ کر لیتا تھا اور اَدب و تعظیم کی وجہ سے کھڑا ہو جاتا تھا۔

(فوائد السالکین مع ھشت بہشت، ص۱۳۸ شبیر برادرز مرکز الاولیالاہور)

خواجہ صاحب رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کے پیر صاحب کا نام حضرتِ سَیّدُنا شیخ عثمان ہَروَنی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ ہے، بعض لوگ اسے ہَرُونی یا ہارونی پڑھتے ہیں لیکن اصل میں ہَرُوَنی ہے۔ اِن کا مزارِ مُبارَک مَکَّۃُ مُکَرَّمَہ زَادَهَا اللهُ شَرَفًا وَّتَعْظِيْمًا کے مُقَدَّس قبرستان جنَّتُ المعلیٰ میں ہے۔ موجودہ دور میں اس مزار شریف پر گنبد اور خوبصورت جالیاں وغیرہ کچھ نہیں۔ خواجہ صاحب اتنے دور ہونے کے باوجود بھی اپنے پیر صاحب کے مزار کا اِحترام کرتے تھے۔ بہر حال یہ اَدب و اِحترام کے ایسے واقعات ہیں جو ہر ایک نہیں کر پاتا اور جنہوں نے کیے ان پر کوئی اِعتراض بھی نہیں ہو سکتا۔ اَدب و اِحترام کی ان باتوں کے جائز ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ شریعت نے اِن سے منع نہیں کیا اور لوگ عقیدت و محبت کے اِظہار کے لیے شریعت کے دائرے میں رہ کر اپنے اپنے اَنداز میں جو کچھ کرتے ہیں تو ان کو غَلَط کہنے والے خود غَلَطی پر ہیں۔ اِن باتوں کا ثبوت مانگنے سے پہلے سوچنا چاہیے کہ کئی ایسی باتیں ہیں جن کی قرآن و حدیث میں صَراحت نہیں ملتی لیکن سب ہی انہیں کر رہے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْقِ اَمَّا بَعْد

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

آگرہ کے 283 اولیائے کرام کی سیرت

چھٹا باب

سلاسلِ طریقت کا تعارف

آپ اس باب میں پڑھ سکیں گے:

☆... سلسلۂ قادریہ

☆... سلسلۂ چشتیہ

☆... سلسلۂ سہروردیہ

☆... سلسلۂ نقشبندیہ

☆... سلسلۂ ابو العلائیہ

☆... سلسلۂ شطاریہ

مرتب: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبہ دار السنہ آگرہ

چھٹا باب

طریقت کے سلسلوں کا تعارف

اولیائے امت میں بہت سارے سلسلے ہوئے ہیں ان میں سے زیادہ مشہور چند تصوف کے سلسلوں کے نام یہ ہیں:

(1)۔۔۔سلسلہ عیاضیہ: منسوب بہ حضرت شیخ فضیل ابن عیاض رحمۃ اللہ علیہ

(2)۔۔۔ سلسلہ ابرہیمیہ: منسوب بہ حضرت شیخ ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ

(3)۔۔۔سلسلہ عجمیہ: منسوب بہ حضرت شیخ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ

(4)۔۔۔سلسلہ طیفوریہ: منسوب بہ حضرت شیخ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

(5)۔۔۔سلسلہ کرخیہ: منسوب بہ حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

(6)۔۔۔سلسلہ سقطیہ: منسوب بہ حضرت شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ

(7)۔۔۔سلسلہ جنیدیہ: منسوب بہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

(8)۔۔۔سلسلہ چشتیہ: منسوب بہ حضرت شیخ ابواسحاق چشتی شامی رحمۃ اللہ علیہ۔ کچھ بزرگان دین اس سلسلہ کو حضرت شیخ عثمان ہرونی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب کرتے ہیں۔

(9)۔۔۔سلسلہ سہروردیہ: منسوب بہ حضرت شیخ ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

(10)۔۔۔سلسلہ قادریہ: منسوب بہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

(11)۔۔۔سلسلہ نوریہ: منسوب بہ حضرت شیخ ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ

(12)۔۔۔سلسلہ شاذلیہ: منسوب بہ حضرت شیخ ابو الحسن علی عبد اللہ شاذلی رحمۃ اللہ علیہ

(13)۔۔۔سلسلہ صابریہ: منسوب بہ حضرت شیخ علاؤالدین صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ

بابا فرید شکر گنج فرید الدین مسعود رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے

(14)۔۔۔سلسلہ رفاعیہ: منسوب بہ حضرت شیخ سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ

(15)۔۔۔سلسلہ نظامیہ: منسوب بہ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ

(16)۔۔۔سلسلہ اشرفیہ: منسوب بہ حضرت شیخ مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ

(17)۔۔۔سلسلہ نقشبندیہ: منسوب بہ حضرت شیخ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

(18)۔۔۔سلسلہ برکاتیہ: منسوب بہ حضرت شیخ برکت اللہ مارہروی رحمۃ اللہ علیہ

(19)۔۔۔سلسلہ مداریہ: منسوب بہ حضرت شیخ شاہ بدیع الدین قطب مدار رحمۃ اللہ علیہ

(20)۔۔۔سلسلہ شطاریہ: منسوب بہ حضرت شیخ عبد اللہ شطاری (بابا بلھے شاہ قادری) رحمۃ اللہ علیہ

(21)۔۔۔**سلسلہ ابو العلائیہ**: منسوب بہ حضرت امیر ابو العلا سر تاجِ آگرہ رحمۃ اللہ علیہ

(22)۔۔۔**سلسلہ مجددیہ**: منسوب بہ حضرت شیخ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

(23)۔۔۔**سلسلہ رشیدیہ**: منسوب بہ حضرت شیخ دیوان عبدالرشید جون پوری رحمۃ اللہ علیہ

(24)۔۔۔**سلسلہ قلندریہ**: منسوب بہ حضرت شیخ شاہ بو علی قلندر پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

(25)۔۔۔**سلسلہ نقیبیہ**: منسوب بہ حضرت خواجہ خواجگان فقیر صوفی محمد نقیب اللہ شاہ، آستانہ عالیہ نقیب آباد شریف قصور پنجاب پاکستان .

اگرچہ بعد میں بھی کچھ سلاسل بنے ہیں مگر بعد والے انہیں بڑے سلاسل کی ذیلی شاخیں ہیں۔

ان تمام سلاسل کی اصل چار سلسلے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

(1)۔۔۔ سلسلہ قادریہ　　　　(2)۔۔۔سلسلہ چشتیہ

(3)۔۔۔ سلسلہ نقشبندیہ　　　　(4)۔۔۔سلسلہ سہروردیہ

ان چاروں سلاسل کا مختصر تعارف ملاحظہ کیجیے:

(1) سلسلہ قادریہ

اس خاندان طریقت کے بانی محبوب سبحانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ رحمۃ الرحمان کثیر اابدا ہیں۔

سلسلہ عالیہ قادریہ کا تعلق شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے، آپ کی شان میں عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعلی حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ایک قصیدہ میں فرماتے ہیں:

واہ کیا مرتبہ ہے اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچے کے سروں سے قدم بالا تیرا
سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا
تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع
جو مرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

سلسلہ قادریہ کو ام السلاسل بھی کہا جاتا ہے، اس خانوادہ میں تقوی و طہارت کے علاوہ شریعت کی سختی سے پابندی ہے اور باطن کی آراستگی کے لیے ظاہر پہ بھی گہری نظر ہے۔ خود سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے نہ صرف اس کی تعلیم دی بلکہ عملی طور پر اس روش پر سختی سے کاربند رہے کہ شریعت کے عمل سے ذرہ برابر کوئی تضاد ہوا تو طریقت سے اس عمل کو دور رکھا، یہی وجہ ہے کہ سلسلہ قادریہ کی روش بہت زیادہ محتاط ہے۔

اس سلسلہ میں شریعت کی پابندی پر بطور خاص توجہ دی گئی ہے مگر دنیا سے کنارہ کشی، ریاضت و مجاہدہ اور تسلیم و رضا کی منزلوں سے گزرنا پڑتا ہے۔

واضع رہے کہ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کے پیروکار تھے۔ موجودہ دور میں سلسلہ قادریہ سے منسلک اکثریت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کے پیروکاروں کی ہے۔ حضرت سیدنا غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "فتوح الغیب" میں اس سلسلہ کی تعلیم دی ہے۔

(2)۔۔۔سلسلہ نقشبندیہ

سلسلہ نقشبندیہ کے بانی حضرت بہاء الدین نقشبند علیہ الرحمۃ والرضوان ہیں۔ اس سلسلہ کی نسبت حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے ہے۔ یہ سلسلہ طریقت مختلف ناموں سے موسوم رہا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حضرت شیخ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ تک یہ سلسلہ "صدیقیہ" کہلایا۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ تک "طیفوریہ" کہلایا۔ خواجہ عبد الخالق غجدوانی سے خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ تک "خواجگانیہ" کہلایا اور حضرت خواجہ نقشبند سے شیخ احمد سرہندی (مجدد الف ثانی) رحمۃ اللہ علیہ تک "نقشبندیہ " کے نام سے موسوم رہا اور ہندوستاں میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہو کر "مجددیہ" کہلایا۔ اور حضرتِ امیر ابو العلی سرتاجِ آگرہ سے منسوب ہو کر سلسلہ ابو العلائیہ کہلایا۔

اس سلسلہ میں شریعت کی پابندی اور اتباع سنت پر کافی زور دیا گیا ہے، ظاہری اور باطنی ہر لحاظ سے شریعت کی پابندی ناگزیر ہے، تقوی کے ساتھ احتیاط کا زیادہ خیال رکھا گیا ہے، حضرات نقشبندیہ عزیمت پر عمل کو حتی المقدور ہاتھ سے نہیں جانے دیتے اور رخصت پر عمل تجویز نہیں کرتے۔

(3)۔۔۔سلسلہ چشتیہ

اس خاندان تصوف کے بانی حضرت شیخ ابو اسحاق چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اس سلسہ کی اشاعت شہر چشت سے ہوئی پھر سنجان، دمشق، سجستان، خراسان اور نیشا پور سے ہوتا ہوا یہ سلسلہ طریقت سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے ہندوستان آیا۔

اس سلسلہ میں ظاہر سے زیادہ باطن پر زور دیا گیا ہے اور پابندیِ شریعت قدم قدم پر لازم رکھی گئی ہے۔ سلسلہ چشتیہ کی چند اہم خصوصیات یہ ہیں:

(1)۔۔۔ سلسلہ چشتیہ کی اساس عشقِ الٰہی پر ہے۔ طاعت، عبادت، ریاضت اور مجاہدہ کا اصل مقصود سوزِ عشق کا فروغ ہے۔

(2)۔۔۔ نفس کی مخالفت اس سلسلے میں کلیدی حیثیت رکھتی ہے۔ چشتی مشائخ کے نزدیک نفس سب سے بڑا بت ہے جس کی شکست وریخت راہِ سلوک کی پہلی منزل ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "چشتی صوفیاء کے نزدیک نفس کی مخالفت عبادت کی اصل ہے اور اس کی موافقت کفر ہے"۔

(3)۔۔۔ اخلاقی اقدار اور صفاتِ محمودہ کے فروغ پر خاص زور دیا جاتا ہے۔

(4)۔۔۔ سلسلہ سہروردیہ

اس خانوادہِ طریقت کے بانی حضرت شیخ ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو شیخ وجیہ الدین ابو حفص رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے۔

اس سلسلہ کی اشاعت آپ کے مرید و خلیفہ شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی۔ آپ کی مشہورِ زمانہ کتاب "عوارف المعارف" تصوف کی گراں قدر کتاب اور صوفیاء کے لیے مشعلِ ہدایت ہے۔

اس سلسلہ طریقت میں اتباع اور محبت الٰہی کی تعلیم دی گئی ہے بلکہ پیرویِ رسول اللہ ﷺ عین محبتِ الٰہی ہے۔

شیخ شہاب الدین سہروردی لکھتے ہیں: "پس جو جتنا متبعِ رسول ﷺ ہے، اسی قدر محبتِ الٰہی کا حصہ دار ہے اور صوفیاء نے اسلامی گروہ میں سب سے بڑھ کر اتباعِ رسول ﷺ کی ہے"۔

اس سلسلہ تصوف میں علم و عمل دونوں پر توجہ دی جاتی ہے لیکن پیرویِ رسول ﷺ اور محبتِ رسول ﷺ پر زیادہ زور ہے۔ پیروی راہِ حق اور اتباعِ مسلک خاص اصول ہیں۔

اس سلسلہ کی اشاعت کا مرکز بغداد تھا۔ وہاں سے یہ سلسلہ حضرت خواجہ بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے ہندوستان آیا اور پنجاب، یوپی، بہار اور بنگال میں خوب پھیلا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْقِ اَمَّا بَعْد

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ	وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحٰبِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

آگرہ کے 283 اولیائے کرام کی سیرت

ساتواں باب

آگرہ کے اولیاء کا اجمالی خاکہ

آپ اس باب میں پڑھ سکیں گے:

☆...نذر
☆...چار قسم کے اولیاء کا تذکرہ
☆...اولیائے آگرہ کا پہلا طبقہ
☆...اولیائے آگرہ کا دوسرا طبقہ
☆...اولیائے آگرہ کا تیسرا طبقہ
☆...اولیائے آگرہ کا چوتھا طبقہ
☆...خانوادۂ قادریہ کے بزرگان
☆...خانوادۂ چشتیہ کے بزرگان
☆...خانوادۂ نقشبندیہ کے بزرگان
☆...خانوادۂ شطاریہ کے بزرگان
☆...خانوادۂ مداریہ کے بزرگان
☆...علماو فضلا کی جماعت
☆...محدثین کی جماعت
☆...مفسرین کی جماعت
☆...قاریوں کی جماعت
☆...مؤرخین کی جماعت
☆...صوفی شعراء کی جماعت
☆...آگرہ شہر کا آباد ہونا

مرتب: علامہ سعید احمد مارہروی

مکتبہ دار السنہ آگرہ

نذر

گو قابلِ منظور نہیں تحفہ ہمارا
شاہاں چہ عجب گر بہ نوازند گدارا

میں نہایت ادب اور خلوص کے ساتھ گلستانِ محمدیہ کے اس گلدستہ کو اکبر آباد (آگرہ) کی انجمنِ خداشناسی کے ارکان اور راہِ شریعت و حقیقت کے پیشوایانِ ذیل کی خدمت میں پیش اور ان کے نامِ نامی سے منسوب کرتا ہوں:

(1)۔۔۔مولانا محمد سعادت اللہ صاحب قادری سنبھلی مدرسِ اول، مدرسہ عالیہ جامع مسجد آگرہ۔

(2)۔۔۔مولانا شاہ محمد افضل شاہ صاحب بخاری چشتی صابری۔

(3)۔۔۔مولانا سید محمد عرفان علی شاہ صاحب قادری اکبر آبادی۔

(4)۔۔۔مولانا محمد ضیاء الاسلام صاحب امام جامع مسجد آگرہ۔

ان حضرات کی اس نذر یا پیشکش سے اس خداداد عزت و شہرت میں جو بفضلہ تعالی اس وقت حاصل ہے کوئی بیشی نہیں ہو سکتی۔ البتہ ان بزرگان کے نامِ نامی اور اسمِ گرامی کی برکت اور ادنیٰ نظرِ توجہ سے ان اوراق پریشاں کو مقبولیت کا درجہ ضرور حاصل ہو سکتا ہے۔

احقر العباد و خاکسار
سعید احمد مارہروی

ساتواں باب

آگرہ کے اولیاء کا اجمالی خاکہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی　آشنائے　نام　خود　گرداں　زبانم　را
ز　بسم　اللہ　زینت　بخش　گلزارِ　بیانم　را

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا يُوَافِي نِعَمَكَ وَيُكَافِي

اللہ پاک کے کلامِ پاک اور انبیائے عظام علیہم السلام کے اذکارِ خیر کے بعد کوئی ذکر خداشناسانِ باکمال کے برگزیدہ احوال واوصاف سے بہتر وبرتر نہیں ہے۔

صالحین اور ابرار کے ذکر کے وقت اللہ پاک کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

شیخ الاسلام حضرت عبد اللہ انصاری سے منقول ہے کہ جہاں تک ہو سکے اولیاء اللہ کی باتیں یادرکھو اور جو یہ بھی نہ ہو سکے تو ان کے نام مبارک ہی یادرکھو کہ یہی کافی ہیں۔

(بوستانِ اخیار، ص ۱)

حضرت سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ سے اکثر ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ: ”اے خسرو! ملفوظات مشائخ کو یاد کرو اور اُن کا ذکر کیا کرو، کہ ان کے ذکر سے دل میں کیفیت پیدا ہوتی ہے“۔(بوستانِ اخیار، ص ۱)

مولانا سید عبد الواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ سبع سنابل فرماتے ہیں: صالحین کا ذکر غمگین دلوں کے سکون کا سبب ہوتا ہے۔ یہ بزرگانِ دین اگرچہ ہماری ظاہری نگاہوں سے دور اور عالمِ خاک سے رخصت ہو کر بہشت نشینوں کے ہم نشین ہیں لیکن قرآنِ پاک کے فرمان سے اب تک زندہ ہیں اور قیامت تک زندہ رہیں گے جیسا کہ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ (۱۶۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں۔ (پ۴، آلِ عمران، ۱۶۹)

لیکن ان بزرگانِ دین کے ظاہری طور پر اس دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی ہم ان کی روحوں سے اسی طرح فیض حاصل کر سکتے ہیں جیسا کہ ہم ان کی دنیوی زندگی میں فیض حاصل کرتے تھے۔ اُن کے مقدس تذکرے اُن کے مبارک کلمات (ان کی باتیں) ہماری ہدایت کا سبب بن سکتے ہیں۔ ان کے حالات کو پڑھنا، لکھنا، سننا عبادت میں داخل اور برکات کا باعث ہے اور ان کے احکام و ہدایت کی پیروی نجات کا سبب ہے۔ اُن میں وہی کیمیائی اثر اور مقبولیت کی تاثیر موجود ہے جو صاحبِ کلمات کی نظر و زبان میں موجود تھی۔ ہاں! نیاز مندی، خاکساری ضروری اور عقیدت لازمی ہے۔

البتہ جہاں تک ممکن ہو اولیاء اللہ کے مزارات پر خواہشات دنیوی کو نظر انداز کر کے دولت خدا شناسی کے فیض کی دعا کرنی چاہیے۔

راقم الحروف (سعید احمد مارہروی) کو اوائل عمر (بچپن) سے مردان خدا (اولیائے کرام) کے ساتھ دلی محبت و اعتقاد ہے۔ اور مدت سے بزرگان سلف کے مزارات کی زیارت اور مزارات اور حالات کی تحقیق و تفتیش کا شوق دامنگیر ہے۔ اور اس تلاش و جستجو میں سیکڑوں تاریخوں اور تذکروں کی ورق گردانی اور بیسیوں شہروں اور جنگلوں میں جانے کا فخر حاصل ہے۔ اللہ پاک "مَنْ اَحَبَّ قَوْماً حُشِرَ مَعَهُمْ" یعنی جو کوئی جس گروہ کے ساتھ محبت رکھتا ہے اسی کے ساتھ قیامت کے دن اس کو اٹھایا جائے گا۔ کے شرف سے مشرف فرمائے۔

پچھلے سال میں آگرہ کی تاریخ لکھتے وقت بزرگان اکبر آباد کے احوال باکمال جمع کرنے اور ترتیب دینے کا خیال پیدا ہوا تھا چنانچہ آگرہ کی تاریخ ختم کرنے کے بعد چند بزرگانِ دین کے حالات لکھ بھی لیے تھے لیکن "کُلُّ اَمْرٍ مَرْهُوْنٌ بِوَقْتِهٖ" یعنی ہر کام کا وقت مقرر ہے۔ کی مجبوری رکاوٹ بنی۔ اور دو تین صفحات کے بعد پھر قلم اٹھانے کی توفیق نصیب نہ ہوئی۔ بالآخر "اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ شَيْأً فَهَيَّأَ اَسْبَابَهٗ" یعنی اللہ پاک جب کسی چیز کا ارادہ فرماتا ہے تو وہ اس کے اسباب کو پیدا فرما دیتا ہے) نے دستگیری فرمائی اور خدا کے فضل و کرم اور بزرگان با کمال کی روحانی امداد سے تھوڑے ہی عرصہ میں پیکرِ خیال نے عالم وجود میں آکر سرزمین قرطاسی میں جلوہ فرمایا اور **"بوستان اخیار"** کا تاریخی تاج سر پر رکھا۔

وضاحت: اس کتاب کا نام مصنف نے ایسار رکھا جس کے عدد 1331 آتے ہیں جو کہ کتاب کے تصنیف کیے جانے کے سال کی جانب اشارہ کر رہے ہیں کہ یہ کتاب 1331ھ میں لکھی گئی ہے۔

اللہ پاک اس بوستانِ اخیار کو چشمۂ آبِ حیات سے سیر اب کر کے بقائے دوام کے مرتبہ پر پہنچادے۔ "خَتَمَ اللہُ بِالْخَیْرِ وَ عَلَی اللہِ اِعْتِمَادِی" یعنی اللہ پاک اس کو خیر کے ساتھ ختم کرے اور اللہ پاک پر ہی میرا بھروسا ہے۔

اب آیئے سرسری طور سے بوستانِ اخیار کی سیر بھی فرماتے جایئے۔ اس پھلے پھولے گلزارِ بہشتی کے نظارے سے آنکھوں میں نور اور دل میں سرور پیدا کیجئے۔ کاغذی سرزمین پر خلدِ بریں کا منظر دیکھ لیجیے، چمنِ محمدیہ کی پھلوار کو ملاحظہ فرمایئے، اور اس بوستانِ پر بہار کے سبزہ زار کو دیکھیئے، اس گلزارِ ابرار کے پھول اور پتوں سے اللہ پاک کی معرفت کا سبق حاصل کیجیئے۔

وہ دیکھیئے باغ بہشت کی پیشانی پر "اَللہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" (یعنی اللہ پاک آسمان وزمین کا نو ہے) کے نور سے "سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِیْنَ﴿۷۳﴾" (سلام ہو تم پر تم خوب رہے تو جنت میں جاؤ ہمیشہ رہنے) لکھا ہوا ہے۔

اس کے رنگ برنگ کے خوشنما پودے اگرچہ قدرتی طور پر بحکمِ "فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ" (یعنی ہم نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی) ایک دوسرے پر فضیات رکھتے ہیں۔

لیکن "اَلْفُقَرَاءُ کَنَفْسٍ وَاحِدَةٍ" (یعنی درویش لوگ ایک جان کی طرح ہیں)۔ اور سب کے پھول پتوں سے اللہ پاک کے جلوے نظر آتے ہیں۔

نظر جس گل پہ پڑتی ہے میری گلزار عالم میں
ہر اک پتے پہ جلوہ دیکھتا ہوں حسنِ قدرت کا

اس باغِ پر بہار میں ہر قسم کے پودے ایک ترتیب (بلحاظ حروف تہجی) میں اپنا اپنا جداگانہ رنگ اور مختلف بہاریں دکھارہے ہیں۔

لگایا ہے مالی نے یہ باغ ایسا
نہیں جس میں چھوٹا بڑا کوئی پودا

اس کتاب میں چار قسم کے اولیاء کا تذکرہ ہے

اس بوستان بے خزاں میں چار قسم کے اصحاب رونق افروز ہیں:

(1)۔۔۔ اول مشائخینِ عظام جنہوں نے ظاہری اور باطنی صفائی حاصل کر کے کمال پیدا کیا۔

(2)۔۔۔ دوم دانشمند اصحاب جو علما فضلا کے لقب سے موسوم ہیں۔

(3)۔۔۔ سوم مجذوبان باکمال اور قلندران نامدار جن کا اندر آباد اور باہر کا برباد ہے۔

(4)۔۔۔ چہارم شہدائے باوقار جن کو حیاتِ جاوید کا مرتبہ حاصل ہے۔

اولیائے آگرہ کا پہلا طبقہ

اولین طبقہ میں قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، شطاریہ، مداریہ وغیرہ مختلف خانوادوں کے مشائخین شامل ہیں۔

خانوادۂ قادریہ کے بزرگانِ دین

خانوادۂ قادریہ کے سربراہوں میں امیر سید اسماعیل قادری۔ میر سید جلال قادری۔ شیخ الشیوخ محمد صالح قادری۔ سید عبد القادر بخاری۔ شیخ محمد خیالی۔ شاہ عبد الرحمن قادری۔ شیخ

یوسف قادری۔ شیخ محمد معروف قادری۔ سید امجد علی شاہ قادری۔ حکیم نورالدین قادری۔ حکیم مہر علی قادری۔ وغیرہ بزرگان باکمال رونقِ بوستان ہیں۔

خانوادۂ چشتیہ کے بزرگانِ دین

خانوادۂ چشتیہ میں شاہ نعمت اللہ چشتی۔ میر عبداللہ تبریزی۔ عبدالمومن چشتی۔ شاہ محمد چشتی۔ شیخ محمدی چشتی۔ میر محمد صالح کشفی۔ شیخ منور چشتی۔ شاہ یار محمد چشتی۔ شیخ سدھاری چشتی۔ شیخ زین الدین چشتی وغیرہ بزرگانِ چشت اہل بہشت زیبِ اوراقِ بوستان اخیار ہیں۔

خانوادۂ نقشبندیہ کے بزرگانِ دین

مشائخینِ نقشبندیہ میں حضرت شاہ ابوالعلی۔ خواجہ محمد یحیٰ۔ امیر عبداللہ۔ میر محمد نعمان۔ خواجہ محمد میر۔ محمد ابراہیم۔ حافظ عبداللہ وغیرہ۔

خانوادۂ شطاریہ کے بزرگانِ دین

اور مشائخینِ شطاریہ میں شیخ ضیاء اللہ۔ شیخ عبداللہ۔ شیخ برہان وغیرہ۔

خانوادۂ مداریہ کے بزرگانِ دین

اور خانوادۂ مداریہ میں شاہ فخر الدین مداری۔ ملنگ شاہ۔ ''لَا أُحۡصِیۡ ثَنَاءً عَلَیۡكَ'' (یعنی اے پروردگار جو ثنا تیرے لائق ہے میں اس کا احاطہ نہیں کر سکتا ہوں) تسبیح پڑھ رہے ہیں۔

نقشبندیہ پودے میں چشتیہ شاخ پیوند کر کے ایک جدید شجر پُر ثمر اس باغ میں تیار کیا گیا ہے جو ابوالعلائیہ کے نام سے موسوم ہے۔ اس کی شاخیں دور دور تک پھیلی ہوئی

ہیں۔ بانی خانوادہ حضرت شاہ ابو العلی کے علاوہ امیر فیض العلی ۔ امیر نور العلی۔ امیر عبد الماجد۔ امیر عبد المنعم۔ خلیفہ ابو القاسم۔ ملا محمد عمر۔ سید محمد افضل۔ سید محمد جعفر۔ شاہ فرہاد۔ شیخ ولی محمد وغیرہ اسی شجر پر ثمر کے اولیائے کبار قلم بوستان اخیار میں سر سبز ہیں۔

ان کے علاوہ حسب ذیل اولیائے کبار اور صلحائے نامدار ''اَلْفَقْرُ کَنْزٌمِّنْ کُنُوْزِ اللّٰہِ'' (یعنی درویشی اللہ پاک کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے) کے شرف سے مشرف اور بوستان اخیار میں جلوہ افروز ہیں۔ جن کے سلسلۂ معرفت کا پتہ نہیں چلا۔ یا کئی کئی سلسلوں میں منسلک ہیں شیخ ابو الفتاح۔ میر ابو الغیث بخاری۔ شیخ ابو بکر قریشی۔ سید احمد بخاری۔ حافظ احمد۔ شیخ افضل محمد۔ سید باقی۔ شیخ بایزید شروانی۔ شیخ بایزید خویشگی۔ خواجہ بختیار۔ سید بدر الدین۔ سید بھکاری۔ میر تپاں۔ امیر سید جلال متوکل۔ سید جلال بخاری۔ شیخ چندن قریشی۔ مولانا شیخ حسن شیر ازی۔ شیخ حسین بدخشی۔ سید حسین۔ شاہ حیدر۔ خواجہ خضر۔ شیخ خلیل۔ امیر سید داؤد۔ شاہ رفیع سبز پوش۔ میر رفیع الزمان۔ شیخ سالم۔ سقا۔ سید شاہ میر۔ میر اں عارف حسینی۔ شیخ عبداللہ کھٹواسن۔ شیخ عبداللہ بخاری۔ شیخ عبد الحکیم۔ خواجہ عبد الرؤوف۔ شاہ عبد اللطیف بری۔ شیخ عبدی۔ شیخ فتح اللہ۔ شاہ فتح علی۔ شیخ کمال۔ شیخ کمال الدین حسین۔ شاہ مجاہد الدین۔ شیخ محب اللہ۔ سید محمد بخاری۔ شیخ محمد زاہد۔ شیخ محمد عارف۔ مولانا محمد عارف ۔ شیخ محمود۔ سید مرشد الدین۔ شیخ ناظر۔ شیخ نصیر الدین انصاری۔ شاہ نور الزمان۔ شیخ ولی محمد نارنولی۔ شاہ ہرے بھرے۔ شیخ یوسف لنک۔ شیخ یوسف انصاری۔ شاہ عظمت اللہ۔ شیر علی شاہ۔ ننھے میاں۔

عارفہ اور صالحہ عورتوں میں سے جو ''اَلدُّنْيَا كُلُّهَا مَتَاعٌ وَ خَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا اَلْمَرْأَةُ'' (یعنی تمام دنیا متاع یعنی سامان ہے اور دنیا کا بہتر متاع نیک عورت ہے) کی مصداق ہیں۔

بی بی جیونی۔ چاند بی بی۔ بی بی خاکی شاہ۔ بی بی قطبا۔ بی بی نبفشہ۔ بیگم سلطان کے حالات بوستان اخیار میں موجود ہیں۔

اولیائے آگرہ کا دوسرا طبقہ

(2)۔۔۔ طبقۂ دوم علما فضلا کے گروہ میں محدثین، مفسرین، قراء (قاری)، مؤرخین، شعراء علما فضلا وغیرہ شامل ہیں۔

علما و فضلا کی جماعت

علما و فضلا میں شیخ جلال الدین انصاری۔ سید شاہ میر سامانہ۔ مفتی ابوالفتح۔ مفتی ناصر۔ مفتی عیسی۔ مفتی بہاؤ الدین۔ مفتی جنید۔ ملا عبد الرشید۔ ملا عبد العزیز۔ مولانا عماد الدین۔ قاضی قربان۔ قاضی ابو بکر۔ قاضی جلال الدین۔ قاضی نور اللہ شوستری۔ قاضی ناصر۔ مولانا میر۔ مولانا محمد سعید۔ مولوی عبد اللہ۔ میر ہادی۔ ہمت خاں۔ میرزا ایزد بخش۔ علامی افضل خاں۔ شیخ ابو الخیر۔ مولانا عادل۔ مولانا احمدی۔

محدثین کی جماعت

اور محدثین میں میر رفیع الدین صفوی۔ شیخ عبد الوہاب۔ مولانا میر کلاں۔ حاجی ابراہیم۔ سید جعفر۔ شیخ جمال الدین۔

مفسرین کی جماعت

اور مفسرین میں شیخ مبارک صاحبِ تفسیر منبع العیون۔ شیخ فیضی فیاضی صاحبِ تفسیر سواطع الالہام۔

قاریوں کی جماعت

اور قاریوں میں قاری حافظ عبد الملک۔ قاضی حافظ شیخ محمد۔ قاری حافظ عبد الکریم بصیر۔ قاری حافظ محمد صالح۔

مؤرخین کی جماعت

اور مؤرخین میں علّامی ابو الفضل۔ شیخ عبد الصمد انصاری صاحبِ اخبارُ الاصفیاء۔ میر محمد فاضل صاحبِ مخبر الواصلین و تذکرۃ القدما۔ مولوی سید وارث علی صاحبِ شمس التواریخ وغیرہ۔

صوفی شعراء کی جماعت

اور شعر میں مولانا ابوالواجد فارغی۔ شیخ زین الدین خوانی۔ مولانا شہاب الدین مُعمائی۔ میر عبدالحی مشہدی۔ ملا نجم الدین (قاسم کاہی)۔ ملا مقصود علی غربتی حصاری۔ میاں نظیر وغیرہ چند صوفی شاعر اس حدیقۂ پر بہار میں رونق افروز ہیں۔

اولیائے آگرہ کا تیسرا طبقہ

(3)۔۔۔ تیسرے طبقہ میں دو قسمیں ہیں:

(1)۔اول مجذوبانِ باکمال جن میں سید علاؤ الدین مجذوب۔ شاہ ولایت۔ شیخ علاؤالدین ثانی۔ شیخ اسحاق۔ شیخ پھول۔ شیخ مبارک غوث۔ شیخ ماکھو۔ سید نظام۔ سید منور۔ جمال شاہ۔ سید حبیب۔ سلّو شاہ۔ لوٹن شاہ۔ مرزا علی شاہ۔ ببو شاہ۔ عثمان غنی۔ مظہر علی شاہ وغیرہ۔

(2)۔اور دوسرے قلندران نامدار جن میں شاہ بردی۔ شاہ شوقا۔ خاکی شاہ۔ ہانڈی موقوف شاہ۔ وغیرہ رونق افروز ہیں

اولیائے آگرہ کا چوتھا طبقہ

(4)۔۔۔چوتھے چمن میں شہدائے باوقار ہیں جن کے بارے میں قرآن کا اعلان ہے:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ـ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمھیں خبر نہیں۔ (پ۲، البقرۃ، ۱۵۴)

کتب سیر اور تذکرۂ مشائخین میں شہداء کا ذکر بہت کم بلکہ برائے نام بھی نہیں ملتا۔ اسی وجہ سے بوستانِ اخیار ان کے مفصل حالات سے خالی ہے۔ لیکن چونکہ ان کا مرتبہ عالی اور رتبہ بہتر ہے۔ لہذا تیمناً اور تبرکاً شہداء کا جو کچھ حال معلوم ہو سکا قلمبند کر دیا گیا ہے۔ روشن شہید۔ سید کالے خاں شہید۔ زنگی شہید۔ لطف اللہ شہید۔ سید محمد شہید۔ میر محمد مجاہد شہید۔ سید حسین شہید۔ سید حسن شہید۔ آغر خاں شہید۔ سید زین العابدین شہید۔ میر دستم خاں

شہید۔ ابوالفتح شہید۔ سید کلن شہید۔ سلطان شہید۔ لوٹن شہید۔ لطف اللہ شہید۔ میرن شہید۔

جن مشاہیر اولیاء اللہ کے حالات مختلف تاریخوں اور تذکروں میں موجود ہیں ان کے حالات میں عموماً اور خرقِ عادات اور کشف و کرامات کے واقعات میں خصوصاً "جَوْدَةُ الْکَلَامِ فِی الْاِخْتِصَارِ" (یعنی کام کی خوبصورتی اختصار میں ہے) کو مد نظر رکھا گیا ہے۔

آگرہ شہر کا آباد ہونا

آگرہ اگرچہ بہت پرانا شہر ہے مگر اسلامی عہد اور سلطان سکندر لودی کے زمانہ سے پہلے یہ ایک گمنام جگہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا تھا۔ ۹۰۷ ہجری بمطابق ۱۵۰۱ عیسوی میں سکندر لودی نے اس کو از سر نو آباد کر کے اپنا دارالخلافت مقرر کیا۔ اس بادشاہ کی درویش پرستی، علمی قدردانی اور کمال پروری کی برکت سے چند ہی روز میں یہ نو آباد شہر مشائخین نامدار کا مرکز اور شیراز و بغداد کی طرح دار العلوم بن گیا۔ اور سلطان کی نیک نیتی، خدادوستی کمال پروری بہت سے اہل دل بزرگوں اور اہل کمال آدمیوں کو دور دراز ممالکِ اسلامیہ سے آگرہ میں کھینچ لائی اور یہاں کی سکونت کا باعث ہوئی۔

سلطان سکندر لودی کے عہد میں اولیاء کی آمد

چنانچہ شیخ یوسف لنک۔ سید رفیع الدین محدث۔ سید عبداللہ دانشمند۔ شیخ یوسف انصاری۔ شاہ نعمت اللہ چشتی۔ شیخ بڈھن شطاری۔ شیخ چندن قریشی۔ شیخ نصیر الدین تمیمی انصاری۔ شیخ ابوالفتح مکی۔ شیخ ابو بکر قریشی۔ سید اسماعیل قادری۔ شیخ عبدالمومن چشتی۔ شیخ

حسن شیر ازی۔ قاری عبد الملک۔ شیخ محمود۔ سید جعفر محدث وغیرہ بزرگانِ اکبر آباد سلطان سکندر لودی کے عہد یعنی زمانے میں آگرہ میں رونق افروز ہو کر آباد ہوئے۔

ان کے بعد مفتی ابو الفتح۔ مفتی بہاء الدین۔ سید جلال متوکل۔ شیخ جلال انصاری۔ سید علاء الدین مجذوب۔ حاجی ابراہیم محدث۔ شیخ مبارک۔ شیخ زین الدین۔ شیخ شہاب الدین معمائی۔ مولانا ابو الواجد فارغی وغیرہ بابری ہمایونی اور نعانی عہد میں تشریف لائے۔

دسویں صدی ہجری کے اولیائے آگرہ

دسویں صدی ہجری کے اخیر تک جو عہدِ اکبری کا آخری زمانہ تھا۔ آگرہ میں علما فضلا اور مشائخین کا خوب دور دورہ رہا اور حاجی ابراہیم محدث۔ سید بدر الدین۔ قاضی جلال الدین۔ قاضی نور اللہ شوستری۔ خواجہ محمد یحیی۔ شیخ منور چشتی۔ شیخ عارف حسینی۔ شیخ عبد الوہاب۔ مولانا کمال الدین حسین۔ شیخ ضیاء اللہ شطاری۔ قاری شیخ محمد خالدی۔ مولانا میر کلان۔ مولانا میر۔ قاضی ناصر۔ شیخ عبد الرحمن قادری۔ علامی ابو الفضل۔ شیخ ابو الفیض فیضی۔ شیخ عبد اللہ شطاری۔ شیخ ابو الخیر وغیرہ سے علما فضلا اور خدا شناس آگرہ میں تشریف لائے یا پیدا ہوئے۔

گیارہویں صدی ہجری کے اولیائے آگرہ

گیارہویں صدی میں جو کہ جہانگیر اور شاہ جہاں اور عالمگیر کا عہدِ سلطنت ہے۔ بہ نسبت دسویں صدی کے تنزلی کے آثار نمایاں ہونے لگے مگر پھر بھی بعض مشائخین نامدار کے طفیل "خَيْرُ الْأُمُوْرِ اَوْسَطُهَا" کے فخر سے حاصل ہوا۔ چنانچہ حضرت شاہ ابو العلی۔ میر محمد

نعمان۔ سید احمد بخاری۔ سید جلال بخاری۔ سید باقی۔ شیخ اسماعیل چشتی۔ علامی افضل خاں۔ میر عبد اللہ تبریزی۔ سید عبد القادر بخاری۔ امیر فیض العلی۔ شیخ محمدی۔ شیخ محمد صالح۔ شیخ ناظر۔ ملا عبد العزیز۔ ملا عبد الرشید وغیرہ بڑے بڑے مشاہیر اولیاء اللہ اور علما فضلا اس صدی میں بھی پیدا ہوئے۔

بارہویں صدی ہجری کے اولیائے آگرہ

بارہویں صدی میں اسلامی سلطنت کے تنزل کے ساتھ مشاہیر آگرہ میں بھی حیرت انگیز تنزل پیدا ہوا۔ ایام طوائف الملوکی اور جاٹوں اور مراٹھوں کے زمانہ جملہ شرفا اور مشائخین آگرہ سے رخصت ہو گئے۔ جس کا یہ نتیجہ ہے کہ تقریبا کل صدی میں صفر ہی صفر (یعنی زیرو ہی زیرو) نظر آتا ہے۔ اس زمانہ میں انگریزی عہد تک ایسا تاریک زمانہ گزرا کہ بڑے بڑے اولیاء اللہ اور مشائخین نامدار کی خانقاہیں، درگاہیں اور مزارات تک کھد کھدا کر نیست و نابود ہو گئے یا کسمپرسی کی وجہ سے بے نام ولا پتہ ہو گئے۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ بزرگان متقدمین کے مزارات میں صرف دو ایک مزار مشہور اور چند مزارات کا نہایت تلاش و تحقیقات سے پتہ چلا ہے۔ شاہ عبد اللہ شطاری۔ شیخ ضیاء اللہ شطاری۔ مولانا میر کلاں۔ شیخ اسماعیل چشتی۔ حاجی ابراہیم محدث۔ امیر سید جلال متوکل۔ سید بدرالدین وغیرہ سے اولیائے کبار کے مزارات تک کا پتہ ونشان نہیں جلتا۔ چند بافیض و نورانی مزارات موجود ہیں۔ اُن کے مکینوں کا نام بتانے والا دنیا میں کوئی نہیں ملتا۔

افسوس کہ شیخ مبارک، شیخ فیضی، شیخ ابوالخیر وغیرہ میں سے مشاہیر کے مقابر نیست ونابود کردیے گئے۔ اور کسی کو گورمنٹ کو متوجہ کرنا کیا معنی اف تک کرنے کی توفیق نہ ہوئی۔

جن کے نقشِ پاکو رکھتی تھی زمیں سر پر بفخر
تربتوں میں خاک آلودہ ہیں وہ عالی گہر
نام ان کا کوئی اب بھولے سے بھی لیتا نہیں
جن کے دروازوں پہ ڈنکا بجتا تھا شام و سحر
خاک میں مرکر ملے افسوس وہ عالی دماغ
اب نشانِ قبر بھی ان کے نہیں آتے نظر

سیکڑوں مزارات آبادی میں آکر لاپتہ ہو گئے۔ بزرگان متقدمین کی خانقاہیں اکثر لبِ جمنا یعنی جمنا ندی کے کنارے تھیں۔ مغلیہ عہدِ سلطنت میں وہاں امرا نے بڑی بڑی عالیشان حویلیاں اور باغات تعمیر کرائے، کچھ آثار اس زمانہ میں نیست و نابود ہو گئے۔ اب اس مقام پر غیر مسلموں کا محلہ بیلن گنج آباد ہے۔ جس میں غالباً ایک گھر بھی مسلمان کا نہیں ہے۔ امرائے مغلیہ کی وسیع حویلیوں میں غیر مسلم ساہوکار آباد ہیں۔ اس سے آگے بڑھ کر جان صاحب مشہور سوداگر کے وسیع کارخانے (فلور ملز، کاٹن ملز، برف کارخانہ وغیرہ) اور کارخانہ آب رسانی وغیرہ بن گئے ہیں۔ دو ایک مزار جان صاحب کے کارخانوں کے اندر اب تک موجود ہیں۔ مگر صاحب مزارات کے نام ونشان کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ اب اس نواح یعنی اطراف میں حضرت میر رفیع الدین محدث اور شاہ فخر الدین مداری کے دو پرانے مزارات مشہور ومعروف باقی رہ گئے ہیں۔

تیرہویں اور چودھویں صدی ہجری کے اولیائے آگرہ

بارہویں صدی ہجری کی تاریکی کے بعد تیرہویں اور چودھویں صدی ہجری کے بزرگانِ دین نعمتِ غیر مترقبہ معلوم ہوتے ہیں۔ مولانا ضیاء الدین بلخی، مولانا احمدی قادری، مولانا عادل، سید امجد علی شاہ قادری، شاہ محمد چشتی، حکیم سید نورالدین، حکیم سید مہر علی، شاہ بیدار بخت، حافظ عبد اللہ، میاں نظیر، شیخ امام علی شاہ، سلّو شاہ مجذوب، مرزا علی شاہ مجذوب، ببو شاہ مجذوب، مولوی سید وارث علی، حمد شاہ، ومحبت شاہ نقشبندی۔

اس زمانہ میں جو کہ مذہب، عقیدت، رغبت اور صدق و صفا کے بارآور درخت ہمارے بد نصیبی سے قریب قریب خشک ہو گئے۔ اور علی العموم کسی کو ان میں پانی دینے کی توفیق باقی نہیں رہی۔ اور ان کی جگہ بد عقیدگی، لامذہبی اور الحاد کے نئے پودے روز بروز جدید تعلیم و فلسفہ سے سیر اب ہو کر جڑ پکڑتے جاتے اور شب و روز ترقی پر ہیں، شجرِ عقیدت و اخلاص کی جو چند ہری ٹہنیاں باقی نظر آتی ہیں وہ بچا ہوا غنیمت ہیں۔ انہیں نعمت غیرِ مترقبہ سمجھو، مال غنیت خیال کرو۔ آنکھوں کا تارا تصور کرو۔

اور قدر و تعظیم کی نگاہوں سے دیکھ کر جو کچھ ہو سکے اُن سے فیض حاصل کرنے کی کوشش کرو، ورنہ یاد رکھو اور یقین جانو کہ چند روز میں ان مقدس نورانی صورتوں کو بھی ترسو گے۔ شاہ محمد افضل صاحب بخاری، سید عرفان علی شاہ صاحب قادری، مولوی محمد سعادت اللہ صاحب سنبھلی مدرس اوّلِ مدرسہ جامع مسجد، مولوی ضیاء الاسلام صاحب امام جامع مسجد وغیرہ بزرگانِ مقیم اکبر آباد (آگرہ) انجمنِ خدا شناسی کے ارکان، اسرار طریقت کے مشکل

کشا، طالبانِ ہدایت کے رہنما، راہ شریعت کے پیشوا، اور پرانے بزرگانِ دین کی یادگار ہیں۔ ان باکمالوں کے دیدار سے ظاہری اور باطنی آنکھیں منور کرکے ''مُشَاهَدَةُ الْاَبْرَارِ بَيْنَ التَّجَلِّيْ وَ الْاِسْتِبْتَارِ'' کا شرف حاصل کرو۔ اور ان مردانِ خدا کی فیضِ صحبت سے سعادتِ دارین حاصل کرنے کی کوشش کرو۔

مردانِ خدا خدا نباشند
لیکن ز خدا جدا نباشند

یعنی اللہ پاک کے نیک بندے اولیائے کرام خدا نہیں ہیں مگر خدا سے جدا بھی نہیں ہیں بلکہ ان کو اللہ پاک کا قرب حاصل ہے جس کی وجہ سے وہ ہم جیسوں سے بدرجہ افضل و اعلیٰ ہیں۔

اب میں ان ہزارہا بزرگانِ اکبر آباد کی پاک وبرتر روحوں سے جو خاک پاک آگرہ میں آسودہ ہیں اور جن کے مزارات وحالات کا پتہ نہیں چلا اور ان خداشناس زندہ بزرگوں سے جن کی خدمت بابرکت میں بدقسمتی سے مجھے نیاز حاصل نہیں ہے نہ باوجود تلاش کسی دیگر ذرائع سے اُن کے حالات معلوم ہوسکے۔ اور بوستان اخیار کے اوراق اُن کے نام نامی اور واقعاتِ گرامی کی سعادت سے محروم رہے۔ دلی عاجزی اور قلبی نیازمندی سے معافی چاہ کر بارگاہ ایزدی میں نہایت ادب وعاجزی سے دست بدعا ہوں۔ کہ وہ اپنے فضل وکرم اور حضور رسولِ مقبول، محمدِ مصطفیٰ، احمدِ مجتبیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے طفیل اور جملہ صحابہ کرام اور بزرگان عظام خصوصاً ان نامورانِ فردوس خیام کے تصدق ہیں جو بوستان اخیار میں جلوہ افروز ہیں۔ مجھ

گنہگار و رو سیاہ، نگارندۂ بوستانِ اخیار کے نامۂ اعمال سے گناہوں کی سیاہی اور قلب سے بد کاریوں کی تاریکی اور زنگ کو دور فرما دے۔ اور سینے کو اسلامی نور سے منور کر کے کسی قدر ا بدی معرفت نصیب کرے۔ اور بوستان اخیار کے خیابان با انوار کو انہارِ جنت سے ایسا سر سبز و شاداب کرے کہ اس بوستانِ دل فریب اور فرحت انگیز کے خوش نما پھلوں کی دیدار اور دلکش پھولوں کی خوشبو سے تمام زائرین کا دماغ معطر و معنبر ہو جائے، جو شخص اس کی سیر کرے بے ساختہ صَلِّ عَلٰی پڑھ کر خدائے تبارک و تعالیٰ کا شکر بجالائے۔ درود شریف کے پھول چن کر جنابِ رسالت مآب ﷺ پر نثار کرے۔ فاتحہ کے ہزارے (فوارہ) کو چشمِ رحمت سے پر کر کے شجرہائے پر ثمر و پر بہار پر آب پاشی کرے اور سب کے بعد باغبان پر عصیاں کو دعائے خیر سے یاد فرمائے آمین۔ راقم بوستان خدا کے فضل بے پایاں سے امیدوار ہے کہ کوئی اہلِ دل اس چمنستان محمدیہ کی سیر فرمائے اور اس کے ادنیٰ اشارہ سے گم کردہ راہ، راہِ راست پر آجائے۔

بہرِ حال فضل ایزدی ہر حال میں درکار ہے۔ اور راقم اسی کا محتاج وامیدوار ہے۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم۔ وَ اٰخِرُ دَعْوٰىھُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

وَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَ اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن۔

مقام اکبر آباد (آگرہ) محلہ نائی منڈی، حویلی خواجہ 12 ربیع الاول 1331ھ

بندہ گنہگار عاجز و شرمسار، امیدوار مغفرتِ پروردگار

سعید احمد ابن مولوی سلطان احمد مارہروی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الشَّفِیْقِ اَمَّا بَعْد

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰه وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰه

آٹھواں باب

آگرہ کے 283 اولیائے کرام کی سیرت

آپ اس باب میں پڑھ سکیں گے:

☆...درود شریف کی فضیلت

☆...شانِ اولیاء

☆...آگرہ امانتوں کا شہر

☆...اولیائے کرام کی مبارک سیرت

مصنف: علامہ سعید احمد مارہروی

ترتیب و تسہیل: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبہ دار السنہ آگرہ

آٹھواں باب

آگرہ کے 283 اولیائے کرام کی سیرت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

دُرُود شریف کی فضیلت

اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فتاوٰی رضویہ شریف جلد ۲۳ صَفحَہ ۱۲۲ پر نقل فرماتے ہیں: حضرت اَبُو المواہِب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ میں نے خواب میں رسولُ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا، حُضُورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ "قیامت کے دن تم ایک لاکھ بندوں کی شَفاعت کروگے۔" میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! میں کیسے اس قابل ہوا؟ ارشاد فرمایا: "اس لیے کہ تم مجھ پر جو درود پاک پڑھتے ہو اس کا ثواب مجھے نذر کر دیتے ہو۔

(سعادۃ الدارین، الباب الرابع فیماورد من لطائف المراء۔۔۔ الخ، اللطیفۃ الثامنۃ والسبعون، ۱/۱۴۷، دار الکتب العلمیۃ)

اے عاشقانِ اولیاء! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حضرت ابو المواہب کو درود پاک پڑھنے کا کس قدر عظیم تحفہ ملا کہ یہ قیامت کے دن ایک لاکھ بندوں کی شفاعت کریں

گے۔لہذا ہمیں بھی چاہیے کہ جتنا زیادہ سے زیادہ ہو سکے اپنے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر درودِ پاک پڑھتے رہیں اور اس کی برکتوں سے ہم کنار ہوتے رہیں۔

شانِ اولیاء

اے عاشقانِ اولیاء! اللہ پاک نے اپنے پاک بندے اولیاء کرام علیہم السلام کی شان بہت ارفع و اعلیٰ کی ہے اور اللہ پاک نے ان کی شان اپنے کلام قرآن پاک میں بھی جگہ جگہ ارشاد فرمائی ہے اور اولیاء کی شان میں سرکار صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی بھی کئی احادیث مبارکہ موجود ہیں۔حضرتِ سیّدُنا امام اسماعیل حقی حنفی علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی ۱۱۳۷ھ) ''رُوْحُ الْبَیَان'' میں سورۃ الحج کی آیت نمبر ۱۸ کی تفسیر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''ولی ایسا محبوب انسان ہوتا ہے جسے اللہ پاک اپنی عزت و کرامت سے بزرگی عطا فرماتا ہے کہ ایسی بزرگی اور کسی کو عطا نہیں فرماتا۔پس اگر زمانے کے سارے لوگ مل کر بھی اس کی توہین و اہانت کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے کیونکہ اسے عزت حقیقی مل چکی ہے اور وہ اس طرح کہ اس نے اپنے نفس کو فنا فی اللہ کے مقام میں گرا دیا اور یہی حقیقی سجدہ ہے۔پس اللہ پاک نے اسے عزت و بلندی کا تاج پہنا دیا۔کیا تم اس حدیث قدسی میں غور نہیں کرتے۔اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: ''جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اس نے مجھ سے جنگ کا اعلان کیا۔'' مطلب یہ ہے کہ جو میرے اولیاء میں سے کسی ولی پر ناراض ہوا، اسے اذیت دی یا اس کی توہین کی تو گویا وہ اللہ پاک کے ساتھ جنگ کرنے نکلا ہے۔اور اللہ پاک صرف اپنے پیاروں (یعنی اولیائے کرام) ہی کی مدد فرماتا ہے لہٰذا اللہ پاک سے جنگ کے لیے نکلنے والا ذلیل و خوار ہوتا ہے۔نہ اس کا کوئی مددگار ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی ذلت سے بچانے والا ہوتا ہے۔

(تفسیر روح البیان، الحج، تحت الآیۃ:۱۸، ۷/ ۱۹، دار الکتب العلمیۃ)

اے عاشقانِ اولیاء! آیئے اب اللہ کے کلام میں موجود شان اولیاء کو ملاحظہ کرتے ہیں: اللہ پاک نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ (۶۲) الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا یَتَّقُوْنَ (۶۳)

ترجمۂ کنزالایمان: سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔ وہ جو ایمان لائے اور پرہیز گاری کرتے ہیں۔ (پ۱۱، یونس: ۶۲-۶۳)

ان آیات مبارکہ کے تحت **مفتی نعیم الدین مرادآبادی** رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر خزائن العرفان میں فرماتے ہیں: ولی کی اصل ولاء سے ہے جو قرب و نصرت کے معنی میں ہے۔ ولی اللہ وہ ہے جو فرائض سے قُربِ الٰہی حاصل کرے اور اطاعتِ الٰہی میں مشغول رہے اور اس کا دل نورِ جلالِ الٰہی کی معرِفت میں مستغرق ہو جب دیکھے دلائلِ قدرتِ الٰہی کو دیکھے اور جب سنے اللہ کی آیتیں ہی سنے اور جب بولے تو اپنے ربّ کی ثنا ہی کے ساتھ بولے اور جب حرکت کرے طاعتِ الٰہی میں حرکت کرے اور جب کوشش کرے اسی امر میں کوشش کرے جو ذریعۂ قُربِ الٰہی ہو، اللہ کے ذکر سے نہ تھکے اور چشمِ دل سے خدا کے سوا غیر کو نہ دیکھے، یہ صفت اولیاء کی ہے، بندہ جب اس حال پر پہنچتا ہے تو اللہ اس کا ولی و ناصر اور معین و مددگار ہوتا ہے۔ **متکلّمین** کہتے ہیں ولی وہ ہے جو اعتقادِ صحیح مبنی بر دلیل رکھتا ہو اور اعمالِ صالحہ شریعت کے مطابق بجالاتا ہو۔ **بعض عارفین** نے فرمایا کہ ولایت نام ہے قُربِ الٰہی اور ہمیشہ اللہ کے ساتھ مشغول رہنے کا۔ جب بندہ اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کو کسی چیز کا خوف نہیں رہتا اور نہ کسی شے کے فوت ہونے کا غم ہوتا ہے۔ **حضرت ابنِ عباس** رضی اللہ عنہما نے فرمایا

کہ ولی وہ ہے جس کو دیکھنے سے اللہ یاد آئے یہی طبری کی حدیث میں بھی ہے۔ **ابنِ زید** نے کہا کہ ولی وہی ہے جس میں وہ صفت ہو جو اس آیت میں مذکور ہے۔ "اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا یَتَّقُوْنَ" یعنی ایمان و تقوٰی دونوں کا جامع ہو۔ **بعض عُلَماء** نے فرمایا کہ ولی وہ ہیں جو خالص اللہ کے لیے مَحبت کریں، اولیاء کی یہ صفَت احادیثِ کثیرہ میں وارِد ہوئی ہے۔ **بعض اکابر** نے فرمایا ولی وہ ہیں جو طاعت سے قُربِ الٰہی کی طلب کرتے ہیں اور اللہ تعالٰی کرامت سے ان کی کار سازی فرماتا ہے۔ یا وہ جن کی ہدایت کا برہان کے ساتھ اللہ کفیل ہو اور وہ اس کا حقِ بندگی ادا کرنے اور اس کی خَلق پر رحم کرنے کے لیے وقف ہو گئے۔ یہ معانی اور عبارات اگرچہ جدا گانہ ہیں لیکن ان میں اختلاف کچھ بھی نہیں ہے کیونکہ ہر ایک عبارت میں ولی کی ایک ایک صفَت بیان کر دی گئی ہے جسے قُربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے یہ تمام صفات اس میں ہوتے ہیں۔ ولایت کے درجے اور مراتب میں ہر ایک بقدر اپنے درجے کے فضل و شرف رکھتا ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان، پ:۱۱، یونس، تحت الآیۃ:۶۲۔۶۳، ص۴۰۵، ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

ان آیات کے تحت **مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر نعیمی** میں فرماتے ہیں کہ ان آیات کریمہ میں اس گروہ کا ذکر ہے جو حضور انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا فیض امت تک پہنچائیں یعنی اولیاء اللہ۔ اور اس کی تفسیر کا خلاصہ یہ ہے کہ اے لوگو! کان کھول کر سن لو۔ آگاہ رہو خبر دار رہو اس میں شک نہیں کہ اللہ کے دوست اس سے قرب رکھنے والوں کی شان یہ ہے کہ دنیا میں ان پر کسی مخلوق کا خوف، رعب، ڈر نہیں چھاتا۔ کیونکہ ان کے دل رب کے خوف سے بھرے ہیں دوسرے کے خوف کی وہاں جگہ ہی نہیں۔ نہ کوئی ایسی حرکت کریں جس

سے انہیں بعد میں غم ہو یا رنج ہو۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں تکلیفوں میں انہیں محفوظ رکھتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو سچے پکے مومن ہوتے ہیں اور ہر وقت ہر طرح پرہیز گار متقی رہتے ہیں کہ نہ کوئی شرعی فرض، واجب، سنت چھوڑتے ہیں۔ نہ کوئی ناجائز کام کرتے ہیں۔ ان کے لیے دنیا و آخرت میں خوشخبریاں ہیں کہ خواہ مخواہ بندوں کے منہ سے نکلتا ہے کہ وہ اللہ کا ولی ہے۔ ان کی طرف دل جھکتے ہیں اور مرتے وقت فرشتے انہیں جنتی ہونے کی بشارت دیتے ہیں۔ قیامت میں اور جنت میں داخلے کے وقت انہیں خوشخبریاں دیتے ہیں اور دیں گے یہ اللہ تعالیٰ کے وعدے ہیں کلمات الٰہیہ میں تبدیلی نہیں ہو سکتی اے لوگو! یہ بڑی ہی کامیابی ہے اس کی طرف رغبت کرو۔

(تفسیر نعیمی، پ:۱۱ یونس، تحت الآیۃ: ۶۲ تا ۶۴، ۱۱/ ۳۹۳، نعیمی کتب خانہ مفتی احمد یار خان روڈ، گجرات پاکستان)

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الباری اپنی معرکۃ الآرا تفسیر "تفسیرِ کبیر" میں ایک روایت نقل فرماتے ہیں: "اَوْلِیَاءُ اللهِ لَایَمُوْتُوْنَ وَلٰکِنْ یَنْقِلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰی دَارٍ" یعنی بے شک اللہ پاک کے اولیاء مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر منتقل ہو جاتے ہیں۔" (التفسیر الکبیر، آل عمران، تحت الآیۃ: ۱۶۹۔ ۱۷۰، ۳/ ۴۲۷، دار احیاء التراث العربی بیروت)

اے عاشقانِ اولیاء! آپ نے ملاحظہ کیا کہ اولیاء موت کی وجہ سے مرتے نہیں ہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہوتے ہیں یقیناً اولیاء کی شان بہت ہی ارفع و اعلیٰ ہے۔

کون کہتا ہے کہ ولی سب مر گئے
قید سے چھوٹے اپنے گھر گئے

اے عاشقانِ اولیاء! اولیائے کرام رحمہم اللہ السلام پر ہر وقت اللہ پاک کی رحمتوں کا نزول ہوتا رہتا ہے اور جو ان کے مزارات پر حاضر ہوتا، ان سے محبت کرتا ہے اس پر بھی اولیائے کرام کے صدقے اللہ پاک کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔

اولیائے کرام کے مزارات پر حاضر ہونا بہت بڑی سعادت کی بات ہے، دنیا میں کئی شہر، کئی علاقے ایسے بھی ہیں جہاں اللہ پاک کا کوئی ایک ولی موجود نہیں۔

آگرہ اولیاء وبزرگانِ دین کی امانتوں کا شہر

اے عاشقانِ اولیاء! کیا آپ جانتے ہیں؟ پورے ہندوستان میں کسی ایک شہر میں اتنے بزرگانِ دین کے مزارات اور ان کی سیرتیں جمع نہیں جتنی آگرہ میں موجود ہیں۔

الحمد للہ ثم الحمد للہ رب العالمین!

یہ ۲۸۳ بزرگانِ دین محض ایک عدد نہیں... یہ آگرہ کی روحانی نسبت، اس کی پہچان، اس کی عظمت اور اس کی خوش بختی کا ثبوت ہیں۔

آگرہ کے لوگو! یہ تمہاری زمین ہے... اور یہ اولیاء اللہ تمہارے محافظ، تمہارے خیر خواہ، تمہارے محسن ہیں۔ ان کی بدولت اس شہر میں ایمان کی روشنی ہے، برکت ہے، امن ہے، محبت ہے، دین کی خوشبو ہے۔ ہماری کیا حیثیت کہ ہم ان کے مقام کو بیان کر سکیں؟ مگر ہمارا فرض ہے کہ: ہم ان کی قدر کریں، کیونکہ انہی کے دم قدم سے ہمارا شہر پھل پھول رہا ہے۔ ہم ان کا احسان مانیں، کیونکہ انہی کی دعاؤں کی بدولت اللہ نے ہمیں سکون، امن اور دین کی توفیق عطا فرمائی۔ ہم ان کا ذکر زندہ رکھیں، کیونکہ جو قوم اپنے بزرگوں کو بھول جاتی

ہے، وہ خود بھی بھلا دی جاتی ہے۔ ہم ان کی سیرت پڑھیں، پھیلائیں، اسی لیے یہ کتاب تیار کی گئی ہے جس میں آگرہ کے ۲۸۳ اولیاء و بزرگانِ دین کی زندگیاں، خدمات، کرامات اور روشن نقوش جمع کر دیے گئے ہیں —

تاکہ آگرہ والے اپنے اولیاء کو پہچانیں، ان سے محبت کریں اور ان کی نسبت سے دین کی روشنی پھیلائیں۔ یہ کتاب ہر اس شخص کے لیے نعمت ہے جو سمجھتا ہے کہ: "اولیاء اللہ قوموں کی جان ہوتے ہیں، اور ان کا ذکر ایمان کی تازگی کا ذریعہ ہوتا ہے۔"

اے عاشقانِ اولیاء! آگرہ میں موجود بہت سارے اولیائے کرام کی مزاروں میں ان کے نام کی تختیاں نہیں لگیں، جس کی وجہ سے وہ گمنام ہوتے جا رہے ہیں اور کئی مزارات بوسیدہ ہو چکے ہیں جس میں تعمیری کام کروانے کی ضرورت ہے۔

سگِ عطار کی دلی خواہش ہے کہ ہم اور آپ مل کر کوئی ایک کمیٹی بنالیں جس کا کام مزارات اولیاء کی حفاظت کرنا، لوگوں کو ان کے مقام و مرتبہ سے آگاہ کرنا ہو۔

جو جو اس کام میں ہمارا ساتھ دینا چاہتا ہو وہ سگِ عطار سے ملاقات یا موبائل سے رابطہ کرے۔

اللہ پاک ہم سب کو فیضانِ اولیاء سے مالا مال فرمائے۔ آمین

ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری، نگلہ میواتی آگرہ

رابطہ نمبر: 8808693818

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْقِ اَمَّا بَعْد

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

درگاہ امیر سید ابو العلی (آگرہ)

1☆... امیر سید ابو العلی سرتاجِ آگرہ رحمۃ اللہ علیہ

2☆... امیر فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ

3☆... امیر نور العلی رحمۃ اللہ علیہ

4☆... امیر تاج العلی رحمۃ اللہ علیہ

5☆... ملا عمر رحمۃ اللہ علیہ

6☆... خواجہ فولاد ابو العلائی رحمۃ اللہ علیہ

7☆... امیر سید محمد افضل احراری رحمۃ اللہ علیہ

8☆... شاہ نور الزمان رحمۃ اللہ علیہ

9☆... امیر عبد الماجد رحمۃ اللہ علیہ

10☆... امیر عبد المنعم رحمۃ اللہ علیہ

11☆... صوفہ علا قلی رحمۃ اللہ علیہ

12☆... صوفی حسن خاں شہید

درگاہ امیر سید ابوالعلی (آگرہ)

(1)۔امیر سید ابوالعلیٰ قدس سرہ العزیز

نسب نامہ

امیر سید ابوالعلی رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ آگرہ کے افتاب اور ہندوستان کے اولیائے عالی مقام اور مشائخینِ ذی احتشام اور سادات عظام سے ہیں۔ سلسلۂ نسب انیتس واسطوں سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کے جدِّ ہشتم امیر عمادالدین رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ اور جدّ ششم امیر تقی الدین کرمانی رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ اولیائے کبار اور مشائخین نامدار میں سے تھے۔ نسب نامہ مادری حضرت غوث الابرار خواجہ عبید اللہ احرار رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ تک پہنچتا ہے جن کے کمالات اظہر من الشمس ہیں۔

ولادت باسعادت

آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کے دادا خواجہ امیر عبد السلام ابن امیر عبدالملک ابن امیر عبد الباسط ابنِ امیر تقی الدین کرمانی رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ اکبر بادشاہ کے عہدِ سلطنت میں اپنے وطن سمر قند سے مع اہل وعیال ہندوستان میں تشریف لائے تھے، اثنائے راہ میں بمقام قصبہ نریلہ جو دہلی سے بجانب لاہور ایک منزل کے فاصلہ پر واقع ہے قیام فرمایا، 990 ہجری میں سید امیر ابوالعلی رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کے دادا خواجہ امیر عبد السلام رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ نریلہ سے دارالسرور فتح پور سیکری آئے جو اس وقت اکبر بادشاہ کا دارالخلافت تھا، یہاں سے آگے جانا چاہتے تھے مگر

اکبر بادشاہ نے ان سے فتحپور سیکری میں رہنے کی درخواست کی، وہ راضی ہو گئے اور فتح پور میں سکونت اختیار فرمائی۔ پھر اس کے بعد حرمین شریفین کی زیارت اور حج بیت اللہ کے واسطے تشریف لے گئے اور بمقام مکہ معظمہ سفر آخرت اختیار فرمایا۔

والد ماجد

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے والد ماجد کا نام امیر ابو الوفا رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ ہے اور یہ بدستور فتح پور میں مقیم رہے، جب ان کی زندگانی کا ورق (دور) ختم ہوا تو خوابگاہ (مزار) کے واسطے دہلی کو پسند کیا گیا اور لاش مبارک فتح پور سے لے جا کر خاکِ پاک دہلی کے سپرد کی گئی۔

والدہ ماجدہ

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی والدہ ماجدہ حضرتِ خواجہ محمد فیض رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی دخترِ نیک اختر تھیں، اور حضرتِ خواجہ محمد فیض رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بردوان شہر میں ناظم کے عہدے پر فائز تھے۔

پرورش اور تعلیم

ابھی آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کمسن ہی تھے کہ آپ کے والد رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا سایہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے سر سے اٹھ گیا، اور آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ اپنے دادا حضرتِ امیر عبد السلام رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی شفقت سے بھی محروم رہے کیونکہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے دادا حرمین شریفین کی زیارت کے لیے گئے تھے اور مکہ شریف میں ان کا وصال ہوا۔

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے دادا جان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے حرمین شریفین جاتے وقت آپ کو آپ کے نانا حضرت خواجہ محمد فیض رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے سپرد فرمایا تھا اور حضرتِ خواجہ محمد فیض

رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ راجہ مان سنگ کچھواہہ گورنر بنگال کی طرف سے شہر بردوان کے ناظم تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے نانا آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو اپنے ساتھ بردوان لے گئے، انہیں کی نگرانی میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی تعلیم و تربیت ہوئی، آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بہت جلد تحصیلِ علوم وفنون سے فارغ ہو کر جملہ علومِ ظاہری و کمالات باطنی میں ماہر ہوئے اور فنِ سپہ گری میں بے مثل ثابت ہوئے۔

ناناکاوصال

ابھی آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ جملہ علوم و فنون متداولہ سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے نانا حضرت محمد فیض رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کسی لڑائی میں شہید ہو گئے۔

عہدۂ نظامت

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے نانا حضرتِ خواجہ محمد فیض رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے کوئی لڑکا نہیں تھا، راجہ مان سنگ نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی لیاقت اور قابلیت دیکھ کر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے نانا رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی جگہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو بردوان کا ناظم مقرر کر دیا۔ چونکہ مشیت الٰہی شامل حال تھی لہٰذا ازلی عنایت نے دستگیری فرمائی۔

اشارت پر بشارت

اُسی ایام میں ایک رات آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے تین بزرگوں کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں اے سید تم نے یہ کیا وضع اختیار کی ہے۔ ہماری وضع اختیار کرو اور فکرِ معاش سے بے فکر ہو کر "اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" (یعنی اللہ ہی کے نور سے آسمان وزمین کی روشنی

ہے) کے مظہر بن جاؤ، پھر ایک بزرگ نے استرہ سے آپ کے سر کے بال تراش دیئے۔ دوسرے نے ایک قمیص پہنائی۔ تیسرے نے ایک عمامہ آپ کے سر پر رکھ دیا۔ یہ تینوں بزرگ میں سے ایک حضرتِ علی، دوسرے حضرتِ حسن، تیسرے حضرتِ امام حسین رضی اللہ عنہم تھے۔

کایاپلٹ

اس خواب سے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا بیدار ہونا گویا خوابِ غفلت سے بیدار ہونا تھا کہ حقیقت و معرفت کی آنکھیں کھل گئیں۔ آنکھ کے کھلتے ہی قلب میں شورشِ عظیم پیدا ہوئی اور دل میں ایسا جذبہ کا سیلاب آیا جس کے اندر فکر معاش بہہ گئی فوراً حجام کو بلا کر بال ترشوائے۔ خیاط سے قمیص سلوا کر پہن لی، بزاز سے کپڑا منگا کر عمامہ باندھ لیا، غرضکہ تونگری لباس کو خرقۂ درویشی سے تبدیل کر کے ملازمت کا استعفی بھیج دیا۔ نیک دل راجہ کو جب یہ حال معلوم ہوا تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خدمت میں حاضر کر بہت تسلی و تشفی کی اور سمجھا بجھا کر آپ کو ترک ملازمت سے باز رکھنا چاہا مگر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے قبول نہ فرمایا۔ اسی عرصہ میں اکبر بادشاہ نے انتقال کیا اور جہانگیر تخت سلطنت پر بیٹھا۔ بہت سے اُمرا اور منصب دار حاضری دربار کے واسطے طلب ہوئے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور اکبر آباد کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں قصبہ منیر میں حضرت شاہ دولت منیری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے جو کہ بزرگ صاحب باطن تھے کئی دن تک صحبت گرم رہی اور فیض و برکت سے مالامال ہوئے، آخر کار اکبر آباد آکر شہنشاہ جہانگیر سے ملاقات ہوئی، جہانگیر آپ کے جمال و

کمال سے بہت متأثر ہوا، آپ بلا روک ٹوک شاہی دربار میں آنے جانے لگے۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ ساقی نے جہانگیر کو جام پیش کیا، جہانگیر نے اپنے ہاتھ سے وہ جام آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو دیا، آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے وہ جام لے کر وہیں پھینک دیا، جہانگیر نے دوسرا جام دیا، آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے لے کر اسے بھی پھینک دیا، جہانگیر بادشاہ نشے کی حالت میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا: کیا تم غضبِ سلطانی سے نہیں ڈرتے؟ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: غصہ ٔ سلطانی سے نہیں ڈرتا، قہرِ ربانی سے ڈرتا ہوں۔

ترکِ دنیا

اس کے بعد آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے شاہی ملازمت ترک کر دی، اپنے مکان میں تشریف لائے، اپنا مال و متاع تقسیم کر دیا اس میں سے اپنے پاس کچھ بھی نہ رکھا۔ جہانگیر نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو بہت بلایا مگر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نہیں گئے۔

اجمیر کی روانگی

اسی رات کو شیر خدا حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو آغوش شفقت میں لے کر ارشاد فرماتے ہیں: کہ اے بیٹا! دست قدرت نے تمہاری مطلب آری خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ہاتھ میں رکھی ہے مناسب ہے کہ تم ان کے مزار پر حاضر ہو کر قدرت خدا کا تماشہ دیکھو۔ صبح کو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے بیدار ہو کر اپنا سارا مال و اسباب راہ خدا میں لٹا دیا اور ایک تہبند باندھ کر اور چادر اوڑھ کر دہلی کی طرف روانہ ہوئے۔ چند روز تک حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین

بختیار کاکی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اور حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مزارات فائض الانوار پر معتکف رہ کر فیوض باطنی حاصل کیے۔ آخر روضۂ مقدسہ حضرت خواجۂ خواجگانِ ہند خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ میں حاضر ہو کر دل میں آرام اور آنکھوں میں بصیرت پیدا کی۔

حضرت خواجہ غریب نواز رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ عالم مثال میں تشریف لائے اور فرمایا: سید! اتنے دن تم کہاں رہے۔ ایک عرصہ سے میں تمہارا منتظر تھا۔ حضور شیر خدا، علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی بار بار تاکید ہوتی تھی کہ فرزند ابو العلی کو جلد تلقین کرو۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے جواب دیا کہ فقیر کو یہ تمنائے زیارات مزارات حضرت قطب الاقطاب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ و حضرت محبوب الٰہی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ توقف ہوا، اب حضور میں حاضر ہوں پھر حضرت خواجہ غریب نواز رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو کمالات ظاہری اور باطنی سے مالامال کیا۔ چند مدت تک آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ روضۂ منورہ میں معتکف اور روزانہ چشمۂ فیض و کرامت سے سیراب ہوتے رہے آخر کار حسب الحکم اکبر آباد واپس آکر اپنے چچا جان سید امیر عبد اللہ نقشبندی احراری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مرید ہوئے۔

حضرت سید امیر عبد اللہ نقشبندی احراری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اپنی دختر نیک اختر سے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی شادی کر دی اور خرقۂ خلافت و مثال اجازت اور شجرۂ طریقت عنایت فرما کر فرمایا: بابا کام وہی ہے جو تم کرتے ہو یعنی جو نعمت خواجہ بزرگوار خواجہ غریب نواز رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے دربار سے تم کو عطا ہوئی ہے وہ کافی ہے، سماع کی بھی تم کو اجازت ہے لیکن اشغال و

اذکار سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کا بھی شغل جاری رکھنا۔ چنانچہ آپ نے دونوں سلسلوں کے اذکار و اشغال کی ترکیب سے ایک جدید طریقہ یعنی خانوادۂ ابو العلائیہ جاری فرمایا۔

اے عاشقانِ اولیاء! میں (سعید احمد) آپ کے خرق عادات و کرامات کے بے انتہا پھول نثار کر سکتا ہوں مگر افسوس کہ بوستان اخیار کے خیاباں تنگ اور طوالت سے خالی ہیں۔ اس کے علاوہ یہ واقعات اظہر من الشمس اور کتابت کی امداد سے مستغنی ہیں اذکار الا حرار، حجت العارفین، کیفیت العارفین، انوار العارفین، نسبت العاشقین اور نجات قاسم وغیرہ میں آپ کے اکثر و بیشتر حالات مرقوم ہیں۔ شائقین ان کتابوں میں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اپنی کتاب انفاس العارفین میں اپنے والد بزرگوار شاہ عبد الرحیم صاحب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی زبانی تحریر فرمایا ہے کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے افعال سے شریعت عیاں تھی۔ قولاً اور فعلاً کبھی آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ذرہ برابر بھی جادۂ محمدی سے قدم باہر نہیں رکھا، آپ کے صاحبزادے امیر نور العُلٰی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے بڑھ کر میں نے کسی کو راست گو نہیں دیکھا۔ مدت تک ان کی صحبت میں رہا اور کلاہِ مبارک یعنی ٹوپی اور خرقۂ شریف سے بھی مشرف ہوا، ایک دن میں نے اُن سے دریافت کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ امیر ابو العلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سماع کی طرف بہت راغب تھے اور جس کسی کی طرف دیکھتے یا اپنے پان کا اگال عنایت فرماتے تھے وہ بے ہوش ہو جاتا تھا۔ جواب دیا کہ مجھے یاد نہیں ہے کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے سماع سنا ہو مگر چند بار کہ وہ بھی ایک تقریب کے ساتھ تھا۔ دوسری بات کی نسبت فرمایا کہ یہ قاعدہ کلیہ نہ تھا خود میں نے بے تعداد مرتبہ آپ رَحْمَۃُ

اللہِ عَلَیْہ کا نیم خوردہ یعنی آدھا کھایا ہوا پان (اگال) کھایا ہے۔ ایک مرتبہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ پر فالج گرا، مدت تک اُس کی تکلیف اٹھائی خصوصاً وضو یا طہارت کے وقت بہت زیادہ تکلیف ہوتی تھی۔ ایک دن حالت تکلیف میں یہ بیت ذوق و شوق سے پڑھنی شروع کی ہے:

دردوم از یاراست و در ماں نیز ہم
دل فدا ئے او شد و جاں نیز ہم

فوراً ایسا وجد پیدا ہو کہ اس کی حرارت سے تمام اعضاء کھل گئے اور شافی مطلق نے اپنے فضل و کرم سے صحتِ کاملہ عطا فرمائی۔

اولاد

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے دو بیٹے ہیں:

(۱) حضرت امیر فیض اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ۔ (۲) حضرت امیر نور العلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ۔

وفات

71 برس کی عمر میں سہ شنبہ کے دن 9 صفر 1061ھ کو حرقت البول کے عارضہ میں طائرِ روح پر فتوح نے قفس عنصری سے پرواز کر کے گلزارِ جہاں اور فضائے لا مکاں کی طرف پرواز کی۔

تصنیفات

ایک مختصر رسالہ جو مراتبِ فنا اور بقا کے بیان میں ہے اور چند مکتوبات اور ایک مختصر سا دیوان آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا یادگار ہے۔ مزار مبارک موضوع لشکر پور کے سوانہ میں

ایک وسیع چہار دیواری کے درمیان میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ اس چہار دیواری کے اندر دو مسجدیں، ایک سماع خانہ، مزار مبارک کی سہ دری اور عالیشان دروازہ کے علاوہ بڑے بڑے مردان خدا آسودہ ہیں۔

ہر جمعرات کو زائرین کا میلہ لگتا ہے اور سالانہ عرس نہایت دھوم دھام اور شان و شوکت سے ہوتا ہے۔ اب تک مزار فائض الانوار سے دریائے فیض جاری ہے۔ مزار کا تعویز سنگ مرمر کا ہے جس پر "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی" لکھا ہوا ہے۔ اوپر سنگ مرمر کی تختی نصب ہے؟ اُس پر آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی وفات کی تاریخ لکھی ہوئی ہے، جن کی نقل "نجات قاسم" نامی کتاب میں موجود ہے، جس مقام پر درگاہ شریف واقع ہے یہاں شاہی زمانہ میں ایک وسیع محلہ آباد تھا جو صوفی پورہ کے نام سے موسوم تھا، خاص درگاہ کے مقام پر آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا مکان اور خانقاہ عالی بنی ہوئی تھی۔

امیر فیض اللہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ اور امیر نور العلی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے دونوں صاحبزادے اور بہت سے خلفائے ذی وقار اور مریدان جان نثار زیب بوستان اخیار ہیں۔ صاحبزادگان موصوف کے انتقال کے بعد آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے پوتے امیر تاج العلیا بن امیر فیض العلی سجادہ نشین اور متولی درگاہ شریف رہے۔ اُن کے بعد ان کی صاحبزادی متولی درگاہ رہیں، اُن کے بعد ان کے برادر زادہ میر معین الدین بن امیر محمد صالح، پھر اُن کے بیٹے میر اکرم الدین خاں، اس کے بعد میر عزیز اللہ عرف سید میرن جان و سید بدرالدین عرف میر بدلے متولی درگاہ اور سجادہ نشین ہے۔ 2 ذوالحجہ 1279ھ سے سید میرن جان کے نواسے

حافظ قمر الدین بیگ صاحب سجادہ نشین ہیں۔ آراضی احالہ درگاہ تعدادی ۴ بسوہ زمین میں عہدِ سلف سے بنام بزرگان موصوف معاف یعنی وقف چلی آتی ہے، اب حافظ صاحب موصوف بشمول اپنے بھائی رضی الدین بیگ اور برادر زادہ مرزا سراج الدین بیگ ابن مرزا ضیاء الدین بیگ اس آراضی کے معافی دار ہیں اور جملہ انتظامات درگاہ بطور خود کرتے ہیں باوجود نہایت قلیل معانی کے انتظام صفائی و روشنی و عرس وغیرہ نہایت اعلیٰ اور قابل تقلید ہے۔

حافظ قمر الدین بیگ صاحب علم و فضل سے موصوف اور آگرہ کے سربراہ بزرگوں میں ہیں۔ طریقت شناس، سالکوں کے حالات سے باخبر اور صلاحیت و پرہیز گاری اور دیگر پسندیدہ اوصاف سے موصوف ہیں۔ آپ کا مادری سلسلۂ نسب حضرت سیدنا امیر ابو العلی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ اور میر محمد نعمان تک پہنچتا ہے۔ تصوف میں رسالہ "نورِ وحدت" اور "معراج المؤمنین" آپ کی تصنیف سے ہیں، اول ذکر کتاب کی زیارت کا فخر راقم بوستان کو حاصل ہوا ہے۔ حافظ صاحب نے نہایت مہربانی سے اپنے خاندانی شجرات اور فرامینِ شاہی اور دیگر قدیم کاغذات کی زیارت سے راقم الحروف کو مشرف فرماکر بوستان اخیار کی نخل بندی میں امداد فرائی۔ جَزَاكَ اللّٰهُ فِي الدَّارَيْنِ خَيْرًا۔

کرامات

ایک دن امیر سید ابو العلی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ اپنی خانقاہ میں رونق افروز تھے کہ یکایک آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے حضرت امیر نور العلی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے فرمایا کہ "کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ

شاہجہاں بادشاہ کے دربار میں اس وقت خون ریزی ہو رہی ہے" تھوڑی دیر کے بعد نواب صداقت خاں کے قتل کی خبر سارے شہر میں پھیل گئی۔

حضرت ملا عمر کو سماع میں کیفیت ہوئی انہوں نے اسی حالت میں اپنی جان شیریں جان آفرین کے سپرد فرمائی۔ جب ان کو آپ (حضرت سیدنا سرکار) رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خدمت میں لایا گیا تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ان پر ایک نگاہ ڈالی۔ ملا عمر اٹھ کر بیٹھ گئے۔ اور پھر حالت وجد میں رقص کرنے لگے۔

ایک بدمست ہاتھی لوگوں کو پریشان کرتا تھا اس کے خوف سے لوگ چھپ جاتے تھے۔ ایک دن آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ جامع مسجد سے خانقاہ جا رہے تھے۔ آپ نے شور سنا، پوچھا کہ یہ شور کیا ہے؟ مریدوں نے عرض کیا کہ ایک بدمست ہاتھی آرہا ہے اس سے بچنے کی تدبیر ضروری ہے کسی گلی میں جانا مناسب ہے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے یہ سن کر فرمایا: "بابا ابو العلی اپنی راہ جاتا ہے وہ اپنی راہ جائے گا" جب وہ مست ہاتھی سامنے آیا آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اس کی طرف بغور دیکھا، ہاتھی ایک دم رک کر کھڑا ہو گیا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اس بدمست ہاتھی کے برابر سے نکل کر چلے گئے۔ کچھ دن کے بعد آپ کو اطلاع ہوئی کہ وہ بدمست ہاتھی خانقاہ کے دروازے پر کھڑا ہے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے فرمایا کہ مخلوق کو پریشان کرنا اچھا نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ راج گھاٹ جا کر لوگوں کو دریا پار کراؤ۔ وہ ہاتھی راج گھاٹ گیا اور لوگوں کو اپنی بیٹھ پر بٹھا کر دریا پار اتارنے لگا کچھ ہی دنوں میں وہ ہاتھی میر صاحب کا ہاتھی کہلایا۔

ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی ملاقات ایک جوگی سے جمنا پار ہوئی۔ اس جوگی نے ایک ڈبیہ آپ کو پیش کی۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے جوگی سے دریافت کیا کہ ڈبیہ میں کیا ہے؟ جوگی نے جواب دیا کہ اکسیر ہے۔ اکسیر کی صفت یہ ہے کہ ایک رتی بھر تانبے پر ملنے سے تانبا سونا ہو جاتا ہے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے وہ ڈبیہ جمنا میں چھینک دی اور جوگی سے فرمایا: سادھو جی! انسان تو خود اکسیر ہے، ایسی صورت میں دوسری اکسیر کی تدبیر کرنا انسان کی تحقیر ہے۔ جوگی کو رنج ہوا، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے کہنے لگا کہ افسوس میری ساری عمر کی کمائی آپ نے جمنا میں لٹادی، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے اس جوگی سے پوچھا اچھا یہ بتاؤ۔ اکسیر کیسی ہوتی ہے۔ جوگی نے جواب دیا۔ ”خاک سی۔ پھر آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے جوگی سے فرمایا: ”ادھر دیکھو، جمنا کی یہ ریت سب خاک ہے جتنی چاہیے لے لو، وہ تو ایک چھوٹی سی ڈبی تھی۔ بڑے شوق سے ڈبے بھر لو اور بے تکلف اس سے سونا بنالو۔“ سادھو کو یقین نہ آیا پھر بھی اس نے تھوڑی سی ریت بطور آزمائش کے کر تانبے پر ملی۔ تانبا خالص سونا ہو گیا۔ سادھو آپ کی یہ کرامت دیکھ کر آپ کا معتقد ہو گیا۔ (بوستانِ اخیار، ص 15.21)



امیر سید ابو العلی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے Location کا **QR Code** اس کو اپنے موبائل سے Scan کیجیے، آپ کے موبائل پر Location کھل جائے گی، جس کی مدد سے آسانی کے ساتھ آپ مزار مبارک تک پہنچ سکتے ہیں۔

(2)۔امیر فیض اللہ

آپ شاہ ابو العلی قدس اللہ سرہ کے بڑے بیٹے، مرید، خلیفہ اور سجادہ نشین ہیں۔

راقم بوستان کی نظر سے ایک شاہجہاں بادشاہ کا فرمان بتاریخ ۱۸ رجب ۱۰۵۸ھ گزرا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ جامع مسجد کی تولیت شاہزادی جہاں آرا بیگم نے آپ کے سپرد کی تھی اور چار سو روپے سال اس کے معاوضہ میں آپ کو دربار شاہی سے ملتے تھے۔ یہ فرمان حافظ قمر الدین بیگ صاحب سجادہ نشین درگاہ سیدنا ابو العلی کے پاس موجود ہے۔

آپ بڑے عارف کامل اور شیخ اکمل تھے۔ بڑے بڑے خلفائے رفیع الشان آپ کے ہوئے ہیں ۶۱ سال کی عمر میں ۲۹ ذی القعدہ ۱۰۸۱ھ کو آپ نے رحلت فرمائی۔

مزار مبارک اندر احاطہ درگاہ ابو العلائیہ چبوترہ گوشہ شمال و مشرق پر واقع ہے۔

وفات کی تاریخ یہ ہے:

قطب　آفاق　میر　فیض　اللہ

جَعَلَ　اللہ　فی　الجِنَانِ　مَثواہ

سال　ترحیل　او　سروش　الہ

گفت　زیب　جنان　بفیض　اللہ

"زیب جنان بفیض اللہ" اس کے عدد ۱۰۸۱ بنتے ہیں اور یہی آپ کے وصال کا ہجری سال ہے۔(بوستانِ اخیار، ص139.140)

(3)۔امیر نورالعلی

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سید شاہ ابوالعلی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے فرزند رشید مرید اور خلیفہ ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ علم و فضل سے موصوف اور بڑے عابد وزاہد بزرگ تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے ذکر نفی واثبات کو حبس نفس کے ساتھ کمال کے درجے کو پہنچایا۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے اپنی کتاب "انفاس العارفین" میں اپنے والد ماجد عبد الرحیم محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی زبانی لکھا ہے کہ میں نے کسی کو امیر نورالعلی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے زیادہ راست گو نہیں دیکھا۔ میں مدت تک ان کی صحبت میں رہا اور آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے کلاہ مبارک یعنی ٹوپی اور خرقہ شریف سے مشرف ہوا۔ شیخ لطف اللہ صاحب اذکار احرار آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ ہی کے خلیفہ تھے۔

۷ ربیع الثانی ۱۰۹۰ھ کو، ۷۳ برس کی عمر میں آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے وفات پائی۔ اور اپنے والد بزرگوار حضرت امیر ابوالعلی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے پائیں پر آسودہ ہیں۔ تعویذ مبارک سادہ مگر سنگ مرمر کا ہے۔(بوستانِ اخیار، ص235.236)

(4)۔امیر تاج العلی

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ امیر فیض العلا ابن امیر ابو العلا رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے فرزند خلیفہ اور سجادہ نشین ہیں یعنی سیدنا سرکار امیر ابوالعلی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے پوتے ہیں۔ آپ کے سر چشمۂ فیض و ارشاد سے ایک عالم سیر اب ہوا۔ ۱۵ شعبان ۱۱۰۲ھ کو ۶۷ برس کی عمر میں آپ نے وفات پائی۔

مزار شریف حضرت سیدنا سرکار، امیر ابوالعلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پہلو میں واقع ہے۔ مزار مبارک کا تعویذ سنگ مرمر کا ہے اور اس پر آیت الکرسی لکھی ہوئی ہے۔

(بوستانِ اخیار، ص 61)

(5)۔ملا عمر

ملا عمر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ شاہ ابو العلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ہم عصر ہمدم اور باران باصفائے تھے۔ آپ کی آنکھیں خدا شناسی کے نور سے منور اور آپ کا دل ہر وقت خدا کی یاد میں تسبیح خواں تھا۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اپنے زمانے کے زبردست عالم تھے شرح ملا پر آپ نے حاشیہ لکھا تھا۔ مزار غالباً احاطہ درگاہ ابوالعلائیہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ میں ہے۔(بوستانِ اخیار، ص 131)

(6)۔خواجہ فولاد ابوالعلائی

آپ کا اصلی نام خواجہ محمدی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ شاہ امیر ابو العلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مرید، داماد اور اجل خلفاء میں سے ہیں۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے کشف و کرامات کے حالات اب تک لوگوں کی زبانوں پر ہیں۔ آپ کمال جلال و جبروت رکھتے تھے۔ عورتوں کو آپ کے مزار پر جانے کی قطعی ممانعت ہے۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا مزار شریف اندر احاطہ درگاہ ابو العلائیہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سمع خانہ سے متصل جانب شمال و مغرب واقع ہے۔(بوستانِ اخیار، ص 138.139)

(7)۔امیر سید محمد افضل احراری

آپ خواجہ امیر احراری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ، حضرت امیر ابوالعلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مرید اور اکمل خلفاء میں سے ہیں۔ ایک زمانہ کو آپ سے فیض پہنچا۔ سخن گوئی میں بھی آپ کو خاص ملکہ حاصل تھا چنانچہ حضرت امیر ابوالعلا رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے لوح مزار پر جو تاریخیں لکھی ہوئی ہیں وہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ہی کے نتائج طبع کا نتیجہ ہیں۔

۸۱ برس کی عمر میں یکم ربیع الاول ۱۱۱۱ھ کو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے آگرہ میں وفات پائی۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا مزار مبارک آستانہ ابوالعلائیہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ میں نیب کے درخت کے نیچے واقع ہے۔ شہنشاہ عالمگیر کا ایک فرمان مورخہ ۲۴ ذی القعدہ سنہ ۵ جلوس راقم بوستاں کے نظر سے گزرا جس سے واضح ہوتا ہے کہ خدمت تولیت مسجد اکبر آبادی ودروغگی دیگر مساجد اکبر آباد و خدمت عدالت شہر اکبر آباد دواروغگی روزیانہ داران و سالیانہ داران آپ کے سپرد تھی اور مبلغ پانچ روپیہ یومیہ آپ کو خدمات کی تنخواہ ملتی تھی۔(بوستانِ اخیار، ص 161)

(8)۔شاہ نورالزمان

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ آگرہ کے پرانے نامور بزرگوں میں ہیں۔ آپ کا ذکر خیر کسی کتاب میں راقم کی نظر سے نہیں گذرا۔ مگر اہل شہر کو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مزار مبارک سے بہت عقیدت ہے اور آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی کرامات اور بزرگی کی اکثر داستانیں اب تک مشہور چلی آتی ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا مزار مبارک متصل درگاہ شاہ ابوالعلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ زیارت گاہ، ہر نویں ربیع الثانی کو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا عرس ہوتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ چشتیہ

صابریہ سلسلہ میں منسلک ہیں۔حاجی حرمین شریفین اور خواجہ خانوں گوالیاری کے مرید و خلیفہ تھے۔واللہ اعلم بالصواب۔(بوستانِ اخیار، ص235)

(9)۔امیر عبدالماجد

آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ سید امیر ابونصر کے فرزند رشید، سید امیر ابوالعلی رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کی بہن کے بیٹے۔مرید اور خلفائے اعظم سے ہیں۔آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ انجمن خداشناسی کے رکنِ اعظم اور اپنے ماموں اور پیر کے عاشق زار تھے۔

بہت سے غیر صرف آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کا جمال باکمال دیکھ کر شرف اسلام سے مشرف ہوئے۔بڑے بڑے جلیل القدر اور عظیم الشان خلفا آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کے ہیں۔آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کے سینہ میں شورش عشق کی آگ بھڑکا کرتی تھی۔

آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کا انتقال بھی وجد و شورش ہی کی حالت میں ہوا۔مزار مقدس پیر بے نظیر حضرت سید امیر ابوالعلی رحمۃ اللہ علیہ کے پائین پر واقع ہے۔جس کے سنگ مرمر کے تعویذ پر یہ شعر لکھا ہوا ہے۔جو آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کی وصیت کے بموجب لکھا گیا تھا۔

چشم آں دم کہ زشوق تونہد سر بہ لحد
تا دم صبح قیامت نگراں خواہد بود

(بوستانِ اخیار، ص116.117)

(10)۔امیر عبدالمنعم

آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ امیر عبداللہ احراری رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کے چھوٹے صاحبزادے ہیں۔علم و فضل سے موصوف اور صاحب ریاضت و مجاہدات تھے۔

۳۰ برس کامل ترک حیوانات جمالی اور جلالی اور پیاز وغیرہ کر کے طرح طرح کی ریاضتیں کی تھیں۔ دن رات وظیفہ و تسبیح سے سروکار رکھتے تھے۔

آخرکار حضرت امیر ابوالعلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی نظر توجہ سے کمال کے درجے پر پہنچ گئے۔ **مزار مبارک** غالباً درگاہ ابوالعلائیہ میں ہے۔(بوستانِ اخیار، ص118)

(11)۔صوفہ علاقلی (علی قلی)

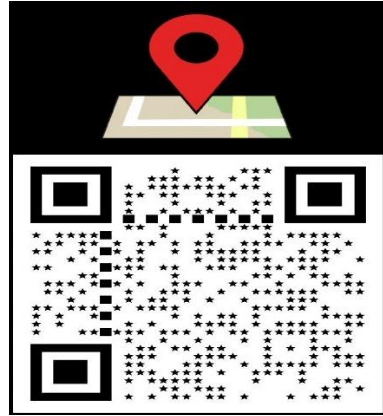
آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ابتدا میں ایک شعبدہ باز جوگی تھے۔ ایک زمین دار کی حسین و مہ جبیں بیٹی پر عاشق ہو کر اس کو لے اُڑے اور جادو کے زور سے بشکل مینا ایک پنجرہ میں لیے ہوئے پھرتے تھے۔

خوش قسمتی سے آگرہ میں گزر ہوا اور شاہ ابوالعلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خانقاہ کے قریب سے گزرے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے جوگی جی کو دیکھ کر بلا لیا اور دو رکعت نماز نفل پڑھ کر وضو کا بچا ہوا پانی پنجرے پر ڈال دیا کہ اس کے پڑتے ہی تمام جادو باطل ہو گیا اور وہ صاحبِ جمال دختر اصلی حالت پر آ گئی۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اُس سے پورا حال دریافت کر کے فرمایا کہ اگر اپنے گھر جانے کی خواہش ہو تو میں وہاں پہنچوا دوں۔ وہ دوڑ کر قدموں پر گر پڑی اور صدق دل سے مسلمان ہو گئی۔ جوگی جی بھی یہ حال دیکھ کر اپنا سب کمال بھول گئے اور حضرت کے ہاتھوں پر شرف اسلام سے مشرف ہوئے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے دونوں کا نکاح کر دیا۔ دونوں حلقۂ مریدان، جاں نثار میں شامل ہو کر مدت العمر خانقاہ شریف میں رہے۔

حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے جوگی صاحب کا نام صوفی علاقی رکھا اور چند ہی روز میں مراتب اعلی پر پہنچا دیا۔ دونوں کے مزار احاطہ درگاہ کے اندر واقع ہے اور جوگی جوگن کی زیارت کے نام سے مشہور ہیں۔

مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے انفاس العارفین میں آپ کی نسبت یہ فقرہ ایک موقع پر تحریر فرمایا ہے: علی قلی در اکبر آباد مردے از اتباع میر ابو العلی بقوت توجہ و تاثیر مشہور بود۔ (بوستانِ اخیار، ص129.130)



درگاہ امیر سید ابو العلی رحمۃ اللہ علیہ کے Location کا QR Code اس کو اپنے موبائل سے Scan کیجیے، آپ کے موبائل پر Location کھل جائے گی، جس کی مدد سے آسانی کے ساتھ آپ مزار مبارک تک پہنچ سکتے ہیں۔

لشکر پور (کربلا)

(12)۔ صوفی حسین خاں شہید

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا مزار مبارک موضع لشکر پور میں صاحب جج بہادر کی کوٹھی کے احاطہ میں واقع ہے جس پر ۱۰۸۱ھ شتہ شہادت کا سال لکھا ہوا ہے۔ (بوستانِ اخیار، ص73)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْقِ اَمَّا بَعْد

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحٰبِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

کربلا آگرہ

13☆... بو شاہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ

14☆... سید حسین رحمۃ اللہ علیہ

15☆... شاہ نمد پوش برہنہ رحمۃ اللہ علیہ

16☆... میر سید شاہ رحمۃ اللہ علیہ

17☆... مولوی سید وارث علی رحمۃ اللہ علیہ

کربلا (آگرہ)

(13)۔ببو شاہ مجذوب

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بڑے صاحبِ باطن اور مست مجذوب تھے، جن کی زیارت سے راقمِ بوستاں بھی مشرف ہوا ہے۔ محلہ سوئی کٹرہ میں شیخ علی بخش مرحوم عرف ننھے بھائی کے مکان پر رہا کرتے تھے۔ سرِ راہ نشست رہتی تھی، اچھی خبریں کم اور بری خبریں کثرت سے آپ کی زبان سے نکلا کرتی تھی جو فوراً تیر بہدف ثابت ہوتی تھیں۔ اسی وجہ سے لوگوں نے خوف کے مارے وہ راستہ چلنا بند کر دیا تھا اور کالا ناگ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا نام رکھ دیا تھا۔

ہزاروں عجیب و غریب کرامات آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی مشہور اور دیکھی ہوئی اور سنی ہوئی لوگ بیان کرتے ہیں۔ ننھے بھائی مرحوم نے تمام عمر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خدمت کی اور باوجود فارغ البال ہونے کے محض آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خدمت اور حصولِ فیض کے شوق میں شادی نہیں کی۔

اور مرض الموت میں اسی امید پر ایک دم کے واسطے بھی کسی وقت جدا نہیں ہوئے۔ جب وصال کا وقت قریب آیا آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا کہ بھیا جی! جامع مسجد تک ہو آ، لیکن ننھے بھائی دو مرتبہ کے حکم پر بھی پاس سے نہیں ہٹے، تیسری مرتبہ بلند آواز سے پھر وہی فرمایا۔ اس پر بے چارے نہ چاہتے ہوئے جامع مسجد کی طرف بھاگے، ان کا جانا تھا کہ ۲۵ سال کی عمر کا ایک نوجوان کملی پوش فقیر دروازے پر جھانکا، محلہ کے بہت سے لوگ پاس بیٹھے ہوئے تھے، باوجود اس کے کہ دستوں کی وجہ سے مدت سے آپ

صاحبِ فراش اور بیٹھنے تک سے مجبور تھے، مگر اس فقیر کو دیکھتے ہی پاس بلایا اور فوراً اپنی طاقت سے کھڑے ہو کر اُسے بغل میں دبا لیا، پھر دو تین منٹ کے بعد چھوڑ دیا۔ فقیر اپنی راہ گیا۔ اُس کا مُڑنا تھا کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے دنیا سے منہ موڑا اور فوراً طائر روح پرواز کر گیا۔

تمام حاضرین یہ ماجرا آناً فاناً میں دیکھ کر انگشت بدنداں اور محو حیرت رہ گئے۔ ننھے بھائی دوڑتے ہانپتے جامع مسجد سے آئے، یہاں آکر یہ رنگ دیکھا سر پکڑ کر دیر تک روتے رہے، آخر کار جسد خاکی کو کربلا میں لے جا کر سپرد خاک کیا اور چند مدت بعد خود بھی اس رنج و صدمہ میں چل بسے۔ (بوستانِ اخیار، ص59.60)

(14)۔ سید حسین

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ شیخ نصیر اللہ ابن شیخ عبد الواحد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے صاحبزادے اور شاہجہاں کے زمانے کے مشائخینِ صاحب اسرار میں سے تھے۔ ۱۰۶۴ھ میں رحلت فرمایا۔

وفات کی تاریخ یہ ہے:

عارفِ بے نظیر شیخ حسین
مرشد و پیر و ہادی الثقلین
سال نقالش خرد چو گو ہر سفت
گفت جنت زیب است بحسین

مزار مبارک کربلا میں احاطۂ باغ موسومہ امداد المقابر کے اندر ایک گنبد کے نیچے واقع ہے۔ مزار کا تعویذ سنگ مرمر کا ہے جس پر سنگ موسی کی پچے کاری سے اسم مبارک

دوازہ امام صلواۃ اللہ علیہم اجمعین اور پائیتیں پر "بندہ العاصی قاضی سید حسین ۱۰۶۴ھ لکھا ہوا ہے۔ (بوستانِ اخیار، ص 73)

(15)۔شاہ نمدپوش برہنہ

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اکبر آباد کے بزرگانِ دین میں سے ہیں۔ آپ کے حالات کا کچھ بھی پتہ نہیں چل سکا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** کربلا میں واقع ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی اولاد میں سے میر سید شاہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اور ان کی بہن فیض بیگم ہیں ان کا مزار بھی کربلا میں موجود ہے۔ (بوستانِ اخیار، ص 88)

(16)۔میر سید شاہ

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ شاہ نمدہ پوش برہنہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی اولاد میں سے ہیں۔ **مزار مبارک** کربلا میں ایک حجرے کے اندر واقع ہے جس میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی ہمشیرہ فیض بیگم اور آپ آرام فرماہیں۔ حجرے کے جنوبی دروازے پر یہ کتبہ نصب ہے:

فیض بیگم آنکہ در خوبی نظیر او نبود
در مہ شوال چوں رحلت ازیں عالم نبود
گفت ہاتف سال فوت آں عفیفہ ایں قدر
مقدم او آبروئے اہلِ جنت شد فزود

بتاریخ ہژدہم ماہ **شوال ۱۱۹۷ھ** فیض بیگم فوت شد۔ فیض بیگم و میر سید شاہ باہم خواہر و برادر بودند۔ ھوالقادر

ماہِ ذی قعدہ از قضائے الٰہ
چونکہ شد فوت میر سید شاہ
گفت ہاتف بمرگش از سرِ درد
بجناں باد روزیش مشواہ

بتاریخ اول ماہ ذی قعدہ ۱۱۹۷ھ میر سید شاہ فوت شد۔ اولاد شاہ نمد پوش برہنہ۔

(بوستانِ اخیار، ص85)

(17)۔مولوی سید وارث علی

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اکبر آباد کے فرزند رشید ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے آباؤ و اجداد سادات صحیح النسب اور کاکوری کے باشندے تھے۔ علم و فضل اور عہدۂ قضا کے ساتھ پیری مریدی کا سلسلہ مدت سے خاندان میں چلا آتا تھا۔ یہ پتہ نہیں چلا کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے والد بزرگوار آگرہ میں کس سلسلہ سے رونق افروز تھے۔ بہر حال آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے آگرہ کے محلہ زین خانہ میں عالم غیب سے ظہور فرمایا۔

جس لاڈ پیار سے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی پرورش ہوئی۔ وہ اس امر سے بخوبی ظاہر ہوتی ہے کہ چار برس کی عمر تک آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ گود سے نہیں اترے۔ اُسی کا نتیجہ تھا کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ باوجود قوی الجثۃ اور بلند قامت ہونے کے لتھڑا کر چلا کرتے تھے۔

ابتدائی تعلیم و تربیت اعلیٰ پیمانہ پر ہوئی اور عربی زبان کی تعلیم بطور مادری زبان کے دی گئی۔ فارسی، اردو گھر کی زبان تھی۔ عربی، انگریزی میں بھی ضرورت کے موافق آپ

رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اعلیٰ تعلیم پائی۔ خصوصاً ریاضی و ہیئت میں تو ایسا کمال حاصل کیا کہ شہرۂ آفاق ہوئے۔ ابتدائی زمانہ میں کچھ مدت تک آپ نے وکٹوریہ اسکول میں، ماسٹری بھی کی تھی۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ راقم بوستان کے مخدوم خاص تھے۔ مگر یہ امید نہ تھی کہ آپ کے حالات زندگی کے تحریر کی ضرورت اس قدر جلد پڑے گی۔ لہٰذا کبھی آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے ابتدائی حالات کے متعلق گفتگو نہیں آئی۔

افسوس کہ موت کے زبردست ہاتھوں نے خلاف اُمید آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو ہم سے اس قدر جلد جدا کر دیا کہ جو باتیں تین برس پہلے خود آپ کی زبان مبارک سے سن سکتے تھے وہ آج باوجود کوشش و تلاش کے بھی معلوم نہ کر سکے۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ میں ایسا جذبہ پیدا ہو گیا تھا کہ چلتے پھرتے۔ اٹھتے بیٹھتے گھنٹوں مراقبہ کی حالت میں رہتے تھے۔ اس حالت میں خواہ کیسا ہی حقیقی دوست کیوں نہ ملتا کبھی اُس کی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے غرض کہ مجذوب ساکت کے جملہ اوصاف آپ کی ذات میں موجود تھے۔ نماز ظاہری سے آزاد لیکن روزہ کے اس قدر پابند تھے کہ ایام ضعیفی اور بیماری میں بھی نہ چھوڑتے تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی رات کی حالت ایسی راز سربستہ تھی کہ جس کا راز ہر وقت کے ہم نشینوں پر بھی اخیر دم تک نہ کھلا۔

تمام ایام حیات میں جہاں جہاں رہے شب کے وقت ہمیشہ تن تنہا رہے۔ غالباً ایک رات بھی ایسی نہیں ہو گی کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کسی کے ساتھ ایک کمرہ بلکہ ایک مکان میں رہے ہوں۔ جہاں رہتے مکان کی کنڈی بند کرنے کے بعد خواہ کیسا ہی یار دوست پکارے،

کیسا ہی ضروری کام کیوں نہ پیش آئے کبھی کنڈی نہ کھولتے تھے اور اگر کبھی مجبور ہو کر کھول بھی دیتے تھے تو خود دوسری جگہ چلے جاتے تھے۔ ہر چند یار دوستوں نے اس راز سے پر وہ اٹھانے کی کوشش کی مگر دم واپسی تک یہ راز سربستہ ہی رہا۔ جب کسی نے زیادہ اصرار کیا تو صرف یہ جواب دے کر ٹال دیا کہ گھر اور گور کا علیحدہ ہونا ہی اچھا ہے۔

غالباً والد بزرگوار رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی حیات میں آپ متاہل ہو گئے تھے لیکن مدت سے قطع تعلقات کر لئے تھے۔ آپ کی بی بی صاحبہ اور ایک صاحبزادہ سید ظہور علی موجود اور ریاست جے پور میں ملازم ہیں۔ بی بی، بچہ سے ملنا کیا معنی ان کے ذکر تک سے گریز کرتے تھے۔

آپ کا وہ کارنامہ جس سے آئندہ نسلوں میں آپ کا نام نامی نیک نامی کے ساتھ ہمیشہ زندہ رہے گا۔ آپ کی تصانیف و تالیفات کا سلسلہ ہے، چونکہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی طبیعت فطرتاً اخفا دوست واقع ہوئی تھی۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو شہرت سے نفرت اور گمنامی سے الفت تھی۔ بیسیوں کتابیں، سیکڑوں اعلی درجہ کے مضامین بلا نام یا دوسروں کے نام سے شائع کرا دئے۔ جس کو نگارندۂ بوستاں کو ذاتی علم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج آپ کی تصانیف کی مکمل فہرست پیش کرنا نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن ہے۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا قلم مشین کی طرح برابر چلتا رہتا تھا۔ آخری عمر میں بھی جبکہ آپ متواتر بیماریوں کی وجہ سے نہایت کمزور ہو گئے تھے۔ ہاتھ میں رعشہ پیدا ہو گیا تھا، طبیبوں اور ڈاکٹروں نے کسی قسم کی دماغی محنت کی قطعی ممانعت کر دی تھی مگر آپ

رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا ہاتھ نہ رکتا تھا۔ اگرچہ رعشہ کی وجہ سے دیر میں لکھا جاتا تھا مگر ہمیشہ قلم برداشتہ اور خط نستعلیق لکھتے تھے۔ آپ کا قلم قلم وحی کا مقلد تھا کہ جو ایک مرتبہ نکل گیا وہ پتھر کی لکیر ہو گیا۔ لکھ کر وہ دوبارہ پڑھنا جانتے ہی نہ تھے اور واقعی کچھ ایسا کمال حاصل تھا کہ ایک نکتہ کی بھی غلطی نہ رہتی تھی۔ یہاں تک کہ انگریزی سے اردو یا اردو سے انگریزی میں ترجمہ کرنے میں بھی یہ ہی حالت تھی۔ مشکل سے مشکل انگریزی کتابوں یا مضامین کا ترجمہ اس نفاست اور خوبی سے قلم برداشتہ لکھتے جاتے تھے کہ بڑے بڑے قابل بی۔ اے اور ایم۔ اے محو حیرت ہو کر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا منہ تکا کرتے تھے۔

سب سے پہلے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ریاضی کے چند رسالے قلمبند فرمائے جو اُستاد کے نام سے شائع ہوئے۔ اس کے بعد کئی برس تک آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ آگرہ کے مشہور او مرحوم اخبار اسلام آگرہ کے اڈیٹر رہے جن لوگوں کی نگاہ سے اس اخبار کے پر زور مضامین گذرے ہیں وہ آج تک اُس کو یاد کرتے ہیں۔ ۱۸۹۲ء سے ۱۸۹۸ء تک ایک بے نظیر جنتری تقویم حسینی کے نام سے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ مرتب کرتے رہے جو ۱۸۹۷ء تک مطبع اکبری سے شائع ہوتی رہی اور ۱۸۹۸ء کی قلمی لکھی ہوئی دفتر مطبع اکبری میں موجود ہے۔

اکثر جنتریاں اس مطبع میں موجود ہیں جن میں شہر کے روزانہ کے واقعات آپ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں۔ رسالہ نئی روشنی کے بھی جو ایک عالمانہ میگزین تھا آپ ایڈیٹر رہے ۔ رسالہ میڈ کل جنرل آگرہ جو ایک ڈاکٹری رسالہ تھا مدت تک آپ کے زیر اہتمام وامداد نکلتا رہا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی سب سے مشہور اور ضخیم کتاب شمس التواریخ ہے جس کے پہلے

حصہ میں حضور رسول مقبول ﷺ اور آپ ﷺ کے خاندان کے مفصل واقعات، معجزات، غزوات وغیرہ، دوسرے تیسرے حصہ میں خلیفۂ اول، دوم کے خلافت کے زمانے کے واقعات نہایت سلیس اردو اور سلف صالحین کے طرز پر قلمبند کئے ہیں۔ یکم محرم ۱۳۱۷ھ کو اس کی بسم اللہ ہوئی تھی یہ کتاب مطبع لامع النور آگرہ سے شایع ہو کر بے انتہا مقبول ہوئی۔ جب آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ خلیفۂ دوم کے حالات قلمبند فرما چکے تو ارکان مطبع نے بقیہ خلافتِ راشدہ کے حالات لکھنے کی فرمائش کی مگر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے باوجود اصرار انکار کیا اور فرمایا کہ اب میں آگے قلم نہیں اٹھا سکتا۔ ممکن ہے کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے باہمی جھگڑوں میں میرے قلم سے کسی کی شان میں کوئی خلاف کلمہ نکل جائے جو میری آخرت کی خرابی کا باعث ہو۔

شمس التواریخ کے علاوہ سانحہ کربلا، معرکۂ کربلا، جنگ روس و جاپان، رسالہ عروض، حیرت، وغیرہ کئی کتابیں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی اور بھی طبع ہو کر شائع اور قبول خاص و عام ہو چکی ہیں۔ ان کے علاقہ ترجمہ شمس الفرائض مؤلفہ مولوی شمس الدین خاں، ہدایۃ النحو، مقتل الادب، بدایت الادب فی لسان العرب، رسالہ صرف، رسالہ نحو، وغیرہ چند صرف نحو کے ۲۱، ورق کے رسالے جو جنوری اور فروری ۱۸۹۷ء کے لکھے ہوئے ہیں کتب خانہ محمدیہ آگرہ میں قلمی موجود ہیں ان کے چھپنے کی نوبت نہیں آئی۔

دو تین کتابوں کی تالیف کی آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو تمام عمر تمنا رہی۔ ان میں پہلی کتاب قرآن مجید کی تفسیر ہے جسے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ایک جدید طرز پر نہایت خوبصورت اور اعلی

پیمانہ پر لکھنا اور چھپوانا چاہتے تھے اور اس کے متعلق بہت سا ذخیرہ فراہم کر کے دو تین پاروں کی تفسیر لکھ بھی چکے تھے ان میں پارہ الم کی تفسیر کتب خانہ محمدیہ آگرہ میں موجود ہے۔ اور دوسری کتاب جس کے خیالات آپ کے دل میں ہمیشہ موجزن رہے۔ ایک اسلامی قاموس العلوم انسائیکلوپیڈیا کی تالیف تھی۔ اور تیسری کتاب جس کی طبع کا آپ کو بہت ہی اشتیاق تھا منشی معین الدین صاحب کی کتاب تاریخ آگرہ تھی جس کے بعض مضامین خود آپ کے لکھے ہوئے تھے۔

تصنیف و تالیف کے علاوہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا تمام وقت درس و تدریس میں صرف ہوتا تھا۔ عربی، فارسی، اُردو، انگریزی خصوصاً ریاضی بہت کثرت سے لوگ آپ سے پڑھا کرتے تھے۔ اکثر کالجوں کے اعلیٰ درجوں کے طالب علم بھی آپ سے ریاضی سیکھا کرتے تھے۔ شروع میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بالکل مفت پڑھایا کرتے تھے لیکن آخیر میں کچھ لوگوں سے اجرت قبول فرما لیتے تھے۔ آگرہ میں ہزارہا آپ کے شاگرد موجود ہیں۔ جو سب آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی تعلیم وبرتاؤ کے مداح ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ چھوٹے بڑے سب شاگردوں سے نہایت محبت و الفت سے پیش آتے اور سب کو یار کے لقب سے مخاطب فرمایا کرتے تھے۔ تین تین، چار چار وقت بھوکے رہتے لیکن کبھی دل تنگ نہ ہوتے، نہ زبان پر شکوہ شکایت کے کلمات لاتے تھے۔

وفات سے ایک ہفتہ پہلے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ منشی فیض احمد صاحب انسپکٹر کے ہمراہ ایک مولود شریف کی تقریب میں قصبہ مہابن تشریف لے گئے تھے۔ ایک ہفتہ قیام کا ارادہ

تھا۔ مگر دو تین دن کے بعد یکا یک آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی طبیعت میں ایک خاص انقلاب پیدا ہوا اور خلاف عادت واپسی کی جلدی کی۔ ہر چند اصرار کیا مگر آپ نہ ٹھہرے اور تن تنہا آگرہ واپس آ گئے۔ یہاں آکر اسی دن مرض فالج میں مبتلا ہوئے۔ دوست احباب نے ہر چند علاج میں کوشش کی مگر چونکہ پیمانۂ حیات لبریز ہو چکا تھا لہذا کوئی کوشش کارگر نہ ہوئی اور سنیچر کے دن **دسویں ربیع الثانی ۱۳۲۷ھ کو ۷۰ یا ۷۵ برس کی عمر میں** آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اس عالم فانی سے راہی بہشت بریں ہوئے۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** کربلا میں ایک مسجد اور پکے کنوئیں کے قریب واقع ہے۔ لوح مزار پر منشی فیض احمد صاحب نے یہ تاریخ لکھوادی ہے۔

جانب جنت گئے وارث علی
خوب پایا فضل باری سے عروج
دس ربیع ثانی اور شنبہ کا دن
ہاتھ آیا دینداری سے عروج

(بوستانِ اخیار، ص236.246)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِيْفِ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الشَّفِيْقِ اَمَّا بَعْد

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ الله　　　وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ يَا حَبِيْبَ الله

تاج گنج، تیلی پاڑہ، ملکوں گلی آگرہ

1☆... سید احمد بخاری رحمۃ اللہ علیہ

2☆... سید جلال بخاری رحمۃ اللہ علیہ

3☆... مولانا ضیاء الدین بلخی رحمۃ اللہ علیہ

4☆... سید حامد بخاری رحمۃ اللہ علیہ

5☆... سید محمد بخاری رحمۃ اللہ علیہ

6☆... سید عظمت بخاری رحمۃ اللہ علیہ

7☆... شاہ مجاہد الدین رحمۃ اللہ علیہ

8☆... مولوی محمد کاظم رحمۃ اللہ علیہ

9☆... سید امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

10☆... میاں نظیر

تاج گنج(آگرہ)

(18)۔سید احمد بخاری

سید احمد بخاری رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہ آگرہ کے اولیائے قدیم سے ہیں مفصل حال کسی تاریخ یا تذکرہ میں نظر سے نہیں گزرا۔ عام طور سے مشہور ہے کہ آپ سید جلال بخاری رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے بڑے بھائی ہیں مگر اس کی صحت میں شک ہے۔ آپ رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مزار سے اہل شہر خصوصاً ساکنان تاج گنج کو خاص عقیدت ہے۔ مزار مبارک نہایت بلند وپر فضا مقام پر متصل حویلی خاند دراں خاں واقع اور زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ شاہان سلف کے عہد سے کچھ اراضی زمین اس کے اخراجات کے واسطے معاف یعنی وقف چلی آرہی ہے، جو زیرِ اہتمام کمیٹی لوکل ایجنسی ہے۔

جمعہ کے دن ۲۵ رجب، ۱۰۶۴ھ کو آپ رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے سفر آخرت اختیار فرمایا۔

تاریخ وصال **"منور بہشت از احمد"** ہے جس کے عدد ۱۰۶۴ بنتے ہیں۔(بوستانِ اخیار، ص40)

موجودہ حالت 2025

سید احمد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضری دینے کے لیے دو طریقے ہیں:(۱) پیدل۔(۲) بیٹری والی بائک۔ کیونکہ پٹرول یا ڈیزل والی گاڑی کو نہیں جانے دیتے۔ لہذا تاج محل کے پوربی گیٹ سے سندلی مسجد ہوتے ہوئے آگے بڑھتے جائیں، کچھ دور چل کر "احمد بخاری قبرستان" کے نام سے قبرستان آئے گا وہیں پر ٹاٹ شاہ کے نام سے ایک قبر بنی ہوئی ہے، اس سے کچھ دور آگے چل کر ایک ٹیلہ نظر آئے گا، اس ٹیلے پر چڑھنے کے لیے

سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں ، پہلی سیڑھی کے پاس گورمینٹ کی جانب سے دو لال رنگ کے پتھر لگائے گیے ہیں جس میں سے ایک میں انگلش اور دوسرے میں ہندی سے یوں لکھا ہوا ہے:

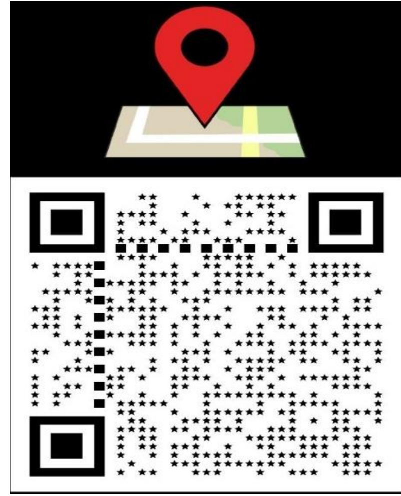
سید احمد بخاری کی درگاہ

یہ کہا جاتا ہے سید احمد بخاری کو عرب کے بخارا شہر سے سمراٹ شاہجہاں دوارا تاج محل کی نیو رکھنے کے لیے بلایا گیا تھا۔ وہ اپنے تین بھائیوں جن کے نام سید جلال بخاری، سید امجد بخاری، سید لال بخاری تھے، کے ساتھ بھارت آیا تھا۔ چاروں بھائیوں نے تاج محل استھل (کی جگہ) پر پوتر (پاک) قرآن کا پاٹھ کیا۔ اس کے بعد بادشاہ شاہجہاں نے شلانیاس (تعمیر کی شروعات) کیا اور تاج محل کا نرماڑ (تعمیر) شروع ہوا۔ ان بھائیوں کی مرتیو (وفات) کے بعد تاج محل کے چاروں اور (طرف) ان کی درگاہ بنائی گئی جو اس طرح ہے: سید احمد بخاری کی درگاہ پورب کی طرف۔ سید جلال بخاری کی درگاہ پچھم کی طرف۔ سید لال بخاری کی درگاہ دکھن کی طرف۔ اور سید امجد بخاری کی درگاہ بلوچ پورہ استھان (جگہ) پر ہے۔

اس ٹیلے پر سیڑھیوں سے اوپر چڑھ جایئے وہیں حضرت احمد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پر انوار موجود ہے۔ یہ مزار مبارک تاج محل کے پورب کی جانب واقع ہے۔ مزار مبارک کے اوپر پیلو کا درخت سایہ کیے ہوئے ہے جس کے پرانے ہونے کا اندازہ اس درخت کو دیکھ کر لگایا جا سکتا ہے۔ مزار مبارک کے چاروں طرف اسٹیل کی ریلنگ لگی ہوئی ہے۔ مزار مبارک کے سرہانے ایک مسجد بھی بنی ہوئی ہے۔ اور مسجد کے سامنے مہمان خانہ بھی بنا ہوا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا **عرس 25،26،27 رجب** کو ہوتا ہے۔

نوٹ: مزار مبارک پر نام اور وفات کے سال کی کوئی تختی وغیرہ نہیں لگی ہوئی ہے اور آگرہ کے کئی مزارات ایسے ہیں جن میں تختیاں نہیں لگی ہیں جس کی وجہ سے صاحبِ مزار کا نام اور ان کی وفات کی تاریخ کا کچھ پتا نہیں چل پاتا۔ کاش! کوئی اہلِ خیر اس نیکی کے کام میں آگے آئے اور تمام مزارات پر تختیاں لگوادے۔

سید احمد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے Location کا QR Code اس کو اپنے موبائل سے Scan کیجیے، آپ کے موبائل پر Location کھل جائے گی، جس کی مدد سے آسانی کے ساتھ آپ مزار مبارک تک پہنچ سکتے ہیں۔



آگرہ کے اولیائے کرام کی سیرت کی Video دیکھنے اور سننے کے لیے اس QR Code کو Scan کیجیے۔

Like Share & Subscribe Channel



(19)۔سید جلال بخاری

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ حضرت شاہ عالم بخاری احمد آبادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی پانچویں پشت میں سید محمد بخاری رضوی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے فرزند ارجمند ہیں۔ ۱۵ جمادی الثانی ۱۰۰۳ھ بمطابق ۱۵۹۴ء کو پیدا ہوئے۔ "وارث رسول" ولادت کی تاریخ ہے۔

علوم ظاہری ملا محمد صوفی مازندرانی کی شاگردی میں اور کمالات باطنی اپنے والدِ بزرگوار کی فیض تربیت سے حاصل کئے۔

شاہ جہاں بادشاہ کی تخت نشینی کے بعد آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے والد ماجد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے حکم سے آگرہ میں تشریف لائے اور دربار شاہی سے اعزاز حاصل کر کے واپس گئے۔ ۱۰۵۲ھ بمطابق ۱۶۴۳ء میں دوبارہ آگرہ میں رونق افروز ہوئے۔

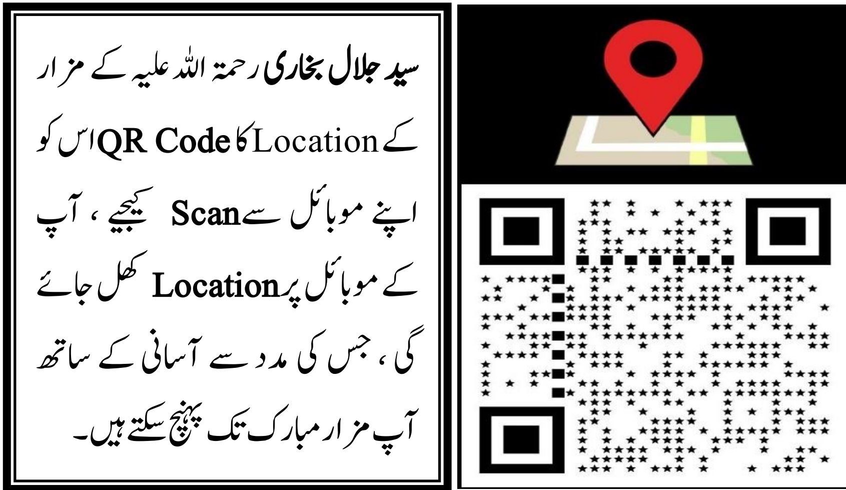
اس مرتبہ بادشاہ نے نہایت اصرار سے صدرات کل کے منصب جلیلہ پر کہ جس سے تمام ممالک محروسہ کے علماء، فضلا اور مشائخین وغیرہ کا تعلق تھا معزز کر کے منصب چہار ہزاری مرحمت کیا یعنی چار ہزار سپاہیوں کا سپہ سالار بنایا۔ چند عرصہ میں شش ہزاری (پیدل سپاہیوں اور)، ہزار سوار (سپاہیوں کے سالار) کے منصب پر ترقی پائی۔

ایک جمادی الاولی ۱۰۵۷ھ بمطابق ۱۶۴۷ء کو دنیائے فانی سے فردوس بریں کو روانہ ہوگئے۔ "جانشینِ حیدر کرار" وفات کی تاریخ ہے یعنی اس کے عدد ۱۰۵۷ بنتے ہیں۔

مزار مبارک تاج گنج کے راستہ میں مرد گھٹہ لب دریائے جمنا ایک بلند چبوترہ پر واقع ہے اور زیارت گاہ خاص وعام ہے۔ (بوستانِ اخیار، ص 66)

موجودہ حالت 2025

حضرت جلال بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک نہایت خوبصورت اور اونچے چبوترے پر واقع ہے آپ کے مزار کے دائیں بائیں ایک ایک مزار اور بنی ہوئی ہیں جن کے بارے میں کچھ پتا نہیں چل سکا کہ وہ کن کی ہیں پھر بھی لوگوں میں مشہور ہے کہ ایک قبر آپ کے بھانجے اور دوسری آپ کے بھاتیجے کی ہے۔ مزار مبارک کے قبلہ جانب ایک خوبصورت مسجد بھی موجود ہے۔ اور آپ کے مزار مبارک کے نیچے کئی ساری قبریں بنی ہوئی ہیں۔ عرس مبارک 5 رمضان کو ہوتا ہے جس میں کثیر عاشقانِ اولیاء شرکت کرکے فیض حاصل کرتے ہیں۔



(20)۔مولانا ضیاء الدین بلخی

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ شاہ عنایت قاری شطاری لاہوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے خلیفۂ اعظم اور بڑے صاحبِ باطن اور عارفِ کامل بزرگ تھے۔ مشہور ہے کہ چالیس برس تک آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو بخار آیا۔

مولانا سید امجد علی شاہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اول آپ ہی کے مرید و معتقد تھے اور آپ ہی کے حکم سے حضرت عبد اللہ بغدادی رامپوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کے مرید ہوئے۔ انہوں نے آپ کی تعریف میں ایک قصیدہ کہا ہے جو دیوان میں موجود ہے۔

تصوف میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا رسالہ بنام "قطر النجات" یادگار ہے۔ جس کا قلمی نسخہ حکیم سید عرفان علی شاہ صاحب کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

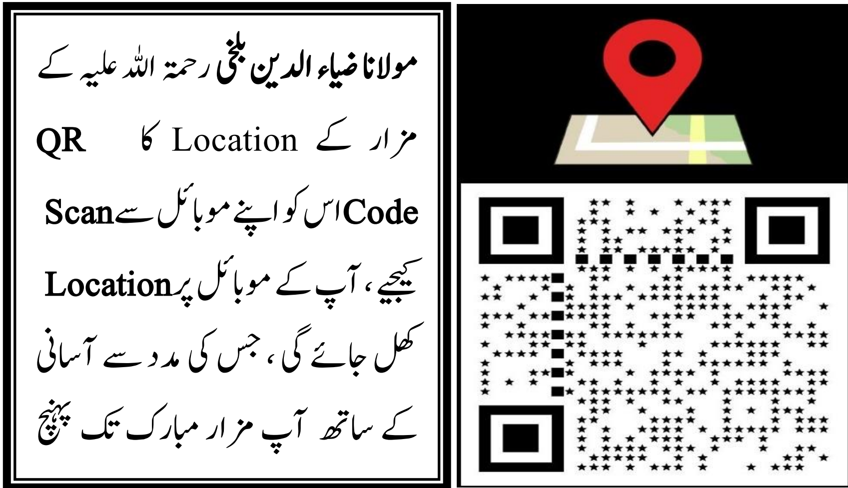
آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** سید جلال بخاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مزار کے قریب جانب مغرب واقع اور زیارت گاہ ہے۔ تاریخ رحلت یہ ہے:

سرورِ عارفانِ با تمکیں
چونکہ شد از جہاں بخلد بریں
سال نقلش بجستم از دل خویش
گفت مقبولِ حق ضیاء الدین

"مقبولِ حق ضیاء الدین" کے عدد ۱۱۹۳ بنتے ہیں اور یہی آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے وصال کا سال ہے۔ (بوستانِ اخیار، ص 91)

موجودہ حالت 2025

حضرت جلال بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے آس پاس بہت سے قبریں بنی ہیں کافی پتا کرنے کے بعد بھی آپ کے مزار کا کچھ پتا نہ چل سکا۔ لیکن بعد میں ایک شخص سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ آپ کا **مزار مبارک** وہی ہے جو اب حافظ صاب کے مزار سے مشہور ہے۔اور یہ مزار جلال بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے نیچے واقع ہے۔



(21)۔حضرت شیخ نوراللہ قادری

حضرت شیخ نوراللہ قادری بن شیخ سلیم اللہ ابن قاضی محمد اسمعیل مدراسی نے علوم رسمیہ کی تحصیل کے بعد اپنے بھائی مفتی شیخ عبد الوہاب متوفی ۲۲ محرم کو سر شتہ دار صدر نظامت کے ہمراہ آگرہ آئے اور تھانہ تاج گنج آگرہ میں تھانہ دار مقرر ہوئے۔

آپ صوفی منشی بزرگ تھے، شاعری سے بھی ذوق تھا۔ آباد تخلص کرتے تھے صوفیانہ کلام ہے۔ حضرت مولوی احمد اللہ شاہ کے مرید تھے۔ ۱۵ شوال میں انتقال ہوا اور درگاہ سید جلال بخاری میں دفن ہوئے۔(ماہتابِ اجمیر ص ۱۱۱)

(22)۔سید حامد بخاری

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ شاہجہاں بادشاہ کے زمانے کے بزرگوں میں ہیں۔ عوام الناس آپ کو سید جلال بخاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اور سید احمد بخاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا بھائی بتلاتے ہیں۔ آپ کا **مزار مبارک** تھانہ تاج گنج کے اندر واقع ہے۔(بوستانِ اخیار، ص70)

(23)۔سید محمد بخاری

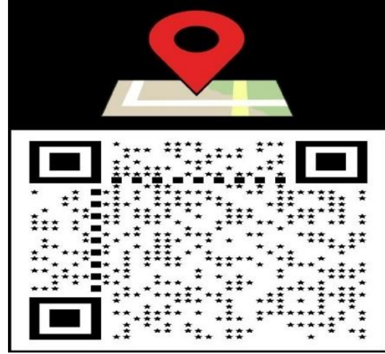
آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** تھانہ تاج گنج کے اندر واقع ہے۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سید احمد بخاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اور سید جلال بخاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے بھائی مشہور اور آگرہ کے مشاہیر اولیاء اللہ میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے صحیح تاریخ وحالات سے لاعلمی ہے۔(بوستانِ اخیار، ص156)

موجودہ حالت 2025

تاج گنج تھانہ کے اندر صرف ایک مزار مبارک ہے جس میں کوئی تختی وغیرہ نہیں لگی، آس پاس کے مسلمانوں سے پتا کیا تو انہوں نے بتایا کہ یہ مزار امجد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جو کہ احمد بخاری اور جلال بخاری کے بھائی ہیں۔اور حضرت سید احمد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے پاس گورمینٹ کی جانب سے جو پتھر لگایا گیا ہے اس میں یہ لکھا ہے: **"سید امجد بخاری کی درگاہ بلوچ پورہ استھان (جگہ) پر ہے"** لیکن بوستانِ اخیار کے مصنف علامہ

سعید احمد مارہروی نے تاج گنج تھانہ کے اندر دو بزرگوں کے مزاروں کا تذکرہ کیا ہے ایک سید حامد بخاری اور دوسرے سید محمد بخاری۔ حقیقتِ حال کیا ہے پتا نہیں۔



تاج گنج تھانہ کے اندر کے مزار کے Location کا **QR Code** اس کو اپنے موبائل سے **Scan** کیجیے، آپ کے موبائل پر **Location** کھل جائے گی، جس کی مدد سے آسانی کے ساتھ آپ مزار مبارک تک پہنچ سکتے ہیں۔

تیلی پاڑہ (تاج گنج)

(24)۔سید عظمت بخاری

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سید جلال بخاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ، سید احمد بخاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اور سید حامد بخاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے بھائی اور شاہجہاں بادشاہ کے زمانے کے بزرگ بیان کیے جاتے ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** محلہ تیلی پاڑہ تاج گنج میں واقع ہے۔

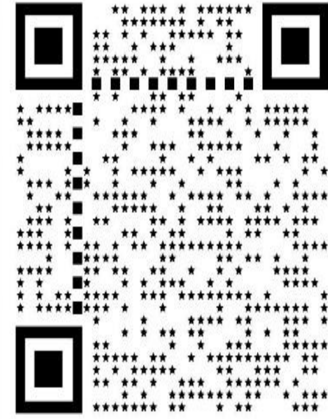
(بوستانِ اخیار، ص123.124)

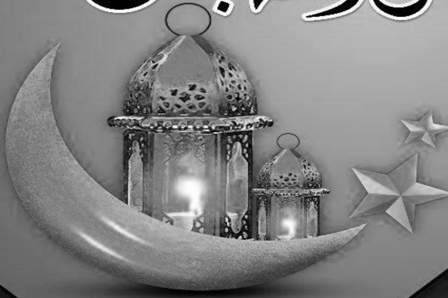
موجودہ حالت 2025

حضرت سید عظمت بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک تاج محل سے دکھن کی جانب واقع ہے، لوگوں میں لال بخاری کے نام سے مشہور ہیں۔ تیلی پاڑہ تاج گنج کی **"رضا عثمانی"** مسجد کے پاس گلی کے اندر موجود ہے۔ آپ کی مزار مبارک پر بھی نام و تاریخِ وفات کی کوئی تختی وغیرہ نہیں لگی۔

نوٹ: آگرہ کے کئی اولیائے کرام کے مزارات ایسے ہیں جن میں تختیاں نہیں لگی ہیں جس کی وجہ سے صاحبِ مزار کا نام اور ان کی وفات کی تاریخ کا کچھ پتا نہیں چل پاتا۔ اور اس کی وجہ سے بعض اولیائے کرام کے نام بھی بدل گیے ہیں۔ کاش! کوئی اہلِ خیر اس نیکی کے کام میں آگے آئے اور تمام مزارات پر تختیاں لگوادے۔

سید عظمت بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے Location کا **QR Code** اس کو اپنے موبائل سے **Scan** کیجیے، آپ کے موبائل پر **Location** کھل جائے گی، جس کی مدد سے آسانی کے ساتھ آپ مزار مبارک تک پہنچ سکتے ہیں۔





گلی ملکان تاج گنج

(25)۔شاہ مجاھد الدین

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه سید مبارز الدین ابن سید غلام مرتضیٰ ابن سید جلال الدین ابن سید محی الدین ابن میر رفیع الدین محدث اکبر آبادی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِم کے فرزند رشید ہیں آپ نہایت بابرکت اور خدا شناس بزرگ تھے۔

شاہ جہاں بادشاہ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کا معتقد اور سرہندی بیگم شاہ جہاں بادشاہ کی بیوی آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی مریدہ تھی۔

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کا **مزار مبارک** محلہ تاج گنج میں ملکوں کی گلی کی مسجد کے پیچھے واقع ہے۔ جس پر قدم شریف نصب ہے۔ اور **۱۰۷۱ھ** تاریخ اور یہ شعر بھی ایک پتھر پر لکھا ہوا ہے۔

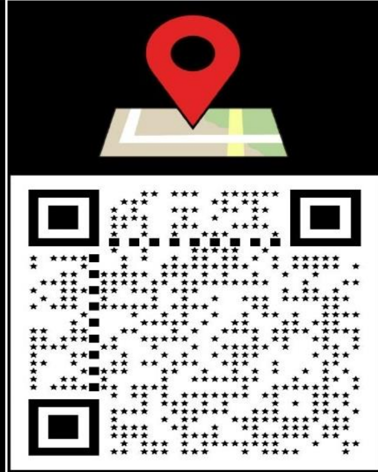
تاریخ بنا الکریم فی وقع کلام الکریم
روح و ریحان و جنة النعیم

فدائے رسول است و اولاد او
چو صدیق از جان محمد کریم

(بوستانِ اخیار، ص153.154)

موجودہ حالت 2025

حضرت شاہ مجاہد الدین رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک تاج گنج کے محلہ ملکوں گلی کی پنچے مسجد کے محراب کے پیچھے واقع ہے، مزار پر کوئی تختی وغیرہ نہیں لگی مگر سرہانے اوپر کی جانب اوپر بیان کیا ہوا شعر لکھا ہے اور آپ کے مزار پر قدم شریف کا نقش بھی موجود ہے۔ آپ کے مزار کے دائیں بائیں ایک ایک قبر بنی ہوئی ہے، یہ قبریں کن کی ہیں کچھ پتا نہیں چل سکا۔ مزید مزار مبارک کی چہار دیواری کے اندر کئی ساری قبریں موجود ہیں۔



حضرت شاہ مجاہد الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مزارات کے Location کا QR Code اس کو اپنے موبائل سے Scan کیجیے، آپ کے موبائل پر Location کھل جائے گی، جس کی مدد سے آسانی کے ساتھ آپ مزار مبارک تک پہنچ سکتے ہیں۔

(26)۔ مولوی محمد کاظم

آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ مولوی دوست محمد ابن سید شاہ محمد ابن سید پیر محمد ابن سید شاہ مجاہد الدین رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡهِم کے فرزند رشید اور میر رفیع الدین محدث اکبر آبادی رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کی نسل سے ہیں۔ علم و فضل سے موصوف اور نہایت بزرگ و بابرکت شخص تھے۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** مسجد ملکوں کی گلی کی پشت پر شاہ مجاہد الدین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مزار کے قریب واقع ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے **وفات کا سال ۱۱۹۹ھ** ہے۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی مُہر راقم بوستاں کی نظر سے گزری ہے جس پر سید محمد کاظم ولد سید دوست محمد ۱۱۹۱ھ لکھا ہوا تھا۔ (بوستانِ اخیار، ص 199)

ماہتابِ اجمیر نامی کتاب میں حضرت مولانا شاہ محمد کاظم کا تذکرہ

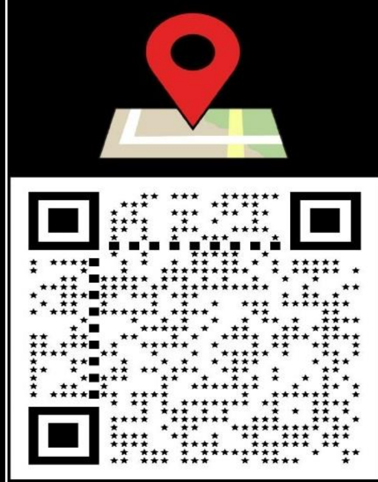
حضرت سید مولوی شاہ محمد کاظم قادری رحمۃ اللہ علیہ حسنی حسینی نہایت متقی و پرہیز گار بڑے بابرکت عالم باعمل صوفی باصفا، ولی کامل، بدر جہاں، متوکل بجز توکل الٰہی آپ کی کوئی معاش نہ تھی۔ طریقۂ عالیہ قادریہ میں منسلک حضرت سید شاہ مجاہد الدین رحمۃ اللہ سے چوتھے واسطہ میں اور حضرت سید شاہ رفیع الدین صفوی محدث اکبر آبادی سے نویں واسطے میں منسلک تھے۔

ایک مرتبہ صوبہ آگرنے آپ کی کرامات و توکل کا حال معلوم کرکے اپنے خاص باورچی خانہ کا کھانا خوانوں میں لگا کر حضرت کے واسطے بھیجا، پیامی سے کہا کہ حضرت سے دست بستہ عرض کرنا آج سے اسی طرح کھانا آیا کرے گا۔ جب آپ کو پیش کیا گیا تو آپ نے کھانا واپس کر دیا اور کہا کہ یہ کھانا ہمارے پاس نہ لانا، ہمارے توکل میں فرق آجائے گا۔ ہمیں ہمارا معبود اپنے خوان نعمت سے عطا فرماتا ہے وہی کام کا ہے۔ آپ کا وصال ۵ شعبان ۱۱۹۹ھ کو ہوا۔ آپ کا مزار آگرہ میں ہے۔ (ماہتابِ اجمیر ص ۱۱۳)

موجودہ حالت 2025

حضرت مولوی محمد کاظم رحمۃ اللہ علیہ شاہ مجاہد الدین رحمۃ اللہ علیہ پوتے ہیں آپ کا مزار آپ کے دادا کے پاس ہے مگر مزار پر تختی نہ ہونے کی وجہ سے کچھ پتا نہیں چلتا لیکن بوستانِ اخیار کے مصنف علامہ سعید احمد مارہروی نے لکھا ہے کہ "آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا مزار مبارک مسجد ملکوں کی گلی کی پشت پر شاہ مجاہد الدین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مزار کے قریب واقع ہے۔" لہذا اس عبارت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ مسجد کے محراب سے ملی ہوئی جو مزار ہے شاید یہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مزار ہو۔ واللہ تعالی اعلم۔

حضرت مولوی محمد کاظم رحمۃ اللہ علیہ کے مزارات کے Location کا QR Code اس کو اپنے موبائل سے Scan کیجیے، آپ کے موبائل پر Location کھل جائے گی، جس کی مدد سے آسانی کے ساتھ آپ مزار مبارک تک پہنچ سکتے ہیں۔



(27)۔سید امام علی شاہ

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سید امجد علی شاہ قادری اکبر آبادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے خلیفہ اور آگرہ کے متاخرین مشائخین میں ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ محلہ نمک کی منڈی کے رہنے والے تھے۔
مزار شریف احاطۂ درگاہ میر مجاہد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ میں متصل مسجد گلی ملکان تاج گنج واقع ہے۔

(بوستانِ اخیار، ص52)

ماہتابِ اجمیر نامی کتاب میں حضرت سید امام علی شاہ کا تذکرہ

حضرت سید امام علی شاہ قادری اکبر آبادی تیسرے واسطے میں حضرت سید شاہ عبد الکریم نقشبندی کے پوتے ہیں۔ آپ بڑے عارف کامل، منکسر المزاج، تخلیہ پسند گوشہ نشین، نفس کش، تارک الدنیا، امیر لوگوں کی صحبت سے نفرت کرنے والے، فقر دوست، صوم وصلوۃ کے نہایت پابند تھے۔ آپ طریقۂ عالیہ قادریہ میں منسلک حضرت مولانا سید امجد علی شاہ قادری کے خلیفہ تھے۔

آپ کا وصال ۱۰ ماہ شعبان ۱۲۵۸ھ بروز جمعہ ہوا۔ مزار مبارک آگرہ میں ہے۔

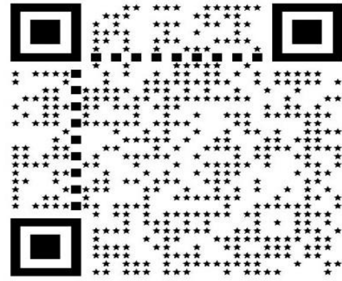
(ماہتابِ اجمیر ص ۱۱۳)

موجودہ حالت 2025

حضرت سید امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر تختی نہ ہونے کی وجہ سے کچھ پتا نہیں چل سکا کہ آپ کی مزار مبارک کون سی ہے؟ لیکن یہ بات طے ہے کہ حضرت شاہ مجاہد الدین رحمۃ اللہ کے مزار کی چہار دیورای کے اندر ہی ہے۔

حضرت سید امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزارات کے Location کا QR Code اس کو اپنے موبائل سے Scan کیجیے، آپ کے موبائل پر Location کھل جائے گی، جس کی مدد سے آسانی کے ساتھ آپ مزار مبارک تک پہنچ سکتے ہیں۔







(28)۔میاں نظیر

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کا اصلی نام شیخ ولی محمد اور تخلص نظیر تھا۔ اکثر علوم سے آپ موصوف اور کمالات شاعری میں بے نظیر تھے۔ طبیعت صوفیانہ تھی اور ایسی سادہ زندگی بسر کرتے تھے کہ آج اُن کے حالات زندگی سن سن کر تعجب و حیرت ہوتی ہے۔

جب کمالات شاعری کا شہرہ ہوا تو اکثر والیان ملک اور روسائے زمانہ نے بیش قرار مشاہروں اور انعام واکرام کے وعدوں پر آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کو طلب فرمایا مگر آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے اسے قناعت و وضعداری کے خلاف سمجھ کر انکار کر دیا اور تمام عمر لڑکوں کو پڑھاتے رہے۔

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے اوصاف حمیدہ اور خصائل پسندیدہ کی اکثر روایتیں مشہور چلی آتی ہیں۔ پروفیسر سید محمد عبد الغفور شہباز مرحوم نے آپ کی مفصل سوانح عمری قلمبند فرمائی ہے جو چمن بے نظیر کے نام سے موسوم اور قابل دید ہے۔ آپ کے تمام اوصاف و کمالات نیچرل شاعری کے پردہ میں ہیں۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نیچرل نظم اردو کے تاج، سر تاج، شاہ یا شہنشاہ ہیں۔ کلام عام پسندیدہ اور صوفیانہ رنگ میں رنگا ہوا ہے۔ فارسی، اردو، ہندی تین زبانوں میں آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کا کلام موجود ہے۔ کئی کلیات اور بیسیوں چھوٹے بڑے رسالہ جات آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے چھپ کر شائع ہو چکے ہیں۔ مگر جس قدر کلام شائع ہو چکا ہے اس سے دو چند، سہ چند غیر مطبوعہ اور عوام الناس کی زبانوں پر ہے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کا ترجیع بند سب سے زیادہ مشہور ہے۔

پیر کے دن ۲۶ صفر ۱۲۴۶ھ بمطابق ۱۶ اگست ۱۸۳۰ء کو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے انتقال فرمایا اور اپنے مکان واقع گلی ملکان تاج گنج میں دفن ہوئے۔ مزار پر کوئی گنبد یا کتبہ موجود نہیں ہے۔ راقم بوستان نے اخبار مفید عام آگرہ مورخہ ۱۳ جولائی ۱۹۰۳ء میں ایک اپیل بعنوان "نظیر اکبر آبادی اور ان کی یاد گار" شائع کرواکر مرمت قبر و تعمیر چبوترہ و کتبہ وغیرہ نصب کرانے کی التجا کی تھی اور کئی ماہ تک عملی کوشش بھی کی مگر باوجود وعدہ وعید کوئی شخص آمادہ نہ ہوا اور مجبوراً خاموشی اختیار کرنی پڑی۔

اسی قبرستان میں میاں نظیر کے صاحبزادے گلزار علی اسیر کی قبر بھی موجود ہے جس پر یہ کتبہ لکھا ہوا ہے۔

اوستادم میر گلزار علی
چوں بسوئے خلد شد رونق فزا
بس کہ در روحانیاں شورے فتاد
روح سبحان چوں شنید ایں ماجرا
آہ را بیروں کشیدہ بہر سال
گفت اسیر دام ہستی شد رہا

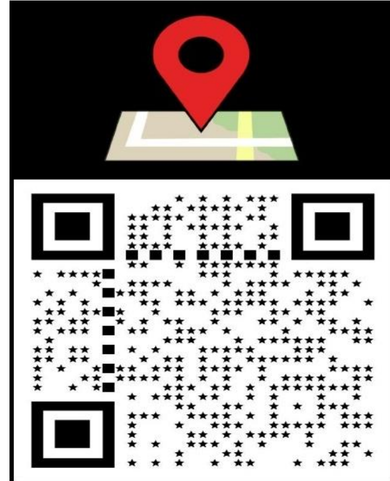
(بوستانِ اخیار، ص227.229)

موجودہ حالت 2025

علامہ سعید احمد مارہروی نے ۱۱۶ سال پہلے کی جو حالت تحریر فرمائی ہے وہی بلکہ اس سے زیادہ بدتر حالت اب میاں نظیر کی قبر کا ہے۔ میاں نظیر کی قبر سفید پتھر سے بنی ہوئی ہے

اور اس کے آس پاس اور کئی قبریں ہیں ان تمام قبروں کے چہار جانب لوہے کے تار کی ریلنگ اور اوپر ٹین شیڈ لگا ہوا ہے مگر آس پاس کے لوگ اپنی بکریوں کو اس میں باندھتے ہیں اور وہ بکریاں قبروں پر چڑھتی، پیشاب و پاخانہ کرتی ہیں جس کی وجہ سے چاروں طرف گندگی رہتی ہے۔ کچھ لوگوں سے میاں نظیر کے تعلق سے دریافت کیا تو ان کی باتوں سے محسوس ہوا کہ اطراف کے لوگ میاں نظیر کو کچھ بھاؤ نہیں دیتے جس کی وجہ سے ان کی قبر کی صفائی وغیرہ کا اہتمام نہیں کرتے۔ اللہ پاک مسلمانوں کو قبروں کی تعظیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

میاں نظیر کے مزار کے Location کا QR Code اس کو اپنے موبائل سے Scan کیجیے ، آپ کے موبائل پر Location کھل جائے گی ، جس کی مدد سے آسانی کے ساتھ آپ مزار مبارک تک پہنچ سکتے ہیں۔



آگرہ کے اولیائے کرام کی سیرت کی
Video دیکھنے اور سننے کے لیے
اس QR Code کو Scan کیجیے۔
Like Share & Subscribe Channel



خرادی ٹولہ (خیراتی ٹولہ)

(29)۔شاہ محمد چشتی

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه خانوادہ چشتیہ کے سلک میں منسلک ہیں۔ بڑے صاحب باطن اور تارک الدنیا بزرگ تھے۔ سقائے (پانی پلانے والے عباسی) کے لباس میں اپنے کمالات کو چھپا رکھا تھا۔ بندگان خدا کو پانی پلایا کرتے تھے۔

دن میں صرف پانچ ٹکے کا پانی فروخت کرتے اس میں سے پانچ پیسے خیرات کر دیتے اور پانچ پیسے کی شیرینی منگا کر فاتحہ پڑھ کر تقسیم کر دیتے تھے۔

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی یہ کرامت اب تک مشہور چلی آتی ہے کہ ہر شخص کی خواہش کے مطابق ایک ہی مشک سے دریا یا کنویں کا پانی نکال کر دیتے تھے۔ بہت سے لوگوں کو آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی بدولت روحانی فیض حاصل ہوا۔

حکیم نور الدین اکبر آبادی آپ کے نہایت معتقد تھے اور ابتدا میں ازلی عنایت نے آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه ہی کی نظر کیمیا اثر کے ذریعے سے ان کی دستگیری فرمائی تھی، چنانچہ اب تک ان کا کل خاندان آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے مزار سے خاص عقیدت رکھتا ہے۔

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کا **مزار مقدس** محلہ خرادی ٹولہ میں واقع ہے جو پبلک پارک کے درمیان اور تاج گنج کے راستے میں ہے۔ **۱۲ ربیع الاول کو آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کا عرس** ہوتا ہے۔(بوستانِ اخیار، ص157.158)

موجودہ حالت 2025

حضرت شاہ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک خیراتی ٹولہ کے امام باڑے کے بازو میں واقع ہے۔ آپ کے مزار پر جانے کا آسان راستہ پرانی منڈی چوراہے سے بجلی گھر کی طرف جاتے ہوئے راستے میں الٹے ہاتھ کی جانب سفید پتھر کا بنا ہوا ایک اونچا گیٹ ہے جس پر بسم اللہ شریف اور پوری سورۂ فاتحہ لکھی ہوئی ہے اور گیٹ کے دائیں جانب **"باب الرضوان"** اور بائیں جانب **"باب الغفران"** اور بیچ و بیچ **"خیرادی ٹولہ"** اردو سے لکھا ہوا ہے۔ اس گیٹ سے اندر جا کر خیراتی ٹولہ کی آبادی آ جائے گی، آبادی میں کچھ اندر جا کر امام باڑہ آئے گا، اس امام باڑے کے پاس آپ کا مزار مبارک موجود ہے۔

آپ کے مزار کے دائیں بائیں دو قبریں اور بنی ہوئی ہیں وہاں کے رہنے والوں سے دریافت کیا تو بتایا کہ دائیں جانب آپ کے والد کی قبر ہے اور بائیں جانب آپ کی ماں کی قبر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ماں کی قبر	حضرت شاہ محمد چشتی کا مزار	والد کی قبر
پورب--گیٹ--پچھم		

آپ کا عرس 11، 12، ربیع الاول کو ہوتا ہے۔

آپ جس کنویں سے پانی نکالا کرتے تھے وہ کنواں آپ کے مزار مبارک کے قریب ہی تھا جو اب موجود نہیں۔ مزار مبارک کے پاس رہنے والے ایک عمر رسیدہ بزرگ نے آپ کی ایک کرامت یہ بھی بیان کی کہ جس کھانے کی خواہش کر کے جو شخص آپ کے پاس آتا وہی گرما گرم کھانا آپ کے پاس پاتا اور آپ فرماتے جاؤ کھانا کھالو۔

آپ کے مزار کے ہٹ کر کچھ فاصلے پر ایک چہار دیواری کے اندر کئی مزارات بنے ہوئے ہیں۔ اور پاس ہی ایک مسجد ہے۔ آپ کے مزار کی تختی پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے:

اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

شاہ محمد شاہ

وفات تاریخ ۱۱ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ بمطابق ۱۹۱۲ء۔

حضرت شاہ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے Location کا QR Code۔ اس کو اپنے موبائل سے Scan کیجیے، آپ کے موبائل پر Location کھل جائے گی، جس کی مدد سے آسانی کے ساتھ آپ مزار مبارک تک پہنچ سکتے ہیں۔



پھول سید چوراہا(تاج روڈ، امر ہوٹل کے پاس)

(30)۔شیخ پھول مجذوب

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ مجذوبان صاحب کمال اور عاشقان نامدار سے ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی ذات سے خرابات کا مکان زیادہ رونق پاتا تھا۔ بہت سے خرق عادات آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے سرزد ہوئے۔ میٹا محل (متصل تھانہ رکاب گنج) میں زمین کے اندر ایک غار کھود کر اوپر سے خس پوش کر لیا تھا، اسی میں رہا کرتے تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** مشہور و معروف اور پھول سیّد کے نام سے موسوم زیارت گاہ خاص و عام ہے۔(بوستانِ اخیار، ص 61)

موجودہ حالت 2025

حضرت شیخ پھول مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر جانے کا آسان راستہ یہ ہے کہ فتح آباد روڈ سے آگرہ کینٹ کی جانب جاتے ہوئے امر ہوٹل پڑے گا، امر ہوٹل سے آگے بڑھتے ہوئے جو پہلا چوراہا آئے گا اس چوراہے کا نام پھول سید چوراہا ہے اس چوراہے سے پرانی منڈی کی طرف جانے والے تاج روڈ پر آیئے، چوراہے سے متصل الٹے ہاتھ پر مزار مبارک موجود ہے، مزار کے اوپر سفید رنگ کا گنبد بنا ہوا ہے اور مزار کے بازو میں مسجد بھی موجود ہے۔ مزار مبارک کی تختی پر ”حضرت بابا پھول شاہ رحمۃ اللہ علیہ“ لکھا ہوا ہے۔ آپ کے مزار کے مشرقی جانب دو قبر اور بنی ہوئی ہیں جن میں سے ایک جو آپ کے مزار متصل ہے وہ آپ کے مزار کے خادم بابا غفور شاہ کی اور ان کے بازو میں بابا بہادر شاہ کی

قبر ہے۔ بابا غفور شاہ، بابا بہادر شاہ کے بیٹے ہیں۔ اور اب جو مزار کی دیکھ بھال کرتے ہیں وہ بابا غفور شاہ کے بیٹے بابا شکیل ہیں۔

بابا بہادر شاہ کی قبر	بابا غفور شاہ کی قبر	شیخ پھول مجذوب کی مزار	مسجد
پورب---------------------	----------گیٹ	----------------------	پچھم

شیخ پھول مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کا **عرس مبارک 13 ذی الحجہ** یعنی بقر عید کی تیرہ تاریخ کو بڑے دھوم دھام سے منایا جاتا ہے۔

شیخ پھول مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے Location کا **QR Code** اس کو اپنے موبائل سے **Scan** کیجیے، آپ کے موبائل پر **Location** کھل جائے گی، جس کی مدد سے آسانی کے ساتھ آپ مزار مبارک تک پہنچ سکتے ہیں۔

پانچ نمازوں کی حکمت

بالوگنج (پیلی کوٹھی، کھویا منڈی کے پاس)

(31)۔ ملاولی محمد ابوالعلائی

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ علم و فضل سے موصوف اور سید شاہ ابو العلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے خلفائے اعظم اور یاران جاں نثار سے تھے۔ جو نسبت شیخ نصیر الدین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو حضرت محبوب الہی نظام الدین اولیاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے خلفا میں تھی وہی نسبت آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو خلفائے سید میر ابو العلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ میں حاصل تھی۔

عالم با عمل، عارف، عاشق اور علوم میں اہل زمانہ کے استاد تھے۔ خلیفہ ابو القاسم اکبر آبادی کو آپ کی شاگردی اور مریدی کا فخر حاصل تھا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** پکی سڑک کے کنارے متصل آبادی محلہ بالوگنج واقع ہے۔ (بوستانِ اخیار، ص248)

موجودہ حالت 2025

حضرت ملاولی محمد ابو العلائی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر جانے کا راستہ یہ ہے کہ چیل گڑھ چوراہے سے بالوگنج پٹرول پمپ کی طرف جاتے ہوئے سیدھے ہاتھ پر پیلی کوٹھی اور کویا منڈی کے بیچ میں بالکل روڈ کے کنارے واقع ہے۔ مزار مبارک پر ایک گولر کا درخت ہے جو مزار پر سایہ کیے ہوئے ہے۔

مزار مبارک پر لگی ہوئی تختی میں یہ عبارت لکھی ہوئی ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت ملاولی محمد صاحب ابو العلائی رحمۃ اللہ علیہ

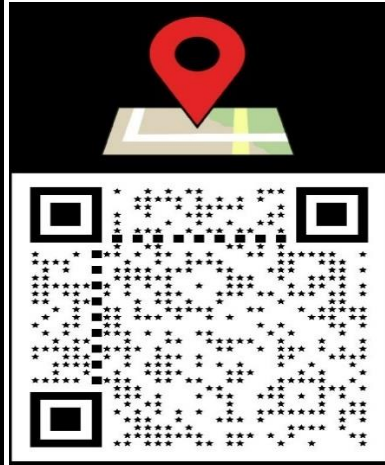
خلیفہ ابوالقاسم اکبر آبادی کو آپ کی شاگردی اور مریدی کا فخر حاصل تھا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا مزار پکی سڑک کے کنارے متصل آبادی محلہ بالوگنج واقع ہے۔

آپ کا سن وفات ۱۰۹۹ھ ہے

ولی اللہ کے مرقد سے اب تک فیض جاری ہے
خدا پر مٹنے والوں کی نشانی دیکھتے جاؤ

آپ کے مزار مبارک کے احاطہ میں سفید پتھر کے ٹکڑوں کا فرش اور مزار مبارک کے ارد گرد لوہے کے تار کا جال اور اوپر لوہے کے ٹین کا شید لگا ہوا ہے۔

حضرت ملاولی محمد ابو العلائی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے Location کا **QR Code**۔ اس کو اپنے موبائل سے **Scan** کیجیے، آپ کے موبائل پر **Location** کھل جائے گی، جس کی مدد سے آسانی کے ساتھ آپ مزار مبارک تک پہنچ سکتے ہیں۔



آگرہ کے اولیائے کرام کی سیرت کی Video دیکھنے اور سننے کے لیے اس QR Code کو Scan کیجیے۔

Like Share & Subscribe Channel



پرتاب پورہ (بالوگنج)

(32)۔میر محمد جان نقشبندی مجددی

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ شیخ عبد الحی شادمانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ خلیفہ نامدار حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے اشرف الخلفاء اور اکبر آباد کے نامور مشائخین نقشبندیہ سے ہیں ۔بڑے عارف کامل اور نہایت عزیز الوجود بزرگ تھے۔عالمگیر بادشاہ کے زمانے میں **۱۰۹۹ھ بمطابق ۱٦٨٧ء** میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ واصل بحق ہوئے۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** پکی سڑک کے کنارے پرتاب پورہ وبالوگنج متصل والنیٹر کلب واقع ہے۔مزار پر ایک گنبد بنا ہوا ہے جو چار ستونوں پر قائم ہے۔ شیخ عطاء اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مشہور خلفا سے ہیں۔(بوستانِ اخیار، ص169.170)

موجودہ حالت 2025

حضرت میر محمد جان نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت شیخ عبد الحی شادمانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک بالوگنج پٹرول پمپ چوراہے سے پرتاپ پورہ کی طرف جاتے ہوئے سینٹ مری چرچ کے گیٹ سے پہلے روڈ کے کنارے سیدھے ہاتھ پر واقع ہے۔آپ کے مزار کے بغل میں اور تین قبریں بنی ہوئی ہیں جن کا نام وغیرہ معلوم نہ ہو سکا۔

آج بھی آپ کے مزار پر ایک گنبد بنا ہوا ہے جو چار ستونوں پر قائم ہے۔روڈ کے کنارے ایک گیٹ لگا ہوا ہے جس پر **"سید محمد میر جان قادری نقشبندی"** لکھا ہوا ہے۔

آپ کے مزار مبارک کی تختی پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے:

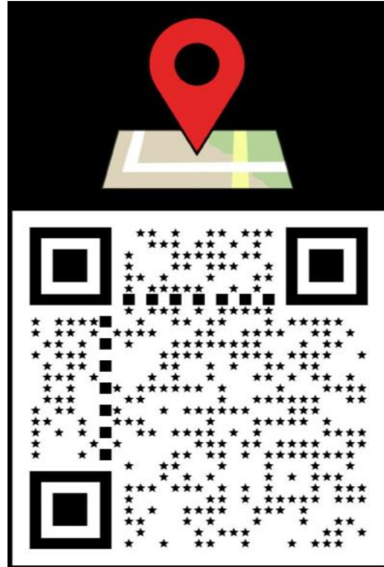
بسم اللہ الرحمن الرحیم

الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون

حضرت شیخ المشائخ حضرت میر جان نقشبندی مجددی

تاریخ وفات ۵ شوال ۱۰۹۹ھ۔۱۶۸۷ء واصل بحق ہوئے۔

حضرت میر محمد جان نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے Location کا QR Code۔ اس کو اپنے موبائل سے Scan کیجیے، آپ کے موبائل پر Location کھل جائے گی، جس کی مدد سے آسانی کے ساتھ آپ مزار مبارک تک پہنچ سکتے ہیں۔



تھانہ رکاب گنج

(33)۔عبداللہ

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے اصلی نام کا پتا نہیں چل سکا۔ **مزار مبارک** اندر آبادی محلہ رکاب گنج مسجد متصل نبک بنگال سے جنوبی جانب تھوڑے فاصلہ پر واقع ہے، جس سے بزرگی کے آثار نمایاں ہیں۔ قرب وجوار کے لوگ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی بے حد کرامات بیان کرتے ہیں۔(بوستانِ اخیار، ص103.104)

(34)۔شیخ عبدالرحمن صوفی قادری سرہندی

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بلند ہمت، ستودہ صفات، گوشہ نشین، بھوکے رہنے والے، دنیا سے بے نیاز، قناعت دوست اور اہلِ کشف بزرگ تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو سید بڈھا بلگرامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خدمت میں ارادت تھی۔

سرہند سے آگرہ میں رونق افروز ہوکر شیخ ضیاء اللہ شطاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خانقاہ کے ایک حجرہ میں سکونت اختیار فرمائی۔چند روز تک ضیائی صحبتوں نے زندگانی کا باغ پر بہار کردیا، یکا یک ایک حسین و جمیل عورت پر عاشق ہوگئے، معشوقہ کے دل میں بھی سچی محبت نے درد پیدا کردیا۔ اور اس خاتون نے بھی درویشی پر دل نثار کردیا۔ دونوں طرف کی اجازت اور خوشنودی سے عقد کی رسم ادا ہوئی۔ برسوں تک دونوں ہمراز رہے۔ سید احمد قادری سے جو آپ کے ہمراز تھے منقول ہے کہ شیخ اس عورت کے ساتھ ایسا گہرا مراقبہ کیا کرتے تھے کہ رات کو صبح کردیتے تھے۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نہایت کم درجہ کی خوراک والے تھے۔ **۹۹۵ھ** میں اپنی عنصری صورت سپرد خاک کرکے وطن اصلی کو رخصت ہوئے۔

مزار مبارک متصل تھانہ رکاب گنج اراضی موسومہ مٹیا محل میں واقع ہے۔ ربیع الاول کی پندرہ تاریخ کو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا عرس ہوتا ہے۔ (بوستانِ اخیار، ص109.110)

ڈھولی کھار دروازہ (بجلی گھر چوراہا)

(35)۔شیخ مبارک مجذوب

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سادات کبار اور مجذوبان صاحب حال سے ہیں۔ غوثیت کے مرتبہ پر سر فراز اور شاہ مبارک غوث کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی حالت دل فریب اور صحبت خوش گوار تھی۔ ابتدا میں گوالیار میں رونق افروز تھے۔ ۹۷۸ھ میں آگرہ میں تشریف لائے اور ڈھولی کھار دروازہ پر جہاں اب آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** واقع ہے خس پوش مکان کے اندر مدت تک جگر گدازی کے ساتھ بسر کی۔

انتقال کے بعد آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے معتقدین نے مزار پر ایک خشتی عمارت بنوادی تھی۔ مزار مبارک پکی سڑک کے کنارے متصل لال قلعہ اور آگرہ فورٹ ریلوے اسٹیشن واقع ہے۔ جس پر اب کوئی عمارت نہیں، صرف تین در کی ایک مسجد موجود ہے غدر یعنی ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی سے پہلے اس جگہ ایک گنجان محلہ و بازار آباد تھا جو سب منہدم کرادیا گیا، اب سوائے اُس مسجد و مزار اور ایک چھوٹے سے مکان کے اور کوئی گھر نہیں رہا۔

۱۸۵۷ کی غدر یعنی جنگِ آزادی سے پہلے مسٹر کنیس کلکٹر نے جب مزار کے قریب پکی سڑک نکالنی چاہی تو حکیم نور الدین صاحب نے مفتی محمد اسد اللہ خاں کی معرفت کلکٹر سے کہلا بھیجا کہ جو سڑک بنانے کے لیے نشانی لگائی گئی ہے اس میں یہ مزار سڑک میں آتا ہے۔ براہ مہربانی یہاں سڑک بنوانا موقوف رکھئے ورنہ آپ کے حق میں اچھا نہ ہو گا۔

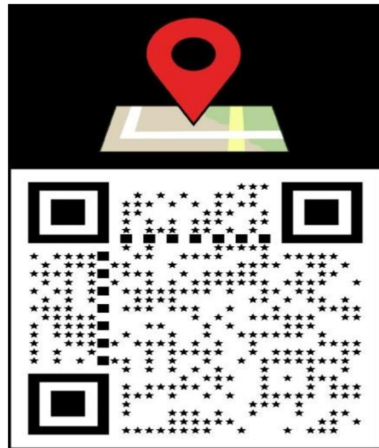
کلکٹر نے یہ پیغام سن کر سڑک بنوانے کا کام روک دیا۔ اور ۱۸۵۷ کی غدر یعنی جنگِ آزادی کے بعد سڑک نکالی گئی مگر مزار مبارک محفوظ رکھا گیا۔ (بوستانِ اخیار، ص 147)

موجودہ حالت 2025

حضرت شیخ مبارک غوث رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک بجلی گھر چوراہے سے آگرہ فورٹ اسٹیشن کی جانب جاتے ہوئے راستے میں روڈ کے کنارے الٹے ہاتھ پر واقع ہے۔

عاشقانِ اولیاء نے اب مزار مبارک کے چاروں طرف دیوار، اسٹیل کی جالیاں اور اوپر ایک خوبصورت گنبد بنوا دیا ہے جس پر ہرا رنگ ہو رہا ہے۔ مزار مبارک کی دیکھ بھال کرنے والے بابا جلال نے بتایا کہ اب سے کچھ دن بعد مزار مبارک کے ارد گرد ماربل کی جالی بھی لگے گی۔ جس سے مزار کی خوبصورتی میں چار چاند لگ جائیں گے۔

ذی القعدہ کی 1۔2۔3۔ تاریخ کو بڑی عقیدت کے ساتھ آپ کا عرس منایا جاتا ہے۔ مزار سے قبلہ کی جانب چھوٹی سی ایک مسجد بنی ہے۔ آپ کے پائینتی ایک قبر بنی ہوئی ہے دریافت کرنے پر پتا چلا کہ یہ قبر آپ کے مزار کے خادم کی ہے۔



حضرت شیخ مبارک شاہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے Location کا QR Code۔ اس کو اپنے موبائل سے Scan کیجیے، آپ کے موبائل پر Location کھل جائے گی، جس کی مدد سے آسانی کے ساتھ آپ مزار مبارک تک پہنچ سکتے ہیں۔

ہتھیا پول (دروازہ، بجلی گھر چوراہا)

(36)۔زنگی شہید

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ آگرہ کے شہدائے قدیم میں سے ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** قلعہ کے دونوں فصیلوں کے درمیان میں متصل ہتھیا پول (دروازہ) زیارت گاہ خاص وعام ہے۔(بوستانِ اخیار، ص82.83)

موجودہ حالت 2025

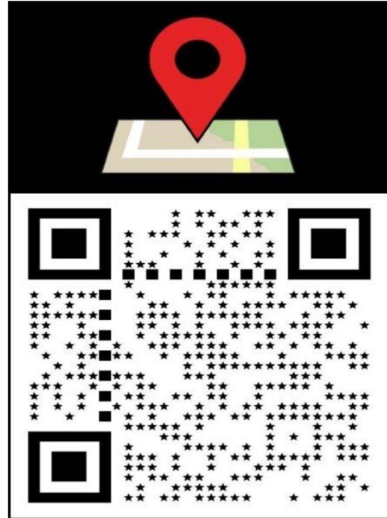
حضرت زنگی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر جانے کاراستہ یہ ہے کہ بجلی گھر چوراہے کے آٹو اسٹینڈ سے امبیڈکر پارک کے گیٹ سے اندر جاکر قلعہ کے ہتھیا پول دروازے کے پاس جائیں، دروازے کے پاس جہاں فوجی موجود ہوتے ہیں وہاں سے الٹے ہاتھ کی طرف مڑکر سیدھیوں سے چڑھ جائیں، پھر آگے جاکر سیدھیوں سے نیچے اتر جائیں۔ ایک آسان اور قریب کا راستہ اور ہے اور وہ یہ کہ آگرہ فورٹ اسٹیشن کے گیٹ سے پہلے پتلا سا راستہ امبیڈکر پارک سے ہوتا ہوا ہتھیا پول دروازے کے لیے گیا ہے۔

مزار کے آس پاس بندر کافی ہیں لہذا جب بھی جائیں تین چار لوگ ایک ساتھ جائیں ورنہ بندر پریشان کریں گے۔

مزار مبارک کا فرش سفید ماربل کا اور مزار کے ارد گرد ماربل کی جالی لگی ہوئی ہے اور مزار کے چاروں طرف لوہے کے تار کی جالی ہے اور اوپر لوہے کے پتر کا ٹین شیڈ لگا ہوا

ہے۔ مزار مبارک کے سرہانے ایک نیم کا درخت ہے جو مزار پر سایہ کیے ہوئے ہے۔ آپ کا عرس 2 رمضان المبارک کو ہوتا ہے۔

لیکن عاشقانِ اولیاء ہر جمعرات کو حاضر ہو کر آپ کی برکتوں سے حصہ پاتے اور فاتحہ و نیاز کرتے ہیں۔



حضرت زنگی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے Location کا **QR Code**۔ اس کو اپنے موبائل سے **Scan** کیجیے، آپ کے موبائل پر **Location** کھل جائے گی، جس کی مدد سے آسانی کے ساتھ آپ مزار مبارک تک پہنچ سکتے ہیں۔

جامع مسجد (آگرہ)

(37)۔غریب شاہ

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ آگرہ کے پرانے بزرگوں میں ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے تاریخی حالت ہماری لاعلمی کے پردے میں پوشیدہ ہیں۔ مزار مبارک جامع مسجد کے صحن کے نیچے واقع اور تابوت نمابناہوا ہے۔ ذی القعدہ کے مہینے میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا عرس ہوتا ہے۔

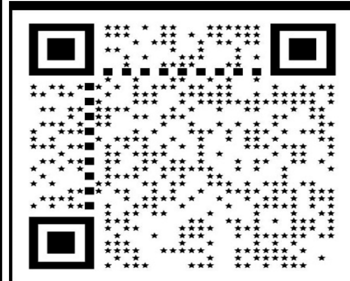
(بوستانِ اخیار، ص 131)

موجودہ حالت 2025

حضرت غریب شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر جانے کا راستہ یہ ہے کہ جامع مسجد کے بلند دروازے (مین دروازہ جو آگرہ فورٹ اسٹیشن کے سامنے ہے) پر چڑھ کر سیدھے ہاتھ کی جانب مڑ جائیں اور نیچے اتر کر اندر جائیں۔ مزار مبارک پر کوئی تختی وغیرہ نہیں لگی ہے۔ مزار کے چاروں طرف اسٹیل کی ریلنگ اور اوپر خوبصورت گنبد بنا ہوا ہے۔

آپ کا مزار چونکہ جامع مسجد کے صحن کے نیچے ہے اس لیے جامع مسجد کے صحن میں مزار کی نشانی کے طور پر چاروں طرف پتھر لگا ہوا ہے جس پر ہرا رنگ ہے تاکہ کوئی مزار کی بے ادبی نہ کرے۔

حضرت غریب شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے Location کا **QRCode**۔ اس کو اپنے موبائل سے **Scan** کیجیے، آپ کے موبائل پر **Location** کھل جائے گی، جس کی مدد سے آسانی کے ساتھ آپ مزار مبارک تک پہنچ سکتے ہیں۔



حلوائی گلی

(38)۔سید حسن شہید

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ زمرۂ شہدائے اکبر آباد میں سے ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** حلوائی گلی میں زیارت گاہ عام اور باہتمام کمیٹی لوکل ہے۔(بوستانِ اخیار، ص72)

کچہری کلکٹری

(39)۔آدم شاہ

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ آگرہ کے پرانے بزرگوں میں ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** لب سڑک یعنی سڑک کے کنارے ریلوے متصل کچہری کلکٹری ریلوے پل سے مشرقی جانب واقع ہے۔(بوستانِ اخیار، ص44)

ہینگ کی منڈی

(40)۔شیخ کمال

آپ رَحمَۃُ اللہِ عَلَیہ شیخ زین الدین صدیقی کے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ رَحمَۃُ اللہِ عَلَیہ بنارس کے رہنے والے ہیں۔ سن تمیز پر پہنچ کر سنبھل تشریف لے گئے۔ دو سال تک شیخ عثمان بنگالی کی خدمت میں رہ کر علم و فضل حاصل کیا۔

اس کے بعد شیخ جلال تھانیسری رَحمَۃُ اللہِ عَلَیہ اور شیخ مبارک کی فیض صحبت سے فیضیاب ہو کر آگرہ میں سکونت اختیار کی۔ بڑے متوکل اور تنہائی پسند بزرگ تھے۔

۱۰ شوال ۱۰۰۹ھ کو رحلت فرمائی۔ **مزار مبارک** محلہ ہینگ منڈی میں تکیہ وزیر شاہ کے اندر واقع ہے۔(بوستانِ اخیار، ص142.143)

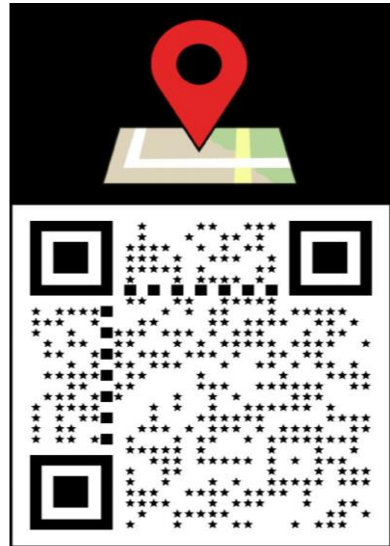
موجودہ حالت 2025ء

حضرت شیخ کمال رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر جانے کا آسان راستہ یہ ہے کہ صدر بھٹی چوراہے سے میراں حسینی چوراہے کی جانب آئیں اور میراں حسینی چوارہے سے ہینگ کی منڈی کی طرف آگے بڑھتے جائیں ہینگ منڈنی روڈ پر ملنگ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار آئے گا، ان کے مزار کے بغل سے نیچے کو ایک راستہ گیا ہے اس راستے سے جوں ہی اتریں گے تکیہ وزیر شاہ آجائے گی، بیچ میں چھوٹا سا ایک میدان بنا ہے اسی میدان کے پاس ایک مسجد ہے جس کا نام ”مسجدِ عائشہ“ ہے اسی مسجد میں گیٹ سے گھستے ہی شیخ کمال رحمۃ اللہ علیہ کا مزار واقع ہے۔ مزار کا نقشہ یہ ہے:

وزیر شاہ کی قبر

مسجد کا دروازہ		
کھالی جگہ	مسجد میں جانے کا راستہ	قبر
شیخ کمال کا مزار		
شیخ کمال کی بیٹھک		قبر
مہدی نامی خادم کی قبر		

مسجد کے گیٹ سے پہلے ہی ایک کچی سی قبر بنی ہے وہ قبر وزیر شاہ کی ہے جن کے نام سے یہ علاقہ تکیہ وزیر شاہ کہلاتا ہے۔ تکیہ وزیر شاہ میں بنے ہوئے کئی گھروں کے اندر بھی مزارات موجود ہیں لیکن نام وغیرہ کا کچھ پتا نہیں۔



حضرت شیخ کمال رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے Location کا **QR Code** اس کو اپنے موبائل سے **Scan** کیجیے، آپ کے موبائل پر **Location** کھل جائے گی، جس کی مدد سے آسانی کے ساتھ آپ مزار مبارک تک پہنچ سکتے ہیں۔

(41)۔شیخ محمدی چشتی صابری

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ شیخ عیسی کے فرزند رشید ہیں۔ جو صلحائے عہد سے قصبہ خیر آباد کے قریب موضوع گرچہ میں سکونت پذیر تھے۔ اسی موضع میں ۱۴ شوال ۱۰۲۱ ہجری کو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے عالم غیب سے عالم دنیا میں ظہور فرمایا۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ابتدائے حال میں لہو لعب میں مشغول تھے ہر چند والد بزرگوار نصیحت فرماتے، سمجھاتے بجھاتے مگر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ پر کچھ اثر نہ ہوتا تھا، آخر کار ایک دن آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے والد شیخ عیسی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے آپ کو عیاش لوگوں کے ساتھ دیکھ کر بہت مارا پیٹا۔ چونکہ مشیت الٰہی شامل حال تھی رگِ غیرت محرک ہوئی، اسی دن گھر سے نکل کر تحصیل علوم و فنون میں مصروف ہوئے۔ اور چند ہی مدت میں علوم ظاہری کی تحصیل سے فارغ ہو کر علوم باطنی کے حصول کی فکر دامن گیر ہوئی، جس نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو شیخ کبیر شاہ محب اللہ آلہ آبادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خدمت بابرکت میں پہنچادیا۔

۱۴ برس کامل آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ شیخ کبیر شاہ الہ آبادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خدمت میں رہے اور ان کے انفاس اور توجہ کی برکت سے ایسے کمال درجے پر پہنچے کہ ایک دن پیر روشن ضمیر نے نہایت مہربانی سے فرمایا کہ "محب اللہ اگر پیر خود راندیدی محمدی را بدیں کمال کہ دارد یافتی ارادت بوے آوردی" خوشا نصیب اس مرید کے جس کا پیر اس کے حق میں ایسا فرما دے۔

تکمیل کے بعد پیر بزرگوار رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے آگرہ کے قیام کا حکم دیا، آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اپنے وطن سے ہوتے ہوئے آگرہ تشریف لائے اور یہاں کی سکونت اختیار فرما کر

مخلوق خدا کو فیض پہنچانے لگے۔ چونکہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ارباب کمال کی ملاقات کے عاشق تھے لہذا بحکم "سِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ" سیاحی پر دل نہاد ہو کر چند روز تک ہندوستان کے مختلف شہروں کی سیر و سیاحت فرماتے رہے۔ اسی سلسلہ میں بمقام امروہہ متاہل ہوئے اس کے بعد کچھ مدت امروہہ اور کچھ عرصہ آگرہ میں قیام رہنے لگا۔

شیخ محب اللہ الہ آبادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی مسئلہ ٔوحدت الوجود پر خاص توجہ تھی اور بہت سے مسائل میں وہ شیخ اکبر محی الدین عربی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مقلد تھے اسی وجہ سے اکثر اہل عناد آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو زندقہ اور الحاد کی طرف منسوب کرتے تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے انتقال کے بعد آپ کا ایک رسالہ "تسویہ" عالمگیر بادشاہ کی نظر سے گزرا جس میں بظاہر بہت سی باتیں شریعت کے خلاف معلوم ہوتی تھیں اس وقت شیخ محب اللہ الہ آبادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے دو مرید و خلیفہ موجود تھے۔ ایک سید محمد چشتی قنوجی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ جو شاہ جہاں بادشاہ کے رفیق و استاد اور صاحب عزت وجاہ تھے۔ دوسرے شیخ محمدی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ۔

بادشاہ نے پہلے وہ رسالہ سید محمد چشتی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خدمت میں بھیج کر لکھا کہ رسالے کے مسائل کو احکام شریعت کے مطابق ثابت کیجئے ورنہ شیخ کی مریدی سے استغفار کر کے ان کے رسالے کو آگ میں جلا دیجئے۔ سید محمد چشتی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے شیخ کی مریدی سے انکار کیا یعنی ان کی بیعت توڑ دی۔ پھر وہ رسالہ بادشاہ عالم گیر نے شیخ محمدی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خدمت میں بھیجا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے درویشانہ دلیری سے جواب دیا کہ مجھے شیخ کی مریدی سے انکار نہیں، شیخ نے جن مقامات کے متعلق اس رسالے میں گفتگو فرمائی ہے ابھی میری

رسائی اس مقام تک نہیں ہوئی، جب اس مرتبہ پر پہنچوں گا حسب درخواست حل مشکلات لکھ کر ارسال خدمت کروں گا۔ اگر بادشاہ نے رسالے کے جلانے ہی کا مصمم ارادہ کر لیا ہے تو فقرائے متوکل کے گھر سے شاہی مطبخ میں آگ زیادہ موجود ہے۔ بادشاہ عالم گیر کو اس جواب پر بہت غصہ آیا، رسالے کو فوراً جلوادیا اور آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے واسطے حرمین شریفین کی زیارت کا فرمان صادر ہوا۔ حسب الحکم آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه تشریف لے گئے اور ۱۰۹۰ھ میں حرمین شریفین کی زیارت اور حج کا فخر آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کو حاصل ہوا۔ دو حج ادا فرما کر آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه ہندوستان میں واپس آئے، مخالفین اور اہل عناد نے پھر شور وغل مچایا اور بادشاہ کو بہکا کر نظر بندی کا حکم جاری کرا دیا۔

مدت تک آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه قلعہ اورنگ آباد میں نظر بند اور یاد خدا میں مصروف رہے اور اسی جگہ سے **تیسری رجب ۱۱۰۷ھ** فردوس بریں کو روانہ ہو گئے۔

نعش مبارک کو حسب وصیت آگرہ لا کر سپرد خاک کیا گیا۔ **"قطب زماں سوئے لامکاں رفت"** کے عدد آپ کی رحلت کی تاریخ ہے۔

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کا **مزار شریف** محلہ ہینگ منڈی میں متصل مندر آریہ سماج سڑک کے کنارے واقع ہے۔ پہلے یہاں عالی شان عمارت اور خانقاہ بنی ہوئی تھی امتداد زمانہ سے تمام عمارت مسمار ہو کر زمین غیر مسلموں کے قبضے میں پہنچ گئی یہاں تک کہ مزار بھی ایک مکان کے اندر ہو گیا تھا۔ چند سال کا عرصہ ہوا کہ شاہ بخاری صاحب نے جو ایک صاحب

تقوی اور متوکل بزرگ ہیں اس مکان کو خرید کر کے دالان و احاطہ تعمیر کروادیا ہے۔ دروازہ کی باہری پیشانی پر یہ تاریخ لکھی ہوئی ہے:

ساقی　عشق　شہ　محمد　ما
بود　سردار　میکشان　حب
حمزۂ　دہلوی　غلام　او
گفت　تاریخ　بد　مغان　حب

"بد مغان حب" کے عدد ۱۱۰۷ بنتے ہیں اور یہی آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے وصال کا ہجری سال ہے۔ (بوستانِ اخیار، ص158.161)

(42)۔ملنگ شاہ

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سلسلہ مداریہ کے بزرگوں میں سے ہیں۔ **مزار شریف** سڑک کے کنارے محلہ ہینگ منڈی متصل وکٹوریہ اسکول واقع ہے۔

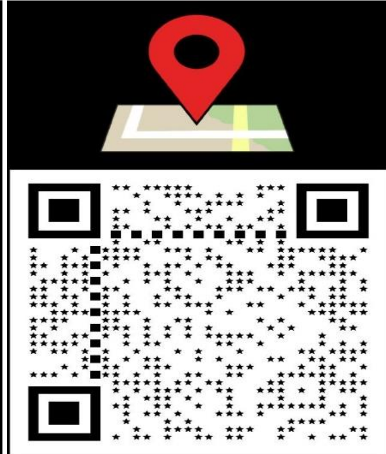
تین دوکانیں اس مزار کے متعلق موجود ہیں۔(بوستانِ اخیار، ص 213)

موجودہ حالت 2025ء

حضرتِ ملنگ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہینگ کی منڈی والے روڈ پر روڈ کے کنارے واقع ہے۔ میراں حسینی چوراہے سے سیب کے بازار کی طرف جاتے ہوئے ریڈیو مارکیٹ کے پاس۔ آپ کے مزار مبارک سے ایک راستہ ڈھلان سے نیچے کی طرف گیا ہوا ہے۔ وکٹوریہ اسکول اب کافی دور ہے۔

آپ کا مزار مبارک بوسیدہ حالت میں ایک کمرے کے اندر ہے۔ مزار سادہ، فرش بالو اور سیمنٹ کا۔ مزار کے تعویذ پر تختی نہیں لگی۔ کمرے کے دروازے کے اوپر ایک پتھر لگا ہوا ہے جس پر **"حضرت بابا ملنگ شاہ رحمۃ اللہ علیہ، عرس مبارک ۷ اصفر"** لکھا ہوا ہے۔

حضرت ملنگ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے Location کا **QR Code** اس کو اپنے موبائل سے **Scan** کیجیے، آپ کے موبائل پر **Location** کھل جائے گی، جس کی مدد سے آسانی کے ساتھ آپ مزار مبارک تک پہنچ سکتے ہیں۔



محلہ میراں حسینی (ہینگ کی منڈی)

(43)۔شیخ عارف حسینی (میراں عارف حسینی)

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سید شاہ اسماعیل صفوی کی اولاد میں ہیں۔ اسم با مسمی یعنی عارف خدا اور بہت بڑے صاحب باطن اور اہل کرامت وولایت بزرگ تھے۔ عامل کامل اور زہد و تقویٰ میں بے نظیر تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے بڑی بڑی ریاضتیں اور مجاہدے کئے تھے۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا کھانا جو کی جلی ہوئی روٹی اور کڑوی گھاس تھی کہ سوائے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے کسی میں اس کے کھانے کی طاقت نہ تھی۔

شریعت کی اتباع میں بڑے ثابت قدم تھے۔ عین اکبر بادشاہ کے دربار میں اذان کہہ کر نماز پڑھا کرتے تھے۔ جب اکبر بادشاہ کی ملاقات کو تشریف لے جاتے تو وہ ایک زریں پیالہ میں مشک و کافور اور بہت سی خوشبوئیں ڈال کر بطور تحفہ پیش کیا کرتا تھا۔ اکبر بادشاہ بہت التجا کرتا تھا کی کہ کچھ جاگیر یا نقد روپے لے لیجیے مگر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے قبول نہ فرمایا اور ہمیشہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے یہی جواب دیا کہ روپے اپنے خادموں کو دو کیونکہ وہ بہت بد حال ہیں۔

ایک روز اکبر بادشاہ نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے کہا کہ یا تو آپ ہم سے ہو جائیں یا ہمیں اپنا سا کرلیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا کہ ہم نامراد لوگ آپ جیسے کیسے ہو سکتے ہیں؟ اگر تم ہم سے ہونا چاہو تو ہمارے پاس آکر بیٹھ جاؤ۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے سیاحی بہت فرمائی۔ گجرات، پنجاب اور کشمیر، تبّت غرض کہ دور دور تک پھرے، ہر جگہ بہت ساری کرامات آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے ظاہر ہوئیں۔ گول کاغذ کاٹ کر جلتی ہوئی انگیٹھی (آگ) میں ڈال دیتے اور اس میں سے اشرفیاں (سونے کے سکے) نکال کر سب حاضرین مجلس کو تقسیم کر دیتے تھے۔ سردی کے موسم میں گرمی کے اور گرمی کے موسم میں سردی کے موسم کے میوے لوگوں کو عنایت فرماتے تھے۔

اگر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو کسی حجرہ میں تالا لگا کر بند کر دیا جاتا تھا تو خود بخود وہاں سے نکل کر دوسری جگہ ظاہر ہو جاتے تھے۔ آپ ہمیشہ منہ پر نقاب ڈالے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ کشمیر میں اکبر بادشاہ نے شیخ ابو لفضل اور حکیم ابو الفتح کو آپ کی خدمت میں بھیجا انہوں نے خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اگر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نقاب کو اٹھالیں تو ہم آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے دیدار مبارک سے مشرف ہوں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے انکار فرمایا اور کہا کی فقیروں کو ستانا اچھا نہیں۔ حکیم ابو الفتح کے مزاج میں شوخی اور گستاخی زیادہ تھی اُس نے انکار کے باوجود آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے نقاب کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اس پر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو جلال آگیا اور نقاب اتار کر زمین پر پھینک دیا اور فرمایا کہ معاذ اللہ میں مجذوب و معیوب نہیں ہوں لو میرا منہ دیکھ لو۔ مگر حکیم یاد رکھنا تو نے میرا منہ تو دیکھ لیا ان شاء اللہ دو ہفتے کے بعد اس کا نتیجہ بھی دیکھ لے گا۔ چنانچہ پورے پندرہ دن نہ گزرے تھے کہ حکیم ابو الفتح یکایک اسہال کبدی کے مرض میں مبتلا ہو کر انتقال کر گیا۔

۲۱ ربیع الثانی ۱۰۰۶ھ بمطابق ۱۵۹۷ء کو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ عالم ناسوت سے عالم ملکوت کی سیاحی کو روانہ ہو گئے۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** مسجد محلہ میراں حسینی میں زیارت گاہ ہے۔

یہ محلہ اور مسجد آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ہی کے نام سے موسوم اور محلہ کی بیشتر زمین اب تک مسجد و مزار کے اخراجات کے واسطے وقف اور زیر اہتمام کمیٹی لوکل ایجنسی ہے۔

(بوستانِ اخیار، ص93.94.95)

موجودہ حالت 2025

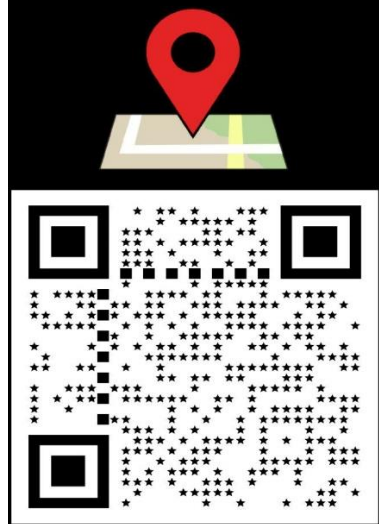
حضرت شیخ عارف حسینی المعروف میراں عارف حسینی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک صدر بھٹی چوراہے سے میراں حسینی چوراہے کی طرف جاتے ہوئے میراں حسینی چوراہے سے پہلے سیدھے ہاتھ پر گلی کے اندر موجود مسجد کے اندر محراب سے الٹے ہاتھ کی جانب ایک کمرے میں واقع ہے۔ پہلے مسجد کا نام ''مسجد میراں حسینی'' تھا لیکن اب لوگوں نے ''مسجدِ عائشہ'' نام رکھ دیا ہے۔

مسجد کے محراب کے سیدھے ہاتھ پر بھی ایک کمرہ ہے اور اس میں بھی کئی مزارات بنے ہوئے ہیں لیکن کچھ پتا نہیں چل سکا کہ وہ مزارات کن کے ہیں۔

مزار کے ارد گرد لکڑی کی چھوٹی سی جالی لگی ہے، فرش پر ماربل اور تعویذ کی تختی پر نام و تاریخ بوستانِ اخیار کے حوالے سے لکھی ہوئی ہے لیکن بوستانِ اخیار میں ۱۰۰٦ھ ہے جبکہ مزار کی تختی میں ۱۰۰۴ھ لکھی ہوئی ہے۔

مزار مبارک پر ایک خوبصورت گنبد بھی بنا ہوا ہے جس کا اکثر حصہ مسجد کی عمارت میں دبا ہوا ہے۔

حضرت شیخ عارف حسینی (میراں عارف حسینی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے Location کا **QR Code** اس کو اپنے موبائل سے **Scan** کیجیے ، آپ کے موبائل پر **Location** کھل جائے گی ، جس کی مدد سے آسانی کے ساتھ آپ مزار مبارک تک پہنچ سکتے ہیں۔





(44)۔شیخ فتح اللہ

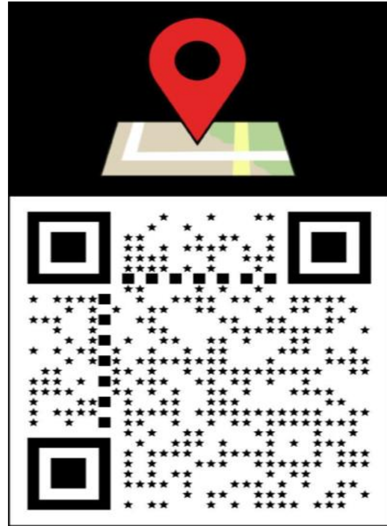
آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ طریقۂ ولایت کے راز دار، طالبانِ خُدا کے رہنما اور حضرت شاہ ابو العلی رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کے ہم عصر تھے۔ آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کا **مزار مبارک** محلہ نائی منڈی میں متصل چوراہا کچہری کلکٹری پکی سڑک کی کنارے واقع ہے۔(بوستانِ اخیار، ص132)

موجودہ حالت 2025

حضرت شیخ فتح اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک صدر بھٹی چوراہے سے ڈھاکران کی جانب جانے والے روڈ پر چوراہے سے دو بلڈنگ چھوڑ کر الٹے ہاتھ میں روڈ کے کنارے مسجد ہے جس کا نام ''مسجد فتح اللہ'' ہے اسی مسجد میں پیچھے کی جانب آپ کا مزار مبارک واقع ہے۔ اسی مسجد میں آگے کی جانب ایک اور مزار ہے مگر صاحبِ مزار کا نام معلوم نہ ہو سکا مگر لوگ انہیں حافظ صاحب کے نام سے جانتے ہیں۔

آپ کے مزار پر نام و تاریخ کی تختی نہیں لگی ہے۔

حضرت شیخ فتح اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے Location کا QR Code۔ اس کو اپنے موبائل سے Scan کیجیے، آپ کے موبائل پر Location کھل جائے گی، جس کی مدد سے آسانی کے ساتھ آپ مزار مبارک تک پہنچ سکتے ہیں۔



سیب کا بازار

(45)۔شیخ بڈھن شطّاری

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ شیخ عبد اللہ شطّاری مانڈوی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی اولاد میں ہیں۔ شیخ حافظ جونپوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خدمت سے جو شیخ عبد اللہ شطّاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے خلیفہ ہیں، دونوں طرح کے علم اور دونوں جہاں کی سعادت کا سرمایہ تحصیل کر کے بہت سے کمالات فراہم کئے تھے۔ سلطان سکندر لودی کے زمانے میں آگرہ میں مقیم اور اپنے مریدوں کو خانوادۂ شطّاریہ کے مطابق تعلیم و تلقین فرمایا کرتے تھے۔

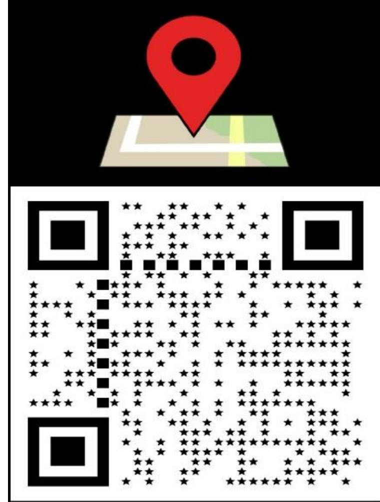
مزار مبارک غالباً اسی مقام پر ہے جہاں بازار سیب میں ایک طاق بنا ہوا ہے، جو مقام مزار پر بطور یادگار بنا دیا گیا ہے اور بڈھن شہید کے نام سے موسوم ہے۔ سالانہ عرس ہوتا ہے۔ (بوستانِ اخیار، ص56)

موجودہ حالت 2025

حضرت شیخ بڈھن شطاری رحمۃ اللہ علیہ کا **مزار مبارک** اب تو موجود نہیں ہے البتہ کافی تلاش کے بعد "**سیب کا بازار**" کے روڈ کے کنارے ایک طاق نظر آیا، اس کے بارے میں کئی لوگوں سے پوچھا مگر کچھ جواب نہ ملا، ہو سکتا ہے کہ یہی طاق حضرت شیخ بڈھن شطاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کا ہو۔

اس طاق تک پہنچنے کا راستہ یہ ہے کہ فوارہ چوراہے سے سیب کے بازار والے روڈ کی طرف جائیں ، یہ طاق الٹے ہاتھ پر ”رادھا کرشنہ انٹرپرائز“ اور ”پنجاب سلائی مشین“ ان دونوں دوکانوں کے بیچ میں بنا ہے۔

حضرت شیخ بڈھن شطاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے Location کا **QR Code**۔ اس کو اپنے موبائل سے **Scan** کیجیے، آپ کے موبائل پر **Location** کھل جائے گی ، جس کی مدد سے آسانی کے ساتھ آپ مزار مبارک تک پہنچ سکتے ہیں۔



نائی کی منڈی

(46)۔سید حسین شہید

آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کا **مزار مبارک** صاحب مفتاح التواریخ نے متصل نائی کی منڈی لکھا ہے۔راقمِ بوستاں نے ہر چند تلاش کیا مگر کچھ پتہ نہیں چل سکا، ممکن ہے کہ آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کا وہ مزار ہو جو متصل مسجد میر اں حسینی کا تعویذ بلند چبوترہ پر واقع ہے اور عوام الناس میں سید پہلوان کے نام سے موسوم ہے، کیونکہ اس کا تعویذ بہت پرانا معلوم ہوتا ہے اور کتبہ بھی لکھا ہوا ہے جس کے حروف بوسیدہ ہونے کی وجہ سے پڑھنے میں نہیں آتے۔ بہرِ حال آپ کے مزار پر یہ اشعار لکھے ہوئے تھے:

جوان سرو قد ے گلعذار رعنائے
فتاد در کف ظلوم ظلم دروں

ز اصل .... بود از رسول خدا
شہید گشت دریں بے وفائے دنیا دوں

گذشتہ بود چونہ روز ماہ ذا الحجہ
ز سال نہ صد و جہل و چہار بعد ازاں

امیر سید حسین شہید شہدا اند
کہ ابن سید قریش ابل....

بر سر تربت ماچوں گذری ہمت خواہ

کہ زیارت گہ رندان جہاں خواہد بود

(بوستانِ اخیار، ص 72.73)

(47)۔سید کمال شہید

آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ شہدائے اکبر آباد سے ہیں۔ **مزار مبارک** محلہ نائی منڈی میں پیش دربازہ مسجد محلہ اتھائیں واقع ہے۔(بوستانِ اخیار، ص 142)

(48)۔محمد مجاہد شہید

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ شہدائے اکبر آباد کے زمرہ میں ہیں۔ **۹۸۴ھ بمطابق ۱۵۷۶ء** میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے شہادت پائی۔ **مزار مبارک** محلہ شاہ ولایت نائی منڈی میں متصل درگاہ سید علاؤ الدین مجذوب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ایک گنبد کے اندر واقع ہے جو داروغہ عاشق علی صاحب کی ملکیت میں ہے۔ گنبد کے اندر اب تعویذ ندارد ہے اور دروازے بھی بند کر دیے گئے ہیں۔ اندر کلمہ طیبہ۔ اللہ۔ محمد اور بیرونی محرابوں کی پیشانی پر چونے میں آیات قرآنی منقوش ہیں۔ جنوبی پیشانی پر یہ تاریخ لکھی ہوئی ہے۔

محمد مجاہد جوان ہزبر
ز پیران دیریں چواوکس ندید
گریزاں شدے رستم داستاں
چہ در معرکہ تیغ کیں می کشید
عدودید چوں در کف اوکماں
ہماں دم زسر مرغ روحش پرید
بہ کف تیغ تیزش بروز نبرد
--- --- --- --- --- سر برید
چو گوئی جوان بخوبی او
خدائے جہاں کم و گر آفرید

بسے آں جواں بود چوں نیک بخت
ازاں گشت در دست کافر شہید
رساندند با مادرش این خبر
کشید آہ از دل گریباں درید
چو شد گشتہ ناگاہ تاریخ او
رقم کردہ خامہ شہادت رسید
(بوستانِ اخیار، ص 201.202)

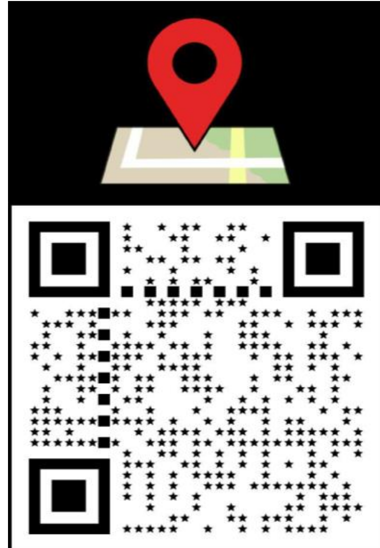
موجودہ حالت 2025

حضرت مجاہد شہید رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک اب بھی حضرت علاء الدین مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے دکھن کی جانب ایک گنبد کے اندر واقع ہے۔اب سے دس بارہ سال پہلے اس مزار کی زمین ایک سندھی کے قبضہ میں تھی،اس نے مزار مبارک کو ختم کر کے اپنا آفس بنالیا تھا پھر ایک مسلمان نے اس زمین کو خرید کر اپنے قبضہ میں لیا اور مزار مبارک کی تعمیر کروائی۔

مزار پر نام و تاریخ کی تختی نہیں لگی ہے اور گنبد کے محرابوں پر لکھی ہوئی عبارت بھی اب نظر نہیں آتی۔

آپ کے مزار مبارک پر جانے کا راستہ یہ ہے کہ ڈھاکران کراسنگ سے صدر بھٹی والے روڈ پر جائیں کچھ دور چلنے کے بعد الٹے ہاتھ پر ایک روڈ اندر بستی کی جانب جا رہا ہے اس روڈ سے اندر جائیں اور کسی سے دریافت کر لیں کہ حضرت علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کے

مزار مبارک کہاں ہے؟ حضرت علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر پہنچ کر دکھن جانب دیکھیں تو ایک گنبد نظر آئے گا، وہاں موجود لوگوں سے اس گنبد پر جانے کا راستہ پوچھ لیں اور جا کر حاضری کی سعادت حاصل کریں۔



حضرت محمد مجاہد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے Location کا **QR Code**۔ اس کو اپنے موبائل سے **Scan** کیجیے، آپ کے موبائل پر **Location** کھل جائے گی، جس کی مدد سے آسانی کے ساتھ آپ مزار مبارک تک پہنچ سکتے ہیں۔

(49)۔ہانڈی موقوف شاہ

آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کا اسم مبارک شاہ بایزید اور خطاب عاشق الٰہی تھا۔ پنجاب کے باشندہ سید شاہ عبد الرحمن دہلوی رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کے مرید اور خاندان سہروردیہ قادریہ کے ساتھ تعلق رکھتے تھے۔ آخر میں جذبات الٰہی میں بیخود ہو کر مست مولی ہو گئے۔ آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کی عجیب وغریب کرامتیں مشہور ہیں۔

ایک دن تکیہ میں بیس پچیس عرب درویش یکایک تشریف لے آئے، آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ نے ہانڈی موقوف دیگدان جاری ارشاد فرما کر ہانڈی کو تو زمین میں گڑوادیا اور خالی دیگ دیگدان پر چڑھوا دی اور اسی میں سے نہایت لذیذ کھانے نکال کر مہمانوں کو کھلوا دیے۔ اُس دن سے ہانڈی موقوف شاہ آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کا لقب پڑ گیا۔ چنانچہ اب تک آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کا **مزار مبارک** اور تکیہ جو محلہ نائی منڈی میں واقع ہے اسی نام سے موسوم ہے۔

نواب نجف خاں کو آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کی خدمت میں بہت اعتقاد تھا اور ایک روپیہ یومیہ تکیہ کے اخراجات کے واسطے مقرر کر دیا تھا جسے مہاراجہ سیندھی نے بھی اپنے حکومت کے زمانے میں جاری رکھا۔ اسی زمانے سے اب تک سرکاری خزانہ سے صفدر شاہ جو موجودہ گدی نشین ہیں ان کو ملتے ہیں۔

فدا شاہ، ہدی شاہ، نہایت شاہ آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کے تین چیلے بہت زبر دست اور صاحب کمال تھے۔ ان تینوں کے مزار تکیہ کے اندر موجود ہیں۔

۱۶ شعبان کو عرس ہوتا ہے۔ تکیہ کے قریب کی زمین جس میں غلہ وغیرہ کی منڈی لگتی ہے اسی تکیہ کے متعلق معاف یعنی وقف ہے۔ (بوستانِ اخیار، ص250)

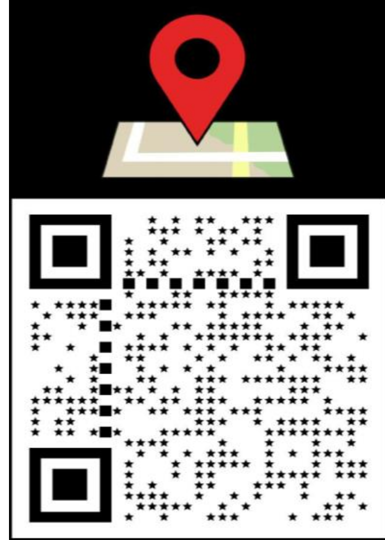
موجودہ حالت 2025

حضرت شاہ بایزید المعروف ہانڈی موقوف شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ڈھاکران چوراہے سے گلہ منڈی کی طرف جاتے ہوئے الٹے ہاتھ پر دو کانوں کے بیچ گلی کے اندر ہے۔ مزار سے قبلہ جانب ایک مسجد ہے جس کا نام ''مسجد ہانڈی موقوف شاہ'' ہے۔ابھی مزار پر تعمیری کام جاری ہے لوگوں نے بتایا کہ ان شاء اللہ مزار کے اوپر ایک شاندار گنبد بنایا جائے گا۔ آپ کا عرس ۱۶ شعبان کو ہوتا ہے۔

مزار کے قریب رہنے والے ایک شخص نے آپ کی ایک کرامت یہ بیان کی کہ گوالیر کے راجہ سندھیہ کے اولاد نہیں ہو رہی تھی، کسی نے کہا تم آگرہ میں موجود شاہ بایزید المعروف ہانڈی موقوف رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جاؤ اگر انہوں نے دعا کر دی تو ضرور تم کو اولاد کی نعمت مل جائے گی۔ چنانچہ وہ آپ کے پاس آیا آپ نے فرمایا: نو مہینے بعد تمہارے یہاں بیٹا پیدا ہو گا۔ نو مہینے کے بعد یقیناً اس کے یہاں بیٹا ہوا۔ راجہ سندھیہ آپ کی بارگاہ میں دوبارہ حاضر ہوا اور کہنے لگا: حضور! میں آپ کو کچھ نذر پیش کرنا چاہتا ہوں، آپ نے فرمایا: مجھے اس کی حاجت نہیں۔ راجہ سندھیہ نے اصرار کیا اور سونے، چاندی، ہیرے، جواہرات سے بھرا ہوا تھال آپ کے سامنے رکھ دیا۔ آپ نے اس تھال کو دیکھ کر وہاں پر موجود نیم کے درخت کو ہلایا، جس سے سونے، چاندی، ہیرے، جواہرات گرنے لگے۔ آپ نے فرمایا: تیرے سونے، چاندی، ہیرے، جواہرات سے زیادہ میرے پاس پہلے سے ہی ہیں لہذا تم ان کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔

آپ کے مزار کے آپ پاس کئی اور مزارات اور قبریں بنی ہیں لیکن آپ کے تینوں چیلوں کے مزارات کون سے ہیں نہیں پتا چل سکا۔

حضرت شاہ بایزید المعروف ہانڈی موقوف شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے Location کا **QR Code** ۔ اس کو اپنے موبائل سے **Scan** کیجیے، آپ کے موبائل پر **Location** کھل جائے گی، جس کی مدد سے آسانی کے ساتھ آپ مزار مبارک تک پہنچ سکتے ہیں۔



(50)۔ہاتھی شاہ

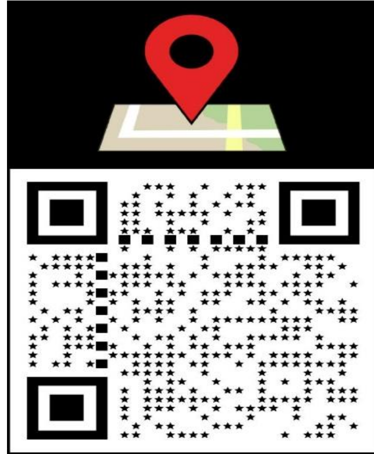
آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ آگرہ کے پرانے بزرگوں میں ہیں۔ خرق عادات کی اکثر روایتیں اب تک مشہور چلی آتی ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا مزار کٹرہ ہاتھی شاہ من محلات نائی منڈی میں واقع ہے۔ جو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ہی کے نام نامی سے موسوم ہے۔(بوستانِ اخیار، ص 251)

موجودہ حالت 2025

حضرت ہاتھی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو تلاش کرنے میں کافی وقت لگا کہ جس سے پوچھتے تھے غلط راستہ بتاتے تھے بالآخر اللہ پاک کے کرم سے گھومتے گھماتے مزار مبارک پر پہنچ گیے۔ آپ کا مزار مبارک نائی کی منڈی کے محلہ ڈیرہ سرس کے قبرستان کے قریب تیراہے پر بنی ہوئی ہے۔

مزار مبارک کے تین طرف اسٹیل کی ریلنگ لگی ہے، تختی پر بوستان اخیار کی پوری عبارت لکھی ہوئی ہے جس کے آدھے حروف پڑھنے میں آتے ہیں اور آدھے نہیں۔ فرش بالو اور سیمنٹ کا ہے۔ کاش کہ کوئی عاشقِ اولیاء تختی اور فرش پر ماربل وغیرہ لگوادے۔

حضرت ہاتھی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے Location کا QR Code۔ اس کو اپنے موبائل سے Scan کیجیے، آپ کے موبائل پر Location کھل جائے گی، جس کی مدد سے آسانی کے ساتھ آپ مزار مبارک تک پہنچ سکتے ہیں۔



(51)۔عبداللہ

آپ رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے اصلی نام کا کچھ پتا نہیں چل سکا۔ آپ رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا مزار مبارک جھجری والے سید کے نام سے مشہور اور بہت سے لوگوں کو گرویدہ کئے ہوئے ہے۔

مزار مبارک نائی کی منڈی اور موتی کٹرہ کے درمیان میں پکی سڑک کے کنارے واقع ہے۔

(بوستانِ اخیار، ص104)

(52)۔سید علاء الدین مجذوب المشہور بہ علادل بلادل

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سید سلیمان کے فرزند ارجمند اور سید حسن حسینی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے پوتے ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے جد امجد سید حسن رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ مدینۂ منورہ سے آکر ہندوستان کی سیر سے عبرت حاصل کرتے تھے کہ قصبہ ردولی (ضلع بارہ بنکی) میں اتفاق سے گزر ہوا۔ یہاں کی خاک دامنگیر ہوئی اور آب وہوا ایسی پسند آئی کہ سیاحی کو چھوڑ کر یہیں آباد ہو گئے۔

چند روز کے بعد متاہل ہوئے اور رفتہ رفتہ مکان، خاندان، فرزند، خویش، متعلقین، درویش بہت سے فراہم ہو گئے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند رشید سید سلیمان نے بہت کچھ ترقی کی اور درویشی سے امارت کے درجہ پر پہنچے۔ جب ان کی حیات کا پیمانہ لبریز ہوا تو انہوں نے اپنا مال و سامان، دیہات و زراعت بہت کچھ چھوڑا۔ جس کی تقسیم پر ان کے بیٹوں کے درمیان جھگڑا پیدا ہوا۔ **شیخ علادل رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نجیب الطرفین** لیکن سب بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے اس وجہ سے چند بھائیوں نے برادران یوسف کی طرح آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے مارڈالنے کا قصد کیا۔ ماں کی مامتا مشہور ہے کسی طرح آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی ماں کو حسد کا حال معلوم ہو گیا اور وہ سب مال و دولت پر لات مار کر اپنے فرزند عزیز کو لے کر پوشیدہ طور سے قصبہ سے نکل کھڑی ہوئیں۔

سفر حجاز کا عزم بالجزم کرکے روانہ ہوئیں۔ دن میں بھیڑیا صفت بھائیوں کے پیچھا کرنے کے خوف سے کسی اندھیری جگہ میں چھپی رہتیں اور رات میں جتنی طاقت ساتھ دیتی تھی راستہ چلتی رہتی تھیں۔ غرضکہ اسی طرح جنگل و بیابان کو پار کرکے حرمین شریفین کی

زیارت سے مشرف ہوئیں اور دونوں مقامات مقدسہ میں اپنے بیٹے کے لیے رات و دن دعائیں مانگتی رہیں۔

چند سال کے بعد مہربان ماں کا سایہ بھی آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کے سر سے اٹھ گیا۔ ایک تو غربت کی کوفت تھی اُس پر یہ دردورقت اور بڑھ گیا۔ چونکہ مشیت الٰہی شامل حال تھی آپ کا خیال علم کی طرف مائل ہوا اور ایک مدت تک اُن اطراف میں رہ کر رسمی علوم کی تحصیل کی، پھر بزرگانِ اسلام کی سنت پر کمر باندھ کر پرکار کی طرح تمام جہان کا گشت لگایا اور سیکڑوں بزرگان دین کی خدمت سے فیض و کمالات کے ذخیرے فراہم کر کے ہندوستان واپس آئے۔

کچھ مدت تک سامانہ میں قیام کیا۔ پھر دہلی میں تشریف لائے اور افادت دستگاہ میاں لاڈن کنبوہ مفتی دہلوی کے درس میں بیٹھ کر تفسیروں کا مطالعہ کیا اور ہمیشہ مزار فائض الانوار **خواجہ قطب الدین بختیار کاکی** رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ پر حاضر ہو کر فروغ معنوی کی دعائیں مانگا کرتے تھے۔ آخر کار مہربان ماں کی اور آپ کی دعاؤں نے بارگاہ الٰہی میں شرف قبولیت کا خلعت پایا اور جذبۂ مطلق نے جو حقیقی وحدت سے مقید تھا آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کو اچک لیا اور آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ صاحب ولایت کے خلعت سے مشرف ہو کر دارالخلافت آگرہ میں رونق افروز ہوئے۔

بابر بادشاہ کی سلطنت کا زمانہ تھا کہ آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ نے جمنا کے کنارے پر ایک حجرہ تجویز کر لیا اور قرآن شریف کی تلاوت اور تفسیر قرآن کے مطالعہ میں مصروف ہوئے۔

شاہ فخر الدین مداری رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ کے تشریف لانے تک (جن کا مزار مبارک جیونی منڈی آگرہ مل کے قریب ہے) آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ اسی جگہ مقیم رہے۔اس کے بعد اس مقام پر جہاں اب آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ کا مزار مبارک واقع اور محلہ دربار شاہ جی یاشاہ ولایت کے نام سے موسوم ہے آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ چلے آئے۔

آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ کی نظر میں کیمیائی اثر اور بات میں مقبولیت کی تاثیر تھی۔ جذبات الٰہی میں بیخود اور دریائے توحید میں غرق رہتے تھے۔ سینہ پر خدائی علم تحریر تھا جو کچھ زبان سے نکل جاتا وہ تقدیر الٰہی کا نوشتہ ہوتا تھا۔ کشف و کرامات بے شمار اور خرق عادات بے تعداد ہیں۔ ابو الفضل نے آئین اکبری میں لکھا ہے اور خود شیخ مبارک سے گلزار ابرار میں منقول ہے کہ جب میں گجرات سے آگرہ میں آیا تو سب سے پہلے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر امیدوار بشارت ہوا۔ آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ نے فرمایا کہ اسی سعید شہر میں تم کو قیام کرنا چاہیے۔ تمہارے خاندان میں عالی درجہ فرزند، وافر علم اور کثیر دولت یہ سب نعمتیں بہت جلد نصیب ہونے والی ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ تمہارے سلسلہ میں ایک جاں گزا آفت اور مہلک فتنہ پیدا ہو گا جو تہمت اور بدنامی کا باعث ہونے والا ہے ۔ اندیشہ نہ کرنا کیونکہ قرآنِ پاک کے سورۂ الضحیٰ میں اللہ پاک کا ارشاد ہے ”تمہارا پروردگار نہ تو تم سے دست بردار ہوا اور نہ ناخوش ہوا اور تمہارا انجام آغاز سے بہتر ہے“۔ انجام کار خیریت ہے، آپ کے دل خوش کن یعنی دل کو خوش کرنے والے کلمات فرمانے کے بموجب آخر کار روز افزوں آثار نظر آنے لگے۔

اخبار الاخیار میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے لکھا ہے کہ میرے چچا مکرم شیخ رزق اللہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ ایک دن کسی فرزند کے نہ ملنے کی خبر سے سخت متردد تھا اور دل میں خیال کرتا تھا۔ کہ اُس کی خیریت کے واسطے صدقہ کی منت مانوں یا قرآن شریف پڑھوں یا اسمائے الٰہی میں سے کسی اسم کا ورد کروں۔ اسی خیال وتردد میں حضرت علاء الدین رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی خدمت میں گیا آپ نے مجھے دیکھتے ہی آیہ کریمہ "فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآن" پڑھ کر فرمایا: قرآن شریف پڑھنا سب سے بہتر ہے۔

شیخ حاتم سنبھلی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ جو آپ کے ہم عصر اور ہندوستان کے مشاہیر علمائے با عمل سے تھے کسی سے یہ سن کر کہ آپ شرعی احکام کے دائرہ سے باہر قدم رکھ کر کرامات اور مقامات کا دعوی کرتے ہیں۔ آگرہ میں آئے، جب آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو قبل اس کے کہ اپنے اعتراضی مسائل بیان کریں خود بخود ان کا شافی جواب آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی زبان مبارک سے سن کر حیران رہ گئے اور عقیدت و اخلاص کے لباس سے مشرف ہو کر واپس ہوئے۔

شیخ نظام نارنولی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کو جو قطب زمانہ تھے اُن کے پیر رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی خدمت میں بھیجا اور فرمایا کہ جس مقام کے واسطے وہ مجذوبِ الٰہی فرمائیں وہیں سکونت اختیار کرو۔ جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے فرمایا کہ اے ثانی نظام تمہارے ظہور کی جگہ نارنول ہے اور تمہارے کام کی رونق اور اُس کا اجرا اسی مقام کے ساتھ وابستہ ہے جو وقت پر وقوع میں آئے گا۔

میر رفیع الدین محدث اکبر آبادی رَحۡمَةُ اللّٰهِ عَلَيۡه کو بھی آپ سے بہت عقیدت تھی جو کوئی خاص بات پیش آتی کسی کو آپ کی خدمت میں بھیج کر دعا اور صلاح کی التماس کرتے اور سب حسب الحکم تعمیل کرتے تھے۔

اس قسم کی سیکڑوں عمدہ عمدہ کرامتیں اور خرق عادات آپ رَحۡمَةُ اللّٰهِ عَلَيۡه کی تاریخوں اور تذکروں اور ملفوظات میں بیان کی گئیں اور بہت سی اب تک لوگوں کی زبانوں پر ہیں، لیکن چونکہ بوستان اخیار مختصر کتاب اور طوالت سے خالی ہے لہذا حوالۂ قلم کرنے سے مجبوری ہے۔ اب تک مزار اقدس کی عقیدت و محبت کا طوق شہر کے ہزاروں مسلمان اور غیر مسلمان باشندوں کے گلوں میں پڑا ہوا ہے اور ہزارہا لوگ اس آستانہ عالی سے دنیا و دین کی مرادیں پاتے ہیں۔

آگرہ شہر خصوصاً نائی کی منڈی میں جس قدر شادیاں ہوتی ہیں۔ دلہن دولھا رخصت کے بعد سب سے پہلے اسی دربار میں حاضر ہو کر اپنے گھر جاتے ہیں۔

۱۷ ذی القعدہ ۹۵۳ھ بمطابق ۱۵۴۶ء کو آپ رَحۡمَةُ اللّٰهِ عَلَيۡه نے اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ فرمایا اور بہشت نشینوں کے ہم نشین ہوئے۔

مزار مبارک پر ایک گنبد ہے جو آٹھ ستونوں پر قائم ہے۔ گنبد کے قریب وہ مسجد واقع ہے جس کے دیکھنے کے واسطے بہت سے سیاح آیا کرتے ہیں۔ مشہور ہے کہ اس مسجد کی تعمیر میں خود آپ رَحۡمَةُ اللّٰهِ عَلَيۡه بھی شامل اور سنت نبوی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّم کی پیروی میں سرگرم تھے۔

ایک موقع پر آپ کی دعا سے آدھی مسجد زمین میں دھس گئی تھی جو اب تک اسی حالت پر ہے۔ واللہ اعلم بالصواب (بوستانِ اخیار، ص 124.128)

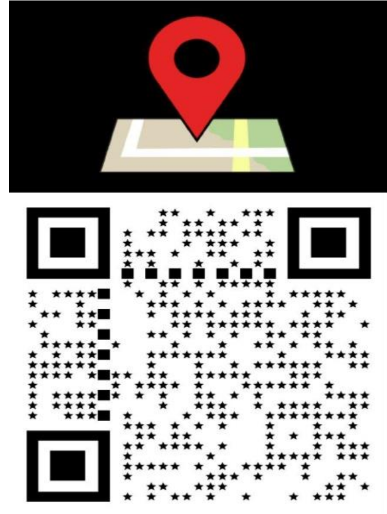
موجودہ حالت 2025

حضرت علاء الدین مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ڈھاکران چوراہے سے صدر بھٹی کی جانب جاتے ہوئے اندر بستی میں واقع ہے جو کہ "شاہ جی" کے نام سے مشہور ہے۔ اب بھی آپ کے مزار کا گنبد آٹھ پلروں پر بنا ہوا ہے۔ بغل میں مسجد بھی ہے اور آپ کے پائینتی کھجور کا ایک درخت ہے۔ آپ پاس کئی ساری قبریں ہیں۔ اور دکھن کی جانب حضرت محمد مجاہد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی مزار ہے۔ مزار مبارک کے تعویذ میں جو تختی لگی ہوئی ہے اس کے کافی حروف مٹ چکے ہیں۔

آپ کی کرامت سگِ عطار نے بھی دیکھی ہے اور وہ یہ کہ آگرہ کے اولیائے کرام کی مزارات کو تلاش کرنے میں کافی دشواریاں پیش آ رہی تھیں، روزانہ چار پانچ گھنٹے گھومنے کے باوجود کبھی تین مزار پر اور کبھی چار مزار پر حاضری ہوتی، سارا وقت تلاش کرنے میں ہی گزر جاتا کیونکہ اب آبادی بھی بڑھ چکی ہے اور محلوں کے نام بھی بدل چکے ہیں۔ آپ کے مزار پر پہنچ کر سگِ عطار نے فاتحہ پڑھ پڑھی اور حضرت علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں عرض کیا: حضور! مزارات کو تلاش کرنے میں کافی دشواری ہو رہی ہے روزانہ تین سے چار مزارات پر ہی حاضری ہو پاتی ہے اگر یہی حال رہا تو کئی مہینے لگ جائیں گے۔ اب آپ مجھے ہمت عطا کیجیے اور مدد گار دیجیے ورنہ میں کل سے یہ کام چھوڑ رہا ہوں۔

یہ عرض کرنے کے بعد مغرب کی نماز ادا کی اور نماز ادا کرنے کے بعد فوراً ایک شخص سے ملاقات ہوئی اس نے کہا: میں نے آپ کو کافی دور سے دیکھا تو ملاقات کے لیے چلا آیا، آپ یہاں کس لیے آئے ہیں؟ میں نے ان کو سارا حال بتایا انہوں نے کہا میں آپ کو مزاروں پر لے چلتا ہوں۔ پھر اس دن کے بعد الحمد للہ! کڑی سے کڑی جڑتی چلی گئی اور مددگار ملتے رہے اور ایک ایک دن میں کبھی دس کبھی بارہ اولیائے کرام کی بارگاہوں میں حاضری کی سعادت ملنے لگی۔

حضرت سید علاء الدین مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے Location کا **Code QR**۔ اس کو اپنے موبائل سے **Scan** کیجیے، آپ کے موبائل پر **Location** کھل جائے گی، جس کی مدد سے آسانی کے ساتھ آپ مزار مبارک تک پہنچ سکتے ہیں۔



بیلن گنج

(53)۔مولانا سید رفیع الدین صفوی محدث اکبرآبادی

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه حسنی و حسینی سید ہیں۔ اور رہنے والے موضع آنک کے ہیں جو شیراز کے قریب ایک موضع ہے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے جملہ آباء و اجداد علماء، فضلاء، صلحا اور اتقیاء میں سے تھے۔ میر معین الدین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه صاحب تفسیر معینی جو مدت تک روضۂ مقدسہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے مجاور رہے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے اجداد سے اور شیخ صفی الدین عبد الرحمن رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے جن کی نسبت سے ان کی اولاد سادات صفویہ کہلاتی ہے آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے جد اعلی ہیں۔ آپ نے اولاً علوم معقول و منقول کا ذخیرہ اپنے وطن کے بزرگوں سے حاصل کیا۔

اس کے بعد معقولات میں قدوۃ المحققین مولانا جلال الدین روانی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه اور علم حدیث میں شیخ حافظ شمس الدین محمد بن عبدالرحمن سخاوی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه (جو کہ ابن حجر عسقلانی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے شاگرد ہیں) سے کمال کا درجہ حاصل کیا۔

شیخ شمس الدین محمد بن عبد الرحمن سخاوی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے آپ کے علم و فضل کا شہرہ سن کر آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے حاضر ہونے سے پہلے ہی ۵۰ کتابوں سے زیادہ کی سند لکھ کر آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے پاس بھیج دی تھی اس کے بعد آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه محدث شیخ شمس الدین محمد بن عبد الرحمن سخاوی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مدت تک ان سے حدیث شریف سن کر سند حاصل کی۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے والد ماجد وطن سے ہجرت کر کے حرمین شریفین میں جا رہے تھے، آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی عرصہ تک وہاں رہے، اس کے بعد مدت تک عراق و عرب میں سیاحی فرماتے رہے، اسی سیاحت کے دوران آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ عرب سے گجرات اور وہاں سے دہلی ہوتے ہوئے آگرہ میں وارد ہوئے۔

آگرہ میں سلطان سکندر لودی کی علمی قدر دانی، کمال پروری اور آگرہ کی خاک ایسی دامن گیر ہوئی کہ سیاحی ترک کر کے جمنا کے کنارے آباد ہو گئے۔ بادشاہ حد سے زیادہ آپ کی تعظیم و تکریم کرتا تھا اور ہمیشہ حضرت مقدس کہہ کر مخاطب کیا کرتا تھا۔

آگرہ کے تمام علماء، فضلاء اور مشائخین میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ممتاز بلکہ سب کے استاد و مقتدا سمجھے جاتے تھے۔ تمام مسلمان اور ہنود کے دلوں پر آپ کا نیک اثر تھا۔ وقت کے بادشاہ بھی آپ سے فتوے طلب کرتے اور ہمیشہ امورات سلطنت میں آپ کے نیک مشوروں پر کاربند ہوتے تھے۔ سکندر، ابراہیم، بابر، ہمایوں، شیر شاہ سوری، سلیم شاہ، **چھ بادشاہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے زمانے میں گزرے**، طرح طرح کے فتنے و فساد اور ملکی انقلاب اس عرصے میں ظہور میں آئے، بعض علماء و مشائخین ایک زمانے میں مقبول اور دوسرے زمانے میں مردود ہو کر دشمن حکومت سمجھے گئے مگر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا طرز عمل ایسا مقبول و پسندیدہ تھا کہ تمام سلاطین آپ کے مطیع و فرمانبردار رہے۔ بابر کے ہندوستان فتح کرنے پر اکثر علاقوں کے حاکم آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی معرفت ملازمت شاہی حاضر ہوئے۔ ہمایوں جب دوبارہ شیر شاہ سے شکست کھا کر آگرہ آیا تو بغرض صلاح و مشورہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خدمت

میں حاضر ہوا، آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا کہ جب یگانہ و بیگانہ کا یہ حال ہے تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ چند روز کے واسطے اس ملک سے باہر تشریف لے جائیے اور قدرت الٰہی کے منتظر رہیے کہ کیا ظہور ہوتا ہے۔

شیر شاہ کے زمانے میں جب آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اپنے وطن جانے کا ارادہ فرمایا تو اس نے نہایت اصرار و منت سے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو اس قصد سے باز رکھا۔ سلیم شاہ کے وقت میں بھی آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ معزز و محترم رہے۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خانقاہ مسافر خانہ اور آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا دستر خوان خلیلی دستر خوان تھا۔ ہزاروں علماء، فضلاء، غُربا، اُمرا، دور دراز مُلکوں سے آ آکر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خانقاہ میں فیضیاب ہوتے اور آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی سخاوت و دریا دِلی سے اکثر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ہی کے محلّے میں آباد ہو جاتے تھے۔ اگرچہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ دنیوی کاروبار سے تعلق رکھتے تھے مگر جو کچھ حاصل ہوتا تھا سب مصارف خیر خصوصاً مسافروں، غریبوں اور طالب علموں کی پرورش میں صرف کر دیتے تھے۔ تمام عمر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خانقاہ میں درس و تدریس خصوصاً علم حدیث کا چرچا رہا اور آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ہزاروں شاگرد کمال کے درجہ پر پہنچے، شیخ مبارک جو کہ ابو الفضل کے والد ہیں جب مسافرانہ طور سے آگرہ میں وارد ہوئے تو پہلے آپ ہی کی خانقاہ میں ٹھہرے تھے اور پھر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ہی کے محلے میں آباد ہوئے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ہمیشہ نازک حالتوں میں ان کی مدد فرماتے رہے۔

۹۵۴ھ میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ عالم ناسوت کو چھوڑ کر عالم ملکوت کی سیر کو روانہ ہو گئے یعنی آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی وفات ہو گئی۔ **"پیشوائے یقیں رفیع الدین صاحب رفعت زمانہ"**، رحلت کی تاریخ وفات از مخبر الواصلین ہے

مظہر خالقِ زمان و زمیں
شاہ دنیا و دیں رفیع الدین
صفوی بود آں خدا آگاہ
طیب اللہ روحہ و ثراہ
سال نقلش چو در شمار آمد
نہ صد و پنجاہ و چہار آمد

جس جگہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خانقاہ تھی وہیں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** واقع اور زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ شاہ جہاں کے وقت میں خانقاہ کے آس پاس آصف خان کی عالیشان حویلی تعمیر ہوئی جس میں باون چوک اور چھپن پھاٹک تھے۔

اب نہ میر رفیع الدین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا محلہ رہا، نہ حویلی رہی، نہ حویلی والے، صرف چند اثار، ایک پھاٹک یادگار رہ گیا ہے جہاں سینکڑوں ہزاروں مسلمانوں بیسیوں علماء، فضلا کے گھر تھے وہاں اب ایک مسلمان بھی آباد نہیں، قرب و جوار میں بنیے اور دیگر غیر مسلم آباد اور محلہ بیلن گنج کے نام سے مشہور ہے۔

درمیان میں مختصر قبرستان یادگار کے طور پر باقی رہ گیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہاں مسلمان رہتے تھے۔ اور اس قبرستان میں بڑے بڑے مردان خدا اور اہل اللہ آرام فرما ہیں۔ یہ بھی نہایت کس مپرسی کے عالم میں مسلمانوں کے دور کا نوحہ پڑھ رہا ہے کاش! آگرہ کے مسلمان اس کی طرف متوجہ ہوں اور اسے پاک و صاف رکھیں۔

حضرت میر رفیع الدین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** ایک وسیع و سنگین گنبد کے اندر تھا جس کا اوپر والا حصہ گر گیا ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے صاحبزادے میر مرشد الدین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی سیرت اس کتاب میں موجود ہے۔ (بوستانِ اخیار، ص 76.79)

موجودہ حالت 2025

حضرت مولانا سید رفیع الدین صفوی محدث اکبر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک بیلن گنج میں اب بھی موجود ہے جو کہ آبادی کے اندر گلی سے ہو کر جانا پڑتا ہے۔ مزار مبارک نہایت سادہ مزار مبارک کے چاروں طرف بارہ پلروں پر قائم کچھ عمارت ہے جس پر گنبد تعمیر ہونا تھا لیکن نہیں ہو سکا۔

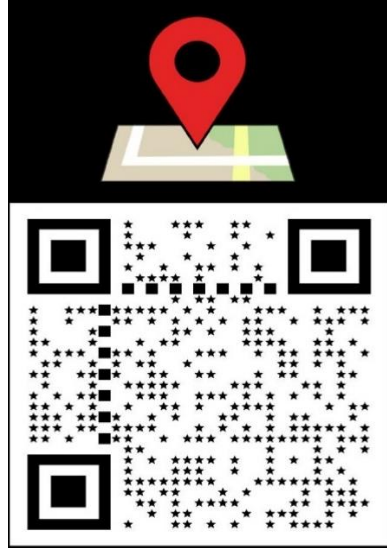
جس اسلامی بھائی کے ساتھ سگِ عطار آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں گیا تھا انہوں نے بتایا کہ کئی بادشاہوں نے مزار پر گنبد بنوانے کا ارادہ کیا لیکن آپ کسی کو بشارت دے کر منع فرما دیتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مزار مبارک کے احاطہ میں کئی اور مزارات ہیں لیکن ان پر کوئی تختی نہیں۔ مزید متصل چھوٹا سا قبرستان بھی ہے جس میں بعض قبریں ظاہر اور بعض زمین سے مل چکی ہیں۔

حضرت مولانا سید رفیع الدین صفوی محدث اکبرآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے Location کا **QR Code**۔ اس کو اپنے موبائل سے **Scan** کیجیے، آپ کے موبائل پر **Location** کھل جائے گی، جس کی مدد سے آسانی کے ساتھ آپ مزار مبارک تک پہنچ سکتے ہیں۔

(54)۔سیّد مرشد الدین

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ میر رفیع الدین صفوی محدث اکبر آبادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے فرزند رشید ہیں۔ جملہ علوم ظاہری و باطنی میں اپنے والد بزرگوار رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے شاگرد اور تمام صوفیہ اوصاف و اخلاق بالخصوص سیرت و سخاوت اور ایثار کے ساتھ موصوف تھے اور ظاہری و باطنی تصرفات میں کمال کا درجہ رکھتے تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اپنے والد ماجد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پہلو میں سو رہے ہیں۔(بوستانِ اخیار، ص208.209)



حضرت مولانا سید رفیع الدین صفوی محدث اکبرآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے Location کا QR Code۔ اس کو اپنے موبائل سے Scan کیجیے، آپ کے موبائل پر Location کھل جائے گی، جس کی مدد سے آسانی کے ساتھ آپ مزار مبارک تک پہنچ سکتے ہیں۔

(55)۔سید شاہ میر شیرازی

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سید محمد ابن میر معین الدین حسنی شیرازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے فرزند دلبند اور چار واسطے سے میر سید شریف جرجانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے جا ملتے ہیں۔

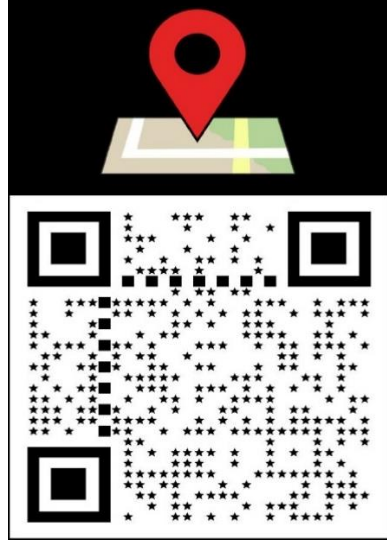
میر رفیع الدین محدث رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے بھتیجے اور انہی کے محلہ میں رہتے تھے ،سکندر لودی کے اخیر زمانے میں آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه گجرات کے راستہ سے آگرہ میں تشریف لائے۔ شیخ امان اللہ پانی پتی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی ملازمت سے طریقت کا حصہ ملا تھا۔ خوش صحبت، نیک سرشت اور نظم ونثر کے ساتھ آراستہ اور حکام وقت کے اختلاط میں سرگرم تھے۔

۴، شوال ۹۹۶ھ کو آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے وفات پائی۔ مزار مبارک غالباً قبرستان میر رفیع الدین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه میں ہے۔

جس جگہ میر رفیع الدین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی خانقاہ تھی وہیں میر رفیع الدین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کا مزار مبارک واقع اور اسی جگہ قبرستان ہے شاہ جہاں بادشاہ کے وقت میں خانقاہ کے آس پاس آصف خان کی عالیشان حویلی تعمیر ہوئی جس میں باون چوک اور چھپن پھاٹک تھے۔

اب نہ میر رفیع الدین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کا محلہ رہا، نہ حویلی رہی، نہ حویلی والے، صرف چند اثار، ایک پھاٹک یادگار رہ گیا ہے جہاں سینکڑوں ہزاروں مسلمانوں بیسیوں علماء، فضلا کے گھر تھے وہاں اب ایک مسلمان بھی آباد نہیں، قرب وجوار میں بنیے اور دیگر ہندو آباد اور محلہ بیلن گنج کے نام سے مشہور ہے۔ درمیان میں مختصر قبرستان یادگار کے طور پر باقی رہ گیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہاں مسلمان رہتے تھے۔ اور اس قبرستان میں بڑے بڑے مردان خدا اور اہل اللہ آرام فرما ہیں۔ یہ بھی نہایت کس مپرسی کے عالم میں مسلمانوں کے دور کا نوحہ پڑھ رہا ہے کاش! آگرہ کے مسلمان اس کی طرف متوجہ ہوں اور اسے پاک وصاف رکھیں۔

(بوستانِ اخیار، ص87.88)



حضرت مولانا سید رفیع الدین صفوی محدث اکبرآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے Location کا QR Code۔ اس کو اپنے موبائل سے Scan کیجیے، آپ کے موبائل پر Location کھل جائے گی، جس کی مدد سے آسانی کے ساتھ آپ مزار مبارک تک پہنچ سکتے ہیں۔

(56)۔سید منور مجذوب

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اکبر بادشاہ کے زمانے کے ایک صاحب کمال اور ساکت مجذوب تھے۔ سیکڑوں خاص و عام آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے گرویدۂ عقیدت اور حلقہ بگوش تھے۔ بہت سے لوگ آپ سے فیضیاب ہوئے۔ مزار مبارک بیلن گنج کے قبرستان درگاہ میر رفیع الدین محدث رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ میں واقع ہے۔(بوستانِ اخیار، ص215)

(57)۔شیخ یوسف لنک

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ شیخ داؤد ملتانی کے فرزند رشید اور آگرہ کے نہایت قدیم اور مشاہیر اولیاء اللہ سے ہیں۔ شیخ جلال تھانیسری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مرید تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا دل

تحقیق کے نور سے منور اور آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَيْه کا دماغ نور توحید سے آراستہ تھا۔ علم تصوف کی مشکلات کو نہایت فصیح البیانی سے حل فرمایا کرتے تھے۔ سادگی اور خاکساری کو نہایت خوبی کے ساتھ فراہم کیا تھا۔

اپنے گھر کی ضروریات خود بازار میں خریدنے جایا کرتے تھے۔ اکثر راستہ میں لڑکے شوخی و تمسخر سے پیش آتے مگر آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَيْه مسکراتے ہوئے نکل جاتے اور کبھی پیشانی پر چین نہیں آنے دیتے تھے۔

حضرت میر رفیع الدین محدث اکبر آبادی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَيْه سے منقول ہے کہ آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَيْه کی ملازمت میں خاص تاثیر حاصل تھی۔ آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَيْه کی رحلت کے وقت جو اصحاب حاضر تھے اُن میں سے بعض نے آپ کے معتقدین کے حالات کی نسبت دریافت کیا تو ہر ایک کے بارے میں ایک جداگانہ عنایت فرمائی جب میری نوبت آئی تو فرمایا: اَلسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ۔ (جو آگے ہیں یہ آگے ہی ہیں، یہ ہی مقرب ہیں) میں نے ابھی اس التفات کے اسرار پر آگاہی نہیں پائی لیکن امیدوار ہوں کہ آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَيْه کے موثر بیان اور فیض بخش ملازمت کی برکت سے دنیوی اور اخروی فلاح کو ان شاء اللہ ضرور پہنچوں گا۔ (خداوند قدیر کے فضل و کرم سے امید قوی ہے کہ پہنچ گئے)۔

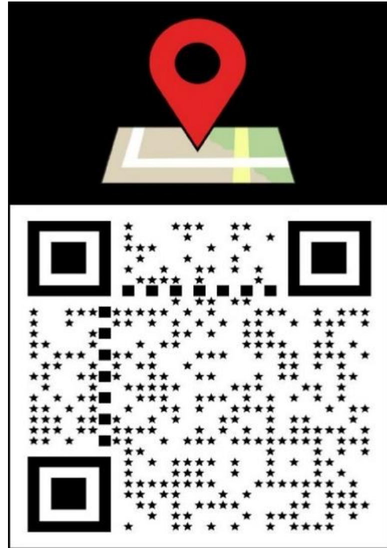
مزار مبارک بیلن گنج کے قبرستان میر رفیع الدین رَحْمَۃُ اللهِ عَلَيْه کے روضہ کے پہلو میں واقع مگر اب غیر معروف ہے۔ (بوستانِ اخیار، ص 253)

(58)۔میرزاایزد بخش رسا

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ جہانگیر بادشاہ کے وزیر میرزا جعفر آصف خاں کے پوتے ہیں۔ تمام علوم وفنون میں شہرۂ آفاق اور فصاحت وبلاغت اور انشاپردازی میں یگانۂ عصر گنے جاتے تھے۔ عالمگیر بادشاہ کے زمانے میں میر منشی کے عہدہ پر سرفراز تھے۔ فرخ میر نے ۱۱۲۴ھ میں محض اس قصور میں کہ اس کے باپ شاہزادہ عظیم الشان کی نسبت کوئی سخت کلمہ آپ کی زبان سے نکل گیا تھا آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو شہید کرادیا۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** حویلی ایزد بخش میں جو اب محلہ بیلن گنج میں ریٹ صاحب کی کوٹھی کے نام سے موسوم ہے واقع ہے۔ ۱۸۴۹ عیسوی تک آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مزار کا تعویذ موجود تھا۔ (بوستانِ اخیار، ص52)

حضرت مولانا سید رفیع الدین صفوی محدث اکبرآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے Location کا QR Code۔ اس کو اپنے موبائل سے Scan کیجیے، آپ کے موبائل پر Location کھل جائے گی، جس کی مدد سے آسانی کے ساتھ آپ مزار مبارک تک پہنچ سکتے ہیں۔



محلہ ڈیوڑھی بیگم (مائی تھان)

(59)۔شیخ منور چشتی

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ شیخ نور اللہ ابن قاضی معزالدین ابن قاضی الہداد ابن قاضی محمد شرعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم کے فرزند رشید ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے چوتھے دادا قاضی محمد شرعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ توران سے ہندوستان میں تشریف لاکر قصبہ جھمرادت سرکار میوات میں سکونت پذیر ہوئے تھے۔ چونکہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نہایت نیک کردار اور راست گفتار بزرگ تھے لہذا قصبہ والوں نے متفق ہو کر نہایت اصرار سے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو اپنا قاضی بنالیا تھا، اُس وقت سے قضا کا عہدہ نسلاً بعد نسلٍ اس خاندان میں چلا آتا تھا۔

شیخ منور رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ولی اللہ ہونے کی نشانیاں بچپن کے زمانے ہی سے نمایاں تھیں چنانچہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ہوش سنبھالتے ہی جذبۂ الٰہی میں محو وبے خود ہو کر پیر روشن ضمیر کی تلاش میں سرگرداں پھرنے لگے۔ جہاں کسی درویش کا نام سنا فوراً اُس کی ملازمت میں حاضر ہو کر فیض روحانی حاصل کیا۔ انہی دنوں میں ایک دن عالم خواب میں ایک دل کشا میدان نظر آیا جس میں ایک مزار بنا ہوا تھا۔ چاہتے تھے کہ اس مزار مبارک کو بوسہ دیں، یکا یک اُس مزار میں سے ایک ہاتھ ظاہر ہوا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فوراً پیروں کی طرح اس سے مصافحہ کیا۔

جب وہ ہاتھ غائب ہو گیا تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے مجاوروں سے صاحب مزار کا نام دریافت کیا۔ تو معلوم ہوا کہ وہ مزار **خواجہ معین الدین چشتی اجمیری** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا ہے، نام

سنتے ہی دل باغ باغ ہو گیا اور خواب سے چونک پڑے، صبح ہوتے ہی اجمیر شریف کی طرف کوچ کیا۔ راستہ میں بمقام ناگور حضرت خواجہ خانوں گوالیاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خدمت میں نیاز حاصل ہوا۔ پہلے ہی دیدار میں آپ نے گرویدۂ اعتقاد ہو کر خواجہ صاحب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے بیعت کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ ابھی یہ ارادہ دل سے سے عالم گفتار یعنی زبان میں نہ آیا تھا کہ ضمیر شناس خواجہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: منور! میں نے تم کو اپنی بیعت میں قبول کر لیا، اب دست بوسی کی کوئی ضرورت نہیں ہے پہلے ہی دست بوسی کی دولت سے کامیاب ہو چکے ہو۔ یہ لگتی ہوئی بات سن کر اور زیادہ اعتقاد بڑھا اور خواجہ کے ساتھ ہو لئے۔

مدت تک ساتھ ساتھ رہے اور کمالات باطنی کا ذخیرہ حاصل کرتے رہے۔ ناگور سے چندیری اور چندیری سے گوالیار ساتھ آئے۔ آخر کار گوالیار میں خرقۂ خلافت مرحمت فرما کر اپنے ساتھ آگرہ میں لائے۔ حضرتِ خواجہ خانوں گوالیاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: اب یہیں اپنا تکیہ بنا کر بیٹھے رہو۔ چنانچہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ مرشد بزرگوار کے حکم کے مطابق وفات تک آگرہ ہی میں مقیم رہے۔

۲۷ ذی القعدہ ۹۷۰ھ کو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے وصال فرمایا اور اسی جگہ اب بھی آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا مزار مبارک موجود ہے۔

منقول ہے کہ ایک دن ادہم خاں شیخ جنید مفتی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ساتھ آپ کی زیارت کے واسطے حاضر ہوا اور دیر تک کھڑا رہا۔ جب دیر ہوئی تو مفتی جنید رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے عرض کیا کہ ادہم خاں حضور کی خدمت میں حاضر ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ بیٹھ کیوں

نہیں جاتا۔ اُس نے بیٹھنے سے پہلے نذر پیش کی، آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا کہ مجھے اس کی خواہش نہیں، شہر میں جو لوگ اس کے خواہش مند ہوں انہیں تقسیم کر دو۔

اس کے بعد ادہم خاں نے دعا کے واسطے عرض کیا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ خاموش ہو گئے۔ ادہم خاں پریشان حال ہو کر واپس آگیا۔ جب اُس کے جانے کے بعد ہم نشینوں نے دعا نہ کرنے کی وجہ دریافت کی تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا کہ اس کے سر میں فرمانروائی کا سودائے خام بھرا ہوا ہے مگر اس کے تن پر سر نہیں ہے۔ چند ہی دن بعد اس پیشین گوئی کا اظہار ہو گیا اور ادہم خاں کو اکبر بادشاہ نے قلعہ سے گروا کر مرواڈالا۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** محلہ ڈیوڑھی بیگم (مائی تھان) میں ایک گنبد کے نیچے واقع ہے۔ شیخ زین الدین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ آپ کے فرزند رشید ہیں۔ جن کا مزار بھی آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پہلو میں بنا ہوا ہے۔(بوستانِ اخیار، ص213.215)

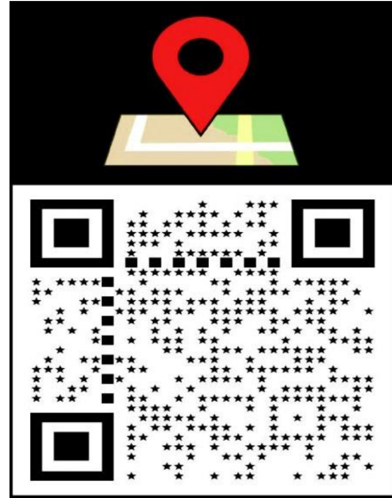
موجودہ حالت 2025

حضرت شیخ منور چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک پائے چوکی کے محلہ مائی تھان ڈیوڑھی بیگم میں واقع ہے جو کہ گنبد والی درگاہ سے مشہور ہے۔

آپ کے مزار مبارک کے آپ پاس اور کئی مزارات تھے جو گھروں کے اندر آچکے ہیں۔ دو مزار آپ کے سر کی جانب ہیں اور ایک مزار آپ کے مزار کے دروازے سے پہلے ہے، لیکن کسی میں کوئی تختی وغیرہ نہیں لگی۔ آپ کے شہزادے حضرت شیخ زین الدین رحمۃ اللہ علیہ کا مزار بھی آپ کے پہلو میں موجود ہے مگر کون سا ہے اس کی پہچان نہیں ہو پائی، ہو سکتا ہے جو مزار دروازے سے پہلے ہے وہی مزار آپ کے شہزادے کا ہو واللہ تعالی

اعلم۔ تختی پر جو تاریخ لکھی ہوئی ہے وہ ۲۸ صفر ۹۹۷ھ ہے جبکہ بوستانِ اخیار میں ۲۷ ذی القعدہ ۹۷۰ھ ہے۔

مزار مبارک کے چاروں طرف اسٹیل کی ریلنگ لگی ہے اور آپ کا عرس مبارک ۲۸،۲۷ ذی القعدہ کو شان و شوکت کے ساتھ منایا جاتا ہے۔



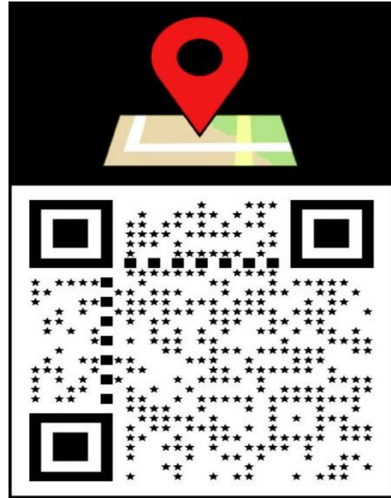
حضرت شیخ منور چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے Location کا QR Code۔ اس کو اپنے موبائل سے Scan کیجیے، آپ کے موبائل پر Location کھل جائے گی، جس کی مدد سے آسانی کے ساتھ آپ مزار مبارک تک پہنچ سکتے ہیں۔

(60)۔شیخ زین الدین

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ شیخ منور رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے فرزند رشید ہیں۔ علوم رسمی کی تحصیل قاضی جلال الدین ملتانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مدرسے میں کی۔ علوم باطنی کا فیض اپنے والد بزرگوار سے پایا۔ باپ کی پیروی کا خیال آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے سر میں بھرا ہوا تھا اور ہمیشہ باپ کے قدم بقدم چلنے کے سوا کبھی ایک قدم نہیں رکھا۔

"ضَمِنَ اللّٰهُ رِزْقَ كُلِّ اَحَدٍ" (یعنی اللہ ہر ایک کے رزق کا ضامن ہے) کی برکت سے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا دل غنی تھا اور توکل آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا بہت بڑھا ہوا تھا۔ تمام عمر کسی دولت مند کے دولت خانے پر جانے کا اتفاق نہیں ہوا۔ علی العموم مسافروں اور درویشوں کی خدمت میں مصروف رہتے تھے۔

۷ رمضان ۱۰۰۵ ہجری یا ۲۰ رمضان ۱۰۰۶ ہجری کو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ آخرت کا سفر فرمایا۔ اور محلہ ڈیوڑھی بیگم (مائی تھان) میں اپنے والد ماجد رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے قریب آرام فرماہیں۔ (بوستانِ اخیار، ص 81.82)



حضرت **شیخ زین الدین** رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے Location کا **QR Code**۔ اس کو اپنے موبائل سے **Scan** کیجیے، آپ کے موبائل پر **Location** کھل جائے گی، جس کی مدد سے آسانی کے ساتھ آپ مزار مبارک تک پہنچ سکتے ہیں۔

چڑی مار ٹولہ

(61)۔شاہ رافع

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ آگرہ کے پرانے بزرگوں میں سے ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے کمالات کی اکثر روایتیں لوگوں کی زبانوں پر ہیں۔ مزار مبارک چڑی مار ٹولہ میں چھتہ کے اندر واقع ہے۔(بوستانِ اخیار، ص76)

(62)۔بی بی قطبا

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہا عارفہ باللہ اور خاندان قادریہ میں مرید تھیں۔ یوسف علی شاہ چشتی صابری کی اہلیہ اور اور قوم کی مغلانی تھیں۔ جمعہ کے دن ۵ ذی القعدہ ۱۲۷۹ھ کو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہا نے وفات پائی۔

مزار مبارک محلہ چڑیمار ٹولہ میں مسجد یوسف شاہ کے احاطہ میں واقع ہے۔ مزار شریف کی تختی پر بسم اللہ اور کلمۂ طیبہ کے نیچے یہ عبارت لکھی ہوئی ہے:

"بی بی قطبا قوم مغلانی در طریقۂ قادریہ اہل خانہ فقیر۔یوسف علی شاہ صابری چشتی بی بی موصوفہ اہل دل محبت از پیران عظام بدرجہ کمال و در روزہ و نماز در راہ پروردگار از جان و دل نثار عمر شصت دو سال بتاریخ پنجم ،ماہ ذی القعدہ ۱۲۷۹ھ القدسی یوم جمعہ وقت نماز فجر جان بحق تسلیم کرد وبعد نماز جمعہ مدفون شدند، الٰہی عافیت بخیر باد آمین"۔

(بوستانِ اخیار، ص140.141)

(63)۔یوسف علی شاہ چشتی صابری

مشہور ہے کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرانسیسی الاصل اور تثلیث پرستی کو چھوڑ کر توحید پرست ہوئے تھے۔ پھر کسی بزرگ کے فیض صحبت سے عارف کامل ہو کر زمرہ اولیاء اللہ میں شامل ہوئے۔

محلہ چڑیمار ٹولہ میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی تعمیر کرائی ہوئی عالیشان مسجد موجود ہے جو مسجد یوسف شاہ کے نام سے موسوم اور زیر اہتمام کمیٹی لوکل ایجنٹی ہے۔ احاطہ مسجد کے اندر شمالی جانب آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** ہے۔ جس کے تعویز پر سنگ سیاہ کا قدم شریف نصب ہے اور یہ شعر لکھا ہوا ہے۔

برزمین کہ نشان کف پائے تو بود
سالہا سجدہ صاحب نظراں خواہد بود

۱۲۷۹ھ کے بعد آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ رحلت فرمائے عالم بقا ہوئے۔

(بوستانِ اخیار، ص254.255)



فلپس گنج، کچہری گھاٹ

(64)۔سید زین العابدین شہید

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سید صحیح النسب اور شہدائے اکبر اباد میں سے ہیں۔ **۱۱۹۰ ہجری بمطابق ۱۷۷۶ء** میں بمقام ہر کہ شہید ہوئے۔ آرام گاہ یعنی **مزار مبارک** فلپس گنج کے اندر گوشہ شمال و مشرق میں مسجد سے متصل ہے مزار کے تعویذ پر یہ تاریخ لکھی ہوئی ہے:

سر گروہٗ فرقہ سادات زین العابدین
آنکہ بودہ شمع جانش روشن نور یقیں
آسمانِ نجم ایماں خاص احفاد بتول
بندہٗ شاہ شہید و روشنیٗ نرم دیں
شد چوبا کفار ہر کہ عرصہ ارائے نبرد
زد درآں ساعت یکے بے دیں تفنگی از یمیں
خوردن زخمش ہماں و جاں بحق دادن ہماں
شد دل عالم ازیں ماتم بصد حسرت قریں
سال تاریخش چوہا تف او سر باغ جناں
گفت بادا مسکن او قصر فردوس بریں

(بوستانِ اخیار، ص82)

(65)۔سید کلّن شہید

آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ شہدائے عالی مقام سے ہیں۔ **مزار مبارک** کچہری گھاٹ میں پکی سڑک کے کنارے پیش دروازہ شمالی فلپس گنج واقع ہے۔(بوستانِ اخیار، ص142)



محلہ کٹرہ دکبیان

(66)۔سَلُّوشاہ مجذوب

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ شاہ فتح علی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مرید اور آگرہ کے مشاہیر مجذوبوں میں سے ہیں۔ حکیم سید نورالدین قادری کے ہم عصر ہیں۔ آپ کی عجیب و غریب اور حیرت انگیز کرامتیں مشہور ہیں۔

حکیم سید مہر علی کو خناق کی بیماری تھی، جب اُس کا دورہ ہوتا تھا تو علاج کے واسطے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو بلایا جاتا تھا۔ آپ کبھی مجذوبانہ باتوں اور کبھی شربت وغیرہ دواؤں سے فوراً اچھا کر دیتے تھے۔ کچھ دنوں کے لیے کسی بات پر خفا ہو کر فتحپور سیکری چلے گئے تھے، جب لوگ لینے گئے، تو بولے میں شیخ سلیم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی گود میں کھیل رہا ہوں، اب نہیں جاؤں گا۔ آخر کار جب لوگوں نے بہت خوشامد کی تو واپس چلے آئے۔

مکان متصل دیوان خانہ حکیم نورالدین میں ایک دن کلمۂ جلالت اللہ کا نعرہ مار کر فردوس بریں کو سدھارے یعنی آپ وفات پا گئے۔ کفن پاس رکھا ملا۔ محلہ کٹرہ دکبیان میں **آپ کا مزار** زیارت گاہ خاص و عام ہے۔(بوستانِ اخیار، ص84)

جیونی منڈی آگرہ مل

(67)۔شاہ فخرالدین مداری

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ شیخ داؤد ابن شاہ صدیقی کے فرزند رشید یعنی بیٹے ہیں۔ ابتدائے حال میں سپہ گری کا پیشہ کرتے تھے یعنی بادشاہ کی فوج میں سپاہی تھے۔ اکثر علوم متداولہ حسام الاولیاء شیخ حسام الدین ملتانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے درس سے حاصل کر کے شیخ الہداد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ، صالح چشتی سرہندی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مرید ہوئے۔ ایک روز جبکہ آپ ممالک شرقی میں سپاہیانہ حالت رکھتے اور حوض پر وضو فرمارہے تھے کہ یکایک مشکی گھوڑے کا ایک سوار نقاب ڈالے ہوئے ادھر سے گزرا اور آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پیٹھ پر زور سے ایک کوڑا مار کر اردلی میں ساتھ لے لیا۔ چند قدم چل کر سوار تو نظر سے غائب ہو گیا اور آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو ایسے جذبہ کا سیلاب آیا جس کے اندر معاش کا ہوش بہہ گیا اور ایسی حیرت پیدا ہوئی جس نے زبان بند کر دی، یہاں تک کہ بارہ سال تک آپ کی زبان حروف کے ادا کرنے پر قادر نہیں ہوئی۔ بارہ سال بعد ایک دن پھر وہی سوار راستہ میں مل گیا اور تازیانہ دکھا کر ڈرایا اور کہا کہ بات کر۔ فوراً آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ میں بولنے کی طاقت پیدا ہو گئی، لیکن زبان میں کسی قدر گرفتگی باقی رہی۔ اس کے بعد آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ قصبہ چندلوس سرکار بہار میں شیخ الہداد ابن ضیاء الدین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خدمت میں گئے اور دونوں بزرگوں کی صحبت گرم ہونے لگی، کیونکہ دونوں سہروردیہ سلسلے میں سے تھے، کم و بیش نو سال آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ وہاں رہے اور بہت سے تشنگان علوم کو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے دریائے علم و فضل سے سیراب کیا۔

اسی اثنا میں سید آدم ابن سید جمن مداری اپنے باپ کے حکم سے ہلیسہ سے فاتحہ کے واسطے شیخ الہداد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خدمت میں آئے، سید آدم نوجوان اور داڑھی منڈوایا کرتے تھے، آپ نے ان کا رخسار صاف دیکھ کر نصیحت کی کہ سادات کو سنت کا ترک کرنا سخت ناپسندیدہ ہے۔ سید آدم کو یہ نصیحت بہت ناگوار گزری اور ہلیسہ واپس پہنچ کر اپنے باپ سے شکایت کی، شیخ جمن نے فرمایا صاحبزادے اس درویش کا کہنا صحیح اور سچی نصیحت ہے، جو عمل کرنے کے لائق ہے۔ سید آدم باپ کی تصدیق کرنے سے آپ کی ہدایت کا گرویدہ ہوا۔ اس کے بعد سید جمن نے ایک خادم کے ہاتھ چند لونگیں اور کسی قدر تج آپ کے پاس بھیج کر پیغام بھیجا کہ از روئے ملاقات بے حد ہے لیکن پیری یعنی بڑھاپا حاضری سے مانع ہے۔ جس وقت خادم آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خانقاہ میں پہنچا درس جاری تھا، تبرک اور پیغام دونوں پیش کیے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فوراً ملازمت کے ارادے سے اٹھ کھڑے ہوئے، جب قصبہ کے قریب پہنچے سید جمن کے حکم سے سید آدم نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا استقبال کیا۔ جب دونوں بزرگ آپس میں ملے، تمام کاغذی نقوش آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے صفحۂ خاطر سے صاف ہو گئے۔ سید جمّن نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو خانقاہ کے ایک حجرے میں ٹھہرایا۔ چند روز آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ وہاں رہے، پھر غلامانِ جان نثار میں شامل ہونے کی التماس کی۔ سید جمن رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے جواب دیا: فخر عالم جمن جاہل کے مرید ہو جائیں یہ بات زیبا نہیں۔ جب آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے بہت کچھ عجز و نیاز کے ساتھ بار بار التماس پیش کی تو سید جمن رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اپنے منہ کا پان (اُگال) آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو دیا۔ اُس کے کھاتے ہی علمی چراغ جو گل ہو گیا تھا از سر نو

روشن ہو گیا۔ پھر حکم دیا کہ بہار میں جا کر شیخ شرف الدین رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہ کے روضہ پر معتکف ہو کر روح پاک سے ہدایت چاہو۔ آپ رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہ نے تعمیل کی۔ چند روز کے بعد خواب میں ارشاد ہوا کہ تمہاری رہنمائی سید جمن رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہ کی ہدایت پر موقوف ہے انہی کی خانقاہ میں لوٹ جاؤ۔ آپ رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہ نے وہاں سے آکر یہ سب ماجرا بیان فرمایا۔ سید جمن رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہ نے حکم دیا کہ آگرہ کی طرف جاؤ اور راستے میں خواہ کسی بھی قسم کی بات سننے میں آئے واپس مت لوٹو۔ جب بدیع الدین شاہ مدار رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہ کے مزار پر پہنچو تو آگرہ کی اجازت مانگنا۔ سید جمن رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہ راستے میں یہ ہدایت فرما کر واپس چلے گئے۔

آپ رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہ نے جونپور پہنچ کر سید جمن رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہ کی وصال کی خبر سنی۔ یہ حال سن کر بے قابو ہو گئے، پہلے واپسی کا ارادہ کیا مگر نصیحت کا خیال آیا اور نہ چاہتے ہوئے آگے کو روانہ ہوئے۔ قصبہ بانگر مؤمیں پہنچ کر حوض کے کنارے پر رات گزاری۔ اسی رات کو شاہ مدار رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہ نے عالمِ مثال میں جلوہ افروز ہو کر آگرہ رہنے کی اجازت دے دی اور حکم دیا کہ کسی کی معین جاگیر اپنے گزر اوقات کے لیے قبول نہ کرنا اور جو درویش اس شہر کا صاحب ولایت ہو اس کی رضامندی سے مکان بنانا۔

آخر کار بابر بادشاہ کے زمانے میں آپ رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہ آگرہ میں تشریف لائے۔ اس وقت شیخ خلیل رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہ زاہدِ زمانہ تھے۔ سب سے پہلے ان کی خدمت میں گئے۔ وہاں آپ رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہ کا دل گرویدہ نہیں ہوا۔ اس کے بعد آپ رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہ شیخ علاء الدین مجذوب رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شیخ علاء الدین مجذوب رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: تم ہلیسہ سے

آتے ہو لیکن تمہاری جگہ تو سرہند ہے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے کچھ جواب نہیں دیا خاموش رہے۔ پھر مجذوب الٰہی نے ایک روٹی کا ٹکڑا کجکول سے آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کو دیا اور فرمایا پنجاب کو چلے جاؤ وہاں گیہوں ارزاں ہیں۔ اس پر بھی آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه خاموش رہے، تیسری مرتبہ ارشاد ہوا ایک سیر ہے، آدھا تمہارا آدھا میرا۔ اس کا بھی آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے کچھ جواب نہیں دیا۔ چوتھی مرتبہ خطاب کیا۔ اس وقت تک یہاں میں تھا اب تم رہو۔ آپ نے فوراً جواب دیا کہ اگر آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی یہ رائے ہے تو آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه میرے واسطے جگہ چھوڑ دیں اور خود دوسری جگہ تجویز فرمالیں۔

شیخ علاء الدین مجذوب رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه اسی وقت اس جگہ سے جو کہ جمنا کے کنارے میر رفیع الدین محدث رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے محلہ میں واقع تھی اٹھ کر کھڑے ہوئے اور آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے وہاں کی سکونت اختیار فرمائی۔

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے اوصاف و کمالات اور خرق عادات بے شمار ہیں۔ صاحب اخبار الاصفیا کا بیان ہے کہ میرے جدّ بزرگوار شیخ یوسف انصاری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرمایا کرتے تھے کہ جب تک میں نے شاہ فخر الدین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کو نہ دیکھا تھا۔ **قطب المدار شاہ بدیع الدین** رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی بزرگی اور کمالات کے حالات کتابوں میں پڑھ کر یا بزرگوں سے زبانی سن کر پورے طور سے مجھے یقین نہ آیا تھا، آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے کمالات و اوصاف کو دیکھ کر میں آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے دادا پیر یعنی شاہ مدار رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی بزرگی کا قائل ہو گیا۔

ملّا عبد القادر بدایونی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ منتخب التواریخ میں لکھتے ہیں کہ شیخ فخر الدین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ایک پیر نورانی متوکل، صاحبِ خلوت بزرگ تھے۔ ریاضت بھی بہت کرتے تھے۔ کبھی اپنے گھر سے باہر نہ نکلتے تھے۔ ہر جمعہ کو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خانقاہ میں صوفیوں کا مجمع ہوتا تھا اور نہایت اہتمام سے مجلسِ سماع منعقد ہوتی تھی۔ حاضرین میں کوئی کیسا ہی سماع کا منکر کیوں نہ ہو اس کو بھی حال آجاتا تھا۔

شیخ کا وجد اور لوگوں پر اثر کرتا تھا۔ مجلس سے فارغ ہو کر دستر خوان بچھایا جاتا تھا۔ بادشاہ، امیر، غریب، فقیر سب برابر بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے۔ خان خانان بیرم خاں ہمیشہ جمعہ کو آپ کی ہی مسجد میں نماز پڑھ کر مجلس میں شریک ہوا کرتا تھا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی صحبت کے اثر سے اس پر بھی بڑی رقت طاری ہوا کرتی تھی۔ نشست و برخاست، خورد و نوش میں اور لوگوں سے کچھ اس کو امتیاز نہ ہوتا تھا۔

جب آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو کسی قسم کی بیماری پیش آتی تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ خوش گلو یعنی اچھی آواز والے قوالوں کو بلا کر سماع کی مجلس منعقد فرمایا کرتے تھے اور وجد کی حالت میں مزاج کی بدمزگی تندرستی سے بدل جاتی تھی۔

مگر جب مرض الموت عارض ہوا تو مجلس سماع آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے نہیں کی۔ ایک روز آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے زمانے کے مشائخین میں سے شیخ یوسف انصاری، سید جلال قادری، شیخ عبد المؤمن چشتی اور دیگر چند اصحاب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم عیادت کے واسطے آئے تھے، سب نے

بالاتفاق ارادہ کیا کہ اس بیماری میں سماع نہ سننے کا سبب دریافت فرمائیں لیکن قبل اس کے کہ لب ہلائیں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے راجی نام کے ایک شخص کو بلایا اور فرمایا کہ یہ غزل گاؤ:

ما قصّہ نو شتیم بہ سلطاں کہ رساند

جاں ساختہ کردیم بہ جاناں کہ رساند

جب غزل تخلص تک پہنچ گئی تو فرمایا: فرصت کم اور شرع شریف کی رعایت واجب ہے، گانا بند کرو۔

تین روز بعد **۱۹ / جمادی الثانی ۹۷۰ھ، بمطابق ۱۵۶۲ء** کو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ پہلی مرتبہ اپنی خانقاہ سے باہر نکلے اور اس مقام پر جہاں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** واقع ہے قیام فرما کر اسی دن بہشت بریں کو روانہ ہو گئے یعنی آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ وصال فرما گئے۔ ۱۴۷، برس کی عمر پائی۔

مزار مبارک آبادی سے متصل محلہ جیونی منڈی جانب شمال واقع ہے۔ پہلے مزار پر عالیشان عمارت موجود تھی۔ مراٹھوں کے زمانے میں گنبد گر پڑا جس کو بھاؤ نام کا ایک آگرہ کے حاکم نے خواب میں دیکھ کر صاف کرا دیا، اور حسب الحکم کوئی عمارت تعمیر نہیں کرائی۔ اب درگاہ کی چہار دیواری بھی کھد گئی ہے۔ ایام غدر یعنی ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی تک نہایت دھوم دھام سے آپ کا عرس ہوتا تھا اور بہت ساری زمین درگاہ کے اخراجات کے واسطے معاف یعنی وقف چلی آتی تھی لیکن اب یہ موجود نہیں۔

سید میر جان صاحب آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی اولاد میں تھے، ان کے نواسے میر علی حسین صاحب و سید مظفر حسین صاحب پیش کار کلکٹری ساکن چڑی مار ٹولہ موجود ہیں۔ ان کے پاس آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے تبرکات یعنی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ابرو اور ریش مبارک کے موئے مبارک نسلاً بعد نسلٍ چلے آتے ہیں، جن کی زیارت ہر سال ۱۱/ ربیع الاول کو کرائی جاتی ہے۔ (بوستانِ اخیار، ص133.138)

(68)۔شاہ سمندر

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے اصلی نام اور حالات کا پتہ نہیں چلتا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مزار کو پرانا بتایا جاتا ہے جس سے قرب و جوار کے لوگوں کو خاص عقیدت ہے اور بہت سی خوش اعتقادگی کی روایتیں مشہور ہیں۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** متصل جیونی منڈی آگرہ مل کے قریب واقع ہے۔ پاس ہی ایک مسجد بنی ہے۔ (بوستانِ اخیار، ص84.85)

گھٹیا اعظم خاں

(69)۔مخدوم سدھاری چشتی

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا نام مبارک شیخ سعد اللہ ہے۔ حضرت شیخ سلیم چشتی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے خلیفۂ اعظم، قطب الاقطاب شیخ عباداللہ مخدوم بھکاری نروری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے بھائی اور بنی اسرائیل سے تھے۔

اپنے پیر کے حکم سے اکبر آباد (آگرہ) میں سکونت اختیار فرمائی۔ تمام عمر آگرہ میں بندگان خدا کو فیض پہنچاتے رہے۔

۹۹۴ھ میں آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے وفات پائی۔ **مزار مبارک** گھٹیا اعظم خاں کی مسجد گلی نیاریاں کے قریب واقع ہے۔ شجرۃ الاسلام اور شمائل الرسول منظوم دو کتابیں آپ کی یاد گار ہیں۔ رحلت کی تاریخ از خواجہ حضر اسرائیلی یہ ہے:

چوں شیخ سدھاری آں ولی عہد
از قید وجود خویشتن رست

الحق بوصالِ حق شرف یافت
مستانہ بدوست دوست پیوست

تاریخ وصال او نوشتم
از بادۂ جام وصل شد مست

"از بادہ جام وصل شد مست" اس کے عدد ۹۹۴ بنتے ہیں اور یہی آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے وفات کا سال ہے۔(بوستانِ اخیار، ص85.86)

(70)۔شیخ محمد صالح قادری اعظمی

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه شیخ عباد اللہ (شیخ بھکاری بنی اسرائیل) کے فرزند رشید ہیں جو حضرت شیخ سلیم چشتی فتحپوری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے خلیفہ تھے۔ بارہ برس کی عمر میں تحصیل علوم کے واسطے جونپور تشریف لے گئے اور مولانا عبد المجید جونپوری کے حلقۂ درس سے علوم ظاہری میں کمال حاصل کیا اور اپنے والد بزرگوار اور **حضرت شیخ سلیم چشتی** رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی بابرکت صحبت سے طریقت کی آنکھیں روشن کیں آخر کار سلسلہ قادریہ اعظمیہ کے سلک میں منسلک ہو کر آگرہ میں علوم ظاہری و باطنی کا فیض جاری کیا۔

سکر و جذب، عشق و محبت، قناعت و صبر اور توکل آپ کا بے مثل تھا۔ ہر ادنی و اعلی آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه سے عقیدت رکھتا اور شیخ الشیوخ کے خطاب سے آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کو یاد کرتا تھا۔ اکثر فضلائے عصر کو آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه سے تلمذ حاصل تھا۔

جمعہ کے دن ۱۳ ذیقعدہ ۱۰۶۷ھ کو آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے اس جہانِ فانی سے انتقال فرمایا۔ **"شاہ صالح متقی"** کے عدد آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے وفات کی تاریخ ہے۔ صاحبِ مخبر الواصلین نے جو آپ کے شاگرد رشید اور مریدان خاص سے تھے۔ آپ کی تاریخ وصال بہت طویل لکھی ہے۔

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کا **مزار مبارک** گھٹیا اعظم خاں میں اپنے والدِ بزرگوار رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے قریب تھا مگر اب اس کا پتا نہیں چلتا۔(بوستانِ اخیار، ص195.196)

کچہری گھاٹ و بانس دروازہ

(71)۔سلطان شہید

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ شہدائے اکبر آباد کے سلطان ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے کمالات کی کئی روایتیں راقمِ بوستاں سے بیان کی گئی ہیں۔ مزار مبارک سڑک کے کنارے کچہری گھاٹ و بانس دروازہ متصل مکانات کالیتھ صاحبان واقع ہے۔ گوندی کا پرانا درخت دیوار مکان ملحقہ سے ٹکرا کر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مزار پر سایہ کئے ہوئے ہے۔(بوستانِ اخیار، ص86)

چھلی انیٹ

(72)۔سید شاہ عالم (رجب شہید)

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** چھلی انیٹ میں متصل کوٹھی پنڈت کیلاش ناتھ وکیل میں واقع ہے۔عوام الناس آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو سید شاہ عالم کے نام سے موسوم کرتے ہیں، لیکن گنبد کے دروازوں کی پیشانی پر **رجب شہید ۱۲۹۶ھ** لکھا ہوا ہے۔

یہ سنہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے گنبد کے تعمیر کا ہے۔پہلے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مزار پر کوئی عمارت نہیں تھی، جب گوبند شاہ درویش اس جگہ آکر مقیم ہوئے تو رائے جوتی پرساد رئیسِ آگرہ نے جو کہ گوبند شاہ درویش کا معتقد تھا ان کے حکم سے مزار پر گنبد تعمیر کروادیا اور آرضی ملحقہ جو ان ہی کی ملکیت تھی وقف کردی۔(بوستانِ اخیار، ص86.87)



پنجہ مدرسہ

(73)۔مولانا احمدی قادری

حضرت کا نام مبارک سید احمد اللہ اور عرف مولانا احمدی تھا۔ آگرہ کے ساداتِ عظام اور علمائے کرام سے تھے۔رسمی علوم میں مولانا عادل اکبر آبادی کے شاگردِ رشید تھے۔۱۲۱۶ھ میں خلدِبریں کی راہ لی۔

سید امجد علی شاہ رَحۡمَةُ اللهِ عَلَيۡه آپ کے فرزندرشید نے یہ تاریخِ رحلت موزوں فرمائی جو آپ رَحۡمَةُ اللهِ عَلَيۡه کے مزار واقع مسجد شاہی محلہ مدرسہ پر لکھا ہوا ہے۔

چوں بجنت کرد مسکن مولوی معنوی
شمع بزم احمدی مجلس فروز قادری
برگزشتم از سر ہوش و شنیدم این ندا
مقتدائے راہ احمد بود بیشک احمدی

آپ رَحۡمَةُ اللهِ عَلَيۡه کے تین صاحبزادے تھے۔بڑے سید امجد علی شاہ رَحۡمَةُ اللهِ عَلَيۡه، منجھلے بیٹے سید محمد میر رَحۡمَةُ اللهِ عَلَيۡه، اور چھوٹے بیٹے غلام مصطفٰی۔بڑے اور منجھلے بیٹے کے حالات اس کتاب میں موجود ہیں۔ جھوٹے صاحبزادے مولوی ڈپٹی امداد العلی مرحوم ڈپٹی کلکٹر کے والد ماجد تھے۔(بوستانِ اخیار، ص43.44)

(74)۔سید امجد علی شاہ جعفری القادری

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ۳۱، واسطے سے شہیدِ دشت کربلا امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملتے ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے جد پنجم قطب الاقطاب مولانا سید ابراہیم قطب جعفری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ مدینۂ منورہ سے جہانگیر بادشاہ کے زمانے میں آگرہ میں تشریف لاکر سکونت پذیر ہوئے تھے۔ خان جہاں لودی جو جہانگیر کے زمانے کا مشہور و معروف امیر تھا آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا معتقد و مرید تھا اور اس نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے واسطے مدرسہ مسجد اور مکانات اپنے محل کے قریب تعمیر کرائے تھے۔ جس جگہ یہ مکانات تھے وہ اب لودی خاں کا ٹیلہ مشہور اور متصل ریلوے سٹیشن آگرہ سٹی واقع ہے۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے والد ماجد مولانا سید احمدی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے زمانہ میں اتفاق سے ان مکانات میں آگ لگی اور جملہ مکانات و کتب خانہ وغیرہ جل کر خاکستر ہو گیا۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ مولانا ضیاء الدین بلخی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ (جن کا مزار مبارک جلال بخاری کے مزار کے نیچے بنا ہوا ہے جو حافظ صاحب کی مزار سے مشہور ہے) کے مرید اور سید عبد اللہ قادری بغدادی رامپوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے خلیفۂ اعظم تھے۔ علوم عقلی و نقلی دونوں میں یکتائے زمانہ تھے۔ شاعری میں **"اصغر"** تخلص اور شاعری میں کمال حاصل تھا جس کا ثبوت آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا مطبوعہ دیوان موجود ہے جو حقائق و معارف کے موتیوں کا خزانہ ہے۔ کمالاتِ باطنی کے متعلق صرف یہ روایت کافی ہے کہ **حضور محبوبِ سبحانی غوث الاعظم جیلانی** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ارشاد کے بموجب آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پیر بزرگوار رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ہی کی تعلیم کے واسطے بغداد سے ہندوستان میں آئے تھے۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ **گیارہویں شریف** نہایت اہتمام اور دھوم دھام سے کیا کرتے تھے جس کا سلسلہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے خاندان میں اب تک جاری ہے جس کے اخراجات کے واسطے موضع بودلہ پرگنہ آگرہ معاف یعنی وقف ہے۔

۲۲، ربیع الاول، ۱۲۳۰ھ کو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے رحلت فرمائی اور احاطہ مسجد شاہی محلہ مدرسہ میں سپرد خاک کئے گئے۔ لوح **مزار** پر یہ تاریخ لکھی ہوئی ہے۔

عارف کامل ولی ابن ولی قلب دیں
عالم علم نبی کاشف راز علی

چونکہ بجنت رسید جملہ ملائک بگفت
واقف راہ خدا سید امجد علی

"**واقف راہ خدا سید امجد علی**" اس مصرعہ کے اعداد ۱۲۳۰ بنتے ہیں اور یہی آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا سنہ وفات ہے۔

آگرہ کے مشہور ادیب اور نقادِ سخن جناب سید نظام الدین شاہ صاحب "**دل گیر**" جن کا کلام پسندیدہ تمام ہندوستان میں مشہور و معروف ہے آپ کی یادگار اور سجادہ نشین درگاہ ہیں۔ اللہ پاک ان کو بزرگوں کے مرتبہ پر پہنچائے اور اُن کے علوم اور کمالات ظاہری کو عروس عمل کے زیور سے آراستہ و پیراستہ کرے۔ آمین۔ (بوستانِ اخیار، ص 50.51)

ماہتابِ اجمیر نامی کتاب میں سید امجد علی شاہ کا تذکرۂ دلنواز

حضرت مولانا سید شاہ امجد علی قادری الجعفری متخلص اصغر ابن مولوی سید احمدی شاہ ابن سید الہام اللہ ابن سید خلیل اللہ ابن سید فتح اللہ ابن حضرت سید ابراہیم مدنی المعروف قطب المدنی رحمۃ اللہ علیہم سلسلہ نسب ۲۳ واسطوں سے حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ تک پہونچتا ہے۔

حضرت قطب المدنی روضہ منورہ کے سجادہ نشین تھے۔ عہد جہانگیری میں مدینہ سے ہندوستان آئے اور آگرہ میں اقامت ڈالی۔ اراکین سلطنت میں سے اکثر امراء جیسے خان جہاں لودی آپ کے معتقد تھے۔ خان جہاں لودی نے اپنے محلات کا بڑا حصہ سید فتح اللہ کی خدمت میں پیش کر دیا تھا۔

مولوی سید احمد اللہ شاہ مشہور سید احمدی کے زمانہ میں آگرہ میں انقلابات سیاسی رونما ہوئے جس کا اثر احمد اللہ شاہ صاحب پر بھی پڑا، حویلی نذر آتش ہوئی، علمی سرمایہ جو ایک ہزار کتب پر مشتمل تھا وہ بھی جل کر خاک ہوا۔ احمد اللہ شاہ صاحب یہاں سے اٹھ کر مدرسہ افضل خاں میں اقامت پذیر ہو گئے۔ وہیں آپ کے استاد مولانا شاہ عادل رہا کرتے تھے۔ ان کے بعد مسند تدریس پر بیٹھے شغلِ درس و تدریس و رشد و ہدایت میں لگ گئے۔ ۱۲۱٦ھ میں انتقال فرمایا۔

حضرت امجد علی شاہ نے علوم عقلیات و نقلیات کی تحصیل اپنے والد ماجد سے کی، بعد تکمیل درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔

مولوی محمد حسین مراد آبادی انوارالعارفین میں لکھتے ہیں: سید السند محب الفقراء والغربا شیخ المشائخ طریقۂ قادری مولوی امجد علی ابن مولوی سید احمد جعفری خلیفۃ الاعظم سید عبد اللہ بغدادی علم و فضل کے ساتھ شیخ طریقت بھی تھے۔ حضرت شاہ عبد اللہ بغدادی کے مرید و خلیفہ تھے اور سید شاہ ضیاء الدین بلخی قدس سرہ العزیز سے بھی خاندان چشتیہ و نقشبندیہ میں صاحب اجازت تھے۔

دوم ربیع الاول ۱۲۳۲ھ میں بقام حویلی خواجہ نائی منڈی آگرہ میں اس جہان فانی سے رحلت فرمائی اور مدرسہ شاہی پنجہ میں دفن ہوئے۔(ماہتابِ اجمیر ص۱۰۶۔۱۰۸)

غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے حضرت عبد اللہ بغدادی رامپوری رحمۃ اللہ علیہ بغداد سے ہندوستان تشریف لا کر حضرت سید امجد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت و اجازت سے نوازا جس کا حال خود حضرت سید امجد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنیئے چنانچہ فرماتے ہیں:

جب فرزندِ محبوبِ سبحانی حضرت سید عبد اللہ بغدادی قادری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ آگرہ تشریف لائے اور محلہ تاج گنج میں قیام فرمایا تو میں بھی حاضر خدمت ہوا اور قدم بوسی کی۔ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے میرا سر اپنے سینے سے لگا لیا اور کثیر مجمع کے سامنے فرمایا: اے میرے بیٹے امجد علی! میں آگرہ میں اپنے جد حضرت غوثِ اعظم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے حکم سے اس لیے آیا ہوں کہ تمہیں خرقۂ بزرگان، کلاہ یعنی ٹوپی، علم اور خلافت عنایت کروں۔ میں حضرت غوثِ پاک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے حکم کے اتباع میں یہاں تک پہنچا ہوں۔ تمہیں مبارک ہو

کہ یہ دولت بے مانگے مل رہی ہے۔ یہ سن کر خوشی کی حد نہ رہی اور مجھ پر ایک بے خودی طاری ہو گئی، جب مجھے ہوش آیا تو میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! کمزور چیونٹی سے پہاڑ کا بوجھ کیسے برداشت ہو سکتا ہے؟ حضرت عبد اللہ بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا: ”واللہ غالب علی امرہ و لکن اکثر الناس لا یعلمون“ میرے منصب میرے جد حضرت غوثِ اعظم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے تمہیں عنایت فرمایا ہے میرے ہاتھ سے لو اور قدرتِ قادر کا تماشہ دیکھو ”یفعل اللہ ما یشاء“ حضرت غوثِ پاک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ایک چور کو ایک نظر میں قطب بنا دیا تھا تم تو شریف القوم اور صاحبِ علم ہو اور سید ہو اور درویشوں سے نسبت رکھتے ہو، تمہارے والد بھی اس سلسلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اگر تمہیں اپنی شفقت کی وجہ سے اس نعمت سے نوازا گیا تو کیا بعید ہے؟

حضرت امجد علی شاہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ چند موانعات کی وجہ سے خلافت عطا کرنے میں کچھ تاخیر ہوتی رہی یہاں تک کہ گیارہویں کے دن مجھے طلب فرمایا اور شرفا، نجبا اور مشائخ کے ایک بڑے مجمع کے سامنے اپنے ہاتھ سے مجھے خرقۂ خلافت پہنایا اور اپنے سرِ مبارک کی ٹوپی میرے سر پر رکھی اور علم قادری اور خلافت نامہ جو میرے پاس موجود ہے عطا فرمایا اور مریدوں کو حکم دیا کہ ان کو میرا قائم مقام اور نائب سمجھتے ہوئے ہر مہینے کی گیارہویں اور خاص کر بڑی گیارہویں کی فاتحہ میں ان کے مددگار اور معاون رہیں اور میرے جد کی نیاز ان کو پہنچائیں اور بال برابر ان کے حکم سے انحراف نہ کریں، جو کوئی ان کے خلاف ہو گا وہ میرے اور میرے جد بزرگوار کے خلاف ہے۔ اور اسی روز خواجہ محمد میر صاحب رَحْمَۃُ

اللہِ عَلَیْہ کو خرقۂ خلافت، خاص ٹوپی اور علم مرحمت فرمایا۔ اس کے بعد مولوی شمس الضحیٰ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اور سید حسن علی صاحب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو خرقۂ خلافت، ٹوپی مبارک اور خلافت نامہ عطا ہوا۔

جب حضرت عبد اللہ بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ آگرہ سے رامپور تشریف لے گئے جہاں اب حضرت عبد اللہ بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا مزار مبارک ہے تو وہاں پہنچ کر مجھے طلب فرمایا اور وہاں خلعتِ خاص دستار اپنے سرِ مبارک کی اور پنجۂ بغدادی اور علم نامہ مرحمت فرمایا۔

یہ پنجہ بغداد شریف کا بنا ہوا ہے اور اس میں "یا سید سلطان عبد القادر جیلانی شیئاً للہ المدد" لکھا ہوا ہے۔ یہ علم حضرت عبد اللہ بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بغداد شریف سے ہندوستان تشریف آوری کے وقت ساتھ لائے تھے۔ حضرت عبد اللہ بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: کہ یہ علم مبارک میرے جد اور میرے آقا غوث پاک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مزار اقدس کے سرہانے لگا ہوا تھا، میں اسے ہندوستان لے آیا تھا اب حضرت غوثِ اعظم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی یہ امانت ان کے حکم کے مطابق تمہیں عنایت کرتا ہوں۔ اس کی تعظیم جیسی چاہیئے ویسی کرنا۔

حضرت امجد علی شاہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: چنانچہ وہ علم شریف میرے پاس ہے اور گیارہویں شریف کی مجلس میں ایک مکان میں جو کٹرہ آبریشم تاج گنج میں ہے اور جس کے مالکوں نے وہ مکان حضرت غوثِ اعظم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی نذر کر دیا ہے۔ اور ہزاروں مریدین اور طالبین اس روز اس کی زیارت کرتے ہیں۔ (فرزندِ غوثِ اعظم ص ۱۱۵۔۱۱۷)

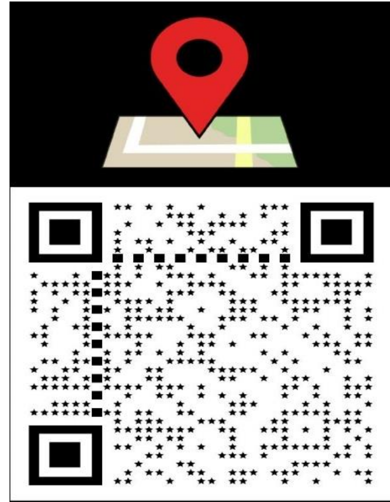
(75)۔سید منور علی شاہ

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سید امجد علی شاہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے فرزند رشید مرید اور سجادہ نشین تھے۔ خدا شناسوں کے پسندیدہ افعال آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ میں موجود تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے زمانے میں مراٹھوں کی حکومت تھی۔ مہاراجہ سندھیہ بہادر اور اکثر مراٹھہ سردار آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے معتقد اور حلقہ بگوش تھے۔

اور فاتحہ حضرت غوث الاعظم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ یعنی **گیارھویں شریف** کے اخراجات اور دیگر مصارف کے واسطے بیش قرار جاگیریں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو دی تھیں۔

۱۲۳۵ھ میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے وفات پائی اور اپنے والدِ بزرگوار رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے قریب یعنی احاطہ مسجد شاہی محلہ مدرسہ میں محوِ راحت ہیں۔(بوستانِ اخیار، ص216)

پنجہ مدرسہ میں موجود تمام مزارات کے Location کا QR Code۔ اس کو اپنے موبائل سے Scan کیجیے، آپ کے موبائل پر Location کھل جائے گی، جس کی مدد سے آسانی کے ساتھ آپ مزار مبارک تک پہنچ سکتے ہیں۔



(76)۔ حکیم سید میر

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سید احمدی کے منجھلے بیٹے ہیں۔ طبیب حاذق، خدا دوست اور دیگر اوصافِ حمیدہ اور اخلاقِ پسندیدہ سے موصوف تھے۔ اپنے والد ماجد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے حکم سے تمام عمر طبابت کے لباس میں مخلوق خدا کو فیض پہنچاتے رہے جس کا سلسلہ اب تک آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے خاندان میں جاری ہے۔ چنانچہ حکیم معصوم علی ابن سید امام علی آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پوتے اس خدمت کو اب تک انجام دے رہے ہیں۔

۱۲۲۳ھ میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے انتقال فرمایا آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** شاہی مسجد محلہ مدرسہ کے احاطہ میں واقع ہے۔لوح مزار پر یہ تاریخ لکھی ہوئی ہے:

چوں بفرمان خداوندِ قدیر
از جہاں رفت سوئے خلد بریں سید میر
ہاتفے از سرِ الہام بتاریخش گفت
چشمۂ صدق و صفا قدوۂ دیں سید میر

"چشمۂ صدق و صفا قدوۂ دیں سید میر" اس مصرعے کے اعداد ۱۲۲۳ بنتے ہیں اور یہی آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا سنہ وفات ہے۔ (بوستانِ اخیار، ص220)

(77)۔ مولوی عادل

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ علمائے اکبر آباد یعنی آگرہ میں سے ہیں۔ مولانا احمدی جو مولانا سید امجد علی شاہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے والد ماجد ہیں آپ کے شاگرد ہیں۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** مسجد محلہ مدرسہ میں واقع ہے۔ (بوستانِ اخیار، ص93)

(78)۔سید مظفر علی شاہ

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سید منور علی شاہ ابن سید امجد علی شاہ کے فرزند رشید اور شیخ نظام الدین پسر مولانا نیاز احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ تمام عمر طالبان راہ حقیقت کو تعلیم و تلقین فرما کر **۱۲۹۹ھ** میں رحلت فرمائی۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** صحن مسجد محلہ مدرسہ میں واقع ہے اور لوح مزار پر یہ تاریخ لکھی ہوئی ہے۔

شاہ مظفر نصف شب از عاشر اول ربیع
آسودہ در قرب الہ اھلا و سہلا مرحبا
سال و صالش از سر اللہ اکبر اے حسن
شمس الہدی بدر الدجی نجم العلی نور الحبا

تصوف میں ایک ضخیم کتاب "جواہر غیبی" آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے کمالات کی بہترین یادگار ہے جو مطبع نولکشور لکھنو میں چھپ گئی ہے۔(بوستانِ اخیار، ص 210.211)

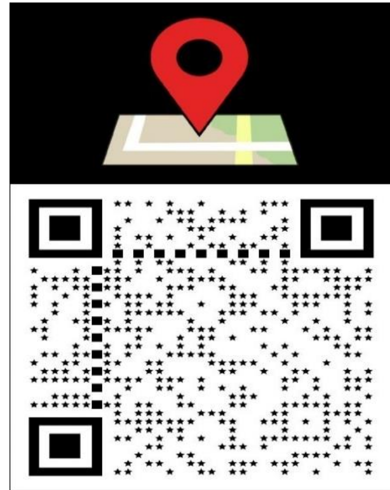
ماہتابِ اجمیر نامی کتاب میں سید مظفر علی شاہ کا تذکرہ

حضرت سید مظفر علی شاہ جعفری قادری، الہی ملقب بہ حضور نبیرۂ حضرت سید امجد علی شاہ اصغر قادری آگرہ کے مشہور مشائخ میں سے تھے۔ تیس سال ایک تنگ حجرہ میں عالم تجرید میں گزارے۔ اوائل حال میں ایک شب میں ۱۸ ہزار ضرب لگاتے تھے اجمیر شریف کا سفر پا پیادہ فرمایا۔ نسبت اس قدر متعدی تھی کہ اگر کبھی لب پر تبسم آگیا تو تمام محفل مسکرا دیتی، اور اگر چشم نم آلود ہو گئی تو تمام محفل پر گریہ طاری ہو گئی۔ اعمال و اقوال میں شریعت کا بے حد لحاظ فرماتے تھے۔ صورت اس قدر پاکیزہ تھی کہ لوگ محض دیکھ کر ہی حلقۂ ارادت

میں شامل ہو جاتے۔ مزاج کی نفاست وطہارت خصوصیت خاص تھی کبھی تیل کا چراغ آپ کے مسکن پر نہ جلا ہمیشہ شمع استعمال ہوتی تھی خلق یعنی اخلاق غریب و امیر سے یکساں تھا۔ ہیبت حق اس قدر تھی کہ بڑے بڑے امراء کو بات کرنے کی ہمت نہ ہوتی۔ استغناء کا یہ حال کہ مہاراجہ گوالیر کی نذر قبول نہ فرمائی، پاس ناموس وحیا کا یہ عالم تھا کہ سکندر جہاں بیگم والئ بھوپال کے سامنے اہلیہ محترمہ کو نہ کیا کیونکہ سکندر جہاں بیگم کو پردے کا لحاظ نہ تھا۔ مولوی ابو الحسن فرید آبادی فرماتے ہیں کہ دس سال تک میں خدمت میں رہا خلا و ملا میں کبھی ہنستے ہوئے نہ دیکھا۔ کھانا ایک وقت تناول فرماتے اور شب کو ایک پتھر آرام گاہ تھا۔ کرامات و تصرفات آپ کے بے حد ہیں۔ آپ کا تذکرہ تذکرۃ الالٰہی کے نام سے مطبع منشی نول کشور میں شائع ہوا ہے۔ آپ کے کثیر التعداد مرید اطراف ہند میں ہیں۔

۲۱ جمادی الاولی ۱۲۲۷ھ ولادت ہے۔ اور ۹ ربیع الاول ۱۲۹۹ھ کو وفات پائی۔ مدرسہ شاہی آگرہ میں دفن ہوئے۔ (ماہتابِ اجمیر ص ۱۱۲)

پنجہ مدرسہ میں موجود تمام مزارات کے Locationکا QR Code۔ اس کو اپنے موبائل سے Scan کیجیے، آپ کے موبائل پر Location کھل جائے گی، جس کی مدد سے آسانی کے ساتھ آپ مزار مبارک تک پہنچ سکتے ہیں۔

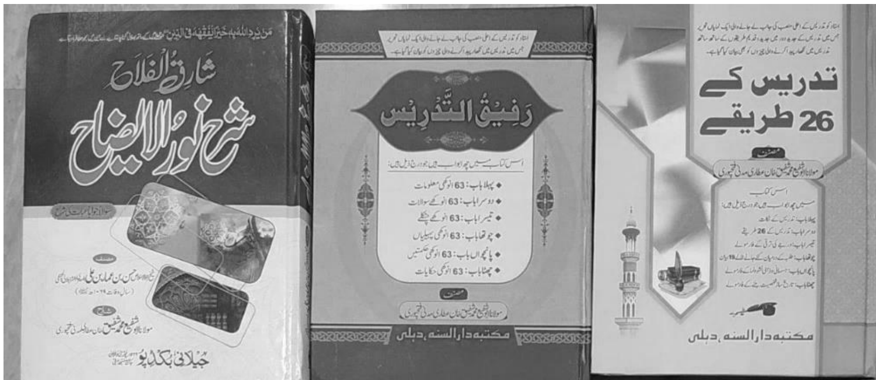


آگرہ سٹی اسٹیشن

(79)۔عبداللہ

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ انہیں بزرگوں میں سے ہیں جن کا آخری نشان باقی اور نام بے نام ہو گیا یعنی آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے نام کا کچھ پتا نہیں چل سکا۔ آگرہ سٹی کے جدید اسٹیشن کے قریب ایک بلند ٹیلہ ہے جہاں شاہی زمانے میں خان جہاں لودی کے عالی شان محلات بنے ہوئے تھے۔ خان جہاں لودی جہانگیر اور شاہجہاں بادشاہ کے زمانے کا مشہور امیر آدمی تھا۔

اور اسی مناسب سے اب تک وہ لودی خاں کا ٹیلہ کہلاتا ہے۔ اس پر متصل مکان اسٹیشن، ماسٹر ایک چبوترہ پر یہ **مزار مبارک** واقع ہے۔ جو بہت متبرک خیال کیا جاتا ہے۔ اس کے قریب میں دو تین مزار اور بھی ہیں۔ اب تک بہت سے منقش و خوشنما پتھر، ستون، محرا ہیں، پھول وغیرہ بنے ہوئے ہیں۔ جن سے ظاہر ہے کہ پرانے زمانے میں اس مزار پر عالیشان و خوشنما عمارت بنی ہوئی تھی۔ (بوستانِ اخیار، ص104.105)



لال کرتی (باغ سلطان پور)

(80)۔شیرعلی شاہ

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بارہویں صدی کے درویش کامل ہیں۔ کسی تذکرہ میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے حالات زندگی نظر سے نہیں گزرے۔ مگر خرق عادات اور کرامات کی اکثر روایتیں زبانی مشہور چلی آتی ہیں۔

مسماۃ شرف النساء بیگم بنتِ عابد خاں زوجہ محمد امین خاں نے ایک سو بیگہ اراضی پختہ متصل مقبرہ محمد امین خاں واقع تعلقہ باغ سلطان پور شہر آگرہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے عرس و مجالس کے اخراجات کے واسطے ہبہ کی تھی، جس کا فرمان معافی (یعنی وقف نامہ) مورخہ ۲۴ رجب، شاہ عالم بادشاہ کے تخت نشین ہونے کے ۴۸ویں سال بمطابق ۱۲۱۱ھ بنام مسماۃ خاکی شاہ (آپ کی مریدہ)۔

صاحبِ بوستانِ اخیار فرماتے ہیں: یہ نقل حسن بیگ ساکن درزی پاڑہ کے پاس موجود ہے اور میری نظر سے گزرا ہے۔

مقبرہ محمد امین خاں کا تو اب نشان بھی باقی نہیں رہا مگر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** موجود اور لال کرتی کے قریب تکیہ خاکی شاہ کے نام سے موسوم ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مزار کے لیے وقف کی ہوئی زمین چھاونی میں آگئی جس کے معاوضہ میں سو روپے سالانہ کے قریب مختلف لوگوں کو پنشن ملتی ہے۔(بوستانِ اخیار، ص90)

میڈیکل اسکول

(81)۔عبداللہ شہید

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ آگرہ کے شہدائے نامدار اور مشہور بزرگوں میں ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی عجیب و غریب ہوش ربا، خارق عادات کرامات مشہور ہیں۔ اکثر لوگ بیان کرتے ہیں کہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ طریقت میں سلسلہ نقشبندیہ کی سلک میں منسلک اور حضرت شیخ عبید اللہ احراری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے خلفائے اعظم سے تھے۔

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا سر یا انگلی سینٹ جانس کالج اور گرجا سیب بازار کی درمیانی سڑک کے کنارے پر حجرے کے اندر دفن ہے۔ جہاں ایک قناتی مسجد بھی موجود ہے۔ **تن مبارک** میڈیکل اسکول کے بورڈنگ اور شفاخانہ کے درمیان میں ایک بلند ٹیلہ پر مدفون ہے۔ جہاں پکی چہار دیواری کے اندر ایک بلند چبوترہ پر مزار بنا ہوا ہے جس کے سرہانے بہت بڑا چراغ دان بھی موجود ہے۔ احاطہ کے اندر ایک مسجد اور بہت سی پرانی قبریں واقع ہیں۔

۱۷۔۱۸ ذی الحجہ کو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا عرس ہوتا ہے اور کچھ اراضی بھی پرانے زمانے سے معاف یعنی وقف چلی آتی ہے۔ (بوستانِ اخیار، ص 101)

محلہ ڈھاکڑان (نارتھ عید گاہ کالونی)

(82)۔آغا صفدر خاں غازی یزدی

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه عالمگیر بادشاہ کے زمانہ میں یزد سے جو ایران کا مشہور شہر ہے تشریف لائے تھے۔ علم و فضل سے موصوف اور بڑے عارف کامل بزرگ تھے۔ بادشاہ نے آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کو آگرہ کی عید گاہ کا خطیب مقرر کیا تھا۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے خاندان میں خطابت کا عہدہ اب تک قائم تھا۔ اب اگرچہ عید گاہ کمیٹی لوکل کے زیر اہتمام ہے۔ مگر آغا مرزا کو جو کلکٹری آگرہ میں عرائض نویس اور آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی نسل سے ہیں۔ کچھ وظیفہ اب تک ملتا ہے۔ مزار مبارک محلہ دھاکڑان (نائی کی منڈی) کے قریب نالہ میں واقع اور عوام میں نواب عبدل شاہ غازی کے مزار کے نام سے موسوم و مشہور ہے۔

ایک بلند وسیع اور پکا چبوترہ پر **مزار مبارک** کا گنبد چار سنگین ستونوں پر قائم ہے۔ چبوترہ پر کئی نیم کے درخت سایہ کئے ہوئے ہیں۔ یہاں کا منظر نہایت دلکش و خوشنما اور مزار سے فیض و برکت کے آثار ظاہر ہیں۔ خوش عقیدہ لوگ پرانے بخار کے واسطے یہاں کی اینٹ اٹھا کر لے جاتے ہیں، اور صحت کے بعد ملیدہ پر آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی نیاز دلاتے ہیں۔ چبوترہ کے قرب و جوار میں کئی سنگین تعویذ موجود ہیں۔ جن میں پانچ تعویذوں پر یہ نام لکھے ہوئے ہیں:

(1)۔۔۔آقا محمد باقر ولد علی رضا، 1096ھ۔

(2)۔۔۔آقا محمد طاہر ولد آقا علی رضا۔

(3)۔۔۔محمد باقر، 1070ھ۔

(4)۔۔۔اسد اللہ عرف مرزادولہ، 1093ھ۔

(5)۔۔۔ہوری بنت سلطان مرزا۔

ان ناموں میں پہلے اور دوسرے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے بھانجے اور عالمگیر بادشاہ کے زمانے کے امیر لوگوں میں سے تھے۔(بوستانِ اخیار، ص90.91)

موجودہ حالت 2025

حضرت آغاصفدر خان غازی یزدی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر جانے کا راستہ یہ ہے کہ نائی کی منڈی سے سندر پاڑہ، نارتھ عید گاہ کالونی کی طرف جائیں، اسی کالونی میں گھروں کے بیچ میں اونچی جگہ پر مزار مبارک واقع ہے۔

آپ کے مزار کے نیچے ایک اور مزار ہے لیکن کچھ پتا نہیں چل سکا کہ وہ کن کی مزار ہے۔

آپ کے مزار کے پاس آپ کے بھانجوں کی قبروں کے ساتھ مزید تین اور قبریں تھیں لیکن اب ان قبروں کو ختم کر کے اس جگہ کو مسجد میں شامل کر لیا گیا ہے صرف آپ کے پائینتی ایک قبر اب بھی موجود ہے۔

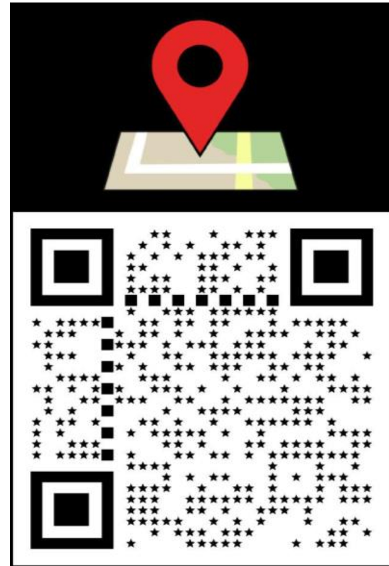
آپ کے مزار کے بغل میں قبلہ کی جانب مسجد بھی ہے۔ آپ کا مزار مبارک پر چار پلروں پر قائم ایک گنبد ہے اور اب پلروں کے درمیان کی جگہ کو دیوار سے بند کر دیا گیا ہے۔

مزار مبارک کے پاس نہ اب کوئی نیم کا درخت ہے اور نہ مزار مبارک پر تختی لگی ہے، جس کی وجہ سے ہمیں بھی تلاش کرنے اور آپ کے مزار کی پہچان کرنے میں کافی دشواری ہوئی لیکن اللہ پاک کے کرم سے شناخت ہو گئی۔ آج کل لوگ آپ کو عبد اللہ غازی کے نام سے جانتے اور پہچانتے ہیں۔

آپ کا عرس سیدنا سرکار حضرت سید امیر ابو العلی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کے ایک ہفتے بعد یعنی ۱۳، ۱۴ صفر المظفر کو ہوتا ہے۔ مزار مبارک کی دیکھ بھال کرنے والوں نے بتایا کہ دس، بارہ سال پہلے آپ کا عرس تین دن تک کافی شان و شوکت کے ساتھ منایا جاتا تھا اور عاشقانِ اولیاء بڑی تعداد میں شرکت بھی کرتے تھے لیکن اب چند لوگوں کے کوئی نہیں آتا اور اب صرف ۱۳ صفر کو عصر تا مغرب فاتحہ خوانی وغیرہ کر لی جاتی ہے۔

اے عاشقانِ اولیاء! سنا آپ نے، یہ حالت صرف ایک مزار کی نہیں بلکہ یہ حالت آگرہ کے کئی مزاروں کی ہے کہ پہلے کافی شان و شوکت کے ساتھ عرس ہوتا تھا لیکن اب نہیں ہوتا اور کہیں ہوتا بھی ہے تو مختصر سا۔ سگِ عطار (ابو شفیع محمد شفیق عطاری مدنی فتحپوری) کی دلی خواہش ہے کہ کاش آگرہ میں عاشقانِ اولیاء کی ایک کمیٹی بن جائے اور ان کا کام ہی یہی ہو کہ جس بزرگ کے عرس کی تاریخ آئے، اس علاقے والوں سے رابطہ کر کے ان کا عرس دھوم دھام سے منائے۔ اسی لیے اس کتاب کے آخر میں آگرہ کے اولیائے کرام کی وفات کی تاریخ ماہانہ وار لکھ دی گئی ہے تاکہ ہمیں معلوم ہو سکے کہ کس مہینے میں کتنے اولیائے کرام کا عرس ہے۔

الحمد للہ! مجھے یہ کلمات لکھتے ہوئے کافی فخر محسوس ہو رہا ہے کہ عاشقانِ اولیاء کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی نے ایک شعبہ اس کام کے لیے "مزاراتِ اولیاء" کے نام سے بنا دیا ہے جس کا کام شریعت کے مطابق عرس کے تمام کام انجام دینا اور حاضرین کو سہولیات فراہم کرنا ہے، لہذا آپ سب مل کر اس شعبہ کا ساتھ دیں تا کہ آگرہ کے ہر بزرگ کا عرس شان و شوکت کے ساتھ کیا جا سکے۔ ساتھ دینے کے لیے کتاب کے شروع میں دیے ہوئے نمبر پر رابطہ کریں۔



حضرت آغا صفدر خاں غازی یزدی، عبد اللہ غازی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے Location کا **QR Code** اس کو اپنے موبائل سے **Scan** کیجیے، آپ کے موبائل پر **Location** کھل جائے گی، جس کی مدد سے آسانی کے ساتھ آپ مزار مبارک تک پہنچ سکتے ہیں۔



آگرہ کے اولیائے کرام کی سیرت کی Video دیکھنے اور سننے کے لیے

اس QR Code کو Scan کیجیے۔

Like Share & Subscribe Channel

عید گاہ

(83)۔شیخ محمد معروف قادری

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سادات صحیح النسب اور اکبر آباد کے مشہور بزرگوں میں ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی کرامات اور خرق عادات کی اکثر روایتیں اب تک مشہور ہیں۔ کسی تاریخ یا تذکرہ میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا ذکر خیر نظر سے نہیں گذرا مگر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** زیارت گاہ خاص و عام ہے جو عید گاہ کے احاطہ سے ملا ہوا گوشہ جنوب و مغرب میں ایک مختصر چار دیواری کے اندر واقع ہے۔ نیب کے تین درخت مزار پر سایہ کئے ہوئے ہیں۔ **ربیع الثانی کے مہینہ میں عرس** ہوتا ہے۔(بوستانِ اخیار، ص202.203)

قبرستان عید گاہ

(84)۔ مولوی عبداللہ

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ مولوی شیخ عبدالرحمن اکبر آبادی کے فرزند رشید تھے۔ جو نہایت نیک و بابرکت بزرگ تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بڑے عابد وزاہد، صاحب تقوی، قانع اور خاموشی پسند بزرگ تھے۔ علوم فارسی اور انشاپردازی میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ یکتائے زمانہ تھے۔ سخن گوئی میں بھی خاص ملکہ حاصل تھا۔ طالب تخلص اور کلام نہایت پسندیدہ ہوتا تھا۔ اردو میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا غیر مطبوعہ دیوان موجود ہے۔ دیوان کیا ہے حقیقت و معرفت کے بیش بہا موتیوں کا خزانہ ہے۔

آغاز ہوش سے انجام زندگی تک آپ کا پائے سلوک شریعت کی شاہراہ کے باہر ایک قدم بھی نہیں چلا۔ تمام عمر درس و تدریس کا فیض آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے جاری رہا اور اسی کسب حلال سے اپنی اور اپنے متعلقین کی گزر بسر کرتے رہے۔

پہلے دس برس تک آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا مکتب محلہ شہزادی منڈی میں جاری رہا۔ اس کے بعد اخیر وقت تک آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اپنے مکان واقع نو لکھا چھاؤنی میں درس دیتے رہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا طریق تعلیم اس قسم کا تھا کہ ذہین طالب علم تین برس کے عرصہ میں فارسی کی تمام درسی کتابیں ختم کر لیتا تھا۔ درس کے علاوہ آپ کا تمام وقت عبادت وریاضت میں صرف ہوتا تھا۔

طب میں بھی آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو مہارت حاصل تھی۔ خالصاً للہ مریضوں کا علاج کرتے تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی دعا اور دوا سے سیکڑوں مریض صحتیاب ہوئے۔ جمعہ کی نماز کے واسطے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ہمیشہ اول وقت تشریف لایا کرتے تھے۔ پہلی صف میں ایک جگہ مخصوص کرلی تھی ہمیشہ اُسی جگہ نماز و وظائف میں مصروف رہتے تھے۔ نورانی پیشانی پر مقبولیت کے آثار نمایاں تھے۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اکثر عارضہ فتق میں مبتلا رہتے تھے۔ اسی عارضہ میں رات **۵ جمادی الثانی ۱۳۲۸ھ بمطابق ۱۳ جولائی ۱۹۱۰ء کو** دارالسرور کو روانہ ہو گئے اور قبرستان عید گاہ میں (محاذ دروازہ جنوبی) اپنے پدر بزرگوار کے پہلو میں آرام فرما ہیں۔

لڑکیوں کے علاوہ عبد الحفیظ نام ایک لڑکا یادگار چھوڑا ہے۔ (بوستانِ اخیار، ص 101.103)



آبادی قصّابان محلہ سلطان پورہ

(85)۔عبداللہ

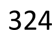
آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا نام بھی معلوم نہیں ہو سکا ہے۔ مگر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ آگرہ کے پرانے بزرگوں میں ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** پکی سڑک کے کنارے متصل آبادی قصّابان محلہ سلطان پورہ میں واقع ہے، جس سے قرب و جوار کے لوگوں کو بیحد عقیدت ہے۔ پہلے مزار پر عالی شان گنبد بنا ہوا تھا۔ من جانب نزول پرانا ہونے کی وجہ سے مسمار کرا دیا گیا اور مزار کے بجائے سنگین چبوترہ اور کٹہرہ بنا دیا گیا ہے۔ (بوستانِ اخیار، ص 103)

رسول پور

(86)۔عبداللہ

آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کے اصلی نام کا کچھ پتا نہیں چل سکا۔ آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کے خرق عادات کی گرما گرمی کا حال کثرت سے لوگ بیان کرتے ہیں۔

مزار مبارک اندر احاطہ ریلوے متصل آگرہ کنٹومنٹ آبادی کی طرف رسول پور واقع اور شان جلالی رکھتا ہے۔(بوستانِ اخیار، ص104)



روئی منڈی

(87)۔حافظ عبداللہ نقشبندی مجددی

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سید امجد علی شاہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ہم عصر اور تیرہویں صدی کے نامور مشائخین اکبر آباد سے تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** محلہ روئی منڈی کی مسجد کے احاطہ میں واقع ہے۔(بوستانِ اخیار، ص108.109)

سرائے خواجہ (کھیڑا گڑھ)

(88)۔شیخ فتح محمد

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے زمانہ یا تاریخی حالات کا پتا نہیں چلا۔ مزار مبارک متصل آبادی سرائے خواجہ کچی سڑک کے کے کنارے کھیڑا گڑھ زیارت گاہ ہے۔

(بوستانِ اخیار، ص132)

قبرستان دیوان خانہ

(89)۔حکیم سید نورالدین رضوی قادری

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سید صدرالدین ابن سید امجد ولد سید حافظ عنایت اللہ ملتانی کے فرزند رشید تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے آباؤ واجداد ملتان میں سکونت پذیر اور سب صلحائے امت سے تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے جد سوم حافظ عنایت اللہ جہانگیر بادشاہ کے زمانے میں مع اہل وعیال آگرہ میں رونق افروز ہو کر آباد ہوئے۔ اُس وقت سے ماہوار وظیفہ دربار شاہی سے مقرر ہوا جو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے والد ماجد سید صدرالدین کی حیات تک برابر ملتا رہا۔ جب آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا زمانہ آیا تو تصدیق کے واسطے صاحب کلکٹر ضلع کے روبرو جانا لازمی ہوا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے باوجود لوگوں کے بیحد اصرار کے اس امر کو منظور نہ فرمایا اور رزاق حقیقی کی روزی پر قانع ہو کر اس وظیفہ پر لات مار دیا۔

ایام طفلی ہی سے ولایت کی نشانی آپ کی پیشانی پر ظاہر تھی۔ چنانچہ سن تمیز پر پہنچ کر بہت جلد آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے علوم و فنون خصوصاً حکمت میں کمال حاصل کر لیا اور خدا شناسی کے شوق میں اپنے زمانے کے بزرگان دین کی خدمت میں حاضر رہنے لگے۔ سب سے پہلے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو شیخ محمد چشتی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خدمت سے فیض حاصل ہوا اور انہی کی بدولت طریقت شناس سالکوں کے حالات سے پوری واقفیت پیدا کر کے حسب الحکم سید امجد علی شاہ قادری اکبر آبادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مرید ہوئے اور آپ کے انفاس اور توجہ کی برکت

سے بہت جلد معنوی عظمت حاصل کرکے خلافت و دامادی کے شرف سے مشرف ہوئے یعنی سید امجد علی شاہ قادری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے اپنی بیٹی کا نکاح آپ سے کر دیا۔

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ میں خدا شناسان باکمال کے جملہ پسندیدہ افعال موجود تھے ۔صاحب انوار العارفین کا بیان ہے کہ میں دو مرتبہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے اخلاق حمیدہ اور اقوال سنجیدہ نا قابل بیان ہیں۔ اگر کسی سے اتفاقیہ یا عمداً کوئی خطا آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے حق میں سرزد ہو جاتی ہے تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ اس کے انتقام میں اُس کی راحت رسانی میں کوشش بلیغ فرماتے ہیں۔

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ اپنے آرام و آسائش پر دوستوں اور مخلصوں کی راحت کو ترجیح دیتے ہیں۔ ہر شخص کی تعظیم کے واسطے اٹھتے ہیں۔ علما فقرا کے دوست اور ان کی تعظیم و تکریم میں کوئی کمی نہیں اٹھا رکھتے۔ دیوان خانہ کے دروازہ تک اُن کا استقبال فرما کر اپنے خاص مسند کو اُن کے واسطے چھوڑ دیتے ہیں۔ اسی طرح رخصت کے وقت دروازہ تک ساتھ جاتے ہیں۔

اخیر عمر میں مسند و تکیہ ترک کرکے دیوان خانہ میں روئی کا فرش بچھوادیا تھا سب کے ساتھ اسی پر بیٹھتے تھے۔ چنانچہ جب میں دوبارہ مراد آباد سے اکبر آباد گیا اور آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی ملازمت میں حاضر ہوا تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے فرمایا کہ خلق خدا کو فرش پر بیٹھا ہوا دیکھ کر مجھے مسند پر تکیہ لگا کر بیٹھنے میں بہت شرم معلوم ہوتی تھی لہذا میں نے مسند و تکیہ ترک کر دیا ہے۔

روزانہ اکثر مرد وعورتیں حاضر خدمت ہو کر خاندان قادریہ میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی مرید ہوتے تھیں۔ خصوصاً ماہ ربیع الثانی میں لوگ بہت کثرت سے مرید ہوتے تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے اوقات نہایت منضبط تھے۔ نماز تہجد سے صبح کی نماز تک آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ مشغول بحق رہ کر بعد ادائے نماز فجر درود ووظائف کا ورد فرماتے ہیں۔ پھر نماز اشراق سے فارغ ہو کر دوستوں، ہم نشینوں سے ہم صحبت ہو کر بات چیت کرتے ہیں۔ دوپہر کے قریب طعام تناول فرماتے اور اکثر مخلصان خاص سے ملتے جلتے ہیں۔ زوال کے بعد نماز ظہر اول وقت میں پڑھ کر استراحت فرماتے ہیں۔ پھر بیدار ہو کر وضو کے بعد اجلاس عام کا وقت ہوتا ہے۔ اور لوگ خدمت بابرکت میں باریاب ہوتے ہیں۔ اس کے بعد نماز عصر جماعت کے ساتھ ادا فرماتے ہیں۔ بعد نماز مغرب ورزش وغیرہ سے فرصت پاکر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کھانا کھانے کے واسطے گھر میں جاتے ہیں تھوڑی دیر بعد واپس آکر مریدوں اور معتقدوں کو علمِ باطن کی تعلیم و تلقین فرما کر اور نماز عشا باجماعت ادا کرکے آرام فرماتے ہیں۔

عجیب تسخیر و تصرف آپ کی ذات میں ہے۔ ہر امیر و غریب جو دیگر شہروں سے آگرہ میں آتا ہے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی مجلس میں ضرور ہی حاضر ہوتا ہے۔ راقم نے دو سال کے قریب کبھی ان اوقات میں خلل نہیں دیکھا۔ یہاں تک مشہور ہے کہ جس دن آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے جوان وخوش رواور لائق و فائق اور اہل علم صاحبزادہ سید شیر علی نے انتقال فرمایا اس دن بھی آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے معمولات میں کچھ فرق نہیں آیا تھا اور آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے قضاو رضائے الٰہی پر صابر و شاکر رہ کر کچھ جزع فزع نہیں فرمایا تھا۔

بہادر شاہ ظفر کو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے خاص عقیدت تھی۔ کئی مرتبہ بہت اصرار سے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کو دہلی میں بلایا مگر آپ تشریف نہیں لے گئے۔ ایک مرتبہ جبکہ نواب احتشام الدولہ امین الرحمن خان کے اصرار سے جو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے مرید ان جان نثار سے تھے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ دہلی تشریف لے گئے تھے۔ ہر چند بادشاہ نے کوشش کی کہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ حاضر دربار ہو کر ملاقات فرمائیں مگر آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے قبول نہیں فرمایا۔ آخر کار ایک دن جبکہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ حضرت قطب الاقطاب **قطب الدین بختیار کاکی** رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے مزار کی زیارت کے واسطے میں گئے تو بہادر شاہ ظفر نے وہیں حاضر خدمت ہو کر نذر پیش کی۔ آپ نے نذر تو منظور نہیں فرمائی صرف بادشاہ کا دیوان لے لیا۔

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی کرامات کے بیان کی اس مختصر کتاب میں گنجائش نہیں۔ رسالہ خوارق عادات میں جو حکیم سید عرفان علی شاہ صاحب کے کتب خانہ میں موجود ہے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی **ایک سو چار کرامتوں** کا مفصل حال قلمبند ہے۔ جسے شوق ہو ملاحظہ کر سکتا ہے۔

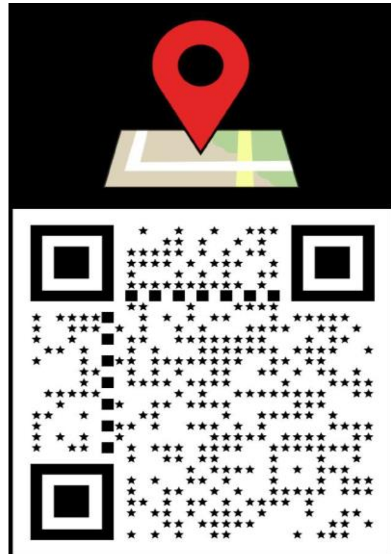
۲۳ صفر ۱۲۰۷ھ کو جمعہ کے دن آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے اس دار ناپائدار سے کوچ فرمایا اور بہشت نشینوں کے ہم نشین ہوئے۔ مزار مبارک متصل شفاخانہ احاطہ دیوان خانہ میں زیارت گاہ خاص وعام ہے۔ لوح مزار پر یہ تاریخ لکھی ہوئی ہے۔

مرشد　آفاق　نور　الدین　حبیب　مصطفی
سرو　باغ　مرتضی　مقبول　رب　العالمین
سید　عالی　نسب　زنیۂ　انوار　حق

عالم والا حسب گنجینہ علم الیقیں
آں طبیب خستہ حالاں چارۂ بیچارگاں
آں مسیح روح پرور خضر معنی آفریں
کردرحلت زیں جہاں ازبہر گلگشت جناں
از غمش ماتم سراشد ہر دل اندوہگیں
سال تاریخ وفاتش او سروش غیب گفت
آفتاب اولیا پنہاں شدہ زیر زمیں

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے صاحبزادہ حکیم مہر علی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے حالات اس کتاب میں موجود ہیں۔(بوستانِ اخیار، ص231.235)

قبرستان دیوان خانہ میں موجود اولیائے کرام کی مزارات کے Location کا QR Code۔اس کو اپنے موبائل سے Scan کیجیے ، آپ کے موبائل پر Location کھل جائے گی، جس کی مدد سے آسانی کے ساتھ آپ مزار مبارک تک پہنچ سکتے ہیں۔



(90)۔حکیم سید مہر علی رضوی قادری

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه حکیم نورالدین اکبر آبادی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے بیٹے، مرید خلیفہ اور سجادۂ نشین تھے۔ جامع علوم و فنون، پاکیزہ اخلاق ستودہ صفات اور زاہدانہ افعال آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه میں موجود تھے۔

چودہویں صدی میں آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه ہی کی ذات بابرکات سے آگرہ میں خُدا شناسی کی انجمن کو رونق اور یونانی حکمت کو عظمت حاصل تھی۔ بڑے شب بیدار، عابد و زاہد، عاجز نواز، بے یاروں کے یار، کمزوروں کے قوت بازو اور سخی بزرگ تھے۔

والدِ بزرگوار رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی سنت پر پورے پابند اور ان کی حیات ہی میں سند اجازت اور خلعت خلافت سے مشرف ہو گئے تھے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی نظر میں کیمیائی اثر اور بات میں قبولیت کی تاثیر تھی سیکڑوں نامراد آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی دعا سے اپنی مراد کو پہنچے۔ بہت سے لوگوں نے آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے ہدایت وارشاد سے کمالات اور حالات کا مزہ پایا۔ ہزاروں لاکھوں مایوس العلاج مریض آپ کی کوڑیوں کی دوا اور دعا سے صحتیاب ہوئے۔

راقم بوستان کو آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی زیارت اور علاج کا فخر بارہا حاصل ہوا تھا۔ امیر غریب، ادنی اعلیٰ سب سے اخلاق بزرگانہ سے پیش آتے اور ایک نظر سے دیکھتے اور سب کے واسطے معمولی قیمت کا نسخہ لکھتے تھے۔ افسوس کہ اس مختصر کتاب میں آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی تفصیلی حالات اور کرامات قلمبند کرنے کی گنجایش نہیں جسے شوق ہو وہ مثنوی شیر ازہ معرفت

مطبوعہ مطبع مصطفائی آگرہ کو ملاحظہ کرے جس میں آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے ایک مرید محمد عبد اللہ نے آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی کرامات کا حال لکھا ہے۔

۸۷ سال کی عمر میں شروع رمضان المبارک ۱۳۱۳ھ میں آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه علیل ہوئے چونکہ پیمانۂ حیات لبریز ہو چکا تھا لہذا مرض برابر بڑھتا گیا۔ مگر باوجود ضعف و نقاحت کے عبادت وریاضت میں تادمِ اخیر کسی قسم کا فرق نہ آیا۔

چنانچہ ۲۲ رمضان اتوار کا دن گزرنے پر ۸ بجے رات کو نماز ووظائف سے فارغ ہو کر اپنے بیٹے اور جانشین سید قدرت علی کو اپنے سامنے بلوایا اور ان کے آنے پر ایک نظر ان پر ڈالی۔ تھوڑی دیر بعد ''اَللّٰہُ ھُوْ'' کہہ کر وصال فرما گئے۔

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کا **مزار مبارک** قبرستان دیوان خانہ میں والدِ بزرگوار رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے پہلو میں واقع ہے۔ اور مزار مبارک کی تختی پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے:

سیّد مہر علی والا حسب عالی نسب
حامی دین محمد سالک راہ خُدا
بود ذاتِ پاک حضرت بالیقین اندر جہاں
چوں مسیح روح پرور خضر آسا رہنما
بست دوم از ماہِ صوم بعد مغرب از جہاں
شد بہ گلزار ارم آں سرو باغِ مصطفیٰ

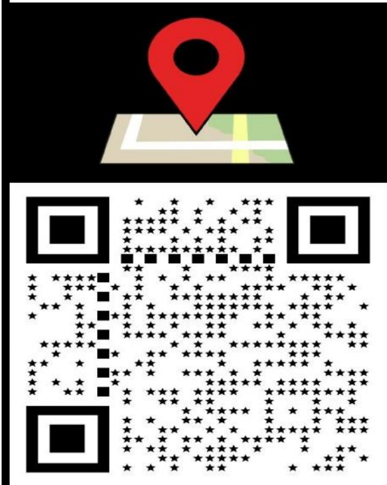
این کرامت بیں کہ بعد از مرگ تا دیر لب
ماند در جنبش بذکر لا الٰہ برملا
مصرعہ تاریخ رحلت فرّخ ناشاد گفت
آفتاب اہل ایقان ماہتاب اصفیا

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے تین شہزادے ہیں: (۱) حکیم سید قدرت علی۔ (۲) حکیم سید سخاوت علی۔ (۳) حکیم سید سکندر علی۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے سات خلیفہ ہیں: (۱) سید قدرت علی۔ (۲) سید شیر علی۔ (۳) سید مبارک علی۔ (۴) سید قربان حسین۔ (۵) سید حشمت علی۔ (٦) سید اسرار علی۔ (۷) میر ولایت علی۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مریدانِ جاں نثار اور معتقدین کی تعداد سیکڑوں سے متجاوز ہے۔ (بوستانِ اخیار، ص216.218)

قبرستان دیوان خانہ میں موجود اولیائے کرام کی مزارات کے Location کا **QR Code**۔ اس کو اپنے موبائل سے **Scan** کیجیے، آپ کے موبائل پر **Location** کھل جائے گی، جس کی مدد سے آسانی کے ساتھ آپ مزار مبارک تک پہنچ سکتے ہیں۔



(91)۔حکیم سید قدرت علی قادری

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ حکیم سید مہر علی ابن حکیم سید نورالدین قادری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے فرزند رشید، مرید اور خلیفۂ اول اور سجادہ نشین تھے۔ ظاہری اور باطنی امراض کے طبیب حاذق، بڑے صاحب نسبت اور عارف کامل بزرگ تھے۔ مقبولان الٰہی کے بہت سے افعال و اوصاف آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی ذات میں جمع تھے۔ آغاز سلوک سے دم خیر تک ”وَ اعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ“ (اور اپنے رب کی عبادت میں لگے رہو یہاں تک کہ تم کو امر یقینی یعنی موت آجائے) پر کاربند اور عبادتِ الٰہی میں مصروف رہے۔

منگل کے دن ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۱۸ھ کو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرزندوں اور عزیزوں کو مکان ہی پر حاضر رہنے کا حکم دیا اور مغرب کی نماز سے فارغ ہو کر درود شریف اور کلمۂ طیبہ کا ورد کرتے کرتے قصر جنان کا راستہ لیا۔

مزار مبارک صحن دیوان خانہ میں اپنے جد امجد اور والدِ بزرگوار رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے قریب واقع ہے۔ سید فہمید علی صاحب، حکیم سید اسرار علی صاحب، حکیم سید عرفان علی صاحب تین صاحبزادے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی یادگار ہیں۔ حکیم سید اسرار علی نہایت حلیم و کریم اور خلیق ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اپنے جد امجد حکیم مہر علی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے خلیفہ اور نہایت گمنامی پسند بابرکت بزرگ ہیں۔ حکیم سید عرفان علی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا ذکر خیر اسی کتاب میں موجود ہے۔(بوستانِ اخیار، ص 141)

(92)۔حکیم سید عرفان علی شاہ قادری

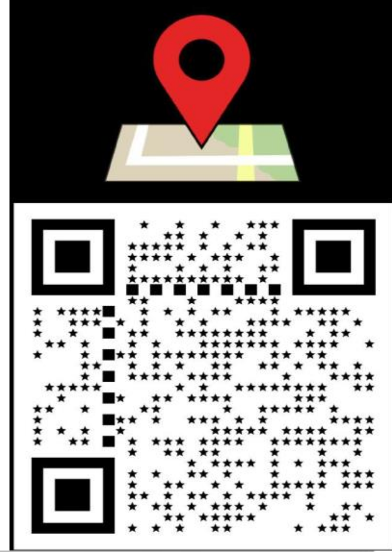
آپ حکیم سید قدرت علی ابن حکیم سید مہر علی قادری کے فرزند رشید اور خانقاہِ نوری (حکیم نورالدین) کے سجادہ نشین ہیں۔

آپ بہت نیک ہیں۔ جمالِ ظاہری کے ساتھ درویشانہ صورت، صوفیانہ لباس، سادہ دل اور نورانی باطن رکھتے ہیں۔ پیشانی سے مقبولیت کے آثار نمایاں اور عین جوانی میں مقبولانِ الٰہی کے نشان موجود ہیں۔ غرضکہ آپ کا جمال و حال صلاحیت وپرہیز گاری سے آراستہ اور آپ کا سینہ عرفان الٰہی سے منور و پیراستہ ہے۔ آپ نے اپنے جد بزرگوار کی فیضِ صحبت سے روحانی پرورش حاصل کی تھی۔

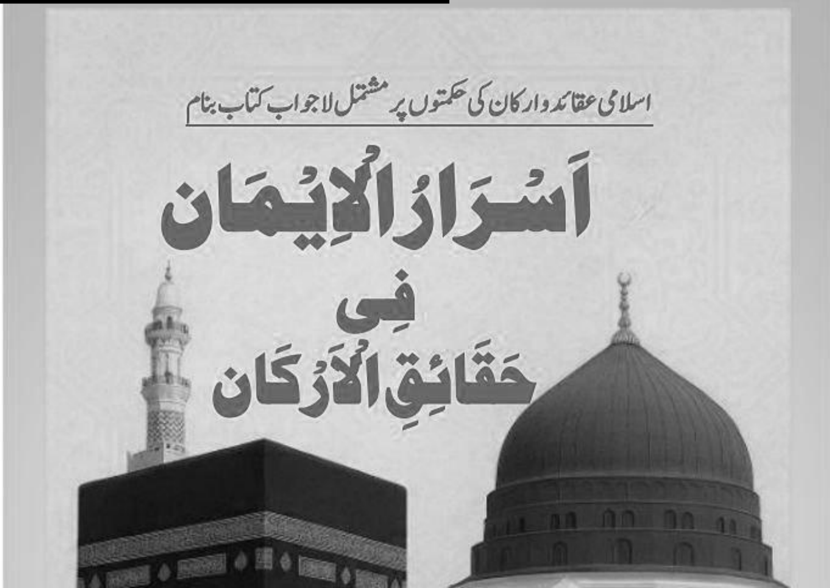
۲۲ برس کی عمر تھی کہ جد بزرگوار کا سایہ سر سے اٹھ گیا اس کے بعد والد ماجد سے تکمیلِ ظاہری کر کے سند خلافت پائی۔

۲۸ برس کی عمر میں ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۱۸ھ کو والد ماجد کے وصال کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ آگرہ کی ہر مجالس عرس میں آپ کا فیضان شرکائے مجالس پر نثار ہوتا ہے اور بزرگان قدیم کی یادگار آپ کی ذات بابرکات سے جاری ہے۔ اکثر مشائخین قدیم کے حالات اور مزارات سے آپ کو واقفیت حاصل ہے۔ اگرچہ آپ کا اخلاق عام ہے مگر راقم بوستان پر خاص نظر عنایت ہے۔ چنانچہ بوستان اخیار کی نخل بندی میں آپ نے بہت امداد فرمائی ہے اور بہت سے پودے آپ ہی نے اپنے گلزار یاد داشت سے بوستان اخیار کے واسطے مرحمت فرما کر راقم بوستان کو مشرف و مشکور فرمایا ہے اور آپ ہی کی توجہ، دعا اور تاثیر انفاس کی

برکات سے یہ گلستان پر بہار اس قدر جلد سر سبز و شاداب ہوا ہے۔ اللہ پاک آپ کا فیض مدت تک جاری اور عمر دراز کرے۔ آمین (بوستانِ اخیار، ص122.123)



قبرستان دیوان خانہ میں موجود اولیائے کرام کی مزارات کے Location کا QR Code۔ اس کو اپنے موبائل سے Scan کیجیے ، آپ کے موبائل پر Location کھل جائے گی، جس کی مدد سے آسانی کے ساتھ آپ مزار مبارک تک پہنچ سکتے ہیں۔

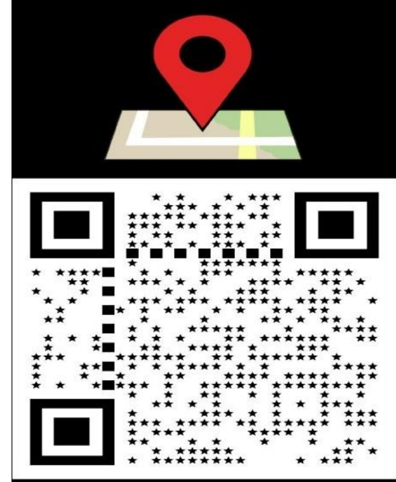


محلہ ٹیلہ منّالال

(93)۔لوٹن شہید

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ شہدائے اکبر آباد کے زمرہ میں ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** پکی سڑک کے کنارے محلہ ٹیلہ منّالال میں واقع ہے۔(بوستانِ اخیار، ص 145)

حضرت لوٹن شہید رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے Location کا QR Code۔ اس کو اپنے موبائل سے Scan کیجیے، آپ کے موبائل پر Location کھل جائے گی، جس کی مدد سے آسانی کے ساتھ آپ مزار مبارک تک پہنچ سکتے ہیں۔





نئی بستی

(94)۔مولانا شاہ محمد افضل بخاری چشتی صابری

آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ فخر اکبر آباد، مشائخین سلف کا نمونہ، تسلیم ،توکل، تقوی و طہارت اور زہد و ریاضت کی فضیلتوں کے مالک ہیں۔ آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کے افعال سے شریعت عیاں اور اسرار میں طریقت کا خزانہ نہاں ہے۔ آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کے اوصاف حمیدہ اور صفات پسندیدہ تعریف کے قابل میں نہیں سما سکتے۔

راقم بوستاں اپنے محب عزیز الدین والدنیا، شیخ عزیز الدین صاحب پیرزادہ فتح پور سیکری کا ممنون و مشکور ہے جن کی بدولت بوستان اخیار کے اوراق کو آپ کے ذکر خیر کا فخر حاصل ہوا۔ اکثر معتقدین خاص اور مریدان جان نثار نے حضرت کے حالات قلمبند کرنا چاہے لیکن باوجود اصرار آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ نے کسی کو اپنے قدیم حالات نہیں سنائے اور کبھی کسی کو قلمبند کرنے کی اجازت بھی نہیں دی۔چونکہ مجھے ذاتی طور سے علم تھا کہ میرے دوست عزیز جہاں آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کو سب مریدوں سے زیادہ عزیز ہیں لہذا میں نے حضور کے حالات کے واسطے ان سے اصرار کیا اور انہوں نے نہایت عاجزی و انکساری سے آپ کی خدمت بابرکت میں اصرار کیا۔اس پر آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ نے ان کی خاطر اور اصرار سے مجبور ہو کر کچھ حالات ارشاد فرمائے۔جن کی امداد سے بوستان اخیار کو گل افشاں اور پر بہار کرتا ہوں۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ محمد اکرم عرف صوفی کے فرزند رشید اور رانا خیل پٹھانوں کی شاخ جلال زی سے ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا مولد موضع مبناح آباد مضاف غزنی افغانستان ہے۔ سن تمیز پر پہنچ کر ابتدائی تعلیم آپ نے غزنی میں پائی اور ۱۴ یا ۱۵ برس کی عمر میں حضرت میاں غلام صدیق آغا صاحب غزنوی کے جو چار واسطے سے حضرت شیخ احمد سرہندی، مجدد الف ثانی کے خلیفہ تھے۔ مرید ہو کر خدا شناسی کی آنکھیں روشن کیں۔ آخر کار بحکم "سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ" آپ نے سیاحی پر کمر باندھ کر پرانے بزرگانِ دین کی سنت ادا فرمائی اور غزنی سے روانہ ہو کر دار العلوم بخارا شریف میں اپنے چچازاد بھائی کے یہاں قیام فرمایا اور بخارا کے بزرگانِ دین کے انفاس و توجہ کی برکت سے فیض و برکت کا ذخیرہ حاصل کیا۔

کچھ عرصے کے بعد وہاں سے پیدل روانہ ہو کر مختلف شہروں اور جنگلوں کا گشت کرتے ہوئے سواد کے راستے سے ہندوستان میں تشریف لائے اور سب سے پہلے ریاست رامپور میں قیام و آرام فرمایا۔ اس وقت نواب کلب علی خاں خلد آشیاں کا زمانہ تھا اور رامپور علما، فضلا اور مشائخین باکمال کا مرکز تھا۔ نواب کلب خاں نہایت عقیدت و اخلاص سے پیش آیا اور بذریعہ میر مجاور علی مدار ملاقات فرمائی۔ اس وقت آپ کی عمر ۱۸ برس کی تھی، عالمِ نوجوانی میں پیری کے کمالات سے آراستہ اور پیشانی سے مقبولیت کے آثار نمایاں تھے۔

اس وقت تک آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ میں منسلک اور سماع سے نفرت کرتے تھے۔ جب ایامِ قیام رامپور میں آپ مولانا شاہ جمال الدین نظامی خلیفۂ اعظم

مولانا فخر جہاں کے مزار فائض الانوار پر چلہ کش ہوئے تو آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ کے خیالات میں حیرت انگیز تبدیلی پیدا ہوئی اور خواجگانِ چشت اہلِ بہشت سے عقیدت و اخلاص پیدا ہو کر اس سلسلے کے رہنما پیر کی تلاش پیدا ہوئی۔

چونکہ رامپور میں خلائق کی رجوع بھی زیادہ ہونے لگی تھی لہذا آپ وہاں کی سکونت ترک فرما کر سرہند شریف کا راستہ لیا اور حضرت مجددِ الفِ ثانی کے مزار شریف پر حاضر ہوئے۔ وہیں آپ سے مولوی رفیع الدین صاحب، و مولوی عزیز الرحمن صاحب و حافظ عبد الحی صاحب سے ملاقات ہوئی۔ یہاں سے آپ کا ارادہ جھنگ سیال چشتیہ سلسلہ کے ایک بزرگ کی خدمت میں جانے کا تھا لیکن مولوی رفیع الدین صاحب نے بہ اشارہ حضرت مجدد صاحب آپ کو اس ارادہ سے باز رکھا اور اپنے ساتھ اصرار کر کے دیوبند لے آئے، وہاں پہنچ کر خاندانِ نقشبندیہ کا سلوک طے کرا کر سندِ اجازت عطا فرمائی۔

دیوبند سے رخصت ہو کر دوبارہ آپ رامپور میں آئے، پھر بریلی جا کر شیخ نظام الدین کی ملازمت میں حاضر ہو کر فیض حاصل کیا۔ وہاں سے شاہجہاں پور، لکھنؤ، ردولی شریف وغیرہ بہت سے شہروں اور دیہاتوں کے شہری اور صحرائی بزرگوں کی خدمت سے عظمت حاصل کی۔ مضاف ردولی شریف کے ایک گاؤں میں ایک صاحبِ کمال درویش سے جن کا نام داتا شاہ تھا ملاقات ہوئی۔ آپ نہایت ضعیف متبع شریعت اور قرآن مجید کے عاشق زار تھے اور رات دن نہایت ذوق و شوق سے تلاوت کلام پاک میں محو رہتے۔ شانِ جلالی کے

آثار آپ کے چہرے پر تاباں تھے۔ آپ نے فرمایا کہ مشیت ایزدی نے تمہارا حصہ ہندوستان میں نہیں رکھا۔ بیت اللہ شریف جاؤ، وہاں اپنے مقاصد میں کامیاب ہوگے۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے زادِ راہ کے موجود نہ ہونے کا حال بیان فرمایا۔ اس پر اشارہ ہوا کہ اللہ پاک مسبب الاسباب ہے۔ کسی شہر میں تین چار مہینے قیام کرو، وہاں ان شاء اللہ زادِ راہ کا انتظام ہو جائے گا۔ اس خوشخبری سے آپ خوش دل ہو کر گورکھپور تشریف لے گئے اور چند روز تک میاں سبز پوش صاحب کی خدمت میں رہے، پھر اعظم گڑھ، مچھلی شہر ہوتے ہوئے الہ آباد میں آئے اور شاہ محمدی صاحب کی خدمت سے سعادت حاصل کی۔ پھر کانپور میں آ کر مولوی سلامت اللہ صاحب اور مولوی عادل صاحب سے ملاقات فرمائی۔ وہاں سے اٹاوہ ہوتے ہوئے آگرہ میں رونق افروز ہوئے اور سب سے پہلے جامع مسجد میں قیام فرمایا۔ چونکہ تقدیر الہی نے آپ کے قیام کا فخر آگرہ کو مرحمت کیا تھالہذا آب ودانہ کی کشش نے یہاں کے قیام کا خیال آپ کے دل میں پیدا کیا اور آپ نے یہاں قیام فرما کر مولوی عبداللہ صاحب مدرس مدرسہ جامع مسجد سے علوم ظاہری کی تکمیل شروع کر دی۔ جامع مسجد سے حاجی الطاف حسین صاحب سوداگر اپنے مکان جو کہ محلہ نئ بستی میں تھا آپ کو لے آئے۔ حاجی الطاف حسین صاحب سلسلہ نقشبندیہ میں سید قربان علی شاہ جے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور نہایت عابد وزاہد اور صالح بزرگ ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں اس زمانے میں علی گڑھ ایک کام کے واسطے جاتا تھا صبح کے چار بجے کا وقت تھا کہ وضو کے واسطے جامع مسجد میں گیا، وہاں آپ کو ذکر خیر میں مشغول پایا، اسی وقت عقیدت کا بیج دل کی کھیتی میں پڑ گیا اور ایک

خاص اثر دل میں پیدا ہوا۔ اس وقت ریل گاڑی آنے کا وقت تھالہذا جلدی میں چلا گیا، واپس آکر مولوی سراج اسلام مرحوم امام جامع مسجد سے آپ کا حال دریافت کیا اور آپ کی مسافرت اور طالب علمی کا حال معلوم کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اصرار کر کے آپ کو مکان پر لے آیا۔

حسب ارشاد داتا شاہ صاحب رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه مکمل چار مہینے آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے آگرہ میں قیام فرمایا۔ داتا شاہ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کا فرمانا گویا تقدیر الٰہی کا نوشتہ تھا کہ اس عرصہ میں مسبب الاسباب نے دست قدرت سے زاد راہ مہیا کر دیا اور آپ حاجی الطاف حسین صاحب سوداگر کے ساتھ مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچ کر گوہر مقصود ہاتھ آیا اور مدت سے جس بزرگ کی تلاش میں سرگرداں پھرتے تھے اللہ پاک کی عنایت نے اس کے آستانہ پر پہنچا دیا یعنی آپ کو قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین **حضرت شاہ امداد اللہ صاحب مہاجر مکی** رحمۃ اللہ علیہ کی غلامی کا فخر حاصل ہوا اور آپ زمرہ مریدان میں شامل ہو کر سلسلہ چشتیہ میں منسلک ہو گئے۔ دو برس کامل آپ نے خدمت بابرکت میں حاضر رہ کر خاندان چشتیہ کے سلوک اور مدارج طے فرمائے اور خرقۂ خلافت اور سند اجازت خاندان قادریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ خصوصاً خاندان چشتیہ سے مشرف ہوئے۔

حضرت امداد اللہ مہاجر مکی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے خرقہ شریف اور کلاہ مبارک، عمامہ شریف اور دیگر تبرکات عنایت فرما کر آگرہ کے قیام کا حکم صادر فرمایا۔ بیعت ہونے سے پہلے آپ اپنے اصلی نام محمد اکبر، اور خطاب بخاری صاحب سے موسوم تھے۔ پیر روشن ضمیر نے

بیعت کے بعد آپ کا نام محمد افضل اور محمد فاضل رکھا۔ چنانچہ اب آپ اپنا نام محمد افضل تحریر فرماتے ہیں لیکن عام طور سے آپ بخاری شاہ صاحب کے نام سے مشہور و موسوم ہیں۔

آخر کار آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ دو حج ادا فرما کر آگرہ واپس آئے اور پیر صاحب کے حکم کے مطابق سب سے پہلے دریا کے کنارے ایک چلہ کھینچا۔ اس زمانہ میں ہندو اور مسلمانوں کی لڑائی گئو چارن کا مشہور مقدمہ چل رہا تھا جس میں بہت سے بے گناہ مسلمان قید تھے۔ بظاہر ان کے بچنے کی کوئی امید نہ تھی۔ حاجی الطاف حسین صاحب سوداگر نے جو آپ کے چلہ کی جگہ میں آپ کے پاس آیا جایا کرتے تھے یہ حال آپ سے بیان کرکے دعا کی التجا کی۔ آپ نے فرمایا ان شاء اللہ تعالی سب بری ہو جائیں گے۔ چنانچہ خلاف امید تمام مسلمان بری ہو گئے۔

چند روز بعد آپ نے اپنے وطن جانے کا ارادہ فرمایا مگر حاجی الطاف حسین صاحب نے نہایت اصرار سے آپ کو اس ارادہ سے باز رکھا اور آپ کو متاہل بنا دیا۔ آپ خانہ کعبہ کے طواف اور روضۂ منورہ نبوی علیہ السلام کی زیارت سے ہر وقت بیتاب رہتے اسی وجہ سے آپ پانچ مرتبہ حرمین شریفین کے طواف حج اور روضۂ مقدسہ کی زیارت سے دونوں جہان کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔

حضرت خواجہ غریب نواز، خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ، حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ، حضرت مخدوم تاج الاولیا شیخ علاء الدین علی احمد صابر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ، حضرت شاہ عبد الحق رودولوی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ، حضرت شاہ ابو العلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ، حضرت شیخ سلیم چشتی فتحپوری رَحْمَۃُ

اللہِ عَلَیْہ، حضرت شاہ محب اللہ الہ آبادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ وغیرہ مشائخین عظام کے مزارات پر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اکثر حاضر ہو کر چلہ کشی فرمائی اور فیوض باطنی سے مالا مال ہوئے۔ **حضرت شاہ محمدی اکبر آبادی** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا مزار ایک غیر مسلم کے مکان کے اندر تھا اسے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے خرید کر دالان وغیرہ بنوا دیا ہے۔

آسمانی خزانوں کے دروازے آپ کے ہاتھ پر کھلے ہوئے ہیں۔ جس قدر جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے اللہ پاک اپنے خزانہ غیب سے پہنچا دیتا ہے۔ اس وقت دو بیویاں، پانچ صاحبزادیاں اور تین صاحبزادے بفضلہ تعالیٰ آپ کے موجود ہیں۔ سات آٹھ خدام اور معتقدین ہر وقت حاضر رہتے ہیں۔ مہمانوں کی آمد رفت کا سلسلہ برابر جاری رہتا ہے غرض کہ دو تین روپے یومیہ سے کسی طرح کم خرچ نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ہفتہ دس دن میں مجلس مولود شریف یا دعوت نیاز وغیرہ ہوتی رہتی ہے۔ سال میں دو مرتبہ حضرت شاہ نور محمد جھنجانوی (۶ شوال سے ۱۱ شوال تک) شمال لغایت ۱۱ شوال اور حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی (۱۲ جمادی الثانی) کے عرس کے دن عام لنگر جاری رہتا ہے جس میں امیر، غریب، رئیس، فقیر ہر شخص بلا کسی تخصیص کے دعوت میں شریک ہوتا ہے۔

آگرہ جیسا شہر اور ایسی عام دعوت، سوائے، مردان خدا کے کون کر سکتا ہے؟ ہم دنیادار لوگ ایک مرد متوکل کے ایسے شاہانہ اخراجات دیکھ کر حیرت میں پڑ جاتے ہیں۔ کوئی کیمیا گر بتاتا ہے، کوئی کچھ اور خیال کرتا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ (وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ

حِسَابٍ) اور اللہ جس کو چاہتا ہے بلا حساب رزق دیتا ہے۔ کی کیمیائے سعادت اور اکسیر قناعت آپ کو حاصل ہے۔

باوجودیکہ روزانہ اہل خانہ، خانقاہ نشانیوں اور مہمانوں کے واسطے خسروانہ کھانے پکتے ہیں۔ ہر قسم کی عمدہ سے عمدہ چیزیں آتی ہیں مگر آپ فقر کو اپنا فخر سمجھ کر نہایت سادہ اور قلیل غذا تناول فرماتے ہیں اور بڑے بڑے مجاہدے اور ریاضتیں کرتے رہتے ہیں۔ علی العموم نماز مغرب کے بعد حلقہ ہوتا ہے جس میں اسم ذات اور نفی و اثبات کا ذکر جہر ہوتا ہے جس کا اثر محلہ نئ بستی میں ایسا نمایاں ہے کہ محلے کے بچے اس ذکر کا کھیل کھیلتے ہیں۔ سماع کی طرف اگرچہ نہایت میلان ہے مگر شرع شریف کی رعایت اور مشائخین عظام کی سنت کو ملحوظ رکھ کر جملہ قواعد و احتیاط کے ساتھ سنتے ہیں۔ اگرچہ آپ کو متعدد سلسلوں میں بیعت کرنے کی اجازت حاصل ہے مگر آپ علی العموم خاندان چشتیہ صابریہ میں لوگوں کو مرید کرتے ہیں۔ آپ کے مریدوں کی تعداد سیکڑوں سے متجاوز ہے اور ہندوستان کے دور دراز شہروں میں آپ کا فیض جاری ہے۔ غالباً حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفائے نامور میں اب آپ ہی کا دم باقی ہے۔(بوستانِ اخیار، ص161.169)

(95)۔میرن شہید

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ آگرہ کے شہدائے قدیم میں سے ہیں۔ مزار مبارک محلہ نئ بستی میں مطبع اکبری کی ایک کوٹھری کے اندر واقع اور نشانِ قبر (طاق) سڑک کے کنارے دیوار مطبع اکبری میں بنا ہوا ہے۔(بوستانِ اخیار، ص218)

(96)۔شاہ نجف

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا اصلی نام معلوم نہیں۔ عوام الناس شاہ نجف کے نام سے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو موسوم کر کے بزرگی اور کرامات کی بہت سی روایتیں بیان کرتے ہیں۔ **مزار مبارک** شریف محلہ نئ بستی کی گلی عمر دراز خاں میں واقع ہے۔لوح مزار پر نادِ علی کے نیچے شاہ نجف دستگیر، تاریخ وفات **۱۱۴۳ھ** لکھا ہوا ہے۔(بوستانِ اخیار، ص224)

(97)۔شاہ نعمت اللہ چشتی

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ آگرہ کے پرانے بزرگوں میں ہیں۔ سلطان سکندر لودی اور لشکر شاہی کے اکثر سردار اور تمام سپاہی آپ کے معتقدین سے تھے۔ مزار مبارک محلہ نئ بستی میں احاطہ نمبر ۵۲۰۵ کے اندر واقع ہے۔(بوستانِ اخیار، ص229)

محلہ سیّد پاڑہ، عالم گنج (لوہامنڈی)

(98)۔پیر بہاء الدین

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا ذکر خیر کسی تاریخ و تذکرہ میں میری نظر سے نہیں گزرا صرف اس قدر پتہ چلا ہے کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اکبر بادشاہ کے زمانے میں کابل سے آگرہ میں تشریف لائے تھے۔ **مزار مبارک** محلہ سیّد پاڑہ (عالم گنج) کی مسجد میں جو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ہی کے نام سے موسوم ہے زیارت گاہ خاص دعام ہے۔(بوستانِ اخیار، ص ۵۸)

موجودہ حالت 2025

حضرت پیر بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک اب بھی "مسجد پیر بہاء الدین" کے اندر موجود ہے۔ مزار مبارک کے چاروں طرف اسٹیل کی ریلنگ لگی ہوئی ہے۔ مزار کی تعویذ کی تختی پر **"بسم اللہ الرحمن الرحیم حضرت بابا پیر وہاب الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ چشتی قادری لوہامنڈی تیلی پاڑہ آگرہ، ۷ اربیع الثانی"** لکھا ہوا ہے۔ آپ کا نام بہاء الدین سے وہاب الدین بدل دیا گیا ہے۔

حضرت **پیر بہاء الدین** رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے Location کا **QR Code**۔ اس کو اپنے موبائل سے **Scan** کیجیے، آپ کے موبائل پر **Location** کھل جائے گی، جس کی مدد سے آسانی کے ساتھ آپ مزار مبارک تک پہنچ سکتے ہیں۔



(99)۔ بی بی جیونی

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہا قوم کی تیلن یعنی عثمانی برادری سے تعلق رکھتی تھیں اور نہایت عارفہ کاملہ تھیں۔ شاہ شو قا رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہا کو فیض حاصل ہوا تھا۔

۲۹ ربیع الثانی ۱۲۰۱ھ بمطابق ۱۷۸۶ء کو رحلت فرمائی۔ نواب نجف خاں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہا کا بہت معتقد تھا جس نے اپنے ایام حکومت میں موضع رے پورہ جاٹ پرگنہ فرح ضلع متھرا آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہا کی خانقاہ کے مصارف کے واسطے وقف کیا تھا۔

مزار مبارک محلہ عالم گنج میں زیارت گاہ خاص و عام ہے لوح مزار پر یہ تاریخ لکھی ہوئی ہے:

جیونی شاہ معرفت آئیں
بود ثابت قدم براہ یقیں
چونکہ رحلت نمود از عالم
شد ازاں خاطر جہاں غمگیں
ہاتف غیب گفت تاریخش
جاے او باد در بہشت بریں

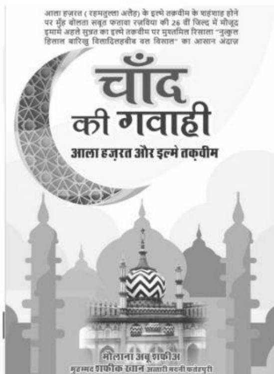
"جاے او باد در بہشت بریں" کے عدد ۱۲۰۱ بنتے ہیں اور یہی آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہا کی وفات کا سال ہے۔ (بوستانِ اخیار، ص 68.69)

(100)۔چاند بی بی

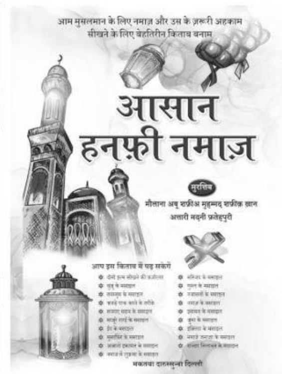
آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْھا بی بی جیونی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْھا کی چھوٹی بہن ہیں، اور اپنی بہن کی طرح رابعہ عصر خاتون تھیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْھا کا مزار مبارک اپنی بڑی بہن بی بی جیونی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْھا کے پہلو میں واقع ہے یعنی عالم گنج آگرہ میں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْھا کی خانقاہ کے اخراجات کے واسطے بھی نواب نجف خاں نے ایک سو کئی بیگہ زمین وقف کی تھی۔(بوستانِ اخیار، ص69)

(101)۔مولانا محمد سعادت علی قادری

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ قاضی سید مہر علی کے فرزند اور سید مظفر علی شاہ قادری کے مریدان جان نثار میں سے تھے۔ علم و فضل سے موصوف اور بڑے عابد وزاہد بزرگ تھے۔ موزوں طبع اور سعید تخلص تھا۔ اردو فارسی دونوں زبانوں میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا کلام موجود اور کلیات سعید کے نام سے موسوم ہے۔ جس کی زیارت کا فخر نگارندہ بوستانِ اخیار کو حاصل ہے۔ تمام تر عمر درس و تدریس کا سلسلہ آپ سے جاری رہا۔ ۱۳۳۱ھ میں وفات پائی، آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا مزار مبارک محلہ سید پاڑہ میں واقع ہے۔(بوستانِ اخیار، ص184)







محلہ سید پاڑہ نوبستہ عالم گنج میں لودھوں کی آبادی (لوہامنڈی)

(102)۔سید باقی

عمل میں یگانۂ آفاق اور نہایت صاحب تقویٰ اور اہل کرامت بزرگ تھے۔

۵ شوال ۱۰۶۵ھ کو وصال ہوا۔

(قطعہ تاریخ)

عمدۂ دنیا در دین وقدوۂ کون ومکاں
قبلۂ اہل جہاں وکعبۂ عرش آستاں
میرباقی مرشد آفاق از لطف خدا
چوں ازیں دارفنا شد جانب قصر جناں
ساعت روز و مہ وسال و صالش عقل گفت
صبح شنبہ پنجم شوال باقی دادجاں

مزار مبارک محلہ سید پاڑہ نوبستہ عالم گنج میں لودھوں کی آبادی کے قریب ایک مختصر حجرہ میں واقع ہے جو ۷ فٹ ۱۰ انچ لمبا، ۵ فٹ، ۱۵ انچ چوڑا اور صرف ۴ فٹ بلند ہے۔

(بوستانِ اخیار، ص 52.53)

عالم گنج (لوہامنڈی)

(103)۔روشن شہید

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ آگرہ کے شہدائے نامدار کے زمرہ میں سے ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا مزار پاگل خانہ کے احاطہ کی جنوبی دیوار کے قریب واقع ہے۔ قرب و جوار کے لوگوں کو بہت عقیدت ہے۔

پرانے لوگوں کا بیان ہے کہ اکثر جمعرات اور جمعہ کے درمیانی رات کو مزار سے روشنی شروع ہو کر گمانی کی مسجد تک جو تھوڑے فاصلے پر جنگل ہی میں واقع ہے جایا کرتی تھی۔ غالباً اسی مناسبت سے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا نام روشن شہید مشہور ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا مزار ۸ فٹ اونچا، پکے چبوترے پر واقع ہے جس پر دو نیم اور ایک پیلو کا درخت سایہ کیے ہوئے ہیں۔(بوستانِ اخیار، ص80)

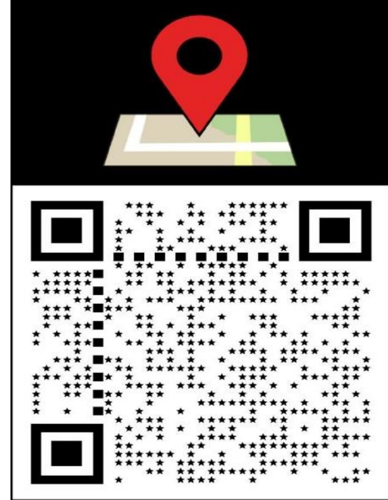
موجودہ حالت ۲۰۲۵

روشن شہید رحمۃ اللہ علیہ کا **مزار مبارک** لوہامنڈی کے محلہ عالم گنج میں آندھی والوں کے قبرستان میں واقع ہے۔یہ جگہ پیر بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اور مسجد سے تقریباً ۵۰۰ میٹر کی دوری پر ہے۔ جانے کا راستہ مسجد پیر بہاء الدین کے دروازے سے سیدھے ہاتھ کی طرف والے راستے سے جائیں کچھ دور چل کر گمانی کی مسجد آئے گی، گمانی کی مسجد سے ۱۰۰ میٹر کی دوری پر قبرستان کا گیٹ آئے گا اس سے داخل ہو کر تقریباً ۱۰۰ میٹر قبرستان کے

اندر جا کر چبوترے میں مزار مبارک موجود ہے۔ پاگل خانہ کی دیوار سے اس قبرستان سے ملی ہوئی ہے۔

مزار مبارک پر معمولی چھت ہے، لوہے کے تار کا دروازہ ہے اور نام وغیرہ کی تختی نہیں ہے۔ اب مزار پر صرف ایک نیم کا درخت باقی ہے۔ ربیع الاول کی ۲۷ اور ۲۸ تاریخ کو آپ کا عرس منایا جاتا ہے۔

حضرت روشن شہید رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے Location کا **QR Code**۔ اس کو اپنے موبائل سے **Scan** کیجیے، آپ کے موبائل پر **Location** کھل جائے گی، جس کی مدد سے آسانی کے ساتھ آپ مزار مبارک تک پہنچ سکتے ہیں۔









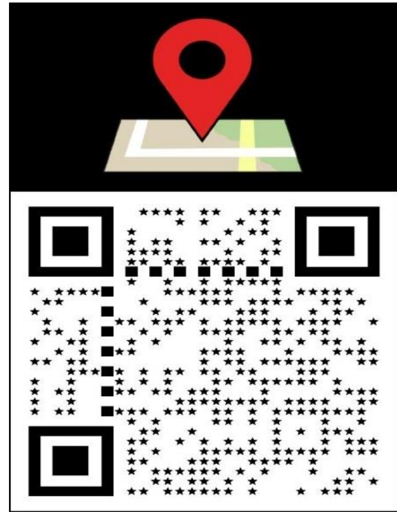
بلوچ پورہ (لوہامنڈی)

(104)۔احمد شاہ نقشبندی

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه تیرہویں صدی کے آخری دور میں ایک صاحب نسبت بزرگ تھے وہ محبت الٰہی میں ہر وقت مست رہتے تھے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی کرامات اور خارقِ عادات کی اکثر روایتیں مشہور ہیں۔

مزار مبارک محلہ بلوچ پورہ میں واقع ہے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی وفات کے بعد آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے خلیفہ محبت شاہ صاحب جو ایک صاحب حال اور خدا شناس بزرگ تھے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے جانشین ہوئے تھے۔وہ بھی آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے قریب ہی آسودہ ہیں یعنی ان کا مزار بھی احمد شاہ نقشبندی کے قریب محلہ بلوچ پورہ میں موجود ہے۔(بوستانِ اخیار، ص 43)

حضرت احمد شاہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے Location کا QR Code۔ اس کو اپنے موبائل سے Scan کیجیے، آپ کے موبائل پر Location کھل جائے گی، جس کی مدد سے آسانی کے ساتھ آپ مزار مبارک تک پہنچ سکتے ہیں۔



لوہامنڈی

(105)۔یتیم شاہ

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اپنے کمالات کو مخنثوں کے لباس میں چھپا رکھا تھا۔ مخنثوں کی صحبت میں رہتے اور یتیما کے نام سے مشہور تھے۔ ایک سال آگرہ میں بارش نہیں ہوئی قحط سالی کے خوف سے حاکم وقت اور رعایا سب پریشان اور اس زمانے کے تمام بزرگوں سے بارش کے واسطے دعا کے ملتجی تھے۔ میر باقی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے جو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ہم عصر تھے لوگوں کو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا پتہ بتایا کہ اگر وہ صاحب دعا فرما دیں گے تو بارش ضرور ہوگی۔ سب لوگ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو تلاش کر کے حاضر خدمت ہوئے۔ پہلے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بہت نازونخروں سے لوگوں کو ٹالنا چاہا مگر جب لوگ کسی طرح نہ مانے اور آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا پیچھا نہ چھوڑا تو بولے خدا کرے جس موئے نے میرا پتہ بتایا ہو اس کی قبر پر گدھے لوٹیں۔ آخر کار ایک ٹیلہ پر چڑھ گئے اور ایک پتھر اٹھا کر بولے پانی برسا ورنہ ابھی چوڑیاں توڑے ڈالتی ہوں۔ خدا کی قدرت سے اسی وقت خوب بارش ہوگئی اور کھیتی کا کاروبار شروع ہو گیا۔ یہ کرامت دیکھ کر لوگ بہت گرویدہ اعتقاد ہوئے۔ حاکم وقت نے کچھ روپیہ بطور نذر ارسال کیا مگر آپ نے قبول نہیں فرمایا۔ آخر کار اس روپیہ سے ایک عالیشان سنگ سرخ کی مسجد بنادی گئی جو محلہ لوہامنڈی میں اب تک موجود اور مسجد مُخَنَّثَان کے نام سے مشہور ہے۔

چند ہی روز بعد آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا انتقال ہو گیا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** اسی مسجد کے نیچے واقع ہے۔ **میر باقی** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مزار کی ویرانی کو لوگ اسی بد دعا کا نتیجہ سمجھتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (بوستانِ اخیار، ص251.252)

محلہ گڑھیا الہداد، لوہامنڈی

(106)۔شیخ الہداد قادری

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ عالمگیر بادشاہ کے زمانہ کے خدا شناسان باکمال سے تھے ۱۰۷۸ھ میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے رحلت فرمائی۔ **مزار مبارک** محلہ گڑھیا الہداد متصل لوہامنڈی میں واقع ہے۔ رحلت کی تاریخ:

شیخ الہداد بود واصل حق
ماہ چرخ مقید و مطلق
عقل تاریخ نقل آں مسعود
زد رقم "قدوۂ مشائخ بود"

(بوستانِ اخیار، ص50)

وزیر پورہ

(107)۔امیر تپاں چشتی

آپ رَحمَۃُ اللہِ عَلَیہ کا اصلی نام شیخ حمید ہے چوں کہ آپ رَحمَۃُ اللہِ عَلَیہ ہمیشہ اپنے سامنے ایک بڑی اونچی آگ جلا کر رکھتے تھے لہذا تپا یا تپاں کے نام سے مشہور ہو گئے۔ چنانچہ اب تک آپ رَحمَۃُ اللہِ عَلَیہ کا مزار میر تپاں کے نام سے مشہور چلا آتا ہے۔

آپ رَحمَۃُ اللہِ عَلَیہ شیخ نظام نارنوئی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور آگرہ کے مشہور بزرگوں میں ہیں۔ آپ رَحمَۃُ اللہِ عَلَیہ کے نزدیک مال و دولت کچھ قدر نہ رکھتا تھا۔ اس ہاتھ لینا اس ہاتھ دینا آپ رَحمَۃُ اللہِ عَلَیہ کی عادت تھی، اور کمالِ باطنی سے ایک چیز کو پلک جھپکتے ایک ملک سے دوسرے ملک پہنچا دیتے تھے۔ جب جذبہ پیدا ہوتا تو آگرہ میں تشریف لا کر ایک درخت کے نیچے نشست گاہ اختیار کر لی۔ چند روز کے بعد اس درخت کی شاخیں چاروں طرف سے ایسی بڑھیں کہ سورج کی دھوپ آپ رَحمَۃُ اللہِ عَلَیہ تک نہیں پہنچتی تھی۔ آپ کے خرق عادات کی اکثر روایتیں اب تک مشہور ہیں۔

۱۰۱۹ھ میں آپ رَحمَۃُ اللہِ عَلَیہ دار الفنا سے دارالبقاء کو تشریف لے گئے۔ مزار مبارک متصل وزیر پورہ میں ایک بلند چبوترے پر واقع ہے جس کے اوپر املی کا ایک بڑا درخت سایہ کئے ہوئے ہے۔ غالباً یہ وہی درخت ہے جس کا ابھی ذکر ہوا۔

(بوستانِ اخیار، ص 61.62)

طوطہ تال(لوہامنڈی)

(108)۔شاہ بروی

آپ رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اکبر بادشاہ کے زمانے کے بزرگ ہیں۔ آپ رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** متصل طوطہ تال (لوہامنڈی) پکی سڑک کے کنارے نہایت بلندی پر واقع ہے اور عوام میں لال سید یا لال شہید کے نام سے مشہور و معروف ہیں۔

مزار کی تعویذ پر ۹۷۱ھ تاریخ لکھی ہوئی ہے جس سے آپ رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے وصال کی تاریخ کا پتہ چلتا ہے۔(بوستانِ اخیار، ص88)



سلطان گنج

(109)۔سید کبیر

آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ مشائخین اکبر آباد سے ہیں۔ ۱۰۱۸ھ میں آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے وفات پائی۔ مزار مبارک متصل سلطان گنج واقع ہے۔ آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے وفات کی تاریخ یہ ہے:

امیر دین کبیر اہل عالم
ز عالم شد برضوان ہم نشیں باد
چو رحلت کرد از دنیائے فانی
مقام و منزلش خلد بریں باد
چو کردم فکر تاریخ وفاتش
خرد گفتا کہ با رحمت قریں باد

”با رحمت قریں باد“ اس کے عدد ۱۰۱۸ بنتے ہیں اور یہی آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے وفات کا ہجری سال ہے۔(بوستانِ اخیار، ص142)

(110)۔سلطان محمد معصوم

آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ اکبر بادشاہ کے زمانے کے بزرگوں میں سے ہیں۔ مزار مبارک متصل سلطان گنج پکی سڑک سے مشرق کی جانب کھیتوں کے درمیان میں واقع ہے۔ برابر برابر سنگ سرخ کے دو تعویذ ہیں جو سڑک پر سے نظر آتے ہیں۔ایک نیب اور چند ببول کے

درخت ان مزارات پر سایہ فگن ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے مزار کا تعویذ منقش وخوشنما ہے
اور اس پر یہ تاریخ لکھی ہوئی ہے۔

دریغ اے دل مبارک شیخ سلطان
کزین دنیائے فانی ناگہاں رفت
دریغ اے مہر گردوں ما تم --
-- -- آں جواں رفت
دریغ آں آفتاب اوج دولت
کہ چوں صبح دوم زود از جہاں رفت
زباغ عمر -- نخل -- --
مثال برگ گز بادخزاں رفت
چو جستم سال تاریخ وفاتش
روانم فضل گفتا در جناں رفت

بالین پر سلطان محمد معصوم اور پائین پر کتبہ حمید الدین حسین ۹۸۹ھ لکھا ہوا ہے۔

(بوستانِ اخیار، ص202)

(111)۔شاہ یار محمد چشتی

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ شاہجہاں بادشاہ کے زمانے کے بزرگان اکبر آباد سے تھے۔
ولایت وکرامت میں شانِ عالی اور مرتبہ بلند حاصل تھا۔ استاد عیسی آفندی جو روضہ ممتاز
محل (تاج محل) کے نقشہ کی مجوّز اور باکمال نقشہ نویس تھے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے معتقدین

خاص سے تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ہی کی دعا سے عالمِ خواب میں انہوں نے عمارت کی موجودہ شکل وہیت دیکھ کر نقشہ بنا کر بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا جو پسند خاطر ہو کر منظور کیا گیا۔ اب تک عیسی آفندی کے خاندان کے لوگ جو نالہ پیپل منڈی میں آباد اور نقشہ نویس کہلاتے اور اکثر اب تک نقشہ نویسی میں استاد ہیں۔ یہ لوگ آپ کے مزار سے خاص عقیدت رکھتے اور **ہر سال ماہ ربیع الثانی کے پہلے جمعہ** کو مزار پر حاضر ہو کر عرس کیا کرتے ہیں۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** متصل سلطان گنج پکی سڑک کے قریب ایک ٹیلہ پر واقع ہے۔ مزار حجرہ کے اندر ہے جس کے قریب ایک مسجد بنی ہوئی ہے۔

(بوستانِ اخیار، ص251)

(112)۔عبداللہ

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا نام غیر معروف اور **مزار مبارک** بزرگی اور کمالات میں مشہور اور تکیہ متصل باغ چوکھے لال چاول والا پکی سڑک کے کنارے سلطان گنج میں واقع ہے۔ لوح مزار سادہ مگر چراغدان میں ایک پتھر نصب ہے جس پر "**قَالُوْا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ**" کے نیچے یہ شعر لکھا ہوا ہے۔

ز　تاریخ　ہجری　شدہ　آشکار

بیک　روز　پانصد　و　برصد　چہار

(بوستانِ اخیار، ص105)

(113)۔عبداللہ

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے نام مبارک کا کچھ پتا نہیں چل سکا جس کی وجہ سے گمنامی سے رفیع الشانی حاصل کی ہے۔ باغ چوکھے لال چاول والا واقع سلطان گنج میں ایک قناتی مسجد بنی ہے اُس کے صحن میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** زیارت گاہ ہے۔(بوستانِ اخیار، ص105)

نگلہ دھنی متصل سلطان گنج

(114)۔میر محمد نعمان بدخشی نقشبندی مجددی

آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کانِ بدخشاں کے لعل بے بہا اور میر شمس الدین یحی ابن میر خواجہ جلال الدین رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کے فرزند رشید ہیں۔ ۹۷۷ھ میں آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ نے عالم دنیا میں ظہور فرمایا۔ آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کے والد ماجد بدخشاں کے مشہور مشائخین سے تھے۔ آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کی ولادت سے ایک رات پہلے انہوں نے حضرت امام اعظم رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کو خواب میں دیکھا۔ آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ نے فرمایا کہ آج تیرے ایک بڑا بزرگ فرزند پیدا ہو گا اس کو میرے نام پر نامزد کرنا۔

چنانچہ اسی دن آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ پیدا ہوئے اور والد بزرگ نے محمد نعمان آپ کا نام رکھا۔ سن تمیز پر پہنچ کر آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ نے جملہ علوم عقلی و نقلی میں کمال پیدا کیا۔ اور جہانگیر بادشاہ کے زمانہ میں ہندوستان تشریف لائے اور دہلی میں سکونت پذیر ہو کر حضرت خواجہ باقی باللہ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کے مرید ہوئے۔ خواجہ باقی باللہ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ بوجہ علم و فضل آپ پر خاص نظر عنایت رکھتے تھے۔ جب خواجہ باقی باللہ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ نے اپنے چند خاص مرید حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کے سپرد فرمائے میر صاحب رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ بھی انہی میں تھے۔ آپ کو خواجہ باقی باللہ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کی جدائی ناگوار تھی لہذا جانے میں توقف کیا، اس پر حضرت خواجہ باقی باللہ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ نے غضبناک ہو کر فرمایا کہ شیخ احمد رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ ایک ایسے آفتاب ہیں کہ ہمارے جیسے ہزاروں ستارے ان کی ضمیر میں کم

ہیں۔ اس کے بعد آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ **مجددالفِ ثانی** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے انفاس اور توجہ خاص کی بدولت آفتاب طریقیت ہو کر چمکے۔

مجددِ الفِ ثانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرزندان سعید کے بعد سب سے پہلے آپ ہی کو منصب خلافت مرحمت فرما کر سند اجازت مرحمت فرمایا جس میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی نسبت یہ فقرہ درج تھا۔ **"اِنَّ الْعَارِفَ بِاللہِ ھُوَالسَّیِّدُ الْکَامِلُ"**۔ حضرت مجددالفِ ثانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے خرقۂ خلافت سے مشرف فرما کر آپ کو دکن میں متعین کیا۔ وہاں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ارشاد کو وہ رونق ہوئی کہ بے شمار پیادوں کے علاوہ چار سو سوار آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ساتھ شام کے حلقہ میں مراقب ہوتے تھے۔ آخر کار جہانگیر بادشاہ نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے کمالات کا حال سن کر دارالخلافت اکبر آباد میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو طلب کر لیا اور دارالخلافت کی صدارت عظمیٰ کے منصب پر آپ کو سرفراز کیا۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ عالمِ با عمل صاحبِ کشف و الہام، زہد و تقویٰ میں بے نظیر، شریعت پر ثابت قدم اور اسرار طریقت کے مشکل کشا تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی ہدایت و رہنمائی سے ہزاروں آدمیوں نے خداشناسی کی آنکھیں روشن کیں۔ بہت سی کرامتیں اور خرقِ عادات آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے ظہور میں آئیں جن کا کچھ بیان روضۂ قیّومیہ میں موجود ہے۔

ایک مرتبہ عالم مثال میں حضور فخر دوعالم محبوب معظم ختم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اس وقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ بھی ہم رکاب تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ: ”نعمان سے کہو کہ جو شیخ احمد کا مقبول ہے وہ ہمیں بھی مرغوب اور خدا کو محبوب ہے اور جو شیخ احمد کا مردود ہے وہ میرا اور خدا کا مردود ہے“۔ یہ سنتے ہی میر صاحب کے دل میں خیال گزرا کہ شکر ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقبول ہوں۔ اس خیال کے گزرتے ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: ”جو تیرا مقبول ہے وہ شیخ احمد اور میرا اور خدا کا مقبول ہے اور جو تیرا مردود ہے وہ شیخ احمد اور میرا اور خدا کا مردود ہے“۔

آگرہ میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا مکان اور خانقاہ محلہ صوفی پورہ میں واقع تھی جہاں اب مزار مبارک واقع ہے۔ صدارت کا اجلاس ایک وسیع اور قدیم جامع مسجد میں ہوتا تھا جو موجودہ جامع مسجد کے قریب واقع اور محکمہ کی مسجد کے نام سے موسوم تھی۔ یہ مسجد ایام غدر یعنی ۱۸۵۷ء کی جنگ میں شہید ہو گئی۔

حضرت مجدد الفِ ثانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے انتقال کے بعد آپ نے تریسٹھ (۶۳) مادہ تاریخ نکالے جن کا شمار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف کے سالوں کے برابر ہے۔ اُن میں سے چند فقرات یہ ہیں: جان شریعت۔ شہباز طریقت۔ خسرو معرفت۔

سید محب اللہ مانک پوری اور خواجہ ہاشم کشمی صاحبِ زبدۃ المقامات و برکات الاحمدیہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مشہور مریدوں میں ہیں۔

۱۸ صفر ۱۰۵۸ھ کو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اس سرائے عاریتی کو چھوڑ کر حج دیدار کے واسطے کوچ فرمایا۔ جسم خاکی خانقاہ عالی میں سپرد خاک کیا گیا۔

مزار مبارک نگلہ دھنی متصل سلطان گنج میں واقع ہے۔ مزار پر ایک مختصر گنبد اور اطراف میں سنگ سرخ کی غلام گردش بنی تھی جو اب بہت شکستہ حالت میں ہے۔ اگر مرمت نہ ہوئی تو چند روز میں بالکل گر جائے گی۔

حاجی الطاف حسین صاحب سوداگر درگاہ شریف کی مرمت میں امداد دینے پر آمادہ ہیں اللہ تعالی مسلمانانِ آگرہ کو مرمت کی توفیق عطا فرمائے۔ نواب اسلام خاں بدخشی (میر ضیاء الدین حسین) کو جو عالمگیر بادشاہ کے زمانے میں منصبِ پنج ہزاری پر سرفراز اور اکبر آباد کے صوبہ دار تھے۔ پاس ہموطنی میر موصوف سے بہت عقیدت تھی۔ انہوں نے ۱۰۵۸ھ میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا یہ مقبرہ اور اس کے قریب ایک عالیشان مسجد تعمیر کرائی تھی جس کی تاریخِ تعمیر بانی اسلام خان بہادر ہے (۱۰۵۸) مسجد مذکور منہدم ہو گئی جس کا پتھر اکبر آبادی مسجد میں لگا ہوا ہے۔ نواب سلام خاں نے ۱۰۷۴ھ میں وفات پائی اور گنبد کے اندر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ساتھ ہمخواب ہیں۔

حضرت باقی باللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا جبّہ شریف اور میر محمد نعمان کی دستار مبارک سید مظفر حسین صاحب پیشہ کار کلکٹری آگرہ ساکن محلہ چڑی مار ٹولہ کے پاس نسلاً بعد نسلٍ چلی

آتی ہے جس کی زیارت دیگر تبرکات شاہ فخر الدین مداری رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه کے ساتھ گیارہویں ربیع الاول کو کرائی جاتی ہے۔ میر صاحب کا شجرۂ نسب مرزا حافظ قمر الدین بیگ صاحب سجّادہ نشین درگاہ ابو العلی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه کے پاس موجود ہے۔ میر صاحب مرزا صاحب کے جدّ مادری ہیں۔(بوستانِ اخیار، ص204.207)

(115)۔میر ابراہیم نقشبندی

آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه میر محمد نعمان نقشبندی مجددی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه کے فرزند ارجمند، اسلام خاں بدخشی کے داماد ہیں، نہایت صاحب تقوی اور اہل دل بزرگ تھے۔ شہنشاہ عالمگیر نے تخت نشین ہوکر چھ لاکھ ساٹھ ہزار روپے کی نقد و جنس آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه کے ہمراہ مستحقین حرمین شریفین کے واسطے روانہ کی تھی۔ آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه زیارت و سعادت حج سے مشرف ہوکر واپس تشریف لائے اور ۱۰۷۱ھ بمطابق ۱۶۶۰ء میں عالم بالا کو پرواز کر گئے۔ آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه کی آرام گاہ یعنی مزار مبارک آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه کے والد میر محمد نعمان رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه کے درگاہ کے پاس ہے یعنی نگلہ دھنی متصل سلطان گنج۔(بوستانِ اخیار، ص38)

(116)۔ہمت خان

آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه کا اصلی نام میر عیسی تھا۔ نواب اسلام خان (میر ضیاء الدین حسین) بدخشی اکبر آبادی کے فرزند رشید، فضائل و خصائل اور قابلیت و کمالات کا مجموعہ اور مرجع سخن فہمان نکتہ پرواز تھے۔ نہایت سلیم النفس، نیک ذات، کریم الاخلاق، خیر خواہِ کائنات،

علم دوست اور ارباب علم وہنر کے قدر دان اور کمال پرور تھے۔ موزوں طبع اور میرن تخلص تھا۔ عربی، فارسی کے علاوہ ہندی زبان میں بھی خاص ملکہ تھا اور سلیقہ حاصل تھا۔

عالمگیر بادشاہ کے زمانے میں امرائے شاہی کے سلسلہ میں منسلک اور مدت تک آگرہ کے صوبہ دار اور دیگر مناصب جلیلہ مثل قلع داری وغیرہ پر سرفراز رہے۔ مگر تمام عمر علمی مشاغل کا سلسلہ جاری رکھا۔ **۵ محرم ۱۰۹۲ھ** کو اپنی فصاحت وبلاغت اور نظم ونثر کی بہت سی یادگاریں صفحۂ روزگار پر چھوڑ کر عالم بقا کو روانہ ہوئے۔

مزار مبارک غالباً میر محمد نعمان رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی درگاہ کے پاس ہے یعنی نگلہ دھنی متصل سلطان گنج۔ (بوستانِ اخیار، ص249)

(117)۔ عبداللہ

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے ناموری کے مقابلہ میں گمنامی کو پسند فرمایا ہے۔ جس کی وجہ سے آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے نام کا کچھ پتا نہیں چل سکا۔

مزار مبارک چوکھے لال چاول والے کے باغ کے درمیان اور آبادی نگلہ دھنی کچے راستے پر واقع ہے۔

مزار مبارک کا تعویذ سنگ مرمر کا ہے جس پر آیت الکرسی اور کلمۂ طیبہ منقوش ہے۔ عمارت قدیم کے کچھ آثار اور پتھر اب تک موجود ہیں۔ (بوستانِ اخیار، ص105.106)

راجہ منڈی (ریلوے اسٹیشن کے قریب)

(118)۔میر رفیع الزمان

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بادشاہ عالمگیر کے زمانے کے بزرگ ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے **۱۱۰۴ ہجری** میں ایک خوشنما مسجد تعمیر کرائی تھی جو متصل ریلوے اسٹیشن راجہ منڈی میں واقع ہے۔

مسجد کے قریب شمالی جانب آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** ہے جس کے اوپر املی کا درخت سایہ کیے ہوئے ہے۔ مسجد کے قریب جنوبی جانب میر محبوب عالم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اور میر سید عالم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نام کے دو اور بزرگوں کے بھی مزار موجود ہیں۔

(بوستانِ اخیار، ص79.80)



نگلہ جواہر

(119)۔میر عبداللہ تبریزی (مشکیں قلم)

آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ **شاہ نعمت اللہ ولی اللہ** رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کی نسل سے ہیں۔ علوم دنیوی میں شاہ غیاث و مولانا راقمی کے شاگرد رشید اور طریقت میں شیخ فیض اللہ چشتی سہارن پوری کے دست گرفتہ تھے۔ ہفت قلم میں استاد اور خطِ نستعلیق میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ سخن گوئی میں خاص ملکہ حاصل تھا اور کلام نہایت پسندیدہ ہوتا تھا۔ وصفی تخلص اور دربار جہانگیری سے مشکیں قلم خطاب ملا ہوا تھا۔

آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ دل بیار اور دست بکار کے مصداق اور ملازمت شاہی میں داخل تھے۔ الہ آباد وغیرہ میں اکثر کتبے آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کی جادوں نگاری کی یادگار ہیں۔ پانچ مثنویاں اور ایک دیوان چھ فرزندان معنوی اور میر محمد صالح کشفی اور میر مؤمن دو فرزندان حقیقی آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ نے یادگار میں چھوڑے جس کا ذکر خیر اس کتاب میں موجود ہے۔

۱۰۳۵ھ بمطابق ۱۶۲۵ء آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کی رحلت کا سال ہے۔ **مزار مبارک** کوٹھی قندھاری (مہاراجہ بھرت پور) کے قریب متصل نگلہ جواہر ایک گنبد کے اندر واقع ہے جس میں یہ اشعار خط نستعلیق سے لکھے ہوئے ہیں۔

منم غمگیں ازیں معنی کہ میرم
ازیں دارفنا سوئے جناں رفت
بحمد اللہ کہ عرفاں کرد حاصل

نہ پنداری کہ کشفی را بجاں رفت
چو تاریخ وفاتش جسم از دل
ازیں ماتم فغاں بر آسماں رفت
دلم گفتا بصد درود بصد آہ
ز دنیائے دنی قطب زماں رفت

(بوستانِ اخیار، ص 99.100)

(120)۔میر محمد صالح کشفی

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ **میر عبد اللہ تبریزی وصفی** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے صاحبزادے ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا باطن اخلاص واخلاق سے آراستہ اور ظاہر زہد وصلاح کے ساتھ پیراستہ تھا۔ علم وفضل سے موصوف اور خطاطی میں اپنے والدِ بزرگوار کے باکمال شاگرد تھے۔

کلام نہایت شیریں اور صوفیانہ ہوتا تھا۔ کشفی تخلص اور مشکیں قلم موروثی خطاب تھا۔ ابتدائے حال میں فقر و قناعت میں خوشحال تھے۔ آخرِ کار شاہجہاں بادشاہ کے اصرار سے امیر خسرو دہلوی کی کے ایک شعر پر عمل کر کے شاہی ملازمت منظور فرمائی اور پانچ سو سپاہیوں کے سردار کے منصب پر سرفراز ہوئے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ”مناقب مرتضوی“ اور ”مجموعۂ راز“ نامی کتاب کے مصنف ہیں۔

۱۲ شعبان ۱۰۶۰ھ بمطابق ۱۶۴۹ء کو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اس دار فانی سے سفر آخرت اختیار فرمایا اور نگلہ جواہر کے متصل اپنے پدر بزرگوار کے گنبد کے قریب مشرقی جانب چوکھنڈی کے نیچے آرام فرماہیں۔(بوستانِ اخیار، ص 196.197)

(121)۔میر محمد مومن عرشی

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه **میر عبد اللہ تبریزی وصفی** رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے چھوٹے بیٹے اور میر محمد صالح کشفی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے بھائی ہیں۔ اکثر علوم میں آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کامل مہارت رکھتے تھے۔ سخن گوئی میں طاق، نستعلیق نویسی میں شہرہ آفاق اور عرشی تخلص کرتے تھے۔ صاحب ذوق وشوق، عاشق وجد سماع اور صاحب نسبت بزرگ تھے۔

ابتدائے حال میں شاہزادہ سلیمان شکوہ پسر دارا شکوہ کی تعلیم و تربیت پر مامور تھے۔ آخر کار متوکل ہو کر گوشہ نشین ہو گئے۔ **۹۰ برس کی عمر اور ۱۰۹۱ھ بمطابق ۱۶۸۰ء** میں رحلت فرما کر عالم بقا کو کوچ کر گئے۔ اور اپنے والدِ بزرگوار رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے قبرستان نگلہ جواہر میں آسودہ ہیں۔(بوستانِ اخیار، ص 203)

(122)۔امیر محمد شریف

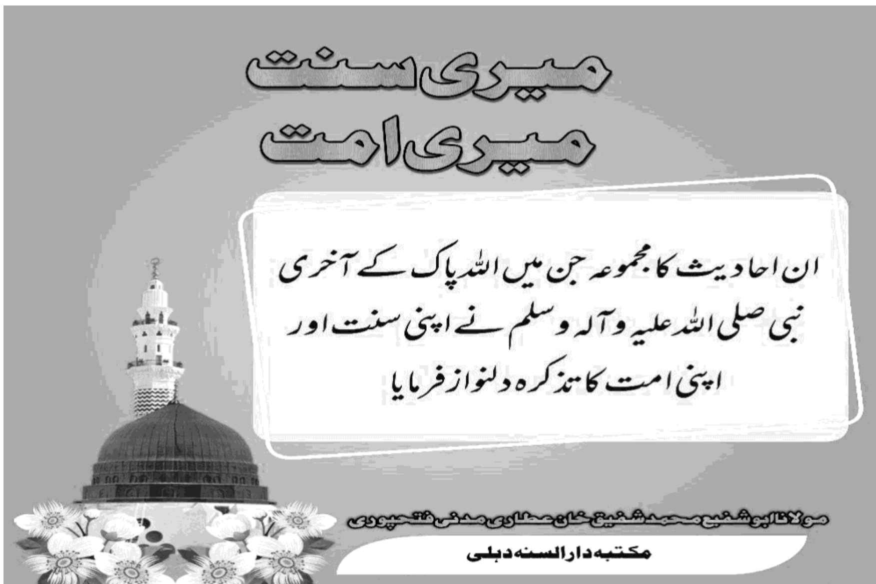
آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه **میر عبد اللہ تبریزی** رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے بہن کے بیٹے، مرید اور سجادہ نشین تھے۔ علم و فضل سے موصوف اور خط نستعلیق بہت خوب و مرغوب لکھتے تھے۔ میر عبد اللہ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے لڑکوں کی طرح آپ کی پرورش اور تعلیم وتربیت کی تھی اور انہی کی وجہ سے آپ نے خدا شناسی کی آنکھیں روشن کی تھی۔

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نہایت گمنامی پسند تھے۔ کتابت سے اپنی گزر بسر فرماتے تھے۔ جہانگیر بادشاہ نے کاتب السلطان کا خطاب دیا تھا۔ **۱۰۵۴ھ بمطابق ۱۶۴۴ء** میں آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کا اعمال نامۂ عمر ختم ہوا یعنی آپ کا وصال ہوا۔ نگلہ جواہر کے قریب اپنے ماموں کی درگاہ میں آسودہ ہیں یعنی وہیں آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کا مزار مبارک ہے۔(بوستانِ اخیار، ص 184.185)

(123)۔مولانا مقصود علی تبریزی

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ ملا فضل اللہ بیگ کے بیٹے تھے۔ علم و فضل خصوصاً کمالات شاعری سے موصوف اور اکثر اوصاف حمیدہ سے آراستہ تھے۔ آپ نے خواجہ سلمان کے مشہور قصیدہ کے جواب میں ایک عمدہ قصیدہ قاضی یحیی قزوینی کی تعریف میں لکھا تھا۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ صاحب دیوان ہیں۔

۹۷۷ھ بمطابق ۱۵۶۹ء میں آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے وفات پائی۔ آپ کا مزار مبارک قبرستان متصل نگلہ جواہر و مقبرہ میر عبد اللہ تبریزی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ میں ایک چبوترہ پر واقع ہے۔ تعویذ پر "مولانا مقصود علی تبریزی" لکھا ہوا ہے۔ برابر میں دوسرا تعویذ ہے جس پر فاطمہ سلطان بنت مولانا عبد الحی نیشاپوری لکھا ہوا ہے۔(بوستانِ اخیار، ص 212.213)



بودلہ (قدم رسول)

(124)۔قاضی سیّد مہر علی قادری

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بڑے عابد و زاہد اور سالک راہِ خدا تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے باپ داداشاہی زمانے میں سبز وار سے آگرہ میں تشریف لائے تھے۔ محلہ بلوچ پورہ میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا مسکن تھا۔ خاندان میں شاہی زمانہ سے نسلاً بعد نسلٍ قضا کا عہدہ چلا آتا تھا۔ **مولانا امجد علی شاہ قادری** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ (جن کا مزار مبارک پنجہ مدرسہ میں موجود ہے) کے آپ مرید اور مختار عام تھے۔

ماہِ صفر ۱۲۷۰ھ میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا وِصال ہوا۔ **مزار مبارک** موضع بودلہ میں درگاہ قدم شریف کے احاطہ کے باہر واقع ہے۔(بوستانِ اخیار، ص218)



حضرت قاضی سید مہر علی قادری رحمۃ اللہ علیہ اس QR Code کو Scan کرنے سے مزار مبارک کی لوکیشن آپ کے موبائل میں کھل جائے گی جس کی مدد سے آپ آسانی کے ساتھ اس مزار مبارک کی حاضری کی سعادت حاصل کرسکتے ہیں۔

گوکل پورہ آگرہ کالج

(125)۔شیخ ناصر (شیخ ناظر)

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا اصلی نام ناصر محمد بن سید حاجی اور مشہور نام شیخ ناصر اور شیخ ناظر ہے۔ حنفی مذہب اور سپاہیانہ پردہ میں بڑے عارف کامل اور بہت بڑے صاحب باطن بزرگ تھے۔ خانوادہ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ اور شطاریہ میں **سید احمد ابن سید رفیع الدین** ابن سید جعفر شیرازی و گجراتی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے اجازت خلافت حاصل تھی۔

ابتدائے حال میں مدت تک احمد آباد گجرات میں مقیم رہے پھر بزرگان اسلام کی سنت پر کاربند ہو کر برسوں سیاحی فرمائی اور بہت سے خدا شناسوں کی صحبت سے فائدہ اٹھایا۔ اسی دوران سیاحت شاہجہاں بادشاہ سے کہیں ملاقات ہو گئی اور بادشاہ کے اصرار سے یومیہ منظور فرما کر ملازمت میں رہنا قبول فرمایا۔

ہمیشہ سپاہیانہ لباس میں مسلح اور حاضر خدمت رہتے مگر جو وظیفہ ملتا تھا وہ اپنے صرف میں نہ لاتے بلکہ خیرات کر دیا کرتے تھے۔ خدمت سے فارغ ہو کر جنگل سے گھاس یا لکڑی لا کر بازار میں فروخت کرتے اور اس کی قیمت اپنے صرف میں لاتے تھے۔ اکثر اوقات روٹی کی جگہ گھاس و پتے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی غذا ہوتی تھی۔

رات بھر مسلح بادشاہی خوابگاہ دروازہ پر عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے بادشاہ، بیگمات، امرا، وزراو غیرہ سب آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے معتقد تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی عجیب و غریب اور ہوش ربا خارق عادات اس زمانے کی مشہور تاریخوں، بادشاہ نامہ، ملا

عبد الحمید لاہوری، مرات العالم، مخبر الواصلین، تذکرۃ القدما اور سیر المتاخرین وغیرہ کتابوں میں مندرج ہیں۔ اکثر آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ نے پانی کے قطرے سے موتی، برف سے سبز زمرد، ٹھیکریوں سے روپے اور اشرفیاں، خاک سے نمک اور مصری، چوبی میخ سے مچھلی، رومال سے کبوتر، سنگریزوں سے خوش رنگ عقیق ولال ومرجان بنادیتے تھے۔

سب لوگ اس قسم کی کرامتیں دیکھ کر محو حیرت ہوتے تھے۔ صاحب تذکرۃ القدما کا بیان ہے کہ تمام وحشی جانور اور پرندے اور جنات آپ کے تابع فرمان تھے گویا کہ سلیمانی بادشاہت آپ کو حاصل تھی۔

ایک دن مجلس میں علم کیمیا کا کچھ ذکر چھڑ رہا تھا، آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ نے تھوڑی سی خاک اُٹھا کر ایک شخص کے ہاتھ میں دے دیا، دیکھا تو خالص سونا تھا۔

ایک مرتبہ بادشاہ کے روبرو قوالی کی مجلس منعقد ہوئی۔ آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ نے جذبہ الٰہی میں بیخود ہو کر پانی مانگا تھوڑا سا خود پیا، باقی دیگر شرکائے مجلس میں تقسیم کر دیا، جس نے پیا خالص شہد کا مزہ پایا۔

آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ نے ذکر قربان کو کمال کے درجہ تک پہنچا دیا تھا۔ جب اس کا شغل فرماتے تو تمام جسم کے اعضا بند بند کر کے جدا ہو جاتے تھے۔ جو ذکر کے بعد پھر یکجا ہو کر اپنی اصلی حالت پر آجاتے تھے۔ ایک مرتبہ راجہ بکرماجیت شاہجہانی نے رات کے وقت جبکہ وہ بھی چوکی پر حاضر تھا اس حالت میں آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ کو دیکھا تھا۔

بہت سے طالبان خدا آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی بدولت خدا شناس ہو گئے۔ **۱۳ جمادی الثانی ۱۰۵۷ھ بمطابق ۱۶۴۷ء** کو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ وصال فرما گئے۔

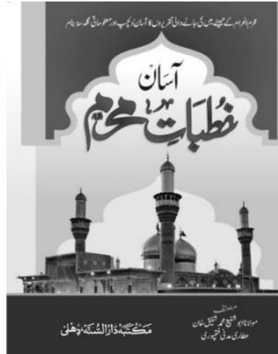
آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** پر انوار پکی سڑک کے کنارے (ڈریمنڈ روڈ یا ٹھنڈی سڑک) متصل محلہ گوکل پورہ آگرہ کالج واقع ہے۔ جس کا تعویذ تابوت نما ایک بلند چبوترہ پر بنا ہوا ہے۔ پہلے اس پر عالیشان گنبد تھا جو منہدم یعنی گرا دیا گیا۔ لوح مزار پر یہ تاریخ لکھی ہوئی ہے۔

واصل حق شیخ ناظر شاہ زیں دار فنا
راہی ملک بقا گشت و رسیدہ شاد کام
سال ترحیلش ہزار و پنجہ و ہفتم بخواں
سیزدہ بود از جمادی الاخرا والا ہمام
باز گویم مصرعہ بشنو ز من در معنوی
و زودیار لا بہ الہ للہ شدہ اورا مقام

(بوستانِ اخیار، ص222.224)







صدر ڈاک خانہ آگرہ

(126)۔نتھن شاہ

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے سلسلے اور زمانے کا کچھ حال معلوم نہیں ہے۔ بزرگی اور کمالات کی اکثر روایتیں اب تک مشہور ہیں۔ **مزار مبارک** اندرون احاطہ صدر ڈاک خانہ آگرہ میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔(بوستانِ اخیار، ص224)

مدار دروازہ

(127)۔سید نجم الدین محمد (مولانا قاسم کابلی)

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا مولد کابل ۔ عرف عام میاں کالے، خطاب مولانا قاسم اور تخلص کاہی تھا۔ خود فرماتے ہیں۔

کاہی　تو　بلبلے　چمن　آرائے　کابلی
زاغ　و　زغن　نہ　کہ　بہ　ہندوستان　شوی

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو علم تفسیر، ہیئت، تصوف، معما، تاریخ میں کامل مہارت حاصل تھی۔ شاعری میں تو ایسا کمال حاصل تھا کہ سب اوصاف اس میں چھپ گئے تھے۔ اکثر بزرگوں کی خدمت سے فیض حاصل تھا۔

۱۵ برس کی عمر میں مولانا عبد الرحمن جامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خدمت سے بھی عظمت حاصل کی تھی۔ اکبر بادشاہ کے زمانے میں بھکر کے راستے سے ہندوستان میں وارد ہوئے اور ایک قصیدہ کے صلہ میں ایک لاکھ ٹنکہ انعام پایا۔ پھر کسی بات سے برداشتہ خاطر ہو کر بنارس کو بہادر خان برادر خان زماں کے پاس چلے گئے۔ کچھ مدت وہاں رہ کر پھر آگرہ میں تشریف لائے اور بقیہ عمر گوشۂ تنہائی میں بسر کرکے دوسری ربیع الثانی ۹۸۸ھ کو ایک سو دس برس کی عمر میں رحلت فرما گئے۔ مولانا قاسم بخاری شاگرد رشید نے ''رفت ملا قاسم کاہی'' تاریخ موزوں کی۔

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** مدار دروازہ کے قریب واقع تھا جس کا اب پتا نہیں چلتا۔ اور مثنوی گل افشاں (بجواب بوستاں)، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی یاد گار ہے۔

(بوستانِ اخیار، ص 225.226)



مسجد مدن موہن دروازہ، سینٹ جونس کالج

(128)۔ننھے میاں

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ آگرہ کے پرانے خداشناسوں میں ہیں۔ کسی کو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا اصلی نام معلوم نہیں ہے۔ ننھے میاں کے نام سے مشہور ہیں۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی کئی کرامتیں مشہور ہیں جن میں ایک یہ بھی ہے کہ ایک بنیہ نوری دروازہ سے جہاں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ مقیم تھے شکر خرید کر کے گھوڑے پر لادے ہوئے آپ کے پاس سے گذرا آپ نے دریافت کیا کہ گون میں کیا ہے؟ اس کی زبان سے نکل گیا کہ نمک ہے۔ گاؤں میں پہنچ کر جب گون کو کھولا تو شکر کی جگہ نمک دیکھا۔ یہ دیکھ کر بہت گھبرایا اور روتا پیٹتا شاہ صاحب کے پاس آکر قدموں پر گر پڑا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا جا کر دیکھ شکر ہی تو ہے۔ جب گھر پہنچا تو گون میں شکر کو پایا۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** مسجد مدن موہن دروازہ اور سینٹ جونس کالج کی دیواروں کے درمیان میں واقع ہے۔ وہاں تک پہنچنے کا اب کوئی راستہ باقی نہیں۔ مسجد کی دیوار یا کالج کی عمارت ملحقہ سے البتہ زیارت ہو سکتی ہے۔ راقم بوستان مسجد کی چھت پر چڑھ کر زیارت سے مشرف ہوا۔

دونوں دیواروں کے درمیان میں ایک چھوٹا سا قطعہ چھوٹا ہوا ہے۔ اگر مسجد کی جنوبی دیوار میں ایک دروازہ کھول دیا جائے تو بہت مناسب ہے۔(بوستانِ اخیار، ص229.230)

کچہری دیوانی

(129)۔مولانا شیخ حسن شیرازی انصاری

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه **شیخ محمود انصاری** رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے فرزند ہیں۔ علوم درسی کی تحصیل اپنے شہر شیراز میں کر کے خوش نویسی میں کمال حاصل کیا۔ جب شاہ اسماعیل یا شاہ طہماسپ ابن شاہ اسماعیل صفوی نے شیراز پر قابض ہو کر لوگوں کو مذہب امامیہ قبول کرنے پر مجبور کیا تو آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه اپنی والدہ ماجدہ کو ساتھ لے کر حرمین شریفین چلے گئے اور ایک عرصہ تک ان مقدس و بافیض مقامات میں رہ کر علم حدیث حاصل کیا۔ وہاں سے بحری راستہ سے سلطان مظفر گجراتی کے زمانہ میں احمد آباد میں تشریف لائے۔ یہاں چند روز قیام رہا۔ جب سلطان سکندر لودی نے آگرہ بسایا تو آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه احمد آباد سے آگرہ چلے آئے۔ سلطان سکندر لودی نے نہایت دلجوئی اور تعظیم و تکریم سے آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کو آگرہ میں آباد کیا۔

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کا مکان **میر رفیع الدین صفوی** رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے پڑوس میں تھا۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه قرآنِ مجید اور احادیث شریف کی کتابت سے گزر بسر فرماتے تھے۔ جملہ حکامِ وقت آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی تعظیم و تکریم کرتے رہے۔ شیخ زین الدین خوانی آپ کی فضیلت میں فرماتے ہیں:

ہست شعر من ز عقل و نقل خواہم بشنود
جامع المعقول والمنقول مولا حسن

۱۴رجب،۹۵۶ھ کو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا وصال ہوا۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** اندر احاطہ کچہری دیوانی اس عظیم الشان گنبد میں ہے جس میں پہلے کمشنری کا گودام تھا اور اب منصرم جی رہتا ہے۔ غدر یعنی ۱۸۵۷ کی جنگِ آزادی سے پہلے مزار مبارک کا تعویذ موجود تھا جس پر بقول صاحب مفتاح التواریخ یہ اشعار لکھے ہوئے تھے:

در حقہ فضل مولانا حسن
ہنر مند بے مثل عالی جناب
سر اہل دانش عزیز جہاں
جہانی معانی و کوہ و قار
چو کردہ ازیں دار فانی سفر
بدا زلقا آں سر نامدار
بعون و برحمت بہ لطف عمیم
جہاں آفریں داور کردگار
بفر مورتا روح پاکش برند
ملائک بفردوس از اعتبار
بجنت قرارش چو شد زیں جہت
شدہ سال فوتش بجنت قرار

"**بجنت قرار**" کے عدد ۹۵۶ بنتے ہیں اور یہی آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی وفات کا سال ہے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے فرزند رشید میاں کمال الدین حسین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی سیرت بھی اس کتاب میں موجود ہے۔ (بوستانِ اخیار، ص 70.71)

(130)۔شیخ کمال الدین حسین

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه **مولانا حسن شیرازی انصاری** رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے فرزند رشید ہیں۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه میں خداشناسوں کے جملہ اوصاف و افعال موجود تھے۔ علم کو عمل کے ساتھ رفیق بنا کر اپنے مصاحبت سے لوگوں کو فیض پہنچاتے تھے۔

صاحب منتخب التواریخ کا بیان ہے کہ ان کے کمالات اور اخلاق حدّ بیان سے باہر ہیں۔ ابتدائے جوانی سے اخیر عمر تک سوائے تسبیح و تحلیل اور تلاوت قران مجید اور عبادت و ریاضت اور سخاوت کے کوئی کام ان کو نہ تھا۔

وہ آدمی نہ تھے بلکہ آدمی کی صورت میں فرشتہ تھے۔ علم و فضل میں کمال کا درجہ حاصل اور انشاء، املا، خوش نویسی تو ان کے موروثی علم تھے۔ اکبر بادشاہ ان کا بڑا معتقد تھا اور چاہتا تھا کہ وہ ہمیشہ ملازمت میں رہیں۔ مگر وہ دور بھاگتے تھے۔ آخر میں تعلقات دنیا سے بالکل قطع تعلق کر کے گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی۔

۲۲ ربیع الثانی ۱۰۱۸ھ کو آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے وفات پائی اور کچہری دیوانی کے احاطہ کے اندر اپنے والد بزرگوار حضرت مولانا شیخ حسن شیرازی انصاری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے قریب آسودہ ہیں۔ (بوستانِ اخیار، ص 143)

(131)۔عبداللہ

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا نام مبارک معلوم نہیں۔ حدیث قدسی کے حکم کے تحت کہ ”تمہارے ناموں میں بہت پیارا نام اللہ کے نزدیک عبداللہ ہے“ آپ کو عبداللہ کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی نہایت عجیب وغریب اور حیرت انگیز کرامات مشہور ہیں۔ مزار مبارک نہایت نشاط انگیز ،روح افزا اور انوار الہی سے منور ہے۔ قدامت یعنی پرانے ہونے کے آثار بھی نمایاں ہیں۔ کچہری دیوانی کے قریب صاحب جج کی کوٹھی ہے، اُس کے احاطہ کے اندر ایک ٹیلہ پر آپ کا **مزار مبارک** واقع ہے۔ جس پر سنگ سرخ کی خوشنما عمارت بنی تھی۔ اس عمارت کی چھت اور گنبد اب باقی نہیں ہے۔ (بوستانِ اخیار، ص 103)



نگلہ پدی و کچہری دیوانی

(132)۔قاضی سید نور اللہ شوستری

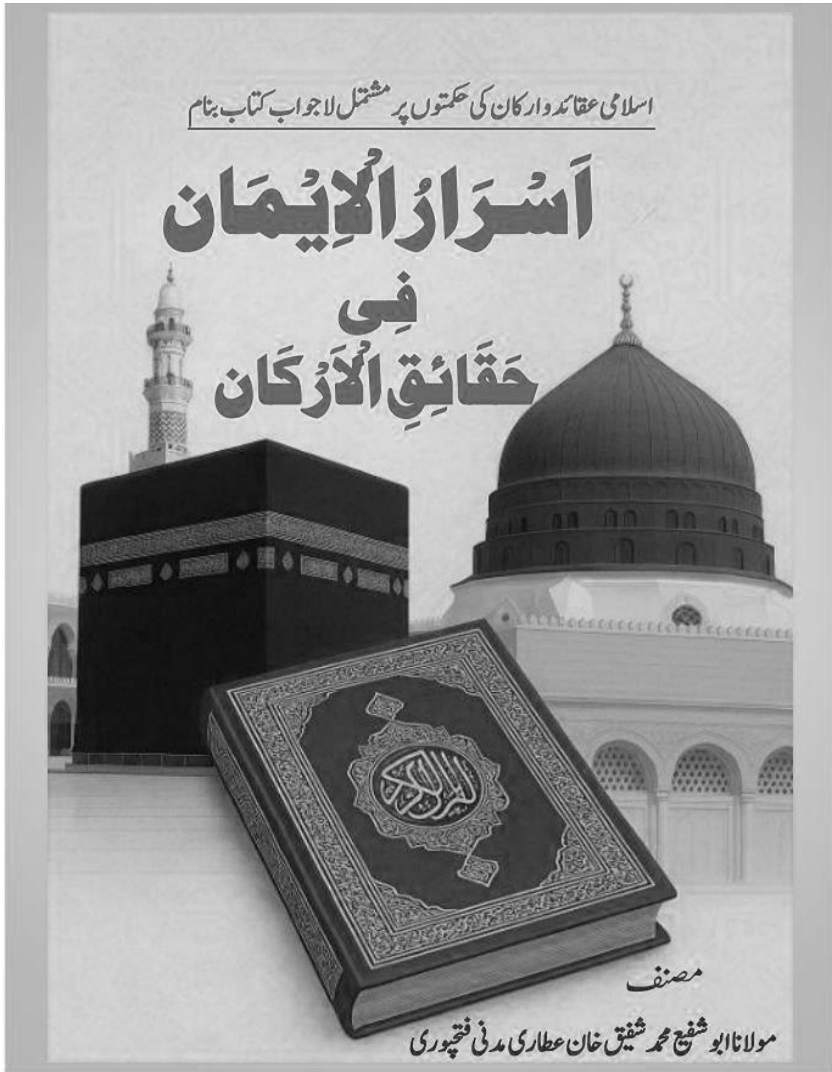
آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ جملہ علوم عقلی و نقلی سے موصوف اور دیگر اوصاف حمیدہ اور خصائل پسندیدہ سے آراستہ و پیراستہ تھے۔ صاحب منتخب التواریخ کا بیان ہے کہ انصاف، نیک نفسی، حیاو تقوی اور جتنی صفتیں شریفوں میں چاہیے وہ سب آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی ذات میں تھیں۔ علم و حلم، تیزی طبیعت اور صفائی ذہن میں مشہور تھے۔ بہت سی کتابیں آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی تصنیف سے ہیں۔

شیخ فیضی کی بے نقط تفسیر پر ایک عمدہ تقریظ لکھی تھی۔ شاعر بھی تھے اور کلام بہت دلکش اور پسندیدہ ہوتا تھا۔ حکیم ابوالفتح کی سفارش سے اکبر بادشاہ کی ملازمت میں داخل ہوئے۔ اکبر بادشاہ نے شیخ معین کی جگہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کو لاہور کا قاضی مقرر کر دیا تھا۔ لاہور کے تمام مفتیوں اور قاضیوں کو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے خوب ٹھیک کیا اور رشوت کا دروازہ بالکل بند کر دیا تھا۔

فقہ حنفی میں ماہر تھے اور اسی کے مطابق مقدمات کا فیصلہ فرمایا کرتے تھے جہانگیر نے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کو لاہور سے تبدیل کر کے اپنے لشکر کا میر عدل مقرر کر لیا تھا۔

۱۰۱۹ھ بمطابق ۱۶۱۰ء میں بادشاہ کے سامنے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی زبان سے کوئی ایسا سخت کلمہ نکل گیا کہ جس کی وجہ سے بادشاہ جہانگیر نے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کو شہید کرا دیا۔

آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ کا **مزار مبارک** متصل نگلہ پدی و کچہری دیوانی واقع ہے۔ احاطہ میں اور بھی بہت سی قبریں ہیں۔ آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ کے مزار پر ایک کمرہ تعمیر ہو گیا ہے جو فرش فروش سے آراستہ ہے۔(بوستانِ اخیار، ص 230.231)



قبرستان پیر گیلانی (پیر کلیانی) مال گودام ایسٹ انڈین ریلوے

(133)۔شاہ ہرے بھرے

آپ رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہ آگرہ کے خدادوست سدا سہاگن اور اہل دل بزرگوں میں شمار ہوتے ہیں۔ اصلی نام یا تاریخی واقعات لاعلمی میں ہیں مگر آپ رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہ کی اکثر کرامات خاص وعام کی زبان پر ہیں۔

مزار مبارک متصل قبرستان پیر گیلانی مابین مال گودام ایسٹ انڈین ریلوے وسٹرک ریلوے میدان میں واقع ہے، اب اس کا نام پیر کلیانی ہو گیا ہے۔

(بوستانِ اخیار، ص248.249)

(134)۔ہرمن شاہ مجذوب

آپ رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہ آگرہ کے مجذوبان باکمال سے تھے۔ بیس پچیس برس کا عرصہ ہوا کہ وفات پاگئے۔ قبرستان پیر گیلانی میں آپ رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہ کا مزار مبارک واقع ہے۔

(بوستانِ اخیار، ص249)

(135)۔عبداللہ

آپ رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہ بھی گمنام بزرگوں میں ہیں یعنی آپ رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہ کا نام بھی کسی طرح معلوم نہیں ہو سکا۔ آپ رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہ صاحب کرامات بزرگ مشہور ہیں۔ مزار مبارک متصل قبرستان پیر گیلانی جانب شمال کھیتوں کے درمیان میں ایک بلند چبوترہ پکی سڑک سے مغرب کی طرف واقع ہے، جس پر پیپل کا درخت سایہ کئے ہوئے ہے۔(بوستانِ اخیار، ص105)

(136)۔خواجہ عبد الرؤوف

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بادشاہ عالمگیر کے زمانے کے صلحا میں سے ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** قبرستان پیر گیلانی میں واقع ہے۔(بوستانِ اخیار، ص 110)

(137)۔سید عبد القادر بخاری

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ ملک ولایت کے سر تاج، اسرار حقیقت کے رازدار، اور خاندان قادریہ اعظمیہ کے سربراہوں میں سے ہیں۔ علوم میں اہل زمانہ کے استاد اور علمائے زمانہ میں ممتاز، زہد و تقوی میں بے نظیر اور عبادت وریاضت میں شہرہ آفاق تھے۔ دن بھر درس و تدریس سے بندگان خدا کو فیض پہنچایا کرتے تھے۔ صرف دوپہر کو قیلولہ فرماتے باقی کسی وقت نہ سوتے تھے۔

شروع آدھی رات میں مریدوں کو توجہ اور تلقین فرماتے اور بقیہ آدھی رات عبادت وریاضت میں گزارتے تھے۔ صرف ایک وقت یعنی رات کو طعام روش فرماتے۔ بالغ ہونے کے بعد سے وفات کے دن تک کبھی آپ نے دن میں کھانا نہیں کھایا۔

۱۰۵۰ھ بمطابق ۱۶۴۰ء میں آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا وصال ہوا۔ **مزار مبارک** قبرستان موسومہ پیر گیلانی میں واقع اور پیر گیلانی صاحب کے نام سے موسوم ہے۔ قریب میں ایک چھوٹی سی مسجد موجود ہے۔(بوستانِ اخیار، ص 114.115)

نگلہ سنگن

(138)۔شیخ بایزید شیروانی

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سید ولی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں۔ آزادہ دلی کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے۔ وجد سماع سے عشق تھا آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے شور و فغاں سے سماع کی مجلس میں نمکینی پیدا ہو جاتی تھی اور آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے گریہ سے ہم نفس اور نظارہ کرنے والے اصحاب پر بھی رقت طاری ہو جاتی تھی۔ دسویں صدی کے اخیر میں دارالحضور کو روانہ ہو گئے۔ سید بایزید کے نام سے اب صرف ایک مزار موجود ہے جو نگلہ سنگن متصل تخت پہلوان میں واقع ہے۔(بوستانِ اخیار، ص53)



قبرستان پچ کوئیاں

(139)۔شیخ ابوالفتّاح

راقم الحروف آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ کے تاریخی واقعات پیش کرنے سے معذور ہے۔ بہت سی کتابوں کی ورق گردانی کی مگر گوہر مقصود ہاتھ نہ آیا۔ آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ کے خرق عادات اور کمالات کی اکثر زبانی روایتیں مشہور ہیں، جن میں ایک یہ بھی ہے کہ چھ سات مرتبہ آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ نے ایامِ نوجوانی میں پاپیادہ حج ادا فرمائے تھے۔

مزار مبارک آگرہ کے وسیع شہر خموشاں قبرستان پچ کوئیاں میں زیارت گاہ خاص وعام اور ہزارہا لوگوں کو گرویدہ کئے ہوئے ہیں۔ تعویذ ولوح مزار خوبصورت و منقش اور چبوترہ نہایت پر فضا ہے جس کے اطراف میں حافظ عبدالکریم صاحب مرحوم کا سنگین مقبرہ حال ہی میں تعمیر ہوا ہے۔ تعویذ کے سینے پر کلمۂ طیبہ، اطراف میں آیت الکرسی اور لوحِ مزار پر یہ تاریخ کندہ ہے "بتاریخ یازدہم شوال سنہ نہصد و ہفتاد و ہشت **۹۷۸ھ ہجری** مرحومی، مغفوری ابوالفتّاح ابنِ باری سلطان در آغاز جوانی از یں عالم فانی برحمت حق پیوست۔ (بوستانِ اخیار، ص33.34)

(140)۔شیخ ابوالفتح شہید

آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ شہدا کے زمرے میں ہیں خواب گاہ خاکی قبرستان پچ کوئیاں کے گوشۂ جنوب و مشرق میں ایک کھیت کے درمیان میں واقع ہے۔ ایک پختہ چبوترہ پر پانچ

قبریں بنی ہیں، ان میں جنوبی آخری قبر آپ کی ہے۔ **لوح مزار** کا پتھر نہایت پائدار و خوشنما ہے جس پر آیاتِ قرآنی کے نیچے یہ تاریخ کندہ ہے۔

ہزار　افسوس　ازمرگ　ابو　الفتح
کہ　دانش　یک　جہاں　دردم　فزودہ
بباغِ　عدن　از　دست　شہادت
درِ　رحمت　بروئے　خود　کشیدہ
چو　چشمش　خفت　تاریخ　وفاتش
بگفتا　ہا　تفم　مظلوم　بودہ

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی وفات ۱۵ محرم، پنج شنبہ ۱۰۳۳ھ کو ہوئی۔

(بوستانِ اخیار، ص34.35)

(141)۔حافظ احمد حسین صاحب نقشبندی مجددی

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ شیخ محمد بخش اکبر آبادی سوداگر پنجابی کے فرزند سعید ہیں۔ بچپن ہی سے خدا طلبی کی چنگاری آپ کے دل میں سلگ رہی تھی۔ اکثر راتوں کو جنگل میں پھرتے تھے۔ اور بزرگان اکبر آباد کے مزار پر نہایت ذوق و شوق سے حاضر ہوا کرتے تھے۔ سن تمیز پر پہنچ کر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اکثر مزارات پر چلہ کش ہو کر انواع کمالات سے مالا مال ہوئے۔ اور حافظ وزیر علی اکبر آبادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے حلقہ درس سے جو کہ ایک صاحب باطن اور مجذوب صفت بزرگ تھے قرآن شریف کے نور سے اپنے سینہ کو منور کیا۔ شروع ہی سے حال میں بیخود تھے، آخر کار عنایت ایزدی نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو مولوی **حاجی سید محمد قربان**

علی بخاری جے پوری رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کی خدمت بابرکت میں پہنچادیا اور پیر روشن ضمیر کی نظر توجہ سے چند سال ہی کے اندر منزل مقصود پر پہنچ کر خرقۂ خلافت سے مشرف ہوئے۔

حاجی سید محمد قربان علی بخاری جے پوری رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کے وصال کے بعد جب اُن کے صاحبزادے سید عبد الرحمن صاحب رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ نے تبرکات تقسیم کئے تو سب سے پہلے آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ ہی کو خرقہ مرحمت فرمایا اور تبرکات تقسیم کرنے کے بعد اور حلقہ سے فارغ ہونے کے بعد ارشاد فرمایا کہ تمام بھائیوں کو جان لینا چاہیے کہ حافظ احمد حسین کو خلفائے اعلیٰ حضرت رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ قبلہ میں خاص درجہ حاصل ہے۔

آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ نہایت منکسر المزاج، سلیم الطبع، با اخلاق اور گمنامی پسند بزرگ ہیں۔ شریعت پر بڑے ثابت قدم اور اکثر خاموش رہتے تھے۔ مریدوں پر آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کا نہایت نیک اثر ہے۔ کیسا ہی بدکار کیوں ہو آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کی غلامی میں آکر تائب اور نیکوکار ہو جاتا ہے۔

پہلے آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ سختی کے ساتھ کسی برائی سے منع نہیں فرماتے بلکہ صاف فرمادیتے ہیں کہ جو چاہو کرو اور جہاں چاہو جاؤ مگر ہمیں ضرور ساتھ لے لیا کرو۔

راقم بوستاں سے بیان کیا گیا ہے کہ اگر مرید کلال خانہ یا رنڈی کے مکان پر بھی جانا چاہے تو آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کو اس کے ساتھ جانے میں کچھ دریغ نہیں ہوتا اور آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ بے تکلف اُس کے ساتھ چلے جاتے ہیں مگر چند ہی دن میں مرید پر ایسا نیک اثر پڑتا ہے کہ کچھ سے کچھ ہو جاتا ہے۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا معمول تھا کہ نماز صبح اپنے محلہ کی مسجد میں باجماعت ادا فرما کر آٹھ بجے تک اوراد و وظائف سے فارغ ہوتے تھے، پھر کھانا کھا کر جنگل کو تشریف لے جاتے تھے، وہاں مزارات پر مراقبہ میں مصروف رہتے تھے وہاں سے ڈیڑھ دو بجے براہ راست اکبری مسجد میں آکر ظہر کی نماز جماعت سے پڑھتے، ہیں پھر عصر تک اکبری مسجد میں اوراد و وظائف میں مشغول رہ کر عصر کی نماز جماعت سے ادا فرماتے، عصر کی نماز پڑھنے کے بعد اکثر اپنے صاحبزادہ محمد حسن صاحب یا برادر حاجی الطاف حسین صاحب سوداگر کی دوکان پر قیام فرماتے تھے، پھر مغرب کی نماز اکبری مسجد میں پڑھ کر مکان پر تشریف لے جاتے تھے ۔پھر عشاء کی نماز کے واسطے اکبری مسجد میں تشریف لاتے تھے۔

اللہ پاک مدت تک آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا فیض جاری رکھے۔افسوس کہ ترتیب کتاب کے بعد حافظ احمد حسین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے **بتاریخ ۳، شوال ۱۳۳۱ھ جمعہ کے دن** سفر آخرت اختیار فرمایا۔اور قبرستان پچ کوئیاں میں سپرد خاک کئے گئے یعنی **مزار مبارک** اسی قبرستان میں ہے۔لوح مزار پر دو تاریخیں کندہ ہیں جن میں ایک یہ ہے:

جانب جنت رواں شد حافظ احمد حسین
سالک راہِ طریقت ہادی راہ صواب
روز جمعہ در سہ شوال تاریخ سویم
لالہٗ گفت و یک دم رفت در جنت شتاب
دست او درکار دنیا خاطرش با یار خویش
بود ایں طرز کمالش بے نظیر و لاجواب

مطلع راز حقیقت مشرق سر الٰہ
در گروہ اولیاء بودہ است مثل آفتاب
خاطر مقبول محزوں در غم ہجرِ پدر
ز التہاب سوز ہائے اندروں گشتہ کباب
او سر ہو آمدہ مقبول در گوشم ندا
سال و سن رحلتش از کلمۂ مغفورِ باب

(بوستانِ اخیار، ص41.43)

(142)۔شیخ محمد عارف

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه عارف خدا اور طالبان ہدایت کے رہنما اور اسرار طریقت کے مشکل کشا تھے۔ عالمگیر بادشاہ کے زمانے میں یعنی **۱۰۸۰ھ بمطابق ۱۶۶۹ء** میں واصل بحق ہوئے۔ **مزار مبارک** قبرستان پنچ کوئیاں کے مشرقی قطعہ میں جو پکی سڑک کے متصل ہے واقع ہے جس کے تعویز پر یہ تاریخ خط نستعلیق سے لکھی ہوئی ہے:

چوں محمد عارفِ غفراں پناہ
جامۂ تن در رہ حق بُود شق
سال تاریخش شنیدم از خرد
عارف حق نیک واصل شد بحق

(بوستانِ اخیار، ص198)

(143)۔مرزا علی شاہ مجذوب

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ شاہ مواشی، صاحب ولایت الہ آباد کے منظور نظر اور تیرہویں صدی کے ایک صاحب کمال او شمشیر برہنہ مجذوب تھے۔ حکیم نورالدین مرحوم کے دیوان خانہ اور اس کے قرب وجوار میں جو کہ تمام مجذوبان آگرہ کا دار القرار چلا آتا ہے اکثر آمد ورفت رکھا کرتے تھے۔ مکان محلہ ڈوڑھی بیگم میں تھا۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی بات تقدیر الہی کا نسخہ اور آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی منشا مشیت الہی کا نوشتہ ہوتا تھا۔ علی العموم بری باتیں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی زبان سے نکلا کرتی تھیں جن کا ظہور فوراً ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک مخذوب ذوالقرنین نامی دیوان خانہ میں ٹھہرا ہوا تھا۔ اُس کا ایک منکا اتفاق سے گم ہوگیا۔ لوگوں نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی طرف اشارہ کردیا۔ پھر کیا تھا۔ دونوں مجذوبوں میں جنگ چھڑ گئی۔ وہ منکا آپ سے مانگتا تھا۔ آپ انکار کرتے تھے کہ میں نے نہیں لیا۔ جب وہ کسی طرح نہ مانا تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے غصہ میں آکر اُس کا پیالہ اٹھا کر توڑ دیا۔ پیالہ کا ٹوٹنا ذوالقرنین کی سکندری کا ختم ہونا تھا۔ فوراً دھم سے گرا اور گرتے ہی جان بحق تسلیم ہوگیا۔

ایام غدر یعنی ۱۹۵۷ کی جنگِ آزادی میں جس دن بہادر شاہ ظفر دہلی میں گرفتار ہوئے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اُسی دن بلکہ اسی وقت اپنی روحانی تار برقی لوگوں کو سنادی تھی۔ اس قسم کی سیکڑوں ہزاروں کرامتیں آپ کی مشہور ہیں۔

غیر مسلم اور مسلمان سب آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے معتقد اور جان نثار تھے۔ ۱۵ ذیقعدہ۔ ۱۲۷۷ھ اتوار کے دن ایک سو پانچ برس کی عمر میں آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے سفر آخرت اختیار فرمایا۔

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** قبرستان پچ کوئیاں (متصل نائی منڈی) کے شمالی قطعہ میں پکی سڑک کے قریب واقع ہے جس کے لوح مزار پر متعہ و عربی، فارسی، اردو کی تاریخیں لکھی ہوئی ہیں۔ (بوستانِ اخیار، ص209.210)

(144)۔ مفتی حافظ محمد رمضان

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا اصلی وطن قصبہ لیدری خطیب **ضلع فتحپور ہنسوہ** تھا۔ والد ماجد کا نام مولوی بیر علی بیگ تھا۔ مولانا عبد الحی صاحب لکھنوی کے شاگرد اور مولانا سلامت اللہ صاحب رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے مرید تھے۔

رسمی علوم کے عالم، خوش الحان حافظ اور قاری تھے۔ جامع مسجد آگرہ کے مفتی اور ایک بزرگ ہستی تھے۔ ہر ادنی و اعلی سے اخلاق کے ساتھ پیش آتے اور حتی المقدور کسی کی دل شکنی گوارا نہ کرتے تھے۔

٦٦ برس کی عمر میں ٦ ربیع الاول ١٣٣٤ھ کو بوقت ٧:٣٠ بجے شام انتقال فرمایا اور دوسرے دن دوپہر کے قریب قبرستان پنچ کوئیاں میں دفن کئے گئے۔ نماز جنازہ میں شہر کے تمام معززین اور بہت کثرت سے آدمی شریک تھے جس سے علمی شان و شوکت کا خاص جلوہ نظر آتا تھا۔ (بوستانِ اخیار، ص255)

(145)۔مولانا محمد سراج الاسلام

آپ رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا اصلی وطن موضع رسول آباد پرگنہ تال گرام ضلع فرخ آباد تھا۔ آپ رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ایک شریف و معزز خاندان کے فرد تھے جس میں صدیوں سے علم و فضل کا چرچہ اور عہدہ قضا کا سلسلہ چلا آتا ہے۔

آپ رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے برادر معظم مولانا محمد قمر الاسلام صدر دیوانی آگرہ (ہائیکورٹ) کے سر شتہ اپیل دوم میں اہلکار اور ایسے بابرکت اور متدین بزرگ تھے کہ حُکّام ضلع نے اُن کو شاہی جامع مسجد آگرہ کا متولی مقرر کر دیا تھا۔

جب غدر یعنی ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں جامع مسجد کو معطل کر کے مقفل کر دی گئی تو اس پر آشوب زمانہ میں اسی باہمت بزرگ نے کمر ہمت باندھی اور ۲۵، اگست ۱۸۵۷ء سے مسجد کی واگزاشت کی کوشش شروع کی اور سات آٹھ برس کی مسلسل کوشش اور لگاتار محنت سے مئی ۱۸۶۴ء میں مسجد کو واگذاشت کرا لیا۔

جب تک صدر دیوانی کا دفتر آگرہ میں رہا وہ جامع مسجد کے متولی اور امام رہے۔ اُن کے الہ آباد تشریف لے جانے پر مسجد کی تولیت موجودہ کمیٹی اہل اسلام کے سپرد کی گئی۔ مولانا موصوف نے بقام الہ آباد انتقال فرمایا اور وہیں مدفون ہوئے۔

مولانا محمد سراج الاسلام رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اپنے بھائی کے ساتھ آگرہ تشریف لائے اور ان کے الہ آباد جانے پر جامع مسجد کے امام مقرر کیے گئے۔ آپ رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ظاہری اور باطنی دونوں طرح کے علوم کی تحصیل کی تھی۔ قادریہ اور نقشبندیہ سلسلہ میں منسلک اور حضرت سبحان شاہ پیلی بھیتی رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مرید و خلیفہ تھے۔

نگارندہ بوستان اخیار کو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تھا۔ خطبہ اور قرآن مجید نہایت خوش الحانی اور اس قدر بلند آواز سے پڑھتے تھے کہ تمام مسجد گونج اٹھتی تھی۔

۲۸ رجب ۱۳۱۶ ہجری کو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے انتقال فرمایا اور قبرستان پنج کوئیاں میں آسودہ ہیں۔

مولانا ضیاء الاسلام صاحب آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے صاحبزادہ آپ کے جانشین جامع مسجد آگرہ کے امام اور مدرسہ عالیہ جامع مسجد کے ناظم ہیں۔ آپ بزرگان قدیم کا نمونہ ہیں۔ قدرت نے آپ میں بہت سی فضیلتیں جمع کر دی ہیں۔ (بوستانِ اخیار، ص256)

(146)۔عثمان غنی مجذوب

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ایک صاحبِ کمال مجذوب تھے۔ دل کے غنی اور عثمانِ غنی کے نام سے موسوم تھے۔ اور لاٹ صاحب کی گھوڑی کے لقب سے مشہور تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے اُلٹے پاؤں میں لنگ تھا۔

عجیب و غریب اور مختلف حالتیں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ پر طاری ہوا کرتی تھیں۔ کبھی کبھی جذبہ کا ایسا سیلاب آتا تھا کہ ہوش و حواس کو بہا کر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو ننگا کر دیتا تھا۔ کبھی نماز کا خیال آگیا تو تمام تمام رات ایک پاؤں سے نیت باندھے کھڑے رہ کر گزار دی مگر **"وَ لِلّٰہِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ، فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ"** (ترجمہ اور اللہ ہی کا ہے پورب پچھم تو جہاں کہیں منہ کرلو ادھر ہی اللہ کا سامنا ہے) پر عمل تھا۔ جدھر دھیان آگیا اُدھر منہ کر کے کھڑے ہو گئے اور مجذوبی کی حالت کے ساتھ نماز پڑھنے لگے۔

اگرچہ بوستان اخیار کے تختہ ہائے چمن تنگ ہیں مگر آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے خرق عادات اور کرامات کے کسی قدر حالات سے اُن کو پر بہار کرتا ہوں۔ یہ حالات منجملہ ان صدہاواقعات کے ہیں جو فاضل اجل اور عالم باعمل جناب مولوی محمد سعادت اللہ صاحب سنبھلی نے راقم بوستاں سے اپنے چشم دید بیان فرمائے۔ مجذوب صاحب کو مولوی صاحب موصوف سے نہایت انس تھا۔ وہ دو تین برس تک آپ کے مکان پر مقیم رہے تھے۔ ایک مرتبہ سردی کے دنوں میں جبکہ مولوی صاحب مکان کے اندر کمرہ میں دروازہ بند کئے ہوئے استراحت میں مصروف تھے۔ رات کے دو بجے مجذوب صاحب نے دروازہ پر آکر آواز دی۔ دروازہ دور کمرہ کے کواڑ بند اندر تک آواز پہنچی یکایک مولوی صاحب کو معلوم ہوا کہ کمرہ کے اندر مجذوب صاحب ہو بہو کے نعرے مار رہے ہیں، فوراً آنکھ کھل گئی۔ کمرہ کو خالی پایا مگر دستک کی آواز سنی، اٹھ کر دروازہ کھولا۔ جب آپ اندر آئے تو پوچھا کہ حضرت یہ کیا بھید تھا؟ جواب دیا کہ تجھے آواز دیتے دیتے تھک گئے جب اس طرح نہ اٹھا تو ہم نے دوسری طرح اٹھادیا۔

ایک دفعہ مولوی صاحب رات کے وقت آرام فرمارہے تھے کہ پلنگ کے پاس آکر آپ کو جگایا۔ مولوی صاحب نے آنکھ کھول کر دیکھا کہ ایک کالا سانپ ہاتھ میں ہے جسے مجذوب صاحب درمیان سے پکڑے ہوئے ہیں۔ بولے کہ میں باورچی خانہ میں جاکر لیٹا۔ وہاں ایک سوراخ ہے اُس میں پاؤں کا انگوٹھا لگالیا تھا۔ یہ حضرت (سانپ) انگوٹھے سے خوش

فعلیاں کرنے لگے۔ جب کسی طرح سونے نہ دیا تو میں بھی اٹھ کر بیٹھ گیا اور انہیں، ہاتھ میں لے کر کھیلنے لگا۔

ایک مرتبہ زندہ سانپ کہیں سے پکڑ لائے اور گاجر مولی کی طرح ٹکڑے ٹکڑے کرکے سر کے ساتھ کھا گئے۔ ایک دن ہاتھوں میں کانچ کی چوڑیاں پہنے ہوئے تھے۔ یکایک پتھر سے تمام چوڑیاں توڑ ڈالیں اور سل پر خوب باریک پیس کر کٹورے میں پانی ڈال کر شربت کی طرح پی گئے۔ جو دردرا حصہ باقی رہا اُسے آنکھوں میں سرمہ کی طرح لگالیا مگر کسی قسم کا اثر نہ محسوس ہوا۔

ایک دفعہ بھنگ لا کر اسے پیالہ میں بھگو دیا۔ تین دن تک وہ بھیگی رہی، چوتھے دن کسی تقریب سے مولوی صاحب کے گھر ایک بکرہ ذبح ہوا جس قدر اُس کا خون نکلا وہ لے کر اسی پیالہ میں ڈال دیا اور بازار سے دہی لا کر ملایا اور سب نوش یعنی پی گئے۔ اتفاق سے ایک ڈاکٹر صاحب اُس وقت موجود تھے بولے کہ یہ شخص زیادہ سے زیادہ دو تین گھنٹے میں مر جائے گا مگر آپ پر کسی قسم کا اثر پیدا نہ ہوا۔ سینداا کثر پھاکا کرتے تھے مگر کچھ نقصان نہ کرتا تھا۔

مولوی صاحب کا بیان ہے کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ میں کراماتی شان موجود تھی مشکل سے مشکل مسائل محض خیال آنے پر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے شگفتہ دیدار کو دیکھ کر حل ہو جاتے تھے۔ اگرچہ تصوف کے حقائق واسرار کے بیان میں وہ علی العلوم گریز کرتے تھے مگر دو ایک مرتبہ نہایت مہربانی کے عالم میں جب اصرار کیا گیا تو آپ نے نہایت دلچسپ

ودلکش پیرایہ میں حقائق ومعرفت کے دریا بہادئے۔ حالانکہ اُن کی صورت و شکل سے اس قسم کی قابلیت کا کسی طرح گمان وخیال بھی نہ ہو سکتا تھا۔

وفات سے چند دن پہلے مکان پر تشریف لائے اور بولے کہ تجھ سے ملنے کو بہت دل ہوتا تھا۔ ملنے کو آئے ہیں۔ اب ہم اپنے اصلی مکان کو جاتے ہیں۔ وہ مکان سونا پڑا ہے، اس وقت مرض استسقامیں مبتلا تھے۔ تھوڑی دیر قیام فرماکر واپس گئے۔ دو تین دن بعد مولوی صاحب ملٹولہ میں جہاں آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ حالت مرض میں مقیم تھے عیادت کے واسطے تشریف لے گئے اور مزاج پرسی کی تو فرمایا کہ ابھی کچھ دیر ہے۔ التجا کی کہ مکان پر تشریف لے چلیئے۔ جواب دیا کہ جی تو یہی چاہتا ہے، کیا اچھا ہوتا کہ اس حالت میں میں تیرے مکان پر ہوتا۔

ایک لڑکی، پیر دباتی۔ دوسری کلام مجید سناتی۔ مگر اس حالت میں کیسے جا سکتا ہوں غرض کہ دو تین دن بعد کہ **شوال کا مہینہ اور ۱۳۲۹ھ** تھا آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سرائے فانی سے وطن جاودانی کو رحلت فرما گئے۔

خوابگاہ یعنی **مزار مبارک** قبرستان پنچ کوئیاں متصل نائی منڈی میں ہے۔

مولوی صاحب موصوف کے علاوہ بشیر الدین صاحب گھڑی ساز کناری بازار نے بھی آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی بہت سی چشم دید کرامات سنائیں۔ روزانہ شام کے وقت دو تین گھنٹہ وہ بشیر الدین صاحب کی دوکان پر بیٹھا کرتے تھے اور ان پر بہت مہربان تھے۔

(بوستانِ اخیار، ص119.122)

شاہ گنج

(147)۔شیخ ابوبکر قریشی

سلطان سکندر لودی کی علم دوستی اور کمال پروری کی کشش نے شیخ ابو بکر قریشی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو اپنے وطن سے آگرہ میں کھینچ لیا تھا۔رسمی علوم میں تبحر حاصل اور خداشناسی کی آنکھیں روشن تھیں۔

منقول ہے کہ ایک رات کو حضور سرور کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ملازمت آپ کو نصیب ہوئی، حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے ارشاد ہوا کہ جاؤ وہ زمین جس میں عصا گاڑا گیا ہے تمہیں مرحمت ہوئی۔اس میں ایک کنواں کھدواؤ۔ صبح کو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اس مقام پر جو خواب میں بتایا گیا تھا پہنچے تو بمقدار نوک عصا اُس جگہ کو نمناک پایا۔آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے نہایت کوشش و محنت سے اُس جگہ کنواں کھودا جس میں نہایت شیریں اور خوش گوار پانی نکلا۔خدا معلوم یہ مقدس وبرتر کنواں کونسا ہے یعنی اس کنویں کا پتہ نہ چل سکا۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے وصایائے امام محمد اور اصول بزودی پر ایک نکتہ آراشرح لکھی تھی۔حرمین شریفین کے سفر کے بعد آپ جوگی پورہ میں دفن کئے گئے۔

راقم بوستان مزار مبارک کی تلاش میں جوگی پورہ گیا جو محلہ شاہ گنج سے ایک میل کے فاصلہ پر ایک موضع ہے۔باوجود تلاش بسیار مزار مبارک کا صحیح پتہ تو نہ چلا مگر گمان غالب ہے کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا آخری آرامگاہ وہی ہے جو آبادی موضع سے مغرب کی جانب

تھوڑے فاصلہ پر اور فتحپور سیکری کی پختہ سڑک سے جنوب کو مابین میل نمبر ۳، اور ۴، واقع ہے۔

کھیتوں کے درمیان میں ایک مختصر قطعہ چھوٹا ہوا ہے جو ڈورے سے محصور ہے۔ درمیان میں ایک بلند خام چبوترہ پر کچی قبر بنی ہے جس کا لوحِ مزار پختہ ہے۔ نیم کے چار پرانے درخت ہیں جن سے آثار قدامت نمایاں ہیں اور وہ درخت مزار پر سایہ فگن ہیں، قرب و جوار کے خوش اعتقاد دیہاتیوں نے چند درخت بیلے اور گیندے کے لگا رکھے ہیں۔ غرضکہ باوجود سادگی دلکش مقام ہے۔ گاؤں والوں کی زبانی معلوم ہوا کہ اکثر پنج شنبہ کو یہاں باہر کے لوگ بھی حاضر ہوا کرتے ہیں۔ (بوستانِ اخیار، ص 39.40)

سلطان پورہ۔ کاچھی پورہ

(148)۔مرزاابوتراب

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا ذکر خیر کسی کتاب میں نظر سے نہیں گزرا۔ محلہ سلطان پورہ کے قریب کاچھی پورہ نام کا ایک گاؤں ہے اس کے متصل آپ کا **مزار مبارک** واقع ہے جس سے قرب وجوار کے لوگ خاص عقیدت رکھتے ہیں۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا نام نامی اور تاریخ وفات **۴، ربیع الثانی، ۱۰۶۳ھ** مزار پر کندہ ہے۔ (بوستانِ اخیار، ص36)

گھاٹی ماموں بھانجہ

(149)۔شیخ ابوالفتح مکی

شیخ ابو الفتح رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی پیدائش "شروان" شہر ہے چونکہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ مکہ معظمہ میں بہت رہے تھے اسی وجہ سے مکی مشہور ہو گئے۔ شیخ جمال الدین ابن عبد الباسط عباسی کے فرزندار جمند ہیں، سلسلۂ ارشاد شیخ عمر ابن قارض تک پہنچتا ہے۔ حضرت غوث العرفا گیلانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا خرقۂ خاص آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو پہنچا تھا وہ ہمیشہ اپنے ساتھ رکھا کرتے تھے۔ ہر ایک قسم کے فضائل کمالات سے موصوف اور سیاحی کے شوقین تھے۔ سلطان سکندر لودی کے زمانہ میں خشکی کے راستے سندھ میں تشریف لائے۔

بادشاہ نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے اوصاف و کمالات کا حال سن کر ایک عریضہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی طلب میں بھیجا جس میں طرح طرح کی خوشامدیں او آرزوئیں درج کی تھیں۔ اس عریضہ کو ملاحظہ کرکے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ آگرہ میں تشریف لائے، سلطان نہایت عاجزی اور محبت کے ساتھ پیش آیا اور منت سماجت کرکے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو آگرہ کے قیام پر راضی کرلیا اور اس قدر خاطر و وقعت کی کہ امرائے دولت کو رشک پیدا ہوا چنانچہ ایک بد باطن نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے حروف کا چربہ اتار کر ایک خط دشمنِ سلطان کے نام بنا کر اس طرح روانہ کیا کہ بادشاہ کے پاس پہنچ گیا۔ بادشاہ نے وہ خط آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس بھیج دیا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے کہلا بھیجا کہ ابو الفتح ایسا نالائق نہیں کہ ایسی بیہودہ تحریر سے اپنے قلم کو ملوث کر

کے دل آزاری روا رکھے۔ ان شاء اللہ مفتری (بہتان لگانے والا) شخص جلد اپنے کئے کی سزا پائے گا۔ ایک ہفتہ بھی پورا نہ گزرنے پایا کہ ایک مست اونٹ نے اُس شخص کا ہاتھ چباڈالا۔

جب سلطان ابراہیم لودی بابر کے مقابلہ کے واسطے مع لشکر کے پانی پت کی طرف روانہ ہوا تو دیگر علما و مشائخین کے ساتھ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو بھی ہمراہ لے گیا۔ دہلی سے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ لشکر سے لوٹے جب لوگوں نے حقیقتِ حال پوچھا تو فرمایا کہ خدا کی آفت اور ازلی آشوب اس لشکر کے اوپر نامزد ہوا ہے لہذا بھاگنا واجب ہے۔ غرض کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ آگرہ چلے آئے اور سلطان ابراہیم اور اس کی فوج کے علاوہ بے شمار مخلوقات اُس لڑائی میں ضائع ہوئی۔

سلطان ابراہیم لودی کے بعد کے سلاطین بھی آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی عزت و وقعت کرتے رہے، سب سے زیادہ شیر شاہ سوری آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا معتقد تھا پورنمل والیٔ رائے سین جس نے چندیری کو غارت کر کے ہزارہا مسلمان شرفا کو تباہ و برباد اور دو ہزار مسلمان عورتوں کو اپنے حرم میں داخل کر لیا تھا ۹۵۰ھ میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ہی کے فتوی سے اس کو ہاتھیوں کے پاؤں کے نیچے کچلوا دیا گیا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ **"بَرَکَۃُ الْعُمَرِ فِی حُسْنِ الْعَمَل"** (یعنی عمر کی برکت عمل کی خوبی سے ہے) کے شرف سے مشرف تھے۔

چنانچہ ۱۳۴ برس آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے طالبان خدا کی رہنمائی کی اور باختلات روایات **۲۲ شعبان یا ۲ ذی الحجہ ۹۵۳ھ** کو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ خاکِ آگرہ کے سپرد کئے گئے۔ **میر رفیع الدین صفوی محدث اکبر آبادی** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔

اب **مزار مبارک** کا پتہ نہیں۔ کیا عجب کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا مزار وہی ہو جو گھاٹی ماموں بھانجہ میں شہدے کی مسجد اور مدرسہ قصابان کے قریب حاجی مکی یا حاجی مکئ کے نام سے مشہور ہے۔ (بوستانِ اخیار، ص 31.33)



نوری دروازہ

(150)۔حافظ احمد

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ حافظِ قرآن اور صلحائے اکبر آباد سے ہیں۔ محلہ نوری دروازہ میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** مسجد کے قریب واقع ہے جس کے دالان پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے" حافظ احمد وقف کرد یازدہ در کاکین ددو قطعہ باغ سی بیگہ حصول آن جہت خرچ مسجد و مجلس فقرا۔ ۱۱۵۱ھ۔

محمد عربی کا بروے ہر دوسراست
کسے کہ خاک درش نیست
خاک بر سر او
منم عاجزم درد مندم غریبم
کرم کن الٰہی طفیلِ محمد
ہمیشہ مجھ سے عاصی کو نبی آسرا تیرا
جہنم کی خلاصی کون نبی جی آسرا تیرا
الٰہی تو غفار حافظ احمد گنہگار
توبہ کرد از جمیع کردار، از فضل وکرم غفار
ہم لقایت ہم شفاعت محمد علیہ الصلوۃ

(بوستانِ اخیار، ص 40.41)

(151)۔قاری حافظ جعفر علی

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ آگرہ کے ایک صاحب تقوی اور نہایت نیک و بابرکت بزرگ تھے محلہ نوری دروازہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا مسکن تھا۔ جہاں اب تک آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی اولاد آباد ہے۔ مولوی محمد امین الدین صاحب فاروقی وکیل آگرہ نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے بہت سے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ بیان فرمائے۔

قراءت و قرآن خوانی میں کمال حاصل تھا۔ اذان اس خوش الحانی سے دیتے تھے کہ تیرہویں صدی کے بلال سمجھے جاتے تھے۔ اکثر لوگ جنھوں نے لڑکپن میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی اذان کو سنا ہے بیان کرتے ہیں کہ جمعہ کے دن جبکہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ جامع مسجد میں اذان دیا کرتے تھے بہت سے لوگ محض آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی اذان سننے کے واسطے پہلے سے آکر انتظار میں بیٹھ جاتے تھے، جس وقت آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اذان دیتے سب پر ایک وجد کی حالت طاری ہو جاتی تھی۔ (بوستانِ اخیار، ص 63)



رنتھبنور

(152)۔امیر سید اسماعیل قادری

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سید ابدال قادری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے فرزند ارجمند ہیں۔ سلسلۂ نسب حضرت شیخ عبدالرزاق ابن غوث الصمدانی حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ تک پہنچتا ہے۔

آگرہ کے اولیائے عظام اور مشائخین کرام میں ممتاز تھے۔ آگرہ کے علاقے میں سلسلۂ قادریہ کا رواج آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ہی کی ذاتِ بابرکات سے ہوا۔ اپنے والدِ بزرگوار رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے خرقۂ خلافت حاصل کر کے آگرہ تشریف لائے اور یہیں کی سکونت اختیار فرمائی۔ شیخ امان اللہ پانی پتی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اور شیخ محمد حسن خیالی آپ کے معتقد اور شیخ یوسف تمیمی انصاری اکبر آبادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے خلیفہ اور داماد تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خواب گاہ "رنتھبنور" ہے۔ (بوستانِ اخیار، ص45)







ریلوے اسٹیشن آگرہ چھاؤنی

(153)۔آغر خاں شہید

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کا اصل نام پیر محمد اور خطاب بہ مناسبت قومیت آغر خاں تھا۔ اورنگزیب عالمگیر کے زمانے کے نہایت شجاع و شیر دل امیر کبیر تھے جو **۱۱۰۲ھ بمطابق ۱۶۹۰ء** میں حسبۃ اللہ سادات کی حمایت میں شہید ہوئے۔

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کا **مزار مبارک** متصل ریلوے اسٹیشن آگرہ چھاونی (آگرہ روڈ) ایک چوترہ پر واقع ہے جس۔ نیم کے تین چار درخت سایہ کئے ہوئے ہیں۔ لوح مزار پر ایک طرف آیت الکرسی اور دوسری طرف یہ عبارت لکھی ہوئی ہے:

بتاریخ سال یک ہزار و یک صد و دو از ہجرت علیہ الصلاۃ والتحیۃ خان غفران نشان نواب آغر خان از صوبہ کابل، موجب فرمان بادشاہ عالمگیر بہ ہندوستان روانہ شدہ در سرائے جاجو رسید۔ دو روز پیشتر مردم قافلہ سادات کہ بہ حج میرفتند کفار آنہا بغارت بردہ اسیر کردہ بودند۔ چوں ہمت ایں دیندار غازی مصروف در تقویت دین سید المرسلین بودہ سواری نمودہ۔ دیہات آن کفار را سوختہ بسیار کافراں را بجہنم فرستادہ اسیر ان اسلام را خلاص نمودہ ثواب غزا یافتہ برائے مرتبہ شہادت کہ اعلیٰ معارج است تلاش کردہ کام خود را بہ شہد شہادت شیریں گرداند۔ در سال یک ہزار یک صد و نوزدہ احقر جز و کل بندۂ مغل کہ بخطاب موردثی پدر مخاطب گردیدہ ایں لوح را برائے یادگار بدستخط خود نوشت گذاشت۔ تاریخ شہادت ازیں ابیات حاصل میگردد کہ میر ہوید اے بلخی گفتہ بود ایں است۔

ترجمہ: سنہ ۱۱۰۲ ہجری میں خانِ غفران نشان، نواب آغر خان، صوبہ کابل سے بادشاہ عالمگیر کے فرمان کے تحت ہندوستان روانہ ہوئے اور "سرائے جاجو" پہنچے۔ اس سے دو روز پہلے حج کے لیے جانے والے سادات کے قافلے کو کفار نے لوٹ لیا تھا اور اُنہیں قید کر لیا تھا۔ چونکہ یہ دین دار غازی دینِ سید المرسلین ﷺ کی تقویت میں مصروف رہتے تھے، اس لیے سواری کر کے نکلے، ان کفار کے گاؤں کو جلا دیا، بہت سے کافروں کو جہنم واصل کیا اور مسلمان قیدیوں کو آزاد کرایا۔ یوں ثوابِ غزوہ حاصل کیا۔ پھر مرتبۂ شہادت جو سب سے بلند مقام ہے، اس کی جستجو میں اپنی آرزو کو شہادت کی شیریں شراب سے کامیاب بنایا۔ سنہ ۱۱۱۹ ہجری میں، میں حقیر بندۂ مغل، جسے والد محترم کے خطاب "موروثی" سے یاد کیا جاتا ہے، نے یہ لوح یادگار اپنے دست خط سے تحریر کی۔ شہادت کی تاریخ ان اشعار سے ظاہر ہوتی ہے جو میر ہویدا البلخی نے کہے تھے، اور وہ یہ ہیں۔

چرخ گردوں ماند نقشے داغ حسرت درمیاں
حیف ازیں دنیائے فانی دے دریغا از جہاں

از برائے سیداں شد آں شہید راہ عشق
لالہ داغ ماتم خاں در بہار و در خزاں

یک طرف میرزا عشور بیگ آں شہیدشیر دل
رفت با صد داغ آخر آں شجاع نکتہ داں

سال تاریخ شہیداں راخرد بر ما بگفت
دو حروف جیم و بے بیروں شد از باغ جناں

کتبہ　سال　و　اقعہ　عالمگیر　بادشاہ
شاہ　عالم　پسر کلاں　بر　تخت　ہندوستان

ترجمہ: آسمان نے درمیان میں غم اور حسرت کا داغ بنا دیا۔ افسوس ہے اس دنیا کی ناپائیداری پر، ہائے اس فانی جہان پر!

سادات (اہلِ بیت) کی خاطر وہ عشق کی راہ میں شہید ہوا۔ اس کی شہادت نے بہار اور خزاں دونوں کو ماتم میں ڈال دیا۔

ادھر میرزا عشور بیگ وہ شیر دل اور سمجھدار شہید ہے، جو آخرکار بہت سے دکھوں کے ساتھ دنیا سے رخصت ہو گیا۔

شہادت کا سال دانائی نے بتایا، کہ "ج" اور "ب" (ابجد کے حساب سے ۳۲) اس کا سال ہے، جب وہ جنت کے باغ سے جدا ہوا۔

یہ واقعہ اُس وقت کا ہے جب عالمگیر بادشاہ کا بڑا بیٹا، شاہ عالم، ہندوستان کے تخت پر بیٹھا تھا۔

اس چبوترہ پر **دو مزار** ہیں ایک آغر خاں شہید رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ کا اور دوسرا مزار میرزا عشور بیگ شہید کا ہے۔ (بوستانِ اخیار، ص49.50)

لال کرتی کی مسجد

(154)۔بی بی خاکی شاہ

آپ شیر علی شاہ درویش رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کامل کی مریدہ اور بعض لوگوں کے کہنے کے مطابق بی بی تھیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہا کی اکثر کرامات مشہور و معروف ہیں۔لال کرتی کی مسجد کے قریب اپنے پیر کے مقبرہ میں محو راحت ہیں۔یہ پکا مقبرہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہا ہی کے نام سے موسوم اور تکیہ خاکی شاہ کہلاتا ہے۔(بوستانِ اخیار، ص74)



”کٹرہ نندرام“

(155)۔شیخ خلیل

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ شاہ علاء الدین مجذوب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اور شاہ فخر الدین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ہم عصر اور نہایت عابد و زاہد بزرگ تھے۔ مزار مبارک ”کٹرہ نندرام“ پکی سڑک کے کنارے واقع ہے۔ سلطان شیر شاہ سوری کو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے خاص عقیدت تھی۔

(بوستانِ اخیار، ص74)

قندھاری (کھندھاری)

(156)۔شیخ عبداللہ چشتی

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ اکبر آباد کے قدیم بزرگوں میں ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے حالات کسی کتاب میں نظر سے نہیں گزرے۔ مزار مبارک پکی سڑک کے کنارے متصل قندھاری ایک حجرہ کے اندر واقع اور نہایت بافیض و دلچسپ مقام ہے۔(بوستانِ اخیار، ص 101)

سکندرہ اور رنکتہ کے درمیان

(157)۔شاہ فتح علی

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه آگرہ کے متاخرین بزرگوں میں ہیں۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے حالات لاعلمی کے پردہ میں ہیں۔ **مزار مبارک** سکندرہ اور رنکتہ کے بیچ میں پکی سڑک کے کنارے واقع ہے۔ **سلّو شاہ مجذوب** رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه آپ ہی کے مرید تھے۔(بوستانِ اخیار، ص133)

(158)۔شیخ عبدالحکیم

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه ہندوستان کے اُن باکمال بزرگوں میں ہیں جنہوں نے اشاعت اسلام پر کمر باندھ کر ہندوستان کے ظلمات میں **"اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ"** (ترجمہ اللہ ہی کے نور سے آسمان اور زمین کی روشنی ہے) کا برقی نورانی لیمپ روشن کیا، کبھی آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے آگرہ میں قدم نہیں رکھا، تمام عمر اسی جگہ جہاں آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کا **مزار مبارک** واقع ہے قیام فرما کر لوگوں کو صراط مستقیم کا راستہ بتاتے رہے۔

ایک مرتبہ ایک نوجوان نے آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی رہنمائی سے صراط مستقیم پر قدم رکھا اور شرف اسلام سے مشرف ہو کر آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی خدمت میں رہنے لگا۔ اس کے عزیزوں نے اکبر بادشاہ کے دربار میں حاضر ہو کر شکایت کی کہ فلاں درویش نے ہمارے عزیز کو زبردستی مسلمان کر لیا ہے۔ دربار سے طلبی کا حکم صادر ہوا۔ ابھی احکام جاری نہ ہوئے تھے کہ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کو کشف و الہام سے یہ حال معلوم ہو گیا، اس وقت آگرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب شہر کے کنارے یعنی چہار سو دروازہ پر پہنچے تو جذبۂ الٰہی سے بے خود ہو

کر نہایت زور سے "اِلَّا اللّٰہُ" کا نعرہ مارا، اس نعرہ کی آواز سنتے ہی جس قدر غیر مسلم اس جگہ موجود تھے بے اختیار ہو کر آپ کے پاس جمع ہو گئے اور اصرار کرنے لگے کہ ہمیں مسلمان کر لیجئے۔

اسی عرصہ میں اتفاق سے بادشاہ کی سواری اُدھر سے گزری اور یہ جماؤ دیکھ کر استفسار حال کیا، جب یہ حال معلوم ہوا طلبی کا حکم منسوخ فرما کر اسی جگہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کو رخصت فرمایا۔ ہر چند بادشاہ نے اصرار کیا مگر آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے کوئی جاگیر یا روزینہ قبول نہیں فرمایا۔

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** متھرا کی سڑک پر سکندرہ سے کچھ آگے واقع ہے۔ یکم شعبان کو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا عرس ہوتا ہے۔ شہر کے تمام تکیہ دار فقیر سوا سوا سیر فی آدمی مختلف کھانے پکا کر لے جاتے ہیں اور یکجا کر کے فاتحہ کے بعد تقسیم کرتے ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ اُس میں سے چند حصہ کوؤں کے واسطے علاحدہ کر کے رکھ دیے جاتے ہیں، جن کے کھانے کے واسطے بہت سے کوے جمع ہو جاتے ہیں، یہ سلسلہ ایک کرامت کی یادگار میں چلا آتا ہے۔

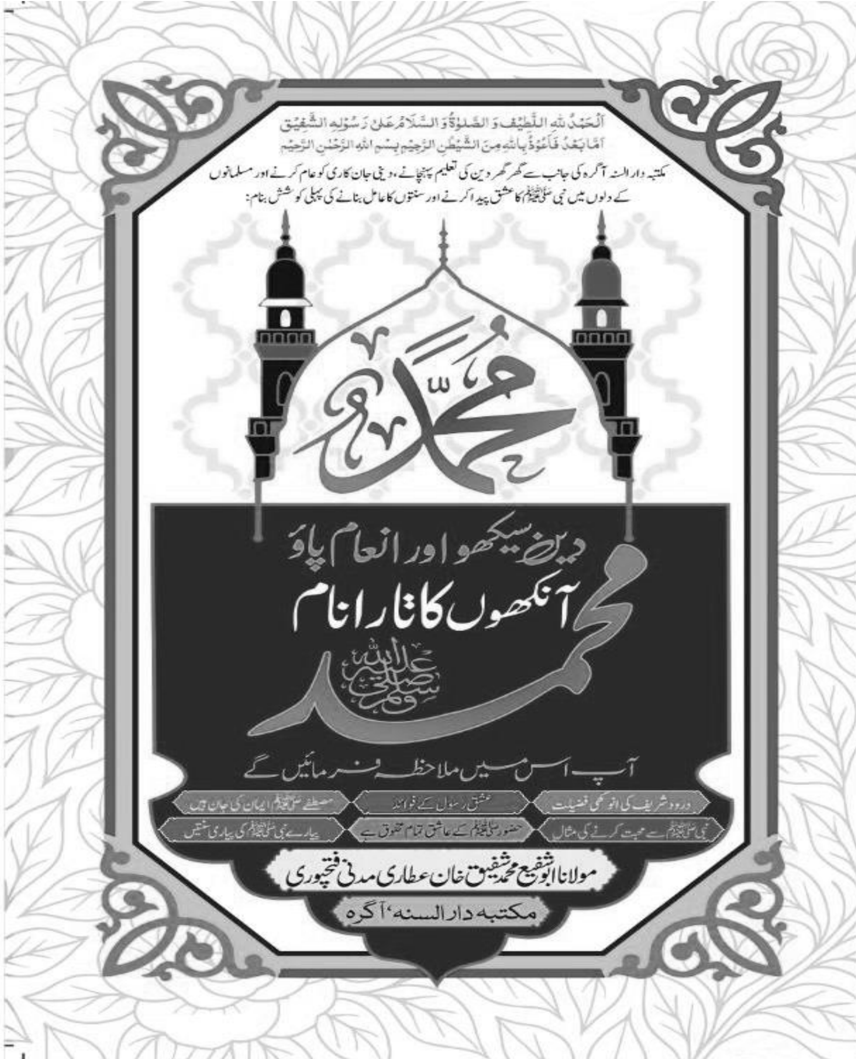
شاہ مشتاق آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے خاص مریدوں میں تھے۔

(بوستانِ اخیار، ص111.112)

(159)۔شاہ مشتاق

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ **شیخ عبدالحکیم** رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے مرید اور آگرہ کے پرانے بزرگوں میں سے ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** سکندرہ کے راستہ میں پکی سڑک کے کنارہ پر

واقع ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مزار کی وجہ سے اس مقام پر سڑک کو خم دیدیا گیا ہے یعنی موڑ دیا گیا ہے۔(بوستانِ اخیار، ص210)



پڑاؤ کالی پلٹن

(160)۔میر دستم خاں شہید

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ میر رستم خاں ترکستانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے بیٹے اور اکبر بادشاہ کے منظور نظر، سہ ہزاری امیر تھے۔ ۹۹۰ھ میں جبکہ صوبہ اجمیر کی حکومت پر سرفراز تھے شاہی حکم کے مطابق اُچلا، موہن، سورداس، تلوکسی، راجہ بھارامل کچھواہہ جو کہ جے پور کا والی تھا کی سرکوبی پر مامور ہوئے اور اسی لڑائی میں اُچلا کے برچھے سے زخم کاری کھا کر شہید ہوئے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** پڑاؤ کالی پلٹن کے قریب متصل پکی سڑک ایک چبوترہ پر واقع ہے۔ مزار کے تعویذ پر یہ تاریخ لکھی ہوئی ہے:

دستم　که　بفهم　بود　درد　هر　علم
ناگاه　سفر　کرد　سوئے　ملک　عدم
چوں　سال　وفاتش　زخرد　جستم　گفت
تاریخ　وفات　اوست　فوت　دستم

"فوت دستم" کے حروف کے اعداد ۹۹۰ بنتے ہیں اور یہی آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے وصال کا ہجری سال ہے۔

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے والد **ماجد میر رستم** رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** بھی اسی چبوترہ پر ہے اور اس پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے:

سپر کرم میر رستم کہ چوں
قضا مدت عمرش آخر رساند
چو تاریخ فوتش طلب شد مرا
خرد گفت رستم بعالم نماند

"رستم بعالم نماند" کے حروف کے اعداد ۹۸۸ بنتے ہیں اور یہی آپ یعنی میر رستم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے وصال کا ہجری سال ہے۔

ان دونوں بزرگ کے علاوہ تین مزار اس چبوترے پر اور ہیں جن میں ایک بی بی نجیبہ بیگی میر دستم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی والدہ ماجدہ اور میر رستم کی اہلیہ کا ہے۔ (بوستانِ اخیار، ص75)

اعتماد الدولہ

(161)۔بیگم سلطان

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْها مولانا کمال کی دختر نیک اختر اور ہمایوں کے زمانے کی ایک عارفہ تھیں۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْها کا **مزار مبارک** لب سڑک پختہ متصل روضہ اعتماد الدولہ واقع ہے، تعویذ مزار پر آیت الکرسی اور پائنتی پر وفات مرحوم مغفورہ بیگم سلطان بنت مولانا کمال در سنہ نہ صد و چہل و پنج از ہجرت یعنی **۹۴۵ھ** لکھا ہوا ہے۔ کچھ اراضی اِس کے اخراجات کے واسطے معاف یعنی وقف چلی آتی ہے۔ (بوستانِ اخیار، ص 61)



موضع مئو کے سوانہ

(162)۔شیخ مبارک قریشی

آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ شیخ خضر ناگوری رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ کے فرزند رشید ہیں، آپ کے جدِّ پنجم شیخ موسی ۸۰۰ھ میں یمن سے ترکِ سکونت کر کے سیستان کے قصبہ ریل میں آباد ہو گئے تھے۔ ایک سو سال تک اُن کی اولاد اس قصبہ میں آباد رہی۔ دسویں صدی ہجری کے شروع میں اُن کے پر پوتے شیخ خضر رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ نے ارادہ کیا کہ ہندوستان کے بزرگوں اور صوفیوں کی زیارت کرتے ہوئے اپنے اصلی وطن یمن کی سیر کریں۔ اس ارادہ سے وہ اپنے چند اقارب اور دوستوں کے ساتھ ہندوستان میں تشریف لائے اور مختلف شہروں میں عارفان خُدا سے ملتے ملاتے قصبہ ناگور میں جو اب ریاست جودھپور میں واقع ہے وارد ہوئے۔ یہاں سید یحیٰی بخاری اچھی جانشین مخدوم جہانیاں اور شیخ عبد الرزاق قادری بغدادی اور شیخ یوسف سندھی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِم کی زیارت کا فخر حاصل ہوا اور ان تینوں بزرگان باکمال کی محبت وعقیدت جملہ خیالات کو بالائے طاق رکھ کر ناگور میں سکونت کا باعث ہوئی، یہیں ۹۱۱ھ میں شیخ مبارک نے دنیا میں قدم رکھا۔

چار برس کی عمر سے آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ کی تعلیم شروع ہوئی چونکہ نہایت ذہین وطباع تھے، ۱۴ برس کی عمر میں علومِ متداولہ کی تحصیل سے فارغ ہو گئے۔

ابتدا میں شیخ مباک کو شیخ فیاضی کی خدمت میں نہایت عقیدت تھی اور عالم نوجوانی ہی میں ”سِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ“ کا خیال دل میں موجیں مار رہا تھا۔ چنانچہ آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ نے شیخ

فیاضی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے اس کی اجازت چاہی لیکن **شیخ فیاضی** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اس وقت آپ کو اس ارادہ سے باز رکھا۔

شیخ فیاضی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اور ان کے جانشین **شیخ عبد اللہ احراری** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی وفات کے بعد شیخ مبارک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ناگور سے باہر قدم رکھا اور احمد آباد گجرات میں پہنچے جو اس وقت علما فضلا کی برکت سے منبع علوم وفنون بنا ہوا تھا، اور خطیب ابو الفضل گاذرونی اور مولانا عماد لاری وغیرہ سے جملہ علوم وفنون میں اجتہاد کا درجہ حاصل کیا اور شیخ عمر تیتوی اور شیخ یوسف وغیرہ بہت سے مشائخین کبار کی ملازمت سے خدا شناسی کی آنکھیں روشن کیں اور سلسلۂ شطاریہ، طیفوریہ، چشتیہ اور سہروردیہ میں اجازت حاصل کی۔

جب کمالات دینی و دنیوی کا کافی ذخیرہ مہیا کر لیا تو **شیخ یوسف** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے حکم سے آگرہ کا رخ کیا **۳۹ برس کی عمر میں ٦ محرم ۹۵۰ھ** کو بدھ کے دن سرزمین آگرہ میں قدم رکھ کر سب سے پہلے شیخ علاء الدین مجذوب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شیخ علاء الدین مجذوب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اس عبارت میں جس کا بیان شیخ علاء الدین مجذوف رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ذکرِ خیر میں ہو چکا ہے، شیخ مبارک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو بشارت دی کہ فرمانِ الٰہی یہ ہے کہ تم اس شہر میں قیام کرو۔

غرضکہ **شیخ علاء الدین مجذوب** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے حکم کے مطابق آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے آگرہ میں سب سے پہلے **میر رفیع الدین صفوی محدث اکبر آبادی** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خانقاہ عالی میں جو کہ علما، فضلا کا مسافر خانہ تھا قیام فرمایا، کچھ دن بعد **شیخ چندن قریشی** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی دختر

نیک اختر سے شادی کر کے لبِ دریا میر رفیع الدین صفوی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے محلہ میں سکونت اختیار کی۔

میر رفیع الدین صفوی محدث اکبر آبادی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه اپنی زندگی بھر آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی ہر قسم کی امداد فرماتے رہے۔ جب میر رفیع الدین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے انتقال فرمایا تو آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے گوشۂ توکل میں بیٹھ کر درس و تدریس کا سلسلہ جاری کیا، کامل پچاس برس علوم دینی و دنیوی کے درس میں مشغول رہے۔ اور سینکڑوں ہزاروں مخلوقِ خدا کو اپنے علم و فضل سے سیراب کیا۔

چونکہ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه حنفی، شافعی ،مالکی، حنبلی، امامیہ وغیرہ اسلام کے سب فرقوں کے اصول سے واقف اور سب میں اجتہاد کا مرتبہ رکھتے تھے۔

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے دربارِ شاہی سے کسی قسم کے تعلق پیدا کرنے کی کوشش نہ کسی حاکمِ وقت سے کسی قسم کی جاگیر، مددِ معاش یا وظیفہ قبول کیا۔ بلکہ ہمیشہ "اَلْفَقِيْرُ لَا يَحْتَاجُ" (یعنی درویش محتاج نہیں ہوتا) سے غنی اور رزّاق مطلق کی روزی پر قانع رہ کر درویشانہ حالت میں اپنی اوقات بسری کرتے رہے مگر اس پر بھی متعصب لوگوں نے کبھی چین سے بیٹھنے نہیں دیا، کبھی سنی، کبھی شیعہ، کبھی مہدوی، کبھی دہریہ بنا کر جو کچھ ہو سکا تکلیف پہنچاتے رہے۔ اکبر کے ابتدائی زمانہ میں بھی ان لوگوں کا بہت زور رہا، اور اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو اکبر کی بے دینی کا الزام بھی زیادہ تر بلکہ بالکل انہیں کی گردنوں پر ہے، ۹۷۶ھ میں موقع پا کر ان لوگوں نے شیخ مبارک اور ان کے بیٹوں کی طلبی کا حکم حاصل

کیا اور اس کی تعمیل اس طریقہ سے شروع کرائی گئی کہ مجبوراً شیخ مبارک کو آگرہ چھوڑنا پڑا، اور جو سپاہی ان کی گرفتاری کے واسطے بھیجے گئے تھے وہ اُن کی مسجد کا منبر توڑ کر ناکام واپس ہوئے۔ شیخ مبارک پہلے سیکری میں شیخ سلیم چشتی کی خدمت میں پہنچے آپ نے کچھ زادِ راہ کی امداد کر کے گجرات جانے کی صلاح دی۔ گجرات میں مرزا عزیز جو کہ صوبہ دار تھا اس نے آپ کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور بہت خاطر داری سے رکھا اور بادشاہ کو لکھا کہ شیخ مبارک ایک عالم اور پرہیز گار آدمی ہے، اس کے بیٹے بھی ہوشیار و لائق ہیں۔ اس کے پاس کوئی جاگیر بھی نہیں ہے پھر ستانے اور تعاقب کرنے سے کیا حاصل ہے۔

اس سفارش نامہ کے پہنچنے پر بادشاہ نے شیخ کو ملاقات کے واسطے طلب فرمایا۔ آخرِ کار شیخ نے حاضر دربار ہو کر بادشاہ سے ملاقات کی۔ اسی تاریخ سے اس خاندان کی عظمت کی تاریخ شروع ہوئی اور پہلے آپ کے بڑے بیٹے شیخ فیضی اور چند سال بعد دوسرے بیٹے علامی ابوالفضل حاضر دربار ہو کر مناصب جلیلہ پر سرفراز اور نوازش ہائے بادشاہی سے مفتخر ہوئے۔ اب شیخ مبارک کو آرام و چین سے بیٹھنا نصیب ہوا اور ۲۴ سال تک اپنے لائق و ہونہار بیٹوں کی روز افزوں ترقی کو شکر اور خوشی سے دیکھتے رہے اور اپنے بیٹوں اور بادشاہ کو اکثر امورِ سلطنت میں نیک صلاح اور مشورے دیتے رہے لیکن اپنی قدیم وضع کو نہ چھوڑا اور برابر درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں مصروف رہے۔

شیخ عبد القادر بدایونی رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ جو باوجود سخت متعصب ہونے کے نہایت راست سچ بیان کرنے والے مؤرخ ہیں لکھتے ہیں کہ شیخ مبارک اپنے زمانہ کے بڑے نامی آدمی تھے

اور صلاح تقوی، توکل میں سب سے بڑھے ہوئے تھے۔ ابتدائے حال میں انہوں نے بہت ریاضت اور مجاہدے کئے تھے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں بہت کوشش کرتے تھے ۔شروع میں نغمہ کی آواز سے دور بھاگتے تھے مگر آخر میں یہ کیفیت ہوگئی تھی کہ بغیر نغمہ کے ایک دم بھی چین نہ آتا تھا۔ ہمیشہ علوم دینی کے درس میں مشغول رہے۔ علم شعر، معما اور انواع فنون میں بہت دخل تھا خصوصاً علم تصوف کو کمال کے درجہ پر پہنچادیا تھا۔ شاطبی ان کو خوب یاد تھی اور اس کتاب کے درس میں یکتا تھے۔ قرآن مجید دس قراءت کے ساتھ اُن کو یاد تھا۔ وہ کسی امیر کے گھر نہ جاتے تھے۔ میں نے کوئی عالم ایسی جامعیت کا نہ دیکھا۔

صاحب اخبار الاصفیا جو شیخ مبارک کے نواسے ہیں لکھتے ہیں کہ ان کے کتب خانہ میں ۵۰۰ ضخیم کتابیں خود ان کے قلم کی لکھی ہوئی موجود تھیں۔ آخری عمر میں اگرچہ انہوں نے چشمِ ظاہری سے چشم پوشی کر لی تھی لیکن چشم بینا موجود تھی، اس کی روشنی اور قوت حافظہ کی امداد سے ایک ضخیم تفسیر قلمبند کرائی تھی جو منبع العیون المعانی و مطلع شموس المثانی کے نام سے موسوم ہے۔ یہ تفسیر تفسیر کبیر کے مقابل چار یا چودہ جلدوں میں قلمبند کی گئی تھی۔ اس کے علاوہ جوامع الکلم بھی آپ کی مؤلفات میں سے یادگار ہے۔

۱۷ ذی قعدہ ۱۰۰۱ھ کو بمقام لاہور شیخ مبارک نے اس دارِ ناپائدار سے سفر آخرت اختیار کیا اور آگرہ میں سپرد خاک کئے گئے۔ شیخ فیضی نے "فَخْرُ الْکَمَلِ" اور ملا عبد القادر بدایونی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ نے **"شَیْخِ کَامِل"** مادۂ تاریخِ وصال نکالا۔

شیخ مبارک کا مقبرہ آگرہ اور سکندرہ کے درمیان میں اکبر بادشاہ کے مقبرہ سے ایک یا ڈیڑھ میل پہلے موضوع مسوٴکے سوانہ میں واقع تھا۔ اس کا شمار آگرہ کی قابل دید اور عالیشان عمارتوں میں ہوتا تھا۔ ۱۸۴۹ء تک اس کی عمارت موجود تھی، منشی سیل چند نے شروع انگریزی دور میں آگرہ کی تاریخ لکھی ہے اُس میں اس مقبرہ اور اُس کے باغ کا حال قلمبند کیا ہے۔ اس کے بعد ۱۸۴۹ء میں مسٹر بیل صاحب نے مفتاح التواریخ میں اس کے متعلق لکھا ہے۔

جس مقام پر یہ مقبرہ تھا وہ ستیلا کی پکی سڑک کے قریب متصل باغ لکھو سید ھو واقع اور اب تک لاڈلی ہی کے نام سے مشہور ہے۔ راقم بوستان نے پہلی مرتبہ ۱۹۰۰ء کے پس پیش میں اس مقام کو دیکھا تھا اس وقت تک ایک عالیشان باولی، چار دیواری کی نمود اور درمیانی عمارت یا گنبد کے اثار موجود تھے۔ ۲۷ فروری ۱۹۰۷ء کو جب دوبارہ گزر ہوا تو باولی کو بالکل کھدا اور درمیانی تہ خانہ کی بنیادوں کو کھدتا دیکھا۔ صرف چار دیواری کی کسی قدر نمود اور روشوں کے کچھ نشان باقی تھے۔ کوئی قبر یا تعویذ باقی نہ تھا۔ ۱۸، آپریل ۱۹۱۲ء کو پھر اسے جاکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ احاطہ اور مقبرہ کی بنیادیں بھی کھد گئیں۔ تھوڑا حصہ باقی ہے جو کھد رہا ہے۔ خاص مقبرہ کا حصہ اوپر سے بوجہ مضبوطی کھد نہیں سکا صرف وہ باقی رہ گیا ہے لیکن اُس کے اندر سے بھی سرنگ لگا کر اینٹ اور پتھر نکال لیا ہے۔ بمقام کنہیالال و جگناتھ پسران چنی لال بنیہ ساکن آگرہ کا مقبوضہ اور موضع مسوٴکے نمبر ۷۰، تعدادی میں واقع ہے۔

(1) شیخ ابوالفیض فیضی فیاضی　　　　(2) علامی ابوالفضل

(3) شیخ ابو الخیر　　(4) شیخ ابو البرکات

(5) شیخ ابو المکارم　　(6) ابو تراب

(7) ابو الحامد

شیخ مبارک کے سات بیٹے تھے ان میں پہلے، دوسرے اور تیسرے بوستان اخیار میں اپنی اپنی جگہ بہار دکھارہے ہیں۔ چوتھے بیٹے شیخ ابو البرکات علم و فضل سے موصوف اور امرائے شاہی کے سلسلہ میں داخل تھے ۱۸ شعبان ۱۰۱۶ھ کو اپنے بڑے بھائی کے پہلو میں جاسوئے ۔پانچویں صاحبزادہ شیخ ابو المکارم بھی بانام ونشان ۱۰۱۶ھ تک بقیدِ حیات تھے۔(بوستانِ اخیار، ص 147.153)

(163)۔شیخ ابو الفیض فیضی فیاضی

اصلی نام ابو الفیض اور تخلص فیضی اور فیاضی ہے۔ شیخ مبارک کے فرزندِ سعادت مند اور شاگردِ رشید ہیں شعر و معما عروض و قافیہ تاریخ و لغت، ہیئت و ہندسہ اور انشا میں بے نظیر اور عربی فارسی علوم کے علاوہ سنسکرت میں بھی لاثانی سمجھے جاتے تھے۔ ۹۵۴ھ میں پیدا ہوئے۔ اور ۱۴برس کی عمر میں فارغ التحصیل ہو کر کمال کے درجہ کو پہنچ گئے۔

جب آپ کے علم و فضل ذہن و ذکاء اور کمالات شاعری کی خبریں دربار اکبری تک پہنچیں تو قدردان و کمال پرور بادشاہ نے جلوس میں جب وہ چتوڑ کی جنگ پر جارہا تھا۔ طلبی کا فرمان صادر کیا۔ آپ نے حاضر دربار ہو کر نفریٔ پنجرہ (کٹھرہ) سے جہاں آپ کھڑے تھے فی البدیہ ایک قطعہ پڑھا۔ یہ قطعہ بادشاہ کو ایسا پسند آیا کہ بادشاہ نے آپ کو فوراً اپنے پاس بلا لیا اور اُسی وقت سے آپ کو تقرب شاہی کا فخر حاصل ہوا۔ چند دن کے بعد آپ نے دو سو

پچاس شعر کا ایک پرزور قصیدہ دربار میں پڑھا جو نہایت مقبول ہو کر آپ کے قرب و منزلت اور شہرت و عظمت کا باعث ہوا۔

فیضی کے دربار میں پہنچنے کے وقت مشہد غزالی ملک الشعرا کے خطاب سے موصوف تھا، مشہد غزالی کی وفات کے بعد جب فیضی نے مہابھارت کا منظوم ترجمہ پیش کیا تو بادشاہ نے اس کے صلہ میں ملک الشعرا کا خطاب مرحمت فرمایا۔

فیضی کے سپرد شاہزادوں کی تعلیم و تربیت اور سفارت کا کام بھی تھا چنانچہ آپ فرمانروایان دکن کے پاس بطور سفیر بھیجے گئے تھے، اس کام کو آپ نے بہت خوبی سے انجام دیا۔ ماثر الامرا میں آپ کی تصانیف و تالیف کی تعداد ایک سو ایک لکھی ہے جس میں سب سے مشہور تصنیف سواطع الالہام ہے جو قرآن مجید کی بے نقط تفسیر اور آپ کے عربی علم ادب اور تبحر کی ایسی بے نظیر یادگار ہے جس کی کوئی اور دوسری نظیر موجود نہیں ہے۔ اس میں حروف مہملہ کا اتنا التزام کیا ہے کہ نام بھی بعض جگہ بدل ڈالے ہیں۔ شروع میں بسم اللہ کی جگہ کلمۂ طیبہ لکھا ہے جس میں ایک بھی منقوط حرف نہیں ہے۔ یہ تفسیر مطبع نولکشور میں چھپ گئی ہے سب سے زیادہ یہ تعجب کی بات ہے کہ ایسے مشکل کام کو دو برس کی مدت میں کلمۂ طیبہ کے لام سے والناس کے سین تک انجام کو پہنچایا ہے۔ فضلائے زمانہ نے اس لاثانی تفسیر پر بہت سی تقریظیں اور تاریخیں لکھی تھیں۔ میر حیدر معمائی نے سورۂ اخلاص ۱۰۰۲ھ تاریخ پائی اور دس ہزار روپے صلہ حاصل کیا۔ اس کے علاوہ علم اخلاق پر موارد الکلم نام کی ایک بے نقط کتاب لکھ کر انشاء پردازی کا کمال دکھایا ہے۔ نظم میں غزلوں اور قصیدوں کا بارہ

ہزار بیت (اشعار) کا دیوان خمسہ نظامی کے جواب میں مرکز دوّار بجواب مخزن اسرار، نل دمن، سلیمان، ہفت پیکر، اکبر نامہ فی سنسکرت کے ترجموں میں ترجمہ مہابھارت منظوم، لیلاوتی وغیرہ مشہور ہیں۔

صاحب گلزار ابرار لکھتے ہیں کہ آپ کی فارسی شعر گوئی میں خسرو کا سوز سعدی کی ملاحت اور حسن دہلوی کا حسن موجود تھا۔ آپ کی مٹھی تہی دستوں کی خزانچی اور آپ کی زبان عاجزوں کا سرمایہ تھی۔ آپ اُن صوفیوں میں ہیں جو وحدت وجود کے مقر ہیں۔

راقم نے آپ کے حالات سنے ہوئے نہیں لکھے بلکہ اُن حالات میں سے لکھے ہیں جو معائنہ کرکے اور پاس بیٹھ کر معلوم کئے ہیں۔

شیخ مبارک اور ابوالفضل کی طرح فیضی کے مذہبی خیالات کے متعلق بھی مختلف روایتیں ہیں جہاں بہت سے لوگ آپ کو کافر و ملحد خیال کرتے ہیں وہیں اکثر بزرگوں نے آپ کا ذکر صوفیائے کرام کے ضمن میں کرکے اولیاء اللہ میں شمار کیا ہے۔ راقم بوستان تفسیر سواطع الالہام اور آپ کی تصنیف کی ہوئی نعت و مناجات کو دیکھ کر بعد والے گروہ کا ہم خیال ہے یعنی ان کو اولیاء اللہ میں مانتا ہے۔ نل و من میں حسن فصاحت و بلاغت، وسعت بیانی اور زور کلامی سے آپ نے حضور رسول مقبول ﷺ کی نعت اور معجزات لکھے ہیں یا مرکز دوار وغیرہ میں حسن خوبصورتی، خوش اعتقادگی سے حمد و مناجات اور توحید وغیرہ کا بیان نظم کیا ہے اُسے پڑھ کر کوئی شخص آپ کو منکر اسلام نہیں خیال کر سکتا۔ واللہ اعلم بالصواب

اتوار کے دن ۱۰ صفر ۱۰۰۴ ہجری کو اس جامع کمالات فاضل نے مرض ضیق النفس میں مقید ہو کر سفر آخرت اختیار کیا۔ اکبر بیماری کا حال سن کر عیادت کے واسطے خود مکان پر آیا۔ سرہانے بیٹھ کر تکیہ سے آپ کا سر اٹھایا اور نہایت محبت والفت سے چند مرتبہ آواز دی فیضی آنکھیں کھولو، دیکھو میں تمہارے پاس آیا اور حکیم علی گیلانی کو علاج کے واسطے ساتھ لایا ہوں۔ مگر آپ شہنشاہِ حقیقی کے دربار میں حاضر ہونے کی تیاری میں ایسے مصروف تھے کہ بادشاہ مجازی کی بات کا کچھ جواب نہ دیا۔ ابوالفضل لکھتے ہیں کہ مرنے سے چار روز پہلے مجھ سے فرمایا کہ بادشاہ سے چار دن کی رخصت لے کر میرے پاس رہو، میں نے چار دن کی رخصت لے لی۔ چوتھے روز ہی انتقال ہو گیا۔ چار ہزار تین سو نفیس کتابیں جن میں اکثر آپ کے قلم کی لکھی ہوئی تھیں آپ کے کتب خانہ میں نکلیں۔ **"فیاضِ عجم"** وفات کی تاریخ ہے۔ مزار آگرہ میں والد بزرگوار کے پہلو میں واقع تھا۔ (بوستانِ اخیار، ص 28.31)

(164)۔ علّامی فہامی شیخ ابوالفضل

آپ شیخ مبارک کے فرزند ارجمند و شاگرد رشید ہیں، نہ صرف آگرہ بلکہ پورے ہندوستان کے مایۂ فخر، صاحب السیف والقلم، بے نظیر مؤرخ اور لاثانی انشا پرداز تھے، سخاوت، امانت، دیانت، شجاعت، ذہانت مہمان نوازی، خدا ترسی، بے تعصبی اور بے شمار اوصاف حمیدہ واخلاق پسندیدہ آپ کی ذات میں جمع تھے۔

آپ ہندوستان میں سب سے پہلے مسلمان ہیں جو اپنے علم فضل کی بدولت **علامی فہامی** کے معزز خطاب سے سرفراز ہوئے۔

۶ محرم ۹۵۷ھ بمطابق ۱۶۵۱ء کو اتوار کے دن آپ آگرہ میں پیدا ہوئے۔ شیخ ابوالفضل خطیب گاذرونی مشہور فاضل کے نام پر آپ کا نام ابوالفضل رکھا گیا۔ چار برس کی عمر سے فاضل باپ نے تعلیم وتربیت شروع کی۔ ۱۵ برس کی عمر میں فارغ التحصیل ہو کر ۲۴ برس کی عمر میں علامی ہو گئے۔ آپ کی جودت وذہانت کا یہ عالم تھا کہ ایام طالب علمی ہی میں اکثر قدما کی تصانیف اور اُن کے کلام اور راویوں پر نہایت قابلیت سے اعتراض کیا کرتے تھے۔ ۲۰ برس کی عمر تھی کہ حاشیہ فاضل صفابانی کی ایک نصف دیمک خوردہ (دیمک کی کھائی ہوئی) جلد آپ کے ہاتھ آئی۔ اس سے بہت مدت پہلے یہ کتاب آپ کی نظر سے گزر چکی تھی۔ آپ نے اپنے حافظہ اور خداداد ذہانت کی مدد سے اس دیمک خوردہ کتاب کو مکمل کر لیا۔ کچھ مدت بعد جب اس کا صحیح اور اکمل نسخہ مل گیا اوراس سے اس نسخے کا مقابلہ کیا گیا تو صرف دو جگہ لفظوں میں فرق پایا گیا اور چار لفظ قریب المعنیٰ استعمال کئے گئے تھے باقی کل تحریر حرف بحرف صحیح نکلی۔

۹۸۱ھ بمطابق ۱۶۷۵ء میں اپنے بڑے بھائی ملک الشعرا فیضی کے توسل سے آپ دربارِ اکبری میں حاضر ہوئے لیکن اس سال کوئی خدمت سپرد نہیں ہوئی دوسرے سال دوبارہ حاضرِ دربار ہو کر اپنی لکھی ہوئی تفسیر آیت الکرسی پیش کی جس کو دیکھ کر تمام علماے دربار رشک و حسد سے جل مرے۔ کسی نے اس کو سرقہ بتایا۔ کسی نے کہا کہ دراصل یہ ان کے والد ماجد شیخ مبارک کی تصنیف ہے۔ لیکن جب یہ علما اور جملہ فضلا کے دربار علمی مباحثوں میں اِس نوجوان فاضل سے ہار گئے تو تمام اہل دربار اور خود شہنشاہ اکبر پر آپ کی عظمت و

وقعت کا سکہ بیٹھ گیا اور صرف آپ کی علمیت و قابلیت ہی دربار اکبری میں آپ کی سفارشی ہو کر روز افزوں ترقی کا باعث ہوئی۔ اور بہت تھوڑی مدت میں آپ بیتی منصب سے دو ہزاری کے منصب جلیلہ اور وزارت اعظم کے درجہ پر پہنچ گئے۔ افسوس کہ اس مختصر کتاب میں اس قدر گنجائش نہیں ہے کہ آپ کے ملکی اور فوجی کارناموں کو بیان کیا جائے، نہ اس کتاب کا مقصد اس قسم کے واقعات کا بیان کرنا ہے لہذا ان واقعات در گزر کیا جاتا ہے۔

ابوالفضل کے مذہبی خیالات پر طرح طرح کے اعتراض کئے جاتے ہیں۔ کوئی اُسے ہندو مذہب کا مقلد بتاتا ہے، کوئی آفتاب پرست کہتا ہے، کوئی کافر ملحد اور نقطوی خیال کرتا ہے۔ سب سے بڑا الزام دین الٰہی اکبر شاہی کی خلافت قبول کرنے کا ہے لیکن یہ سب الزام بے بنیاد اور زیادہ تر تعصب کا نتیجہ ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ وہ تقلید کا منکر کسی قدر آزاد خیال، صلح کل اور بادشاہ وقت کا سچا خیر خواہ اور مصلحت وقت کی مجبوریوں کی وجہ سے بادشاہ کا حد سے زیادہ خوشامدی تھا، لیکن یہ قطعی غلط ہے کہ اسلام کا منکر اور بانیٔ اسلام علی الصلوۃ والسلام کی محبت سے خالی تھا۔ اس کے ثبوت میں اُس کے بے شمار مذہبی فقروں، مناجاتوں، نعتوں وغیرہ کے علاوہ کئی تاریخی شہادتیں بھی موجود ہیں چنانچہ صاحبِ ذخیرۃ الخوانین لکھتے ہیں کہ وہ راتوں کو درویشوں کے گھر جا کر روپے اشرفیاں نذر کیا کرتا اور اپنے ایمان کی سلامتی کے واسطے دعا کا ملتمس رہتا تھا۔

شیخ ابو المعالی قادری سے جو کہ لاہور کے اکابر مشائخین اور اولیاء اللہ سے تھے منقول ہے کہ میں شیخ ابوالفضل کی طرف سے اچھا خیال نہ رکھتا تھا۔ شہادت کے بعد ایک

شب میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور سرور کائنات ﷺ کی مجلس عالی میں شیخ کو حاضر کیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے جبہ مبارک شیخ کے منہ پر ڈال دیا اور مجلس میں بیٹھا کر فرمایا: اگرچہ یہ شخص اپنی حیات چند روزہ میں برے کاموں کا مرتکب ہوا ہے۔ لیکن یہ مناجات اُس کی مقبول بارگاہ ہو کر اس کی نجات کا باعث ہوئی۔

الٰہی نیکاں را بوسیلۂ نیکی سرفرازی بخشی
و بداں را بمقتضائے کرم دل نوازی کنی

ایک مرتبہ شہزادہ سلیم شیخ کے مکان پر گیا تو دیکھا کہ چالیس کاتب مکان پر بیٹھے ہوئے قرآن و تفسیر لکھ رہے ہیں سب کاتبوں کو مع اُن کے نوشتوں کے لا کر اکبر کے روبرو پیش کیا اور شکایت کی۔

ابوالفضل کی تصنیفات میں آئین اکبری اور اکبر نامہ دو بے نظیر کتابیں ایسی ہیں جو آپ کی غیر معمولی لیاقت بلکہ فوق العادت کی ایسی یادگاریں ہیں جن سے آپ کا نام ہمیشہ یادگار رہے گا۔

ان کے علاوہ آپ کی انشاپردازی کی یادگار میں بہت سے فرامین و خطوط تقریظیں وغیرہ موجود ہیں جو ابوالفضل کے نام سے مشہور اور فارسی کے منتہیانہ درس میں داخل ہیں۔ اکثر موٴرخ لکھتے ہیں کہ ایشیا کے بادشاہ اکبر کی تلوار سے اس قدر نہ ڈرتے تھے جس قدر ابو الفصل کی قلم کے خوف سے کانپتے تھے۔

جمعہ کے دن، ۴ ربیع الاول ۱۰۱۱ھ کو سرائے بیر سے نصف کوس اور نرور سے چھ کوس کے فاصلہ پر یہ فرزانۂ روز گار شہزادہ سلیم کے اشارہ اور راجہ نرسنگھ دیو بندیلہ والی ارچھا کے لوگوں کے ہاتھ سے جام شہادت پی کر فردوسِ برین کو سدھارا۔ سر شاہزادہ کے پاس الہ آباد بھیجا گیا اور لاشہ بے سر قصبہ آنتروی (ریاست گوالیار) میں سپرد خاک کیا گیا۔ "بندۂ ابو الفضل" ۱۰۱۱ھ شہادت کی تاریخ ہے۔ خود آپ نے خواب میں آکر بتائی۔ اکبر کو اس قدر صدمہ ہوا کہ بے اختیار رو دیا اور کہا کہ اگر شاہزادۂ سلیم کو سلطنت کی تمنا تھی تو میرا سر کاٹنا چاہئے تھا بے چارہ شیخ کا کیا قصور تھا۔ شیخ عبد الرحمن آپ کے صاحبزادہ امرائے عہد اکبری وجہانگیری میں سے تھے۔ (بوستانِ اخیار، ص 24.28)

(165)۔شیخ ابوالخیر

آپ شیخ مبارک کے منجھلے بیٹے اور علامی ابو الفضل کے چھوٹے بھائی ہیں۔ ۲۲، جمادی الاول ۹۶۷ھ کو بمقام آگرہ پیدا ہوئے، اپنے والدِ بزرگوار کی شاگردی میں جملہ علوم و فنون میں ایسا کمال حاصل کیا کہ شہرۂ آفاق ہو گئے۔ ملک الشعرا فیضی، علامی ابوالفضل اور حکیم عارف عراقی نے آپ کی تعریف میں کئی کلام لکھے ہیں۔

آپ "اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہٖ" (ترجمہ بیٹا اپنے باپ کا راز ہے) کی پوری تفسیر تھے۔ علم و فضل کے علاوہ بہت سے اوصافِ حمیدہ واخلاق پسندیدہ آپ کی ذات میں جمع تھے۔ علما، فضلا، شعرا اور مشائخین سے نہایت محبت و عقیدت سے پیش آتے اور سب کے ساتھ مسلوک ہوتے تھے۔ بے یاروں کے یار، اور مظلوموں اور کمزوروں کے مددگار تھے۔

شاہزادوں کی تعلیم و تربیت اور سفارت کا کام آپ کے سپرد تھا۔ ۲۵ جمادی الاول ۱۰۱۴ھ کو آپ نے رحلت فرمائی۔ ''خَیْرُ الْعَاقِبِ'' وفات کی تاریخ ہے۔ اپنے والدِ محترم کے ساتھ ہم خواب ہیں یعنی آپ کا مزار آپ کے والدِ ماجد کے پاس بنا ہوا ہے۔

(بوستانِ اخیار، ص23.24)

(166)۔ بیدار شاہ

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ آگرہ کے تارک الدنیا بزرگوں میں سے ہیں۔ مزار مبارک موضع مئو کے سوانہ میں لب سڑک پختہ سیتلا متصل میل نمبر ۱۱، ایک بلند ٹیلے پر واقع ہے۔ قریب ہی آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا تکیہ موجود ہے۔ جس میں ایک چھوٹی سی قنائی مسجد اور چند املی اور نیب کے درخت باقی ہیں۔ (بوستانِ اخیار، ص60)

(167)۔ شیخ محمود بنجارہ

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ خُوبان سکنہ آگرہ میں بڑے صاحبِ نسبت اور عارفِ حقیقت بزرگ تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی خاص کرامت یہ تھی کہ جس کسی کو جن یا بھوت وغیرہ کسی قسم کا آسیب ہوتا تھا تو جس وقت آپ کا نام اس کے سامنے لیا جاتا یا آپ کے ہاتھ سے پھول لے جا کر اس کو سنگھایا جاتا تو وہ فوراً ہوشیار اور تندرست ہو جاتا تھا۔ غرض کہ سلیمانی ولایت آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کو حاصل تھی۔

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا مزار مبارک دریا کے کنارے سوانہ موضع مؤمیں ستیلا کے قریب ایک بلند ٹیلہ پر واقع اور محمود پاتلی کے مزار کے نام سے موسوم ہے۔

(بوستانِ اخیار، ص208)

موضع گھٹواسن

(168)۔میر سید جلال الدین قادری

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه سید شیخین قادری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے بیٹے اور آگرہ کے اکابر سادات سے ہیں۔ بڑے عابد و زاہد اور متوکل بزرگ تھے۔ ابتدا سے انتہا تک گوشۂ عزلت میں بیٹھے رہے۔ "بِئْسَ الْفَقِيْرُ عَلٰى بَابِ الْاَمِيْرِ" (ترجمہ: فقیروں میں سے برا فقیر وہ ہے جو امیروں کے دروازے پر جائے) پر کاربند اور امیروں کی صحبت سے بہت پرہیز کرتے تھے۔

حضرت غوث الاعظم رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی طرف سے لوگوں کو مرید کیا کرتے تھے۔ سید محمد اور سید داؤد آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے دو صاحبزادے تھے آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی وفات کے بعد سید داؤد آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے جانشین ہوئے۔ ۲۵ صفر ۹۸۳ھ کو آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے وفات پائی۔ مزار مبارک موضع گھٹواسن متصل آگرہ میں موجود ہے۔ (بوستانِ اخیار، ص 66.67)

(169)۔حاجی شمس الدین علی ہروی

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه اکبر بادشاہ کے زمانے کے مشائخین کرام میں سے ہیں۔ مزار مبارک اندر سوانہ موضع گھٹواسن بلونتا کاچھی کے کھیت میں واقع ہے۔ جس پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے۔

تاریخ وفات مرحوم مغفوری حاجی حرمین شریفین حاجی شمس الدین علی ہروی ۱۰۱۰ھ۔

(بوستانِ اخیار، ص 89)

چینی کا روضہ (جمنا پار)

(170)۔علامی افضل خاں شیرازی

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا اصلی نام ملا شکر اللہ ہے شیراز کے رہنے والے اور میر ابراہیم ہمدانی اور میر تقی الدین محمد شیرازی جیسے مشہور فضلا کے شاگرد رشید تھے۔ جملہ علوم عقلی و نقلی میں کمال حاصل کر کے مدت تک اپنے وطن شیراز میں درس و تدریس میں مصروف رہے۔ فصاحت و بلاغت میں حسان وقت اور ہیئت و ہندسہ میں کامل مہارت رکھتے تھے۔

جہانگیر بادشاہ کے زمانے میں بطور سیر سیاحت سورت گجرات ہوتے ہوئے برہان پور میں آئے۔ یہ شہر اس وقت مغلیہ گورنر کا دارالحکومت اور بہت بڑا تجارتی اور فوجی مرکز تھا۔ خانخاناں عبدالرحیم خاں یہاں کے گورنر تھے، جن کے دربار میں ایسے ایسے اہل کمال جمع تھے کہ سلطان حسین مرزا اور میر شیر علی کا زمانہ یاد آتا تھا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی ملاقات خانخاناں سے ہوئی وہ نہایت دریا دل، کمال پرور بلکہ اہل کمال کے عاشق تھے، پہلی ہی ملاقات میں کچھ ایسی عالمانہ باتیں اور مداراتیں ہوئیں کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ گرویدہ ہو گئے اور سب سیر وسیاحت کے منصوبوں سے دست بردار ہو کر خانخاناں کی مصاحبت اختیار کر لی۔

چند مدت تک ان کی خدمت میں رہے جب شاہزادہ خورم نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے علم و کمالات کا حال سنا تو خانخاناں سے مانگ کر اپنی سرکار میں لے لیا اور اپنے لشکر کا میر عدل مقرر فرمایا۔ رانا امر سنگھ کی مہم میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ شہزادے کے ساتھ تھے۔ رانا سے مصالحت ہونے میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی حسن خدمت سے جہانگیر نے خوش ہو کر افضل خاں

خطاب مرحمت کیا۔ روز بروز شاہزادہ کی خدمت میں بھی آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی عزت اعتبار بڑھتا گیا یہاں تک کہ میر عدل سے ترقی کر کے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ شاہزادہ کی سرکار کے دیوان کل ہو گئے۔ انہی ایام میں آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سفارت بیجاپور پر روانہ کئے گئے۔ یہ کام بھی آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا۔

جب بادشاہ اور شہزادے میں مخالفت پیدا ہوئی تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے حاضرِ دربار ہو کر باہمی مصالحت کی پوری کوشش کی مگر چونکہ نور جہاں بیگم اس مخالفت کی بانی مبانی تھی اس لیے کوئی کوشش و تدبیر کارگر نہ ہوئی اور بادشاہ نے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کو اپنی سرکار میں رکھ کر خدمت خانسامانی کے خلعت سے مفتخر کیا۔

شاہجہاں بادشاہ نے تخت نشین ہوتے ہی منصب چار ہزاری پر سرفراز اور میر سامانی کی خدمت سے ممتاز کیا اور دوسرے سال یعنی ۱۰۴۸ھ میں منصب پنج ہزاری سے متفخر کر کے وزارت اعظم کے سب سے بڑے عہدے سے سرفراز کیا۔ "شد فلاطوں وزیر اسکندر" اس کی تاریخ ہے۔

شاہجہاں بادشاہ نے اپنے تخت نشین ہونے کے گیارہویں سال میں منصب ہفت ہزاری پر آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کو مقرر کیا اور اس سے بڑا اور کوئی منصب نہ تھا۔ اور بارہویں سال میں آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بیمار ہوئے۔ **۹ رمضان ۱۰۴۸ھ** کو بادشاہ خود عیادت کے واسطے مکان پر آیا۔ شاہی طبیبوں سے علاج کرایا مگر چونکہ پیمانۂ حیات لبریز ہو چکا تھا کسی کے علاج نے فائدہ نہ بخشا اور **۱۲ رمضان ۱۰۴۸ھ** کو مقام لاہور، **۷۰ برس کی عمر میں** آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے

رحلت فرمائی۔ ”علامی از دہر رفت“ اور ”ز خوبی برد گوئے نیکنامی“ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے وفات کی تاریخیں ہیں۔

شاہجہاں بادشاہ کو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے انتقال کا سخت صدمہ ہوا، کئی مرتبہ کہا: وزیر بتدبیر نے اپنی ۲۸ سالہ ملازمت میں کسی ایک شخص کی بھی برائی ہم سے نہیں کی۔

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے آگرہ میں ایک عالیشان حویلی تعمیر کرائی تھی جس کے اختتامِ تعمیر کی تاریخ ”منزل افضل“ یعنی ۱۰۳۰ھ ہے۔ اس کے علاوہ ایک حویلی لاہور میں اور ایک باغ کشمیر میں بنوایا تھا۔ حویلی کا کوئی نشان اب باقی نہیں رہا لیکن آگرہ میں آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا مقبرہ یعنی مزار اب تک موجود ہے اور جمنا پار دریا کے کنارے چینی کے روضہ کے نام سے موسوم اور باوجود شکستہ حال ہونے کے آگرہ کی قابل دید خوشنما عمارتوں میں شمار ہوتا ہے۔

عبدالحق شیرازی مشہور خوشنویس جو امانت خاں کے خطاب سے موصوف اور ممتاز محل کے روضہ (یعنی تاج محل) کے کتبوں کا بے نظیر کاتب اور صناع تھا آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا حقیقی بھائی تھا، اُس کے بیٹے عنایت اللہ کو جو عاقل خاں کے خطاب سے موسوم ہے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے اپنا متبنی بیٹا یعنی گود لیا ہوا بیٹا بنایا تھا۔ (بوستانِ اخیار، ص 47.49)

راج گھاٹ (جمنا پار)

(171)۔خواجہ محمد یحییٰ احراری نقشبندی

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ خواجہ ابوالفیض ابن خواجہ محمد عبداللہ پسر کلاں خواجہ محمد عبداللہ احراری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْھِم کے فرزند رشید ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ جملہ علوم عقلی و نقلی خصوصاً طب و حکمت میں استاد زمانہ اور ہفت قلم کی خوش نویسی میں شہرۂ آفاق تھے۔ جمیع اوصاف حمیدہ اور خصائل پسندیدہ سے موصوف اور طالبانِ خدا کے رہنما تھے۔

سخاوت و دریا دلی کا یہ عالم تھا کہ جو کچھ جاگیر سے آتا سب غریبوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ ۹۸۷ھ بمطابق ۱۵۷۹ء میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً کی زیارت اور حج بیت اللہ کا شوق پیدا ہوا۔ اکبر بادشاہ نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو میر حاج مقرر کرکے اور بہت سازادِ راہ دے کر نہایت اعزاز سے رخصت کیا۔ حج سے فارغ ہو کر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ آگرہ میں تشریف لائے اور دربار شاہی سے کنارہ کشی کر کے بقیہ عمر عبادت و ریاضت میں بسر کی۔ آخر کار ۱۲ ربیع الاول ۹۹۹ھ بمطابق ۱۵۹۰ء کو سفر آخرت اختیار فرمایا۔

مزار مبارک جمنا پار دریا کے کنارے مقابل راج گھاٹ واقع ہے۔ ایک ساتھ تین مزار ہیں۔ ان میں مشرقی مزار آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا، مغربی مزار آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے خلیفہ امیر عبداللہ احراری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا اور تیسرا غالباً آپ کے صاحبزادہ خواجہ محمد زکریا رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا ہے۔ (بوستانِ اخیار، ص207.208)

موجودہ حالت 2025ء

حضرت خواجہ محمد یحیی احراری نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ سرتاجِ آگرہ حضرت امیر سید ابو العلی رحمۃ اللہ علیہ کے دادا پیر ہیں۔ آپ کا مزار مبارک راج گھاٹ جمنا پار ہے جس کا راستہ بیلن گنج کے برج سے پار ہو کر اعتماد الدولہ کی جانب جا کر تھانہ اعتماد الدولہ آئے گا، تھانہ کے سامنے سے ایک راستہ مزار مبارک کے لیے گیا ہے، اگر راستہ سمجھ میں نہ آئے تو تھانہ کے پاس کسی سے پوچھ لیں کہ دادا پیر کی درگاہ کا راستہ کون سا ہے؟

مزار مبارک نہایت سادہ ہے مگر پر بہار ہے، آپ کے مزار کے بغل میں آپ کے مرید و خلیفہ اور حضرت امیر سید ابو العلی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر کا مزار مبارک بھی جلوہ لٹا رہا ہے۔ ایک قطار میں تین مزار ہیں: جانب قبلہ آپ کے مرید و خلیفہ حضرت میر عبد اللہ احراری کی بیچ میں آپ کی اور جانب مشرق آپ کے شہزادے خواجہ محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ عرس ۲۱۔۲۲۔ذی القعدہ کو ہوتا ہے۔ناموں کی تختی سرہانے کی دیوار میں لگی ہے جس میں یہ لکھا ہوا ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

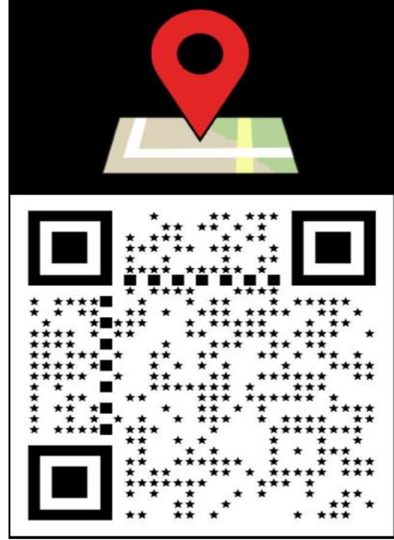
لا الہ الا اللہ

تاریخِ وفات خواجہ محمد یحیی احراری نقشبندی المعروف بہ دادا پیر رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۲ ربیع الاول ۹۹۹ھ بمطابق ۱۵۹۰ء

پھر فارسی کے تین اشعار لکھے ہیں۔

خواجہ محمد زکریا	خواجہ محمد یحیی احراری نقشبندی	میر عبد اللہ احراری



حضرت خواجہ محمد یحیی احراری نقشبندی المعروف دادا پیر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے Location کا QR Code۔ اس کو اپنے موبائل سے Scan کیجیے، آپ کے موبائل پر Location کھل جائے گی، جس کی مدد سے آسانی کے ساتھ آپ مزار مبارک تک پہنچ سکتے ہیں۔

(172)۔میر عبداللہ احراری

آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ خواجہ محمد یحیی ابن ابو الفیض احراری رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کے خلیفہ اور حضرت امیر ابو العلی رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کے عم بزرگوار یعنی چچا اور سسر اور پیر ہیں۔ آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ صاحب ولایت اور قطب وقت تھے۔ اپنے کمالات کو ملازمت شاہی کے پردہ میں پوشیدہ کر رکھا تھا۔ اکبر بادشاہ کے زمانے میں سب سے پہلے دہلی کے ناظم تھے۔

اس کے بعد برہان پور میں کسی خدمت پر مامور ہوئے۔ آخر کار ترک ملازمت کر کے آگرہ میں تشریف لائے اور گوشہ نشینی اختیار کی۔

۲۳ ذی القعدہ کو آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ نے رحلت فرمائی اور جمنا پار دریا کے کنارے اپنے پیر کے قریب (جانب مشرق) استراحت میں مصروف ہیں۔ (بوستانِ اخیار، ص98.99)

موجودہ حالت 2025ء

حضرت میر عبد اللہ احراری رحمۃ اللہ علیہ سر تاجِ آگرہ حضرت امیر سید ابو العلی رحمۃ اللہ علیہ کے چچا، سسر اور پیر ہیں۔

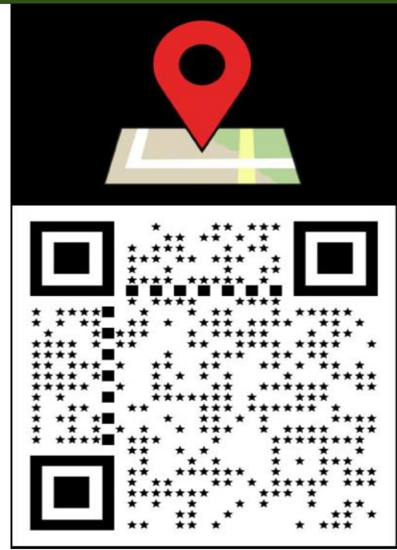
آپ کا مزار مبارک راج گھاٹ جمنا پار ہے، جس کا راستہ بیلن گنج کے برج سے پار ہو کر اعتماد الدولہ کی جانب جا کر تھانہ اعتماد الدولہ آئے گا، تھانہ کے سامنے سے ایک راستہ مزار مبارک کے لیے گیا ہے، اگر راستہ سمجھ میں نہ آئے تو تھانہ کے پاس کسی سے پوچھ لیں کہ دادا پیر کی درگاہ کا راستہ کون سا ہے؟

مزار مبارک نہایت سادہ ہے مگر پر بہار ہے، مزار مبارک کے اوپر ٹین شیڈ لگا ہوا ہے دو درخت مزار پر سایہ کیے ہوئے ہیں، ایک پرانی اور با وقار مسجد اور مہمان خانہ بھی موجود ہے۔ مزار مبارک کی دیکھ بھال کرنے کے لیے درگاہ کے احاطہ میں کئی لوگ رہتے ہیں۔

آپ کے مزار کے بغل میں آپ کے کے پیر حضرت خواجہ محمد یحیٰ احراری نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک بھی جلوے لٹا رہا ہے۔ ایک قطار میں تین مزار ہیں: جانب قبلہ آپ کا، بیچ میں آپ کے پیر صاحب کا اور جانب مشرق آپ کے پیر کے شہزادے خواجہ محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ عرس ۲۱۔ ۲۲۔ ذی القعدہ کو ہوتا ہے۔ ناموں کی تختی سرہانے کی دیوار میں لگی ہے جس میں یہ لکھا ہوا ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

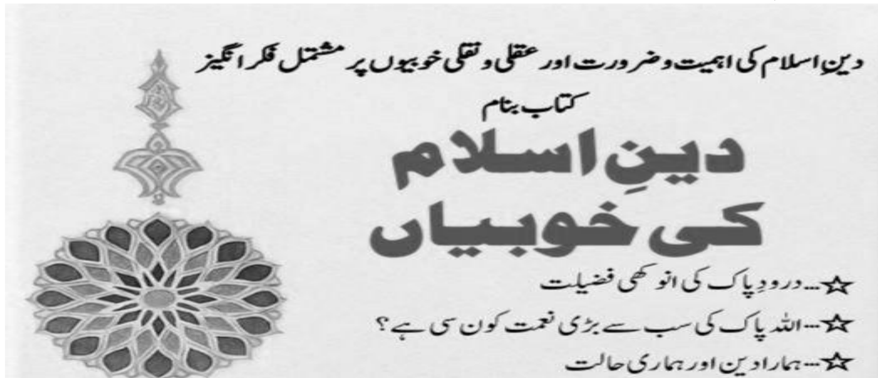
حضور پر نور قطب الابرار سیدنا و مولانا حضرت امیر عبد اللہ احراری نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ



حضرت میر عبد اللہ احراری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے Location کا QR Code۔ اس کو اپنے موبائل سے **Scan** کیجیے، آپ کے موبائل پر **Location** کھل جائے گی، جس کی مدد سے آسانی کے ساتھ آپ مزار مبارک تک پہنچ سکتے ہیں۔

(173)۔ خواجہ محمد زکریا

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ **خواجہ محمد یحییٰ احراری** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے فرزند رشید مرید و خلیفہ اور سجادہ نشین ہیں نہایت بزرگ اور بابرکت شخص تھے۔ اپنے والد بزرگوار رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے قریب جمنا پار آرام فرمارہے ہیں۔ (بوستانِ اخیار، ص 170)



تکیہ مان اللہ (جمنا کے کنارے)

(174)۔شیخ عبداللطیف بری

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ آگرہ کے قدیم بزرگوں میں ہیں۔ کسی تذکرہ یا تاریخ میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا ذکر خیر نظر سے نہیں گزرا، مگر ظنِ غالب ہے کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ **سید بدرالدین ابن سید جلال متوکل** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے فرزند رشید اور شاہ عظمت اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے والد ماجد تھے۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** متصل پکی سڑک جمنا کے کنارے تکیہ مان اللہ میں گنبد کے اندر واقع ہے۔ قریب میں ایک قناتی مسجد بنی ہے۔ دونوں سے قدامت کے آثار نمایاں ہیں۔(بوستانِ اخیار، ص112)



باغ جہاں آرا بیگم (باغ سید، جمنا پار)

(175)۔سید محمد شہید

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه زمرہ شہدائے اکبر آباد میں ہیں۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کا **مزار مبارک** بہت پرانا ہے۔ جو جمنا پار دریا کے کنارے باغ جہاں آرا بیگم موسومہ باغ سید میں ایک حجرہ کے اندر زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

قریب میں ایک چھوٹی سی مسجد بنی ہے۔ روشنی کے واسطے خزانہ روضہ تاج محل سے اب تک آٹھ آنہ ماہوار ملتا ہے۔ (بوستانِ اخیار، ص154.155)

نول گنج (جمنا پار، اعتماد پور)

(176)۔کالے خان شہید

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ شہداء کے زمرہ میں ہیں۔ قرب و جوار کے لوگوں کو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے **مزار مبارک** سے بے انتہا عقیدت ہے۔ **مزار مبارک** جمنا پار اعتماد پور کی سڑک پر نول گنج کے قریب واقع ہے۔(بوستانِ اخیار، ص 143)



کچھ پورہ جمناپار (مسجد ہمایوں)

(177)۔مفتی شیخ بہاء الدین

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ شیخ شمس الدین محبوب ملتانی ابن شیخ پیر القریشی الاسدی الہاشمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے فرزندِ رشید اور شیخ المشائخ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی نسل میں ہیں۔ علومِ عقلی و نقلی میں یگانۂ روزگار اور کمالاتِ باطنی میں شہرۂ آفاق تھے، بہت سی پوشیدہ باتیں آپ کے آئینہ نمادل پر ظاہر ہو جاتی تھیں۔

خلافت و سعادت والدِ بزرگوار رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پائی تھی۔ جس زمانہ کہ سلطان حسین نے بھکّر سے ملتان میں آکر فتنہ وفساد مچارکھا تھا بہت سے شُرفاء، نجباء اور سادات نے وہاں سے جلا وطنی اختیار کی۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی وطن چھوڑ کر آگرہ میں تشریف لائے اور بادشاہ بابر شاہ کے زمانہ میں یہاں کی سکونت اختیار فرمائی۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیچاروں کے چارہ ساز، بے کسوں کے یار اور طالبان دین و دنیا کے رہنما اور مددگار تھے۔ بیچاروں، بیکسوں، مظلوموں کی مطلب برآری کے واسطے اپنی بزرگی کا لحاظ نظرانداز کر کے اہل دنیا کے دولت خانوں پر بلاتکلّف جاتے اور جہاں تک امکان میں ہوتا خلقِ خدا کو فیض پہنچاتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے حافظ اسحٰق نامی ایک شخص کو سفارشی خط سلیمان کرّانی بنگال کے والی کے نام دیا۔ جب غریب حافظ یہ خط لکھ کر سلیمان کے پاس پہنچا تو اُس کی زبان سے اتفاقیہ یہ جملہ نکل گیا کہ ایرانی اور تورانی باشندوں کو ہمارے نام سفارشی خط لکھنے کا

کوئی حق نہیں ہے، بے چارہ حافظ جو اس قدر دور و دراز مسافت طے کر کے وہاں پہنچا تھا یہ نا امیدانہ تقریر سن کر سخت ناامید ہوا۔ رات کے وقت شیخ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے عالم خواب میں آکر سلیمان کو متنبہ اور نادم کیا جس نے صبح سویرے حافظ کو طلب کر کے اس کا کام بنادیا۔

عبد الرزاق سوداگر ملتانی سے روایت ہے کہ شیخ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے انتقال کے بعد ایک مرتبہ میرا نوکر تمام نقد و سامان لے کر آگرہ سے بھاگ گیا، میں سخت پریشان تھا کہ اسی حالت میں شیخ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی روح پاک کی طرف متوجہ ہوا۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ مصلہ کندھے پر ڈالے ہوئے مسجد کی طرف جارہے ہیں۔ میں نے جلدی سے دوڑ کر اپنا سر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے قدموں پر رکھ دیا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا اتنی خوشامد نہ کر اور اطمینان رکھ کہ بھاگے ہوئے شخص اور مال مسروقہ دونوں کا پاؤں تیری روزی کی زنجیر میں پھنسا ہوا ہے، لہذا جلد پہنچا ہوا سمجھنا۔ دو روز کے بعد اس خوشخبری کا ظہور ہو گیا اور غلام مع جملہ مال و اسباب کے پکڑا ہوا آیا۔ ایک کوڑی کی بھی خیانت نہیں ہوئی۔

تمام عمر درس و تدریس اور فیض رسانی میں مشغول رہ کر ، **۱۱، شوال ۹۷۸ھ** کو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے سفر آخرت اختیار فرمایا اور جمنا پار اپنے محلہ موسومہ **مفتی پورہ میں سپرد** خاک کئے گئے۔ اب اس محلہ کا نام و نشان تک مٹ گیا ہے۔ آثار قدیمہ ریل کی وجہ سے نیست و نابود ہو گئے صرف مسجد ہمایوں مع چند قدیم مزارات یادگارِ قدیم باقی رہ گئے ہیں۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے **مزار مبارک** کا پتہ بھی نہایت تلاش و تحقیقات سے چلا ہے جو جمنا پار موضع کچھ پورہ کے قریب مشرقی جانب واقع ہے۔ ساکنان حویلی جو اپنے آپ کو

سندھی کہتے ہیں ہر سال ۷ صفر کو اس مزار پر حاضر ہو کر عرس کیا کرتے ہیں غالباً ان لوگوں کے مورثان اعلیٰ ملتان سے حضرت کے ساتھ تشریف لائے ہوں گے۔

(بوستانِ اخیار، ص56.58)

اخبار الاخیار میں حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی تاریخِ وفات ۷٦۷ھ درج فرمائی ہے۔ (اخبار الاخیار مترجم ص ۴۹۹)

(178)۔مولانا شیخ زین الدین خوافی

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بابر بادشاہ کے زمانۂ سلطنت میں کابل سے آگرہ میں تشریف لاکر جمناپار آباد ہوئے۔ اکثر علوم و فنون میں یگانۂ روزگار خصوصاً فنِ معما، تاریخ فی البدیہ، شعر گوئی اور نظم و نثر کے جمیع کمالات میں بے نظیر تھے۔ وفائی تخلص اور معمائی خطاب تھا۔

جب آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بابر شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس نے عمر دریافت کی، آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فی البدیہ یہ جواب دیا: "قبل ازیں بہ پنج سال و چہل سالہ بودم و حالا چہل سالہ ام دو سال دیگر را چہل تمام میشود" بابر نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے علم و فضل کو دیکھ کر صدارت کل کے منصب جلیلہ پر سرفراز کیا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے آگرہ میں ایک مدرسہ اور مسجد تعمیر کرائی تھی مدرسہ کا اب پتہ نہیں مسجد موجود ہے اور جمناپار موضع کچھ پورہ میں واقع اور مسجد ہمایوں کے نام سے موسوم ہے۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ہندوستان کے حالات اور اس کی فتح کے بیان میں ایک تاریخ لکھی تھی جس میں اپنے کمالات سخن وری کے جوہر دکھائے تھے۔ واقعات بابری کا جو خود بابر

کی لکھی ہوئی تاریخ ہے ترکی زبان سے فارسی زبان میں نہایت فصیح و بلیغ عبارت میں ترجمہ کیا تھا۔

۹۴۰ ہجری بمطابق ۱۵۳۳ء میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے مقام چنار انتقال فرمایا اور اپنے مدرسہ میں دفن کیے گیے جو کہ آگرہ میں واقع ہے۔ غالباً **قبرستان متصل مسجد ہمایوں** میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ آرام فرماہیں۔(بوستانِ اخیار، ص80.81)

(179)۔مولانا شہاب الدین معمائی

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بابر بادشاہ کے ساتھ ہندوستان میں تشریف لائے تھے۔ تمام علوم عقلی و نقلی میں مہارتِ کاملہ رکھتے تھے لیکن فن معمامیں آپ کی فضیلت ایسی مشہور ہوئی کہ سب کمالات چھپ گئے۔

اس فن میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ایک بے نظیر رسالہ لکھ کر ہمایوں بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ اس کے بدلے میں ہمایوں بادشاہ نے ایک معقول انعام کے ساتھ یہ رباعی لکھ کر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس بھیجی تھی۔ وہ رباعی یہ ہے:

نامت ز عجم رفتہ بملک عرب است
و ز نامہ تو درد دل محزوں طرب است
ہر کس بدر آرد ز معما نامے
نام از تو بر آوردہ معما عجب است

حضرت امیر خسرو دہلوی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مزار مبارک پر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ایک تختی لگوا کر تاریخ لکھوادی تھی جو اب تک آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی یادگار ہے۔

۹۴۲ھ بمطابق ۱۵۳۵ء میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے سفر آخرت اختیار کیا۔ **"شہاب الثاقب"** کے عدد ۹۴۲ بنتے ہیں اور یہی آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے رحلت کی تاریخ ہے۔ اور آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا **مزارِ مبارک** متصل مسجد ہمایوں کچھ پورہ ہے۔ (بوستانِ اخیار، ص 89)

(180)۔ مولانا ابوالواجد فارغی

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اپنی درویشی اور کمالات کو شاعری کے لباس سے چھپا رکھا تھا۔ نہایت شیریں زباں بذلہ سنج اور نیک دل بزرگ تھے۔ **شیخ زین الدین معمائی** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے یارِ غار اور انہی کے ساتھ کابل سے ہندوستان میں آئے تھے۔ جب یہ دونوں یار کابل سے روانہ ہوئے تو ایسے مفلس تھے کہ سوائے ایک پرانے پوستین کے اور کچھ پاس نہ تھا۔ شیخ زین الدین نے کہا: کہ چلو اسی کو بازار میں فروخت کر کے کچھ زادِ راہ ساتھ لے لیں، غرضکہ دونوں یار کابل کے بازار میں پہنچے، ایک شخص خریدار ملا، قیمت میں جھگڑا ہوا، خریدار پانچ اشرفی لگاتا تھا۔ یہ لوگ کچھ زیادہ مانگتے تھے۔ باوجود قول و قرار آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے نہ رہا گیا اور خریدار سے کہنے لگے کہ اے بے انصاف! اس پارہ پارہ پوستین میں پانچ اشرفی کی تو فقط جوئیں اور پسو ہی ہیں۔ کپڑا نفع میں ہے، اس گفتگو سے معاملہ درہم برہم ہو گیا۔ شیخ زین الدین بہت خفا ہو کر کہنے لگے کہ اس وقت ایک ایک روٹی کو محتاج ہیں مگر آپ کی خوش طبعی نہیں جاتی۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے جواب دیا کہ اللہ رزاق ہے اس پر بھروسہ رکھو۔ آخر کار دونوں صاحب آگرہ میں آکر جمنا پار سکونت پذیر ہوئے، بابر بادشاہ کا زمانہ تھا، شیخ زین الدین بوجہ اپنے علم و فضل صدارت کل کے عہدے پر سرفراز ہو گئے، آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ان کی رفاقت میں رہے **۹۴۰ھ میں جب شیخ زین الدین** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے سفر آخرت اختیار کیا تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے

بھی حق رفاقت ادا کیا اور چند ہی دن بعد سرائے فانی سے کوچ کر کے دوست کے برابر آرام کیا۔

مزارات کا مقام جمنا پار موضع کچھ پورہ میں مسجد ہمایوں کے قریب ہے مگر کوئی مزار نامزد نہیں۔ (بوستانِ اخیار، ص35.36)

بھرت پور (محلہ نوبتہ)

(181)۔شاہ شوقا

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ **شاہ عشق** کے مرید اور گدا انرائی سلسلہ کے صاحب کمال درویش تھے۔ آپ کے خوارق عادت کی بہت کثرت سے زبانی روایتیں مشہور چلی آتی ہیں۔

پرتھی ناتھ مشہور جوگی اور آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے اظہار کرامت کے بڑے بڑے معرکے ہوئے لیکن آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ہمیشہ فتح یاب رہے۔

بی بی جیونی، چاند بی بی اور اچپال بالکا آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے معتقدین خاص سے تھے اور آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ہی کی نظرِ توجہ سے کمال کے درجہ پر پہنچے۔ **بھرت پور کی پکی سڑک پر متصل محلہ نوبتہ** ایک نہایت بلند و وسیع مقبرہ میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اپنے پیر اور اکثر مریدوں کے ساتھ آرام فرماہیں۔(بوستانِ اخیار، ص87)

دہلی

(182)۔شیخ محمد خیالی

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ شیخ حسن طاہر کے بڑے بیٹے ہیں۔عارف باکمال صاحب علم و عمل، طریقہ ولایت کے رازدار، میدان طریقت کے شہسوار، نہایت صاحب تقویٰ اور تارک الدنیا بزرگ تھے۔ خدائی عشق میں بیخود اور ہر وقت دریائے توحید میں غرق رہتے تھے۔خوفِ خدا سے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا دل روشن تھا۔

اگرچہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے والدِ بزرگوار چشتیہ سلسلے میں منسلک تھے مگر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو سلسلہ عالیہ قادریہ سے وابستگی اور **حضرت غوث الصمدانی، شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے عقیدت اور عشق تھا۔شب بیدار، خلوت دوست بلکہ رات کے عاشق تھے۔ دن بھر رات کے انتظار میں بے چین و بے قرار رہتے تھے، جہاں شام ہوتی روزہ داروں کی طرح باوضو سورج کے ڈوبنے کا انتظار کرتے رہتے تھے۔

تمام رات خلوت میں عبادت وریاضت میں مصروف رہ کر جب صبح کو حجرہ سے باہر نکلتے تو چہرے پر عجیب نور کا عالم ہوتا تھا، جو چہرہ مبارک پر نظر ڈالتا فوراً تکبیر پڑھ کر حافظ شیرازی کا یہ شعر پڑھتا تھا۔

شیخ عبد الوہاب ابن شیخ ابو الفتح مکی اکبر آبادی سے آپ کو بہت انس تھا،اپنے وطن جون پور سے آگرہ میں آکر انہیں کے مکان کے قریب ایک حجرہ بنا لیا تھا، مدت تک اسی حجرے میں مقیم رہے۔

شیخ عبد الرزاق جھنجانوی، شیخ عبد اللہ پانی پتی، شیخ امان اللہ پانی پتی، میر محمد مودود لاری، شیخ عبد الوہاب مکی رَحمَۃُ اللہِ عَلَیہِم اس حجرے سے فیض و کمال حاصل کر کے ملک ولایت میں نامور ہوئے۔ ۱۰۱۶ ہجری تک آگرہ میں یہ حجرہ موجود اور زیارت گاہ خاص و عام تھا۔

سلطان سکندر لودی کا زمانہ تھا کہ آپ رَحمَۃُ اللہِ عَلَیہ کو حرمین شریفین کی زیارت کا شوق پیدا ہوا اور آپ رَحمَۃُ اللہِ عَلَیہ اسی ارادے سے گجرات تشریف لے گئے، وہاں پہنچ کر بے خودی کا ایسا جذبہ غالب ہوا کہ کامل ۱۷ برس تک استغراق کی حالت میں جنگل میں پڑے رہے، اخر کار عنایت الٰہی نے آپ رَحمَۃُ اللہِ عَلَیہ کو منزل مقصود پر پہنچایا۔ ۱۲ برس تک دار النور مدینہ طیبہ میں محو جمال عقیدت و اخلاص نبوی رہے اور کوئی آپ رَحمَۃُ اللہِ عَلَیہ کے حال سے آگاہ نہ ہوا۔ ۱۲ برس کے بعد جب **سید عبد الوہاب بخاری دہلوی** رَحمَۃُ اللہِ عَلَیہ مدینہ منورہ میں پہنچے تو عالم مثال میں دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمان ملا کہ ہمارا فلاں دیوانہ فلاں مقام پر پڑا ہے اسے اپنے ساتھ ہندوستان لے جاؤ کہ بہت سے بندگان خدا وہاں اس کے منتظر ہیں۔ غرض کہ سید عبد الوہاب رَحمَۃُ اللہِ عَلَیہ حسب الحکم آپ رَحمَۃُ اللہِ عَلَیہ کو اپنے ساتھ دہلی لائے۔ **۲۷ رجب ۹۹۰ ہجری** کو وہیں سے آپ رَحمَۃُ اللہِ عَلَیہ بہشت بریں کو روانہ ہو گئے۔ آپ رَحمَۃُ اللہِ عَلَیہ کا **مزار مبارک** زیر بجے منڈل دہلی ہے۔ (بوستانِ اخیار، ص 155,156)

موضع سمدھن تیرہ (فرخ آباد)

(183)۔مظہر علی شاہ مجذوب

پچیس تیس برس پہلے ایک صاحب کمال اور معمر مجذوب تھے جو موسومہ مان اللہ پہلوان میں جو کچری گھاٹ میں دریا کے کنارے واقع ہے۔ گنبد مزار شاہ عبد الطیف بری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ میں رہا کرتے تھے۔

ابتدائے حال میں جذباتِ الٰہی میں بے خود اور شراب وغیرہ پیا کرتے تھے مگر اخیر میں شراب سے تائب ہو کر چائے پینے لگے۔ نماز کے پابند اور بے نمازی فقیروں کو بہت گالیاں دیا کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ جب اس کے دل میں نماز کی روشنی نہیں ہے تو یہ دونوں جہان کا اندھا ہے۔ نہ یہاں اسے کچھ سوجھتا ہے نہ وہاں کچھ دکھائی دے گا۔

جو شخص آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو چار پانچ منٹ تو خاموش رہتے پھر اس سے فرماتے: بابا بستر آباد کرو۔ اس پر اگر وہ سلام کر کے اٹھ گیا تو خیر ورنہ پھر ڈنڈے سے خبر لیتے تھے۔ عوام الناس کے سامنے عام باتیں کرتے تھے مگر اپنے زمانے کے بزرگوں کی خدمت میں تخلیہ کے وقت حقیقت و معرفت کے دریا بہاتے تھے۔

حضرت سید محمد اکبر ابو العلائی داناپوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اپنے والد بزرگوار سید محمد سجاد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے حکم سے اکثر عمدہ عمدہ کھانے پکوا کر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خدمت میں لے جاتے تھے۔ صرف انہیں ایک گھنٹہ بیٹھنے کی اجازت تھی۔ جمعرات کے دن آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سید محمد سجاد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خدمت میں تشریف لایا کرتے تھے۔

حضرت خواجہ غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے عرس میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ضرور حاضر ہوا کرتے تھے، وہاں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ تمام مست اور مجذوبوں کے شیخ کی حیثیت سے ایک گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا کرتے تھے۔ تمام مست و مجذوب گھوڑے کے پیچھے پیچھے اور ایک نقیب کچھ پکارتا ہوا آگے چلتا تھا۔

مسجد موسومہ ڈھائی دن کے جھونپڑے میں اکثر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا قیام رہتا تھا۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** موضع سمدھن تیرہ ضلع فرخ آباد میں واقع ہے۔

(بوستانِ اخیار، ص211.212)



برہان پور (ایم پی)

(184)۔قاری حافظ محمد صالح ابو العلائی

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ خواجہ وفا کے نام سے مشہور، بڑے جیّد حافظ اور نامور قاری، امیر عبد اللہ احراری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے مرید اور آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ ہی کی مسجد کے امام تھے جب امیر عبد اللہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے انتقال کا زمانہ قریب آیا تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے حضرت امیر ابو العلی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے فرمایا کہ خواجہ وفا کا سلوک ابھی طے نہیں ہوا تم طے کر دینا۔ چنانچہ امیر عبد اللہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے انتقال کے بعد آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ میر ابو العُلٰی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی نظر کیمیا اثر سے اپنے مقصد کو پہنچے اور جذبات الٰہی میں مستغرق اور بادۂ وحدت سے مست اور خرقۂ خلافت سے مشرف ہو کر حسب الحکم برہان پور رخصت ہوئے۔

وہاں بہت سے طالبان خدا کو صراط مستقیم کا راستہ دکھا کر منزل مقصود پر پہنچایا اور ۱۴ ربیع الثانی ۱۱۱۸ھ کو خود بھی بہشت بریں کو روانہ ہو گئے۔ آگرہ میں آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی یادگار تعمیر کردہ مسجد موجود ہے جو مسجد خواجہ وفا کے نام سے مشہور بازار سیب میں واقع اور بخوبی آباد ہے۔(بوستانِ اخیار، ص197.198)

حجاز مقدس

(185)۔مولانا علاء الدین لاری

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ دانشمند کامل اور جامع انواع علوم تھے۔ ابتدا میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ خان زماں کی مصاحبت میں تھے جو اکبر بادشاہ کے زمانے کا مشہور امیر تھا۔ پھر آگرہ میں آکر ایک مکان مدرسہ کے واسطے تعمیر کرا کر بندگان خدا کو فیض پہنچانے لگے۔ "مدرسہ خس" کے اعداد (۹۶۹) اس کی تعمیر کی ہجری تاریخ ہے۔

چند مدت کے بعد آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ حج کو تشریف لے گئے اور وہیں آسودگان خاک پاک کے ساتھ ہم خواب ہیں۔ شرح عقائد نسفی پر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ایک عمدہ حاشیہ لکھا تھا۔(بوستانِ اخیار، ص 128.129)

مزار کا پتا نہیں چل سکا

آگرہ کے 283 اولیائے کرام میں سے 97 اولیائے کرام کے مزارات کا پتا نہیں چل سکا لیکن ان کی سیرت الگ الگ کتابوں میں موجود ہے۔

(186)۔خلیفہ ابوالقاسم ابوالعلائی

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ملا عمر اکبر آبادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے داماد، ملا ولی محمد خلیفۂ اعظم سید امیر ابو العلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے شاگردِ رشید مرید و خلیفہ ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ عالم با عمل، متوکل، صاحب تقوی اور اکبر آباد کے مشاہیر مشائخین عہد عالمگیر سے ہیں۔ شاہ عبد الرحیم دہلوی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ (جو کہ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے والد ہیں) نے حافظ سید عبد اللہ نقشبندی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی وفات کے بعد آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی صحبت سے فیض حاصل کیا تھا۔ چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اپنی کتاب "انفاس العارفین" میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا ذکر خیر قلمبند فرمایا ہے۔ مشرب خمول یعنی گمنامی پسند آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ پر غالب تھا۔ تصرفات اور کرامات بھی رکھتے تھے۔ "اِنْ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهٗ" (ترجمہ جتنی چیزیں ہیں ہمارے یہاں سب کے خزانہ ہیں) کے خزانہ کے دروازے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ پر کشادہ تھے۔ جب حج کے واسطے تشریف لے گئے تو بہت سے مُریدانِ جاں نثار ساتھ تھے۔ روانگی کے وقت ایک پیسہ بھی جیب میں موجود نہ تھا، جب گھر سے باہر نکلے ایک شخص نے چار آنہ بطور نذر پیش کئے، آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے جیب میں ڈال لئے ،وہ چار آنہ واپسی کے وقت

بدستور جیب میں موجود تھے۔ حرمین شریفین اور راستہ میں عجیب و غریب کرامات آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے ظہور میں آئیں۔

حرمین شریفین میں ایک شخص کے پاس **حضرت غوثِ پاک** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی کلاہ یعنی ٹوپی مبارک تھی، اُس نے **حضرت غوث الاعظم** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو خواب میں دکھا آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا کہ یہ ٹوپی ابو القاسم اکبر آبادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے حوالہ کر دو۔ علی الصباح یعنی صبح سویرے وہ شخص تلاش کرتا ہوا آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خدمت میں پہنچا اور خواب کا واقعہ بیان کر کے ٹوپی اور اس کے ساتھ ایک قیمتی جبہ بطور امتحان آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے حوالہ کیا اور کہا کہ اس نعمت عظمی کے شکریہ میں صلحائے شہر کی دعوت کرنا چاہیے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے جبہ کو فروخت کر کے عمدہ و لذیذ کھانے پکوائے اور جملہ روسا و صلحائے شہر کی دعوت فرمائی یہ دیکھ کر اس شخص کو بہت تعجب ہوا اور کہا کہ بظاہر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ متوکل ہیں اور کوئی اسبابِ ظاہری آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس موجود نہیں ہے پھر اس قدر وافر طعام آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے کہاں سے مہیا کیا؟ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے جواب دیا کہ جبہ فروخت کر کے دعوت کی گئی ہے۔ اس پر اس نے شور و فریاد کی کہ میں نے اس فقیر کو اہل سمجھ کر تبرکات دئے تھے اس نے یوں ضائع کر دئے، آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے چپکے سے کہا: خاموش رہ، جو تبرک تھا یعنی ٹوپی وہ موجود ہے اور جو تبرک نہ تھا اور محض امتحان کی غرض سے پیش کیا گیا تھا اسے فروخت کر دیا گیا ہے۔ یہ بات سن کر وہ خاموش ہو گیا۔

مولانا شاہ ولی اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اپنے والد بزرگوار رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی زبانی آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی متعدد کرامات **"انفاس العارفین"** میں تحریر فرمائی ہیں جن کے نقل کی اس کتاب میں گنجائش نہیں ہے۔

ماہِ رمضان المبارک ۱۰۸۹ھ میں آپ گلشنِ روحانی کی سیر کو تشریف لے گئے۔

مزار مبارک کا راقم بوستان کو پتہ نہیں ملا۔(بوستانِ اخیار، ص 21.23)

(187)۔مفتی ابوالفتح

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ تھانیسر کے متوطن یعنی رہنے والے ہیں اور **شیخ عبد الغفور** ابن شیخ شرف الدین فاروقی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے صاحبزادے ہیں۔ علوم منقولات میں قاضی محمد فاروقی اور معقولات میں حاجی حسن بکری سے کمالات کا درجہ حاصل کیا تھا۔ سلطان سکندر لودی کے زمانے میں دارالخلافہ آگرہ میں تشریف لا کر سکونت اختیار کی اور **حضرت میر رفیع الدین صفوی محدث اکبر آبادی** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے حدیث کی سند حاصل کر کے پچاس برس تک میر رفیع الدین صفوی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے محلہ میں علومِ عقلی و نقلی کا درس فرماتے رہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی بدولت ہزارہا لوگ فضیلت کے درجہ پر پہنچے اور مدت تک آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا فیض جاری رہا۔

بے مثال شاگرد

میاں کمال الدین حسین شیرازی، شیخ افضل محمد انصاری، قاضی ناصر اکبر آبادی، حاجی ابراہیم سرہندی، ملا عبد القادر بدایونی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم وغیرہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی شاگردی سے اُستاد ہفت اقلیم ہوئے۔

۸ جمادی الاول ۹۷۶ھ کو آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه نے فردوس بریں کی راہ لی۔ "موت مفتی" رحلت کی تاریخ ہے اور خاکِ آگرہ آرامگاہ ہے، اب آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه کے مزار کا نشان راقم کو پتہ نہیں چلا۔ آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه کے صاحبزادے شیخ عیسی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه کی سیرت اس کتاب میں موجود ہے۔(بوستانِ اخیار، ص 33)

(188)۔شیخ عیسی مفتی

آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه مفتی شیخ ابو الفتح فاروقی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه کے فرزند رشید اور شاگرد ہیں۔ عالم با عمل، اخلاق پسندیدہ سے موصوف، اوصاف حمیدہ سے آراستہ اور جہانگیر بادشاہ کے زمانے میں اکبر آباد کے مفتی تھے۔ ۱۰۱۸ھ میں عہدہ قضا آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه کے سپرد کیا گیا۔ آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه کے مزار مبارک کا کچھ پتا نہیں چل سکا۔(بوستانِ اخیار، ص 131)

(189)۔میر ابو الغیث بخاری

آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه صوفی مشرب اور صاحب نسبت بزرگ تھے۔ اولیائے کبار اور مشائخین نامدار کی صحبت سے فیض حاصل کئے تھے، قطع تعلقات دنیوی، تہذیب اخلاق اور سخاوت اور حسن معاملات کے اوصاف سے موصوف تھے۔ جماعت کا یہاں تک شوق تھا کہ مرض الموت میں بھی باوجود سخت بیماری کے کبھی تکبیرِ تحریمہ آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه سے فوت نہیں ہوئی۔ آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه کی مجلس میں ہر وقت خدا اور رسول صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم کا ذکر اور مشائخین، صاحب حال کے بیان ہوا کرتے تھے۔

۹۹۵ھ میں بہشتِ بریں کو کوچ فرمایا۔ "میر ستودہ سیر" رحلت کی تاریخ ہے اور خواب گاہ گوشہ گمنامی میں ہے یعنی آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه کے مزار مبارک کا پتہ نہیں چل سکا۔

(بوستانِ اخیار، ص36)

(190)۔حاجی ابراہیم محدث اکبرآبادی

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ مانک پور کے فرزند رشید، شیخ داؤد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے بیٹے، کنیت ابوالمکارم اور وصالی تخلص تھا۔ زہد و تقویٰ میں بے نظیر شریعت کی زندہ تصویر اور طریقت کے بدرِ منیر تھے۔ علوم نقلی کی تحصیل اپنے وطن میں کر کے سیاحی پر کمر باندھی۔ پہلے بغداد شریف میں ڈھائی برس مقیم رہ کر تفسیر و حدیث کا علم کمال کے درجہ تک پہنچایا۔ پھر وہاں سے خیر البلاد مکہ شریف کی زیارت و طواف کے واسطے روانہ ہوئے۔ حج کی سعادت سے مشرف ہو کر مصر پہنچے۔ یہاں شیخ شمس الدین علقمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ شاگرد بالواسطہ شیخ جلال الدین سیوطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے حدیث کی تصحیح کی اور شیخ العرفاء، شیخ محمد بکری شافعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے حدیث کی سند و اجازت لے کر دوبارہ مکۂ معظمہ کی طرف لوٹے۔ یہاں شیخ عبد الرحمن ابن القہد مغربی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ، شیخ مسعود مغربی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اور بدر الاتقیا شیخ علی متقی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے حلقۂ درس میں از سرِ نو کتب احادیث کی تکرار کی اور صحت و شناخت میں عالی مرتبہ حاصل کیا۔

اس کے بعد دوبارہ مصر کا رخ کیا اور وہاں پہنچ کر برابر ۲۴ برس تک تمام علوم کا درس دیتے رہے۔ اس عرصہ میں ہر سال حج کے واسطے آتے جاتے رہے۔ اس کے بعد ملک شام کی سیاحی فرمائی اور شہری اور صحرائی بزرگوں کی فیض صحبت سے کمالات کا ذخیرہ فراہم کر کے ہندوستان میں واپس آئے۔

جب دارالخلافت آگرہ میں گزر ہوا تو آب و دانہ کی کشش اور ساکنان آگرہ کی خوش قسمتی نے یہاں کے قیام کا خیال آپ کے دل میں پیدا کیا لہذا یہاں سکونت اختیار کر کے تفسیر و حدیث اور فقہ کے درس اور وعظ و نصیحت میں مشغول ہوئے۔ صاحبِ منتخب التواریخ کا بیان ہے کہ آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ شب وروز علوم دینی خصوصاً علم حدیث کے پڑھانے میں مصروف رہتے تھے۔ بہت سے اشخاص کو آپ نے فیض و علم کی منزل پر پہنچایا۔ آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ کا زہد و تقوی، عوام الناس سے ملاقات کا مانع تھا۔ آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ ہمیشہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا کرتے تھے۔

اکبر بادشاہ نے آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ کو عبادت خانہ میں طلب فرمایا۔ آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ تشریف لائے مگر ادب و آداب کے شاہی طریقے بجانہ لائے اور بادشاہ کو بہت سی نصیحت و وعظ کر کے رخصت ہوئے۔ خواجہ عبد الصمد شیرازی جو عبادت ظاہری میں مشغول رہا کرتا تھا اس سے آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ فرمایا کرتے تھے کہ خواجہ جب تک خلفائے راشدین کی محبت تمہارے دل میں نہ آئے گی اس نماز روزہ سے کچھ فائدہ نہ ہو گا۔

۱۹، ذی الحجہ، ۱۰۰۱ھ کو ۸۶ برس کی عمر میں وفات پائی۔ وفات سے پہلے سید قاسم بیانوی اپنے شاگرد رشید کو اپنا جانشین مقرر فرمایا۔

افسوس کہ ایسے باکمال بزرگ کے **مزار مبارک** کا پتہ نہ چل سکا۔

(بوستانِ اخیار، ص36.38)

(191)۔خواجہ ابراہیم حسین

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اکبر بادشاہ کے زمانے کے ایک صاحب نسبت بزرگ ہیں۔ جو کتابت سے اپنی گزر اوقات کر کے یاد خدا میں مصروف رہتے تھے۔ خط نستعلیق میں کمال حاصل تھا۔ صفر کے مہینے میں سفر آخرت فرمایا۔ عبد القادر بدایونی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے تاریخ رحلت موزوں کی۔

بر موجب حکم بادشاہ کونین
در ماہ صفر خواجہ ابراہیم حسین
چوں کرد سفر ز عالم پر شر وشین
تاریخ شدش خواجہ ابرٰہیم حسین

"خواجہ ابرٰہیم حسین" آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی وفات کی سنہ ہے یعنی ۱۰۰۱ھ۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے آرام گاہ یعنی **مزار مبارک** کا پتہ نہیں چل سکا۔ (بوستانِ اخیار، ص38.39)

(192)۔قاضی ابوبکر

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ عہد عالمگیری کے علمائے باکمال سے تھے۔ خواجہ بختاور خاں صاحب تاریخ مرات عالم کے حکم سے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فقہ میں ایک کتاب لکھی تھی جو فتاوائے بختاور خانی کے نام سے موسوم تھی۔

افسوس! آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی وفات کا سال اور **مزار مبارک** کا پتہ نہیں چل سکا۔

(بوستانِ اخیار، ص40)

(193)۔شیخ اسماعیل چشتی

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سید صحیح النسب اور مشاہیر اولیائے اکبر آباد سے ہیں علومِ عقلی و نقلی میں یکتائے روزگار اور کمالات باطنی میں شہرہ آفاق تھے۔ طالب دنیا اور طالب عقبی دونوں طرح کے لوگ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی مجلس سے فیض پاتے تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا مقولہ تھا کہ طالب دنیا اگر اپنی مراد کو پہنچے گا تو اس کے دل میں اولیاء اللہ کی محبت پیدا ہو گی اور رفتہ رفتہ طالب حق ہو جائے گا۔

غرضکہ کوئی شخص آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی مجلس سے محروم و تہی دست نہ جاتا تھا۔ وجد و سماع کے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ عاشق زار تھے۔

۲ رمضان، ۱۰۶۶ھ کو حج و دیدار کے واسطے کوچ فرمایا۔ راقم بوستان کو بدقسمتی سے **مزار مبارک** کا پتہ نہیں چل سکا۔

تاریخ وفات:

خلیل　　دہر　　اسماعیل　　ثانی

بہشتی　　شد　　چواں　　نیکو　　سرشتی

اس شعر کے مصرعے **"چوانیکو سرشتی"** کے اعداد ۱۰۶۶ بنتے ہیں اور یہی آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا سنہ وفات ہے۔(بوستانِ اخیار، ص 44.45)

(194)۔شیخ اسحٰق مجذوب

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سالک مجذوب تھے۔ ابتدائے حال میں علوم رسمی حاصل کر کے شیخ عبد القدوس گنگوہی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے انفاس و توجہ کی برکت سے

چند روز میں بہت سے سلوک کے درجہ طے کر لیے۔ آپ کی زبان خدائی ترجمان اور آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا سینہ مشیت الٰہی کا آئینہ تھا۔ اس آئینہ میں جو نظر آتا وہ بے دھڑک زبان پر آ جاتا تھا۔

ایک دن عالم بے اختیاری میں خلوت کے رازوں کو جلوت میں بیان فرمارہے تھے کہ حضرت شیخ تشریف لے آئے اور یہ باتیں سن کر فرمایا کہ اس جن کو یہاں سے اٹھاؤ۔ فوراً مجنون کی حالت پیدا ہو گئی اور چل دیئے کبھی روتے کبھی ہنستے۔ اکثر گریہ میں یہ فقرہ زبان پر رہتا تھا **"سبحان اللہ ہیچ کس پیدا شد کہ اندوختہ شیخ عبد القدوس را بر دارد"** باوجود اس حیرانی و سرگردانی کے مباحثات علمی کے موقع پر اصحاب دانش و خرد سے سبقت لے جاتے تھے۔ آرام گاہ آگرہ میں ہے مگر مقام لا پتہ ہے یعنی **مزار مبارک** کی جگہ معلوم نہ ہو سکی۔

(بوستانِ اخیار، ص45.46)

(195)۔شیخ افضل محمد

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ **شیخ یوسف تمیمی انصاری** رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے بیٹے، مرید اور خلیفہ ہیں۔ رسمی علوم کی تحصیل اپنے محترم چچا شیخ جلال اور ان کی وفات کے بعد **شیخ ابو الفتح مفتی** رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے حلقۂ درس سے فرمائی۔ اس کے بعد علامی ابو الفضل کے والد شیخ مبارک اور قاضی جلال الدین کی شاگردی میں کمال حاصل کیا۔

حدیث کی سند میر جعفر اکبر آبادی سے حاصل کی۔ والد بزرگوار کی روحانی پرورش سے کمالات باطنی میں کمال پایا۔ اور باپ کی زندگی ہی میں جانشین ہو گئے۔ کئی مرتبہ عالم

خواب میں حضور رسول مقبول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے حلیہ اقدس کی زیارت سے مشرف ہوئے وربار گاہ نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے حزب البحر پڑھنے کی اجازت ملی۔

بہت سے غیر مسلم آپ کی ہدایت و ارشاد کی بدولت شرف اسلام سے مشرف ہوئے۔ بہت سے مسلمانوں نے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی صحبت سے خداشناسی کی انکھیں روشن کیں۔

۲۱، صفر ۱۰۰۳ھ کو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے رحلت فرائی۔ **"افضل انام"** اور خود اسم مبارک **"افضل محمد"** سالِ رحلت کے ہم عدد ہیں۔ آرام گاہ آگرہ ہے مگر آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے **مزار مبارک** کا پتہ نہ چل سکا۔

شیخ عبد الصمد صاحب اخبار الاصفیا اور جامع انشائے ابوالفضل آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے صاحبزادے اور ابوالفضل کے بھانجے تھے۔ (بوستانِ اخیار، ص46)

(196)۔ شیخ بایزید خویشگی

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ اورنگزیب عالمگیر بادشاہ کے زمانے کے ایک صاحب نسبت اور واقف حقیقت بزرگ تھے **۱۰۹۴ھ** میں دارالسرور کو رحلت فرما ہوئے۔

قطعہ تاریخ وفات

چوں گزشت از دار فانی بایزید
یافت قصر جاودانی بایزید
سال نقاش مظہر الحق زد رقم
شد زآفاق آہ ثانی بایزید

"شد زآفاق آہ ثانی بایزید" کے عدد ۱۰۹۴ بنتے ہیں اور یہی آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی وفات کا سال ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مزار مبارک کا کوئی پتہ نہ چل سکا۔

(بوستانِ اخیار، ص 53)

(197)۔امیر سید جلال متوکل

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سید صدر الدین حسنی ترمذی متوکل کے فرزند ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے خاندان کے بزرگ ہندوستان میں آکر اودھ میں سکونت پذیر ہوئے تھے۔ وہیں ۸۹۷ھ میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ پیدا ہوئے۔ سن تمیز پر پہنچ کر خدا شناسی کے سلوک کا شوق پیدا ہوا تو شیخ راجی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مرید ہو گئے لیکن والدِ بزرگوار رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے حکم سے سپاہیانہ زندگی بسر کرتے رہے۔ پانی پت کی لڑائی میں اپنے باپ کے ساتھ سلطان ابراہیم لودی کے ساتھ تھے۔ اسی لڑائی میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے والد تو شہید ہو گئے اور آپ شدید زخمی ہوئے، جو مرہم پٹی سے اچھے ہو گئے۔

اس کے بعد آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ قصبہ سرہرپور (جو کہ جونپور کے اطراف میں واقع ہے) میں شیخ الہداد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اور احمد شریف جونپوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چار برس تک کمالات الٰہی اور معرفت الٰہی کی تحصیل کرتے رہے۔ چونکہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے بال بچے آگرہ میں تھے، لہذا شیخ الہداد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا کہ اگرچہ آگرہ کی ولایت سید معین الدین بیانوی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے تصرف میں ہے لیکن ہم نے التماس کر کے دسواں حصہ تمہارے نام سے لے لیا ہے۔ بہتر ہے کہ تم اپنے گھر کی طرف چلے جاؤ۔

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے حکم کی تعمیل کی چونکہ برسوں حصول فقر کی مشق سے تہی دستی اور بھوکے رہنے کے عادی اور "اَلْقَنَاعَۃُ اَفْضَلُ الْغَنَا" (ترجمہ قناعت افضل مالداری ہے) سے شکم سیر تھے۔ لہٰذا باوجود فرماں روائے وقت کی منت و سماجت کے وجہ معاش بطور ملکیت قبول نہیں فرمائی اور زبان خلق سے متوکل کا خطاب پایا۔

منقول ہے کہ ایک روز خانقاہ کے دروازہ پر قلندروں نے آکر دستک دی۔ خادم باہر آیا، قلندروں نے کہا کہ صاحب خانہ سے ہمارا سلام کہو، نام پوچھا تو جواب دیا کہ خود جانتے ہیں، خادم نے اندر جاکر یہ حال بیان کیا۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے تھوڑی دیر سر جھکا کر غور و فکر فرمایا اور پھر سر اٹھا کر فرمایا: جاؤ جمال اور حسین کہہ کر بلالو۔ قلندر اپنا نام سن کر متحیر ہوئے اور حاضر خدمت ہو کر ہاتھ چومے اور بیعت کی خواہش ظاہر کی، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے التماس قبول کرکے فرمایا: درویشوں کی آزمائش کا کبھی خیال دل میں نہ آنے دینا کیونکہ ہر وقت اور ہر گھنٹہ یکساں حال نہیں ہوتا، لہٰذا اس گروہ کے ساتھ حسن عقیدت کو آزمائش پر منحصر نہیں رکھنا چاہیے۔

دسویں ذی الحجہ ۹۶۹ھ کو عید اضحی کی نماز سے پہلے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نمازِ عید گاہ کے بجائے وصال کے عید گاہ کو روانہ ہوئے۔

"شیخ جہاں" آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی رحلت کی تاریخ ہے یعنی اس کے عدد ۹۶۹ بنتے ہیں اور یہی آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی وفات کا سال ہے۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے صاحبزادے سید بدر الدین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی سیرت اس کتاب میں گزر چکی ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے **مزار مبارک** کا پتہ نہ چل سکا۔(بوستانِ اخیار، ص63.64)

(198)۔سید بدر الدین

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ **سید جلال متوکل** کے فرزند ارجمند ہیں ۹۴۳ھ میں پیدا ہوئے علوم ظاہری کی تحصیل **شیخ ابو الفتح مفتی** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اور **شیخ جلال انصاری** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے حلقۂ درس سے کی۔ باطن کی پرورش اپنے والدِ بزرگوار رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پائی اور **شیخ عبد العزیز دہلوی** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے بھی خرقۂ خلافت حاصل کیا۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی تمام و کمال ہمت حدود شریعت کی نگہبانی میں اور تمام و کمال نیت اسرار حقیقت کی پاسبانی میں صرف ہوتی تھی۔ رہنمائی اور نصیحت کے وقت کشف و معرفت کے انوار شریعت کے لباس میں پوشیدہ عبارت کے ذریعہ سے بیان فرمایا کرتے تھے ۔تصوف کی ظاہری باتیں بہت کم بیان فرماتے اور" **اِفْشَاءُ الْاَسْرَارِ لَیْسَ مِنْ سُنَنِ الْاَحْرَارِ**"(ترجمہ:رازوں کا ظاہر کرنا احرار کے روش کے خلاف ہے)پر کاربند تھے۔

شیخ محمد صوفی سے منقول ہے کہ ایک روز میں جنگل میں جارہا تھا یکایک دو عرب سامنے نظر آئے اور سلام کے بعد انہوں نے دریافت کیا کہ سید بدر الدین ابن سید جلال متوکل کو آپ جانتے ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ میں آپ ہی کے خانوادۂ عالی کا ادنی غلام ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ان سے ملنا ہے۔ میں ان دونوں کو لے کر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خدمت میں گیا، دونوں نے قدم بوسی کے بعد عرض کیا کہ کسی فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہونے کی مدت سے آرزو تھی، عالم خواب میں جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ

وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور حکم ہوا کہ آگرہ جا کر سید بدرالدین کے مرید ہو جاؤ، اگرچہ ہمارے فرزند اس ملک میں بھی ہیں مگر تمہارا حصہ مشیت الٰہی نے ان ہی کی تحویل میں رکھا ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے جواب دیا کہ اس شہر میں تمہارے مطلوب نام کا شخص کوئی اور شخص ہوگا تلاش کرو اور بعد تحقیق و تشخیص بیعت کرو، انہوں نے عرض کیا کہ جو علامتیں ہم کو بتلائی گئی ہیں وہ سب آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ میں موجود ہیں غرض کہ وہ دونوں عرب مرید ہوئے اور اسی رات کو واپسی کی اجازت حاصل کی، رخصت کے وقت باہر تک میں ان کے ساتھ گیا، انہوں نے کہا کہ جس سال سید کی داڑھی میں سفید بال نمودار ہوگا وہی سال آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے کمال کا ہوگا۔

چنانچہ ۵۵ سال کی عمر میں بڑھاپے کی سفیدی نمودار ہوئی اور اسی سال کے **صفر کے مہینے کی ۶ تاریخ** کو مرض استسقا لاحق ہوا، مکمل دو مہینے تک بیمار رہے لیکن وظائف میں کسی قسم کا فرق نہ آیا، آخر کار **۲۹ ربیع الاول ۹۹۸ ہجری** کو بہشت بریں ہو گئے۔

کافی تلاش کرنے کے باوجود آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے **مزار مبارک** کا پتہ نہیں چل سکا۔

(بوستانِ اخیار، ص 53.55)

(199)۔سیّد بھکاری

سیّد بدر الدین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے بیٹے اور صاحب حال بزرگ تھے۔ **۲۶ ربیع الاول ۹۹۸ھ** کو والدِ بزرگوار نے حالت بیماری میں شہر کے بزرگانِ دین کو بلا کر ان کے روبرو خرقہ اور سجّادہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو مرحمت فرما کر خلافت سے مشرف کیا۔ تمام عمر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

نے عبادت الٰہی میں بسر فرمائی، اور بندگان خدا کو درس و تدریس اور ہدایت و ارشاد سے فیض پہنچاتے رہے۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے **مزار مبارک** کا پتہ نہیں چل سکا۔ (بوستانِ اخیار، ص 60)

(200)۔ شیخ برہان شطّاری

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ عالمگیر بادشاہ کے زمانے کے اولیاء اللہ سے ہیں۔ **ماہ شعبان ۱۰۸۳ ہجری** میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا وصال ہوا۔

شیخ برہاں کہ عارفِ حق بود
محو در ذات پاک مطلق بود
ذات او فیض بخش ابرار است
رونق خاندان شطار است
زیں جہاں رفت درمہ شعباں
جانب چار باغ خلدو جناں
سال نقلش خرد عیاں و نہفت
صاحب ملک خلد برہاں گفت

"صاحب ملک خلد برہاں" کے عدد ۱۰۸۳ بنتے ہیں اور یہی آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا سالِ وفات ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے **مزار مبارک** کا پتہ نہ چل سکا۔ (بوستانِ اخیار، ص 55)

(201)۔خواجہ بختیار

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اکبر بادشاہ کے زمانے کے ایک صاحب کمال درویش تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو بازاور شکرا پرندوں کا بہت شوق تھا۔ اور بہت کثرت سے پال رکھے تھے۔ اکثر اوقات شکار کے واسطے بھی جایا کرتے تھے۔ باوجود اس کے کہ کسی قسم کا دنیوی اسباب موجود نہ تھا مگر مطبخ ہر وقت گرم رہتا تھا اور ہر شخص کے واسطے ہر وقت تازہ کھانا آتا تھا، دن بھر یہی سلسلہ جاری رہتا تھا سخاوت و دریادلی کا یہ عالم تھا کہ کوئی مسکین یا فقیر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خانقاہ سے خالی ہاتھ نہ جاتا تھا اکثر لوگ یہ حالات دیکھ کر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو کیمیا گر خیال کرتے تھے۔ مگر بقول صاحب طبقاتِ اکبری آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کیمیا گر نہ تھے بلکہ خدائی خزانوں کے دروازے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ پر کشادہ تھے ۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** لا پتہ ہے۔(بوستانِ اخیار، ص58)

(202)۔امیر سید جعفر محدث

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ امیر زین العابدین ابن حضرت امیر تقی الدین کرمانی کے بیٹے ہیں۔ سید صحیح النسب اور علوم عقلی و نقلی خصوصاً علم حدیث میں یکتائے روزگار تھے بہت سے تشنگان علوم آپ کے دریائے علم و فضل سے سیراب ہوئے۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ آگرہ میں آرام فرما ہیں مگر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے **مزار مبارک** کا پتہ نہیں چل سکا۔(بوستانِ اخیار، ص62)

(203)۔شیخ جعفر

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ عالمگیر بادشاہ کے زمانے کے بزرگوں میں ہیں۔ ۱۰۷۴ھ میں وفات پائی۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مزار مبارک کا پتہ نہیں چل سکا۔

تاریخ رحلت یہ ہے:

شیخ جعفر کہ منظر دیں بود
عارف حق نماو حق بیں بود
سال نقلش ز نہ رداقِ فلک
جائے جعفر بہشت گفت ملک

”جائے جعفر بہشت“ کے عدد ۱۰۷۴ بنتے ہیں اور یہی آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے وفات کا سال ہے۔(بوستانِ اخیار، ص62.63)

(204)۔شیخ جلال انصاری

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ شیخ عبد اللہ انصاری دانشمند رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے بیٹے ہیں۔ ۹۲۳ھ میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے عالم غیب سے عالم دنیا میں ظہور فرمایا۔ سات برس کی عمر میں حافظ قرآن ہو کر بارہ پندرہ برس کی عمر میں کتب مداولہ کی تحصیل سے فارغ ہو گئے، معقولات میں میر ابو البقا بابری کے شاگرد رشید ہیں۔ بیسویں سال میں اپنے درس دینے سے والدِ بزرگوار کے مدرسہ میں ایک تازہ رونق پیدا کی۔ ہفت اقلیم میں خوشنویساں زمانہ پر فوقیت رکھتے تھے۔ شیخ حاتم سنبھلی جو کہ سر آمد علمائے ہندوستان تھے ایک مرتبہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی درسگاہ میں تشریف لائے دونوں میں خوب علمی مباحثہ ہوا۔ دیگر علوم و فنون میں مساوی اور

ہیئت و ہندسہ میں آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَيْه سبقت لے گئے۔ شیخ حاتم سنبھلی منصف مزاج تھے خاموشی اختیار کی۔

آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَيْه درس دیتے وقت اپنی زبردست باتوں سے تھوڑی سمجھ والے طلبا کی استعداد بڑھایا کرتے تھے، ہمیشہ شریعت کی رعایت کرکے سلوک کے طریقہ میں کوئی طریقہ نہیں چھوڑتے تھے۔

۹۶۱ھ میں آگرہ کے قلعہ کے میگزین میں آگ لگی جس کے صدمہ سے سیکڑوں خوبصورت عمارتیں دوزخ کی طرح بھڑک اٹھیں اور سنگین دیواریں پرندوں کی طرح اڑ اڑ کر کوسوں دور جا پڑیں۔ انہی میں سے ایک سنگریزہ آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَيْه کے مکان میں آکر آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَيْه کے سر پر گرا اور اس کے صدمہ سے ۱۶ ذی القعدہ ۹۶۱ھ کو اس دارِ ناپائدار سے عالمِ قدس کو رحلت فرماگئے۔ قاضی جلال الدین، شیخ افضل محمد، سید بدر الدین آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَيْه کے مشہور شاگرد ہیں جن کا تذکرہ اس کتاب میں موجود ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَيْه کے مزارِ مبارک کا پتہ نہیں چل سکا۔ (بوستانِ اخیار، ص 65)

(205)۔شیخ جلال متورع

آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَيْه بادشاہ اورنگزیب عالمگیر کے زمانے کے خدا شناسان اہل دل سے ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَيْه نے ۱۰۸۹ھ میں وفات پائی۔ آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَيْه کے مزارِ مبارک کا پتہ نہیں چل سکا۔ وصال کی تاریخ یہ ہے:

حاجی　بے　نظیر　شیخ　جلال

بندۂ　خاص　ایزد　متعال

عقل	تاریخ	نقل	آن	مغفور
زدرقم	شد	بہشت	جائے	جلال

”شد بہشت جائے جلال“ کے عدد ۱۰۸۹ بنتے ہیں اور یہی آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی وفات کا سال ہے۔ (بوستانِ اخیار، ص65.66)

(206)۔قاضی جلال الدین ملتانی

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ہندوستان کے بڑے عالم متبحر، حق گو اور خدا پرست تھے۔ **شیخ وجیہ الدین علوی احمد آبادی** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اور **شیخ جلال انصاری اکبر آبادی** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے حلقۂ درس سے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فضل و کمال کا ذخیرہ فراہم اور فقر و تصوف کی چاشنی چکھی تھی۔

ابتدائے زمانہ میں تجارت کیا کرتے تھے، اس کے بعد درس میں مشغول ہوئے۔ کئی برس تک آگرہ میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا علمی فیض (مدرسہ) جاری رہا، سیکڑوں تشنگان علوم آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے دریائے علم و فضل سے سیراب ہوئے۔ اکبر بادشاہ نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے علم و فضل اور دیانت و امانت کا حال سن کر قاضی یعقوب کی جگہ آپ کو اکبر آباد (آگرہ) کا قاضی مقرر کیا، آخر کار آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی حق گوئی اور خدا پرستی نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو جلا وطن کرایا۔ آگرہ سے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیجاپور پہنچے، وہاں کے حکام نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے دین اسلام میں استقامت اور اظہار کلمۃ الحق کا حال سنا تو بہت تعظیم و تکریم سے پیش آئے۔ وہاں سے سفر حج کو تشریف لے گئے اور وہیں **۹۹۹ھ میں سفر آخرت** اختیار کیا۔ اور

بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے بیجا پور میں ہی وصال فرمایا۔واللہ تعالی اعلم۔(بوستانِ اخیار، ص67)

(207)۔جمال شاہ مجذوب

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ مداریہ سلسلے کے فقیر تھے۔ حضرت امیر ابو العلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی نظر پر اثر کی تاثیر سے شراب وحدت سے مدہوش ہو کر مجذوب کامل ہو گئے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مزارِ مبارک کا پتہ نہیں چل سکا۔(بوستانِ اخیار، ص67.68)

(208)۔شیخ جمال الدین محدث

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ عالمگیر کے زمانے کے محدثان با کمال اور مشائخین نامدار سے ہیں۔ ۲۱ ذی القعدہ ۱۰۷۸ھ کو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے وفات پائی۔ تاریخ رحلت یہ ہے:

عالم بے نظیر شیخ جمال
عارف ذات ایزد متعال

عقل تاریخش از شواہق خلد
گفت دادہ جمال رونق خلد

"دادہ جمال رونق خلد" کے عدد ۱۰۷۸ بنتے ہیں اور یہی آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے وفات کا سال ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مزارِ مبارک کا پتہ نہیں چل سکا۔(بوستانِ اخیار، ص ٦٨)

(209)۔مفتی شیخ جنید

آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَيْه مفتی بہاء الدین ملتانی اکبر آبادی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَيْه کے فرزند رشید صاحب علم، پاکیزہ اخلاق، ستودہ صفات اور زاہدانہ افعال والے تھے۔ علم و فضل کی تحصیل اپنے والد بزرگوار سے کی تھی۔

آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَيْه کا دستر خوان خلیلی دستر خوان تھا، بغیر مہمان کے کبھی آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَيْه کھانا نہیں کھاتے تھے۔ صاحبان احتیاج کے حق میں آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَيْه کی سفارش مؤثر ہوا کرتی تھی۔ اہل ضرورت کی ضرورت کا تعلق جہاں ہوتا وہ کتنا ہی نامہرباں اور سیاہ دل ہوتا مگر کام بے تأمل آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَيْه کے مطابق انجام کو پہنچ جاتا تھا۔

اسی طرح آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَيْه کی دعائیں آشنا اور بیگانہ دونوں کے واسطے عام اور مشکلات میں مقبول ہوا کرتی تھیں۔ ۴ شعبان ۹۹۸ھ کو آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَيْه روحانی باغ کی سیر کو تشریف لے گئے۔ آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَيْه آگرہ میں مدفون ہیں مگر مزارِ مبارک کا کوئی پتہ نہ چل سکا۔ آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَيْه کے والد مفتی بہاء الدین رَحْمَۃُ اللهِ عَلَيْه کا مزار مبارک کچھ پورہ میں موجود ہے۔(بوستانِ اخیار، ص ٦٨)

(210)۔شیخ چندن قریشی

آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَيْه علامی ابو الفضل کی جد مادری یعنی نانا ہیں۔ علوم دینی، تقوی و پرہیز گاری، بلند ہمتی، ایثار، توکل وغیرہ اوصاف حمیدہ اور صفات پسندیدہ سے موصوف تھے۔ شیخ جمالی کے پیر بھائی اور شیخ سماء الدین کنبوہ دہلوی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَيْه کے مرید ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَيْه فرمایا کرتے تھے کہ انسان کے واسطے عنایت الٰہی سے یہ چار چیزیں کافی ہے: علم۔ عمل۔ عمر۔

اور عافیت اور یہ چاروں چیزیں طینت بشری کے خمیر میں داخل ہیں، ان کے حصول کے واسطے دعا کے ذریعہ سے خواہش کرنی چاہیے، جب عبودیت کا مرتبہ کمال کو پہنچے گا۔

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کا **مزارِ مبارک** آگرہ میں ہے مگر **مزارِ مبارک** کا کوئی پتہ نہیں چل سکا۔(بوستانِ اخیار، ص69.70)

(211)۔سید حبیب مجذوب

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کا جذبہ سلوک کے ساتھ شامل اور مستی و ہوشیاری ملی جلی تھی۔ پوشیدہ واقعات اور چھپے ہوئے حالات کا آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی بصیرت کے آئینہ میں عکس پڑتا تھا۔

آگرہ میں شاہ قلی خاں محرم کے باغ کے پہلو میں آپ کا گھر تھا۔اب نہ باغ موجود نہ مزار کا کچھ نشان ہے۔

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے **مزارِ مبارک** کا کچھ پتہ نہیں چل سکا۔(بوستانِ اخیار، ص70)

(212)۔مرزا حسن بیگ صوفی

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه عالمگیر بادشاہ کے زمانہ کے مشائخین میں سے ہیں، **شب جمعہ ۲۲ صفر ۱۰۷۴ھ** کو آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے وفات پائی۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے **مزارِ مبارک** کا پتہ نہیں چل سکا۔

تاریخِ وفات یہ ہے:

عارفِ حق بیں و بحق آشنا

بود حسن بیگ ز صدق و صفا

سالِ	وصالش	خرد	حق	نما
گفت	حسن	بیگ	شہیدِ	خدا

"حسن بیگ شہیدِ خدا" اس کے عدد ۱۰۷۴ بنتے ہیں اور یہی آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے وفات کا سال ہے۔(بوستانِ اخیار، ص71.72)

(213)۔شیخ حسین بدخشی

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ **مخدوم شیخ حسین خوارزمی** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مرید و خلیفہ اور بہت بڑے صاحب باطن بزرگ تھے۔ شریعت پر ثابت قدم اور سلسلہ کبیر یہ کے معتقد تھے۔ عشق و محبت الٰہی میں سرشار تھے۔

ہر روز صبح کی نماز کے بعد شیخ رشید کی کتاب **"مصباح"** اور **"مثنوی مولانا روم"** آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی مجلس میں پڑھی جاتی تھی۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی صحبت بڑی با اثر تھی کہ ہزاروں پر اثر کر گئی۔ اکبر بادشاہ کے زمانے میں حج و زیارت کے واسطے کوچ فرمایا۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے **مزار مبارک** کا کوئی نشان اب نہیں ملتا۔(بوستانِ اخیار، ص72)

(214)۔میر سید رفیع الدین ثانی

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ قطب العالم شیخ عبد القدوس گنگوہی کے خلفائے اعظم میں سے ہیں۔ ۹۶۵ **ہجری** میں وفات پائی۔ **مزار مبارک** کا پتہ نہیں چل سکا۔(بوستانِ اخیار، ص79)

(215)۔شاہ رفیع الدین سبزپوش

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ عالمگیر بادشاہ کے زمانے کے بزرگان خدا شناس سے تھے۔ **۱۰۸۶ ہجری** میں واصل بحق ہوئے **مزار مبارک** کا پتہ نہیں چل سکا۔ تاریخ

آن　سیادت　پناہ　عالی　جاہ
کہ　وجودش　بخلد　عمدہ　خلد
سال　تاریخ　نقل　او　رضواں
گفت　سید　رفیع　زبدۂ　خلد

"سید رفیع زبدۂ خلد" کے عدد ۱۰۸۶ بنتے ہیں اور یہی آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے وصال کا سال ہے۔ (بوستانِ اخیار، ص79)

(216)۔شیخ زاہد

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ عالم با عمل عارف حق شناس اولیائے کامل میں سے تھے عشق حقیقی کی سوزش سے آپ کا سینا کباب بنا رہتا تھا۔

۱۶ ربیع الاول ۱۰۷۰ ہجری کو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے وصال فرمایا۔ وصال کی تاریخ یہ ہے:

کامل　الاولیاء　وحق　واصل
شیخ　زاہد　بسیرت　افضل
سال　نقلش　یمین　مالاشد
جا　زاہد　بہشت　والا　شد

"جا زاہد بہشت والا شد" کے عدد ۱۰۷۰ بنتے ہیں اور یہی آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے وصال فرمانے کا سال ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مزار مبارک کا کچھ پتہ نہ چل سکا۔

(بوستانِ اخیار، ص80)

(217)۔سید زین العابدین

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ علمائے اکبر اباد (آگرہ) میں سے ہیں۔ **سید علاء الدین مجذوب** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے معتقدین خاص سے تھے۔ تذکرۂ اسرار الابرار جس میں سید علاء الدین مجذوب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے حالات لکھے ہوئے ہیں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ہی کی یادگار ہے یعنی یہ کتاب آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ہی کی لکھی ہوئی ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے وفات کا سال اور **مزار مبارک** کا پتہ نہیں چل سکا۔(بوستانِ اخیار، ص82)

(218)۔شیخ سالم بنی اسرائیل

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ **شیخ حسام الدین** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے بیٹے ہیں۔ زہد و تقوی میں شہرۂ آفاق اور ریاضت و نفس کشی میں بے نظیر تھے۔ ابتدائے حال میں بمقام دہلی علوم رسمی کی تحصیل کی، اس کے بعد ازلی عنایت نے جذبۂ الٰہی سے ہم اغوش کر دیا اور آگرہ آکر عبادت و ریاضت میں مشغول ہوئے۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے تمام کھانے پینے کی چیزیں چھوڑ دیں تھیں "**رَاحَتُ الْجِسْمِ فِی قِلَّةِ الطَّعَامِ**"(ترجمہ: تھوڑا کھانے میں بدن کی اسائش ہے) پر کاربند اور دن رات میں بقدر رمق دودھ پی لیا کرتے تھے اکبر بادشاہ کے زمانے میں بقید حیات تھے۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے **مزار مبارک** کا پتہ نہیں چل سکا۔(بوستانِ اخیار، ص83)

(219)۔سقا

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ **شیخ جامی محمد حنوثانی** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مرید اور صاحب جذبہ و حال بزرگ تھے۔ اسم مبارک گمنامی میں پوشیدہ ہے۔ اکبر بادشاہ کے زمانے میں ہمیشہ آگرہ کے گلی

کوچوں میں اپنے چند شاگردوں کو ساتھ لیے ہوئے اور مشکیں کندھے پر دھرے ہوئے مخلوق خدا کو پانی پلانے میں مصروف رہتے تھے۔ اسی حال میں اکثر اشعار ابدار فرماتے تھے۔ شاگردوں نے کئی دیوان جمع کیے مگر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے حالت جذبہ میں سب کو دھو ڈالا۔ اخیر میں صرف ایک دیوان کسی طرح بچ گیا۔

ایک مرتبہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پیر زادوں میں سے ایک شخص ہندوستان میں آیا، اس وقت جو کچھ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس موجود تھا سب اس کی نذر کر دیا اور بالکل تجرید اختیار کر کے سراندیپ (لنکا) کا راستہ لیا۔ **۱۰۰۰ ہجری** میں اثنائے راہ میں جلوۂ الٰہی کی زیارت کے واسطے سفر اختیار کیا یعنی آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا وصال ہو گیا۔ وہ ملک بالکل کفرستان تھا۔ ایک شخص کو خواب میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بشارت دی لہٰذا اس نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی تجہیز و تکفین کی۔ (بوستانِ اخیار، ص83.84)

(220)۔میر سید احمد

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سیالکوٹ کے رہنے والے ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سید محمد فاضل مظہر الحق صاحب مخبر الواصلین کے والدِ بزرگوار اور شاہجہاں بادشاہ کے زمانہ کے مشائخین نامدار میں سے تھے۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ **جمعرات کے دن ۲۵ ذوالحجہ ۱۰۶۲ھ** کو دارالفنا سے دار البقا کو کوچ فرمایا۔ اور آگرہ میں مدفون ہوئے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے **مزار مبارک** کا پتہ نہیں چل سکا۔

تاریخِ وفات یہ ہے:

سید احمد کہ عمدہ دیں بود
عزت شان وفخر تمکیں بود
شد رقم سالِ نقل آن سید
آب و رونق بخلد از احمد

"آب ورونق بخلد از احمد" اس کے عدد ۱۰۶۲ بنتے ہیں اور یہی آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ کے وفات کا سال ہے۔ (بوستانِ اخیار، ص86)

(221)۔سید شاہ میر سامانہ

آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ سید صحیح النسب ہیں۔ تمام علوم میں یکتا اور بڑے عابد وزاہد بزرگ تھے۔ اکبر بادشاہ کے زمانے میں جمنا پار مفتی پورہ میں **شیخ بہاء الدین** رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ کے قریب رہتے تھے۔

آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ تمام عمر قانع اور طلبا کے پڑھانے میں مصروف رہے۔ سیکڑوں طلبا اور صوفی خانقاہ میں جمع رہتے اور آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ کی صحبت سے فائدہ اُٹھاتے تھے۔ آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ کے **مزار مبارک** کا پتہ نہیں چل سکا۔ (بوستانِ اخیار، ص88)

(222)۔مولانا شمس الضحی اکبرآبادی

آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ **ملا ولی محمد** رحمۃ اللہ علیہ (جن کا مزار پیلی کوٹھی بالوگنج میں سڑک کے کنارے ہے) کے فرزند رشید اور **سید عبد اللہ قادری بغدادی، رامپوری** رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ کے خلیفہ، اور امجد علی شاہ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ کے پیر بھائی اور تیرہویں صدی ہجری کے مشائخینِ اکبر آباد میں سے ہیں۔ آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ کے **مزار مبارک** کا کچھ پتہ نہیں چل سکا۔

(بوستانِ اخیار، ص 88.89)

(223)۔شیخ ضیاء اللّٰہ شطّاری

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ غوث الاولیاء، **شیخ محمد غوث گوالیاری** رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے فرزند رشید ہیں۔ والد ماجد کی زندگی ہی میں گجرات تشریف لے گئے اور **حضرت شیخ وجیہ الدین علوی** رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی خدمت بابرکت میں جملہ علوم عقلی و نقلی میں کمال حاصل کیا۔

اس کے بعد نہر دالہ (پٹن) میں شیخ محمد طاہر لوہرہ محدث رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی کامل دس برس تک شاگردی کر کے حدیث کی سند حاصل کی۔ اسی عرصہ میں حضرت غوث الاولیاء، شیخ محمد غوث گوالیاری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے شیخ نور محمد کو خرقۂ خلافت اور اجازت نامہ دے کر آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی خدمت میں روانہ کیا تھا۔

۹۷۰ھ میں والد ماجد کے وصال فرمانے کے بعد آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ گوالیار تشریف لائے اور چند روز وہاں قیام کر کے آگرہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف کیا اور یہاں کی سکونت اختیار فرما کر مکان اور خانقاہ تعمیر کرائی۔

۳۵ برس تک از روئے باطن خداشناسی کے حجرہ میں چلہ نشین رہے۔ اور از روئے ظاہر لوگوں سے میل ملاقات اور جلسوں کی نشست و برخاست کو اپنے خلوت کے جمال کا نقاب بنائے رکھا۔

صاحب منتخب التواریخ کا بیان ہے کہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی خانقاہ میں رات و دن تصوف کی گفتگو ہوا کرتی تھی اور اس علم میں آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کو ایسی مہارت حاصل تھی کہ

اور مشائخ میں کم ہوتی ہے۔ قرآن شریف آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ کو خوب یاد تھا اور اس کے معنی اس عمدگی سے بیان فرماتے تھے کہ کسی تفسیر کی ضرورت نہ رہتی تھی۔

فقراء اور مسافروں اور اہل حاجت کی حاجت روائی کا آپ کو خاص طور سے خیال رہتا تھا۔

۱۰۰۵ھ میں بمقام لاہور اکبر بادشاہ کی ران میں ایک ہرن کے سینگ سے نہایت سخت زخم آیا تھا۔ اکبر بادشاہ نے ایک روز علامی ابوالفضل سے کہا کہ اس واقعہ سے دور و نزدیک کے تمام اکابر اور امرا کے آنے سے ہمیں شیخ ضیاء اللّٰد رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ یاد آئے، لیکن شیخ ضیاء اللّٰد رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ نے ہم کو یاد نہیں کیا یعنی میری بیماری پرسی کرنے نہیں آئیں۔ شیخ ابوالفضل نے اکبر بادشاہ کا یہ حال آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ کو لکھ بھیجا۔ آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ نہ چاہتے ہوئے بھی آگرہ سے لاہور پہنچے اور اکبر بادشاہ کی عیادت فرمائی۔ چند روز کے بعد اکبر بادشاہ نے کہا کہ شہزادہ دانیال کی ایک بیوی امید سے ہے یعنی اس کو بچہ ہونے والا ہے۔ ہماری تمنا ہے کہ وضعِ حمل شیخ کے متبرک مکان میں ہو۔ آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ نے اس حکم کی تعمیل میں کئی مرتبہ عذر پیش کیا مگر قبول نہ ہوا بالآخر شہزادہ دانیال کی بیوی نے آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ کے مکان میں آکر بچہ جنا۔

آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ کو اس واقعہ سے ایسی نفرت پیدا ہوئی کہ زندگی سے تنگ دل ہو گئے اور ایک ہفتہ کے بعد **۳رمضان، ۱۰۰۵ھ** کو فردوس بریں کو روانہ ہو گئے یعنی آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ کا وصال ہو گیا۔ پہلے آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ کو بطور امانت لاہور میں سپرد خاک کیا گیا پھر

ایک برس کے بعد وہاں سے منتقل ہو کر آگرہ میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خانقاہ کے اندر دفن کیا گیا۔ اب نہ خانقاہ موجود، نہ مزار مبارک کا پتہ ہے۔ اب صرف کتابوں میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا مبارک نام باقی اور یاد گار رہ گیا ہے۔ (بوستانِ اخیار، ص92.93)

(224)۔امیر عبدالباسط

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ امیر عبد اللہ احراری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے بڑے بیٹے اور حضرت امیر ابو العلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے چچازاد بھائی اور سالے ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اپنے والد ماجد کے انتقال کے بعد حضرت امیر ابو العلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خدمت میں حاضر ہو کر نعمت باطن کے طالب ہوئے۔ حضرت امیر ابو العلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ایک ہی توجہ میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو منزل مقصود پر پہنچادیا۔ یعنی آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ولایت کے مرتبہ پر فایز ہو گئے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مزار مبارک کا پتہ نہیں چل سکا۔ (بوستانِ اخیار، ص95)

(225)۔شیخ عبداللہ دانش مند

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ شیخ یعقوب ابن شیخ نصیر الدین انصاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے فرزند رشید یعنی بیٹے ہیں۔ سپہ گری اور نوکری کے دنوں میں ہر قسم کے علوم حاصل کئے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرمایا کرتے تھے کہ سپہ گری میں جہاں پیمائی لازمی ہے اس وجہ سے میرے ۱۰۰ سے زیادہ استاد ہیں۔ جہاں جہاں میں رہا، وہاں کے علما فضلاء کی صحبت سے کچھ نہ کچھ علمی ذخیرہ حاصل کیا۔

جب عالمِ جوانی نے کوچ کیا تو لوگوں کی خدمت گزاری بری معلوم ہونے لگی، لہٰذا نوکری کو چھوڑ کر گوشہ نشینی اختیار کرلی اور کتابت کے فن سے اپنا روزگار چلاتے رہے۔

۶ شوال ۹۴۳ھ کو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے انتقال فرمایا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مزار مبارک کا پتہ نہیں چل سکا۔ (بوستانِ اخیار، ص95.96)

(226)۔شیخ عبد اللّٰہ گھٹواسن

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا مشرب اویسیہ تھا۔ نہایت متوکل بزرگ تھے، کبھی دنیا دار لوگوں کے پاس اپنی ضرورت کے لیے نہیں گیے۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا مزار مبارک موضع گھٹواسن کے قریب تھا جس کا اب پتہ نہیں چلتا۔ (بوستانِ اخیار، ص96)

(227)۔شاہ فرہاد صفات جمالی قادری نقشبندی

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اکبر آباد کے خدا رسیدہ بزرگوں میں ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پورے حالات لاعلمی میں ہیں۔ ۲۳، رجب ۱۱۹۹ھ کو دوشنبہ یعنی پیر شریف کے دن آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے رحلت فرمائی۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مزار مبارک کا پتہ نہیں چل سکا۔ (بوستانِ اخیار، ص138)

(228)۔مولانا فرید

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سیّد شاہ میر سامانہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مرید اور شاگرد رشید اور علمائے اکبر آباد سے تھے۔ جمنا پار محلہ مفتی پورہ میں اپنے استاد کی خانقاہ میں رہتے تھے۔ اگرچہ تحصیل علوم معمولی کی تھی مگر ایسا کمال حاصل کر لیا تھا کہ کیسا ہی مشکل مسئلہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے دریافت کیا جاتا اُسے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ حل کر دیتے تھے۔

مشہور تھا کہ مشرق و مغرب کے تمام واقعات ہر رات کو اپنے پیر کے سامنے بیان کر دیا کرتے تھے۔ کوئی کہتا تھا کہ جن آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا مطیع ہے، کوئی اور کچھ خیال کرتا تھا۔ **حضرت شیخ ضیاء اللہ** رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ تمام سلسلہ غوثیہ کے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے معتقدین خاص سے تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے **مزار مبارک** کا پتہ نہیں چل سکا۔

(بوستانِ اخیار، ص138)

(229)۔شیخ فیروز

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ شاہ جہاں بادشاہ کے زمانے کے مشائخین میں سے ہیں۔ **۱۰۶۱ھ** میں آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے وصال فرمایا۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے **مزار مبارک** کا پتہ نہیں چل سکا۔(بوستانِ اخیار، ص139)

(230)۔قاضی قربان

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ شاہ جہاں اور عالمگیر کے زمانے میں اکبر آباد کے قاضی القضات اور صاحب علم و عمل تھے۔ شاہ جہاں بادشاہ کی تجہیز و تکفین آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ ہی کے ہاتھ سے ہوئی۔

۱۰۸۵ھ میں آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے وفات پائی۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے وفات کی تاریخ یہ ہے:

قاضی　که　بحق　همیشه　راضی　بوده
همتاش　مگر　بعهد　ماضی　بوده

تاریخ گذشتن محمد قربان
گفتم کہ بسا عزیز قاضی بودہ

"بسا عزیز قاضی بودہ" اس کے عدد ۱۰۸۵ بنتے ہیں اور یہی آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے وفات کا ہجری سال ہے۔ افسوس آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے **مزار مبارک** کا بھی کچھ پتہ نہیں چل سکا۔(بوستانِ اخیار، ص140)

(231)۔سید لطف اللہ شہید

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ حاجی الحرمین شریفین اور عالمگیر بادشاہ کے زمانے کے شہدائے نامدار سے ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے **مزار مبارک** کا پتہ نہیں چل سکا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی **شہادت کی تاریخ ۱۰۸۹ھ** ہے:

آن حاجی و غازی و معارف آگاہ
از نسل محمد و علی ہست بجاہ
تاریخ شہادتش رقم زد ہاتف
حقّا بہ یقین شہید شد لطف اللہ

(بوستانِ اخیار، ص144)

(232)۔لوٹن شاہ مجذوب

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بڑے مست مجذوب تھے۔ بازاروں میں لوٹا کرتے تھے اور دور دور تک لوٹتے ہوئے چلے جاتے تھے۔ اسی وجہ سے لوٹن شاہ نام پڑ گیا۔ اکثر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ساتھ کتے رہا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت سید قربان علی شاہ نقشبندی مجددی جو کہ

آگرہ میں صدر دیوانی (ہائی کورٹ) میں وکالت کرتے تھے کچہری سے پالکی میں بیٹھ کر گھر کو تشریف لا رہے تھے راستہ میں آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بھی ساتھ ہو لئے۔ جب مکان پر پہنچے تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ واپس ہونے لگے۔ سید قربان علی شاہ صاحب نے فرمایا کہ یہ ہمارا مکان ہے اندر چلے آؤ۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ ان کے ساتھ اندر تشریف لے گئے۔ مغرب کی نماز کا وقت قریب تھا۔ سید صاحب نے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے فرمایا کہ میاں لوٹن شاہ تم نے کبھی نماز بھی پڑھی ہے؟ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے جواب دیا کبھی نہیں پڑھی۔ سید صاحب نے فرمایا کہ آج ہمارے ساتھ نماز پڑھ لو اور خادم کو حکم دیا کہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کو وضو کروائے۔ پس وضو کے بعد نماز میں اپنے پیچھے کھڑا کر لیا۔ نماز کی حالت میں آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کو کیفیتِ گریہ شروع ہو گئی۔ سید صاحب تو نماز تمام فرما کر فارغ ہو گئے مگر آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی نماز بہت دیر تک ختم نہ ہوئی اور لگاتار سجدے پر سجدے کرتے رہے اور بار بار کہتے تھے کہ میر صاحب آپ نے تو مجھے اللہ کے سامنے کھڑا کر دیا اب تو میں نماز ہی پڑھے جاؤں گا۔ جب کسی طرح نماز ختم ہوتے نہ دیکھی تو سید صاحب کے ایک ملازم نے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کو بامشکل مکان سے لے جا کر دوکان پر بیٹھا دیا۔ تین شبانہ روز یہی کیفیت طاری رہی اور اسی حالت میں واصل بہ حق ہو گئے یعنی آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا وصال ہو گیا۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے **مزار مبارک** کا کچھ پتہ نہیں چل سکا۔ (بوستانِ اخیار، ص145.146)

(233)۔شیخ ماکھو مجذوب

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بڑے صاحب جذب مجذوب تھے۔ صاحب طبقات اکبری کا بیان ہے کہ آگرہ میں عجیب و غریب باتیں اور انکشاف باطن آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے ظاہر ہوئیں۔

آسمانی خزانوں کے دروازے آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه پر کشادہ تھے۔ ہمیشہ بیسیوں بچّے آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے ساتھ گلی کوچے میں پھرا کرتے اور لوگوں کو گالیاں دیا کرتے تھے۔ سب کو روزانہ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه سے وظیفہ ملا کرتا تھا جو لڑکا گالیوں کی زیادہ تواضع کرتا وہ زیادہ انعام پاتا تھا۔

سیکڑوں محتاج و تنگدست آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے ساتھ لگے رہتے تھے اور نقد روپے سے فیضیاب ہوتے تھے۔ ہر شخص سے آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی یہ التجا ہوتی تھی کہ دعا کرو کہ ماکھو جلد زمین میں سما جائے۔

۹۸۲ھ میں آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه خاک نشین ہوئے یعنی آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کا وصال ہو گیا۔ ”شیخ ماکھو“ کے عدد ۹۸۲ بنتے ہیں اور یہی آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے رحلت کی تاریخ ہے۔

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے **مزار مبارک** کا کوئی پتہ نہیں چل سکا۔ (بوستانِ اخیار، ص146)

(234)۔شیخ محب اللّٰہ

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه اکبر آباد کے اولیائے نامدار مشائخین صاحب اسرار سے ہیں۔

علوم ظاہری میں اہل زمانہ کے استاد اور علمائے عہد میں ممتاز تھے۔

بہت سی تصانیف آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے چھوڑی تھیں جن میں سب سے مشہور اور بہتر شرح فصوص ہے۔

بے شمار طالبان خدا آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی نظر کیمیا اثر سے کمال کے مرتبہ پر پہنچے۔ **۲۱ جمادی الثانی ۱۰۵۸ھ** کو آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه عالم بقا کو کوچ فرما گئے یعنی آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کا وصال ہو گیا۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے **مزار مبارک** کا کوئی پتہ نہیں چل سکا۔

معدن حق شیخ محب اللہ
رفت چوں ایں جہاں بہ اوج جناں
سال وصالش چو بجستم زدل
گشت ندا شیخ محب زماں

"شیخ محب زماں" کے عدد ۱۰۵۸ بنتے ہیں اور یہی آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے وصال کا ہجری سال ہے۔(بوستانِ اخیار، ص154)

(235)۔قاری شیخ عبدالملک

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ **شیخ عبداللہ** بن شیخ صالح ابن محمود غزنوی خالدی کے فرزند رشید ہیں۔ آغاز ہوش میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو علمی شوق پیدا ہوا اور آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اپنے وطن سے چل کر ہری میں پہنچے اور حافظ محمود تاباد گانی کی خدمت میں کلام ربانی حفظ کیا۔

اس کے بعد حافظ عثمانی ہروی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خدمت میں حاضر ہو کر علوم وفنون خصوصاً قراءت میں کمال پیدا کیا۔ یہ حافظ صاحب جامع انواع علوم اور صاحب ولایت تھے اور خواجہ خضرعلیہ السلام کی صحبت سے مفتخر اور حضور خاتم الانبیاء صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زیارت سے مشرف تھے اور حضور والا کی تعلیم سے کسبی اور وہبی علوم کی مشکلات انہوں نے حل کی تھیں۔

قاری صاحب اپنے سینہ کو خدائی علم کے نور سے منور کر کے **شیخ زین الدین خوانی** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی ملازمت میں حاضر ہوئے۔

یہاں اپنے دل کو وحدت و حقیقت کی روشنی سے تاباں و درخشاں کر کے خلعت خلافت سے مشرف ہوئے۔

جب آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی بزرگی کا شہرہ سلطان ذیشان سکندر لودی کے کان تک پہنچا تو بار بار آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی بارگاہ میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی تشریف آوری کی خواہش کی عرضیاں بھیجیں۔ آخر کار حامی دین سلطان کے اصرار سے مجبور ہو کر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ آگرہ تشریف لائے۔

بادشاہ نے حد سے زیادہ تعظیم و تکریم کی، سلطان کے التماس کے موجب آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے آگرہ کی سکونت اختیار فرمائی مگر کوئی جاگیر یا معین وظیفہ سکندر لودی سے اور نہ سکندر لودی کے بعد کسی حکام سے قبول فرمایا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کلام ربانی کو سات قراءت اور چودہ روایت سے پڑھتے تھے اور ہمیشہ سب کو خواہ درویش ہو یا مالدار مفت میں اللہ پاک کی رضا کے لیے قرآن اور قراءت سکھایا کرتے تھے۔

بے شمار لوگوں کو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی ذات بابرکات سے فیض پہنچا۔ ایک سو تیس برس کی عمر میں **رجب کے مہینے ۹۵۶ھ** بہشت نشینوں کو قرآن سنانے کے واسطے تشریف لے گئے۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے بیٹے شیخ محمد خالدی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا تذکرہ اس کتاب میں موجود ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے **مزار مبارک** کا کوئی پتا نہیں چل سکا۔ (بوستانِ اخیار، ص115.116)

(236)۔قاری شیخ محمد خالدی

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ **قاری شیخ عبد الملک** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے فرزند ارجمند اور شاگرد رشید ہیں۔ علم قراءت میں استاد زمانہ اور نہایت عابد و زاہد بزرگ تھے۔ مسلسل روزے رکھنے کے باوجود عبادت گزاری کی طاقت میں کمی نہیں آتی تھی۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے کبھی سلا ہوا کپڑا نہیں پہنا، صرف تہبند اور چادر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا لباس تھا۔ تمام عمر کسی قسم کی جاگیر یا وظیفہ کسی بادشاہ یا وقت کے حاکم سے قبول نہیں کیا جو کچھ ضرورت پڑتی "**وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ**" (تمہارا رزق آسمانوں میں ہے) کے خزانے سے پوری ہو جاتی تھی۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے والدِ بزرگوار کے خرقۂ خلافت پر ہی دل نہاد ہو کر نہیں رہا بلکہ ہمیشہ حضرت غوث الاعظم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے باطن سے پرورش کی تلاش رکھی۔ جب میں اپنے پیر باطن کی طرف نصف یعنی آدھی توجہ بھی کرتا ہوں تو تمام دشواریاں آسان ہو جاتی ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے تمام عمر کبھی غوث پاک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا نام بغیر وضو کے نہیں لیا۔

۱۴ رجب ۹۷۰ ہجری کو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فردوس بریں کی راہ لی۔ منقول ہے کہ وصال فرمانے سے آٹھ دن پہلے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا کہ محمد کو ایک جگہ مقرر کر دیا تھا لیکن اب کہاں جاؤں گا یہ اطلاع نہیں ہے۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے **مزار مبارک** کا کوئی پتہ نہیں چل سکا۔ (بوستانِ اخیار، ص 157)

(237)۔میر سید محمد جعفر ابو العلائی

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ **شاہ امیر ابو العلی** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے خلفائے عظیم الشان میں سے ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ پر سکر و فنا کی حالت غالب تھی دو دو روز تک مراقبہ سے سر نہ اُٹھاتے تھے۔ راستہ میں کبھی نگاہ اوپر کو نہ اٹھتی تھی۔ محفل سماع میں پاؤں میں گھونگرو باندھ کر تشریف لے جاتے تھے۔ حالت وجد میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے گھونگروں کی جھنکار سے تمام مجلس مست ہو جاتی تھی۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے **مزار مبارک** کا پتا نہیں چل سکا۔(بوستانِ اخیار، ص170)

(238)۔شیخ محمد زاہد

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ شیخ محمد یحییٰ الملقب بہ شاہ خوب اللہ الہ آبادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے خلفائے اعظم سے ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** لا پتہ ہے۔(بوستانِ اخیار، ص170)

(239)۔مولانا محمد سعید اعجاز

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ عالم با عمل اور شاعر شیریں کلام ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا کلام بیش بہا موتی اور نہایت پسندیدہ ہے۔ اعجاز تخلص، ملا عبد العزیز اکبر آبادی کے شاگرد رشید، مرزا بیدل، میر معز فطرت اور مولانا ناصر علی کے ہم صحبت اور یار غار تھے۔ مدت تک اکبر آباد میں درس و تدریس سے طالبان علوم کو فیض پہنچاتے رہے۔

آخر کار ۱۱۱۷ھ میں روضہ جناں کو رخصت ہو گئے۔ اس زمانے کے اکثر فضلا کو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی شاگردی کا فخر حاصل تھا۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے **مزار مبارک** کا کوئی پتا نہیں چل سکا۔(بوستانِ اخیار، ص171)

(240)۔مولانا محمد عارف

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ شاہ خوب اللہ (محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ) الہ آبادی کے مرید و خلیفہ مشائخین اکبر آباد سے تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مزار مبارک اور وفات کے سال کا کچھ پتا نہیں چل سکا۔(بوستانِ اخیار، ص198)

(241)۔سید محمد عاقل

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ میر محمد فاضل صاحبِ مخبر الواصلین کے برادر حقیقی یعنی سگِ بھائی اور مشائخین صاحب اسرار سے تھے۔ اور جمادی الثانی ۱۰۹۲ھ کو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے وفات پائی۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مزار مبارک کا کچھ پتا نہیں چل سکا۔(بوستانِ اخیار، ص198)

(242)۔میر محمد عاقل

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ میر محمد صالح کے فرزند رشید ہیں اور نہایت نیک خصلت، خوش سیرت اور بابرکت بزرگ تھے۔ ۷ رجب ۱۰۸۸ھ کو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے رحلت فرمائی۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مزار مبارک کا کچھ پتا نہیں چل سکا۔(بوستانِ اخیار، ص199)

(243)۔میر محمد فاضل

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ میر سید احمد اکبر آبادی کے فرزند رشید اور خدا شناسوں کے عالیشان دربار کے میر منشی ہیں۔ مظہر الحق تخلص اور شیخ الشیوخ محمد صالح اکبر آبادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے شاگرد رشید اور مرید ہیں۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا علم و فضل اور تاریخ گوئی کے کمال کی یادگار کتب "مخبر الواصلین" موجود ہے۔ جس میں حضور سرور عالم محبوب معظم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے لے کر اپنی

وفات یعنی ۱۱۰۵ھ تک تمام مشاہیر بزرگان اسلام کی رحلت کی تاریخیں نظم میں قلمبند فرمائی ہیں۔ عجیب و غریب اور دلچسپ مادہ ہائے تاریخ کے علاوہ مختصر تاریخی واقعات بھی سلسلۂ نظم میں منسلک کرکے دریا کو کوزے میں بھر دیا اور سیکڑوں بیش بہا موتیوں کو ایک بے نظیر لڑی میں پرو کر اپنا کمال دکھایا ہے۔

یہ کتاب چھپ گئی ہے اس کے علاوہ ایک مشائخین کا تذکرہ نثر میں بھی لکھا ہے جو **"تذکرۃ القدما"** کے نام سے موسوم مگر نایاب ہے۔ افسوس ہے کہ اس کے مطالعہ کا شرف نگارندۂ بوستاں اخیار کو حاصل نہیں ہوا۔

دوسری ربیع الثانی ۱۱۰۵ھ کو آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ نے سفر آخرت اختیار فرمایا اور جنت والوں کے ہم نشین ہوئے۔ آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کے **مزار مبارک** کا پتا نہیں چل سکا۔

(بوستانِ اخیار، ص200)

(244)۔خواجہ محمد میر نقشبندی

آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ تیرہویں صدی کے بزرگوں میں ہیں۔ سلسلہ نقشبندیہ میں منسلک اور صلاحیت و پرہیزگاری کے ساتھ آراستہ تھے۔ اکثر لوگوں نے آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کی ہدایت وارشاد سے خداشناسی کے میدان میں قدم رکھا۔ **شیخ برکات رسول مارہروی** رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ جو صلاح و تقویٰ سے موصوف اور بابرکت بزرگ تھے آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کے مریدان جان نثار سے تھے۔ آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کے **مزار مبارک** کا پتا نہیں چل سکا۔(بوستانِ اخیار، ص203)

(245)۔مولانا میر کلاں محدث

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ **شیخ جلال** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مرید اور ملّا خواجہ کوہی خراسانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پوتے ہیں۔ علم و فضل سے موصوف خصوصاً علم حدیث میں بے نظیر اور کمالات ظاہری و باطنی سے آراستہ تھے۔ مولانا زین الدین محمود کمانگر بھدائی کے منظور نظر اور حدیث میں سید میرک شاہ ولد میر جمال الدین محدث کے شاگرد رشید تھے۔ تمام صغیرہ اور کبیرہ سے پاک اور نہایت عابد وزاہد خداشناس بزرگ تھے۔

ہمیشہ سر نیچا کیے ہوئے مراقبہ میں بیٹھے رہتے تھے۔ تمام عمر دینی علوم کا فیض آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے جاری رہا۔ "**اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ اُمَّهَاتِكُمْ**"(جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے) کی امید میں محض اس خیال سے کہ شاید میری بیوی والدہ کی اطاعت نہ کرے تمام عمر شادی نہیں کی اور شب وروز مادر مشفقہ کی اطاعت و خدمت گزاری میں مصروف رہے۔

آخر کار **۸۰ برس کی عمر اور سنہ ۹۸۱ھ** میں وفات پائی۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی والدہ ماجدہ بھی جو سیدہ اور کاملہ روزگار اور اپنے زمانے کی رابعہ بصریہ تھیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی وفات کے وقت آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی والدہ زندہ اور قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف تھیں۔ جب انہوں نے بیٹے کے مرنے کی خبر سنی اور لوگوں نے تجہیز و تکفین کی اجازت مانگی تو انہوں نے فقط "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ" پڑھ کر اجازت دی اور بدستور قرآن مجید پڑھنے میں مصروف رہیں۔

مولانا میر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے آگرہ میں ایک پختہ کنواں تعمیر کرایا تھا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے **مزار مبارک** کا پتا نہیں چل سکا۔ (بوستانِ اخیار، ص219)

(246)۔مولانا میر

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ **مولانا ناصر مفتی** رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے فرزند رشید اور جانشین تھے۔ تمام عمر مخلوق خدا کو درس و تدریس سے فیض پہنچاتے رہے۔ میر فروغی اشرف سے جو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے شاگرد تھے منقول ہے کہ جس وقت میں ہدایہ فقہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی خدمت میں پڑھا کرتا تھا تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اگر علم فقہ پڑھنے کی غرض فتویٰ نویسی، قضاء، نذر ستانی ہے تو تم کو اس سے کوئی نتیجہ نہیں ملے گا اور میری تعلیم توکل پر نہیں ہو گی۔

سنہ ۹۹۰ھ کے آس پاس آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے وفات پائی۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے **مزار مبارک** کا پتا نہیں چل سکا۔(بوستانِ اخیار، ص220)

(247)۔قاضی ناصر

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ شیخ عمر ابن شیخ حامد کے بیٹے اور شیخ ابو حامد مہادنی اور شیخ ابوالفتح مفتی کے شاگرد رشید تھے۔ اکبر بادشاہ کے زمانے میں درس و تدریس میں مشغول اور آگرہ کے قاضی تھے۔ علم فقہ میں بے نظیر سمجھے جاتے تھے۔**۱۰۰۲ھ** میں وفات پائی۔ ”قاضی کامل“ کے عدد ۱۰۰۲ بنتے ہیں اور یہی آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے رحلت کی ہجری تاریخ ہے۔سید صدرالدین اور سید رحمت الدین آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے بیٹے علم و عمل سے آراستہ تھے۔

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے **مزار مبارک** کا پتا نہیں چل سکا۔(بوستانِ اخیار، ص221)

(248)۔مولانا ناصر مفتی

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ہروی الاصل اور سادات جمالی سے ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا مرتبہ عشق اور عرفان میں بلند تھا اور آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی مسند حدیث و فقہ میں ممتاز تھی۔ ایک روز مشکوۃ شریف میں ایک حدیث شریف نظر سے گزری جس کا ماحصل یہ ہے کہ اللہ پاک سب سے پہلے اپنا بے مثل دیدار قیامت کے دن اس شخص کو دکھائے گا جس کی چشم ظاہر بری اور ناجائز چیز دیکھنے سے آلودہ نہ ہوئی ہوگی اور پاک ہوگی۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اس کو پڑھ کر دعا کے واسطے ہاتھ اٹھایا او دعا کی کہ اے اللہ! مجھے چشم ظاہری کی ضرورت نہیں اس کے بجائے مجھے چشم حقیقت عطا فرما۔ اس دعا نے اجابت کا درجہ حاصل کیا اور آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فوراً نابینا ہو گئے۔ اس کے بعد بھی ۳۰ برس تک زبانی طلبا کو درس دیتے اور فیض پہنچاتے رہے۔ **آخر کار ۹۸۰ھ** میں وفات پائی۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے **مزار مبارک** کا پتا نہیں چل سکا۔ (بوستانِ اخیار، ص 221)

(249)۔شیخ نصیر الدین تمیمی انصاری

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ملتان کے رہنے والے ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سپہ گری کے زمانہ میں بھی خدا دوست تھے۔ ہمیشہ تہجد کی نماز غسل کر کے پڑھا کرتے تھے۔ جب ملتان میں طوائف الملوکی شورش (یعنی بغاوت) ہوئی تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ مع اہل و عیال آگرہ میں چلے آئے اور قلعہ میں مکان بنالیا۔ بہت عرصہ تک سپاہیانہ وضع میں رہے آخر کار عنایت الٰہی شامل حال ہوئی کہ ہم جنسوں کی غلامی ترک کر کے خدا پرستی پر کمر باندھی اور گوشہ نشینی میں کمالات دو جہانی حاصل کئے۔

ایک دن عالم مراقبہ میں کان میں آواز آئی کہ اپنے چہرہ پر نقاب رکھو۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے جواب دیا کہ برادران زمانہ سے دوکانداری کی تہمت سننے کی مجھ میں طاقت نہیں ہے۔ دوسری بار پھر آواز آئی کہ گر یہ منظور نہیں تو گردن ٹوٹنے کی تکلیف گوارا کرو۔ اسے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے قبول فرمالیا۔ اسی وقت مہرہ گردن کی ایک ہڈی اپنی ترتیب سے ہٹ کر ابھر آئی اور سر سینہ پر جاپڑا۔ جس وقت کسی چیز کے دیکھنے کی ضرورت ہوتی تھی تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھ کر سر اٹھا کر دیکھا کرتے تھے۔

اخیر دم تک یہ ہی حالت قائم رہی۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی وفات کے بعد شیخ یعقوب آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے صاحبزادے جانشین ہوئے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے **مزار مبارک** کا پتا نہیں چل سکا۔ (بوستانِ اخیار، ص226.227)

(250)۔شیخ نصیر الدین چشتی

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ **شیخ عبد المومن چشتی** رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے فرزند رشید ہیں۔ نہایت متوکل اور عابد وزاہد بزرگ تھے۔ جہانگیر بادشاہ کے زمانہ میں بقید حیات تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے **مزار مبارک** کا کچھ پتا نہیں چل سکا۔ (بوستانِ اخیار، ص227)

(251)۔شیخ نظام مجذوب

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ مجذوبان الٰہی سے ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے لکڑی کی ایک لمبی پاڑ باندھ رکھی تھی جس پر دس آدمی آرام کے ساتھ لیٹ سکتے تھے۔ اسی پر آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ ہمیشہ بیٹھے رہا کرتے تھے۔ نیچے بہت کم اترتے تھے۔ جو کچھ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی زبان سے نکل جاتا وہ نوشتہ تقدیر سمجھا جاتا تھا۔

علامی ابو الفضل ایام طالب علمی میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے آستانہ پر اکثر حاضر رہتے تھے۔ جب آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ علامی ابو الفضل کو آتا دیکھتے تو فرمایا کرتے تھے آؤ۔ وزیر چغتائی آؤ۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی وفات کے بعد علامی ابو الفضل کے چھوٹے بھائی شیخ ابو البرکات نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مزار پر ایک گنبد تعمیر کرادیا تھا جس کا پتا بتانے والا اب کوئی دنیا میں موجود نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے **مزار مبارک** کا کچھ پتا نہیں چل سکا۔(بوستانِ اخیار، ص227)

(252)۔شیخ وجیہ الدین حسینی چشتی

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ قرآنِ پاک کے حافظ، عالم باعمل، عارف باللہ اور بزرگان چشت اہل بہشت سے تھے۔ **۱۰۷۱ھ** میں وفات پائی اور محلہ دولت آباد میں دفن ہوئے۔ اب اس نام کا کوئی محلہ آگرہ میں موجود نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے **مزار مبارک** کا کچھ پتا نہیں چل سکا۔(بوستانِ اخیار، ص247)

(253)۔شیخ ولی محمد نارنولی

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ شاہجہاں بادشاہ کے زمانے کے مشائخین اکبر آباد سے ہیں۔ **۲۵ شوال ۱۰۵۷ھ** کو وفات پائی۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے **مزار مبارک** کا کچھ پتا نہیں چل سکا۔

(بوستانِ اخیار، ص247)

(254)۔میرہادی (فضائل خاں)

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ میر حاجی المقلب بہ وزیر خاں دیوان بادشاہ زادہ محمد اعظم شاہ کے فرزند ارجمند اور شیخ عبد العزیز اکبر آبادی کے شاگردِ رشید ہیں، علم و فضل میں یگانۂ روزگار اور عالمگیر بادشاہ کے دربار سے فضائل خاں کے لقب سے مفتخر تھے۔ عربی فارسی کے علاوہ ہندی زبان میں بھی کمال حاصل کیا تھا۔ ملازمت شاہی میں داخل اور مناسب جلیلہ میر منشی گری پر مامور رہے۔

نہایت علم دوست اور عالم با عمل تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا دل کتابوں کا صندوق اور آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی زبان مشاہیر سلف کے علمی کارناموں کی حافظ تھی۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ایک بے نظیر کتب خانہ فراہم کیا تھا جس کی چند کتابیں منہاج امام نووی وغیرہ ایک اجلاس منعقدہ ۱۴ اپریل ۱۹۰۶ء مقام بنارس کی علمی نمائش گاہ میں رکھی گئی تھیں۔ ۶ ذی القعدہ ۱۱۱۴ھ کو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے وفات پائی۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے **مزار مبارک** کا کوئی پتا نہیں چل سکا۔(بوستانِ اخیار، ص248)

(255)۔شیخ یعقوب

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ **شیخ نصیر الدین تمیمی انصاری** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے بیٹے اور آگرہ کے پرانے بزرگوں میں ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے تمام عمر درویشی کے چہرہ کو سپاہیانہ نقاب سے چھپائے رکھا اور سالکانِ طریقت کی طرح یہاں تک کوشش کی کہ واجب اور ممکن کی شناخت میں اپنا رتبہ اولیاء اللہ کے عالی مرتبہ کے برابر کر دیا۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے **مزار مبارک** کا کچھ پتا نہیں چل سکا۔(بوستانِ اخیار، ص252)

(256)۔شیخ یوسف انصاری

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه شیخ عبد اللہ تمیمی انصاری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے فرزند ارجمند اور شاگرد رشید ہیں۔ میر رفیع الدین صفوی، شیخ بہاؤالدین مفتی، شیخ ابو الفتح مکی، شیخ فخر الدین مداری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِم وغیرہ بزرگان اکبر آباد کے ہم عصر اور سب کی خدمت سے مستفیض اور امیر سید اسماعیل قادری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی بیعت و خلافت سے مشرف اور دامادی سے مفتخر تھے اور آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے انفاس متبرکہ کی برکت سے دریائے توحید میں غرق ہو کر کمال کی تہہ پر پہنچ گئے۔

ہجری ۹۹۴ میں شوال کی آخری تاریخ تھی کہ اپنے بیٹے شیخ افضل محمد سے کہا کہ آج روز وصال ہے تم کہیں باہر نہ جانا۔

نماز مغرب کے بعد ہلال ذی القعدہ دیکھ کر مسجد سے مکان میں آئے، اُسی وقت تکیہ پر سر رکھ کر اپنی جان کو کلمۂ شہادت کے ساتھ اصلی وطن میں پہنچا دیا۔

جب جسم خاکی کو سپرد خاک کرنے کے واسطے محل خاکی میں اتارا تو آنکھوں سے آنسو اور بدن سے عرق یعنی پسینہ جاری تھا۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے مزار مبارک کا کچھ پتا نہیں چل سکا۔ (بوستانِ اخیار، ص254)

(257)۔شیخ یوسف قادری

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه سید اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں جو شیخ کمال الدین قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفا میں سے تھے۔ آگرہ کے قلعہ میں سکونت پذیر اور طالبان خدا کی

رہنمائی میں مصروف رہتے تھے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے **مزار مبارک** کا کچھ پتا نہیں چل سکا۔ (بوستانِ اخیار، ص254)

(258)۔شیخ عبداللہ صوفی شطاری

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کمال الدین بہلول ابن شیخ چاند ابن جنید ابن محمد ابن برہان الدین ابن عزیز الدین ابن نجم الدین احمد ابن مولانا شمس الدین ہروی عثمانی کے فرزند رشید ہیں۔

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه قصبہ سنڈیلہ ضلع ہردوئی کے رہنے والے ہیں۔ **۲۲ ربیع الثانی ۹۰۴ھ** کو پیر شریف کے دن نماز عصر کے وقت آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے عالم غیب سے دنیا میں قدم رکھا۔ زمانہ طفلی ہی میں ولایت کے آثار نمودار تھے۔ چنانچہ نو برس کی عمر میں خدا شناسی کا ذوق پیدا ہوا اور مخدوم شیخ صفی ساتی پوری کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہو گئے۔

۱۶ برس کی عمر میں کتابی علوم کی تحصیل کے واسطے گھر سے نکلے اور قصبہ گوپامؤ میں شیخ الہداد ابن سعد اللہ عثمانی کی خدمت میں پہنچ کر صرف و نحو شروع کی۔ وہیں شیخ بدر الدین بدایونی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کو خواب میں دیکھا اور حسب الحکم بدایوں پہنچ کر چھ ماہ کامل اُن کے روضہ کے مجاور رہے۔ پھر خواجہ قطب الدین اوشی چشتی دہلوی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کو خواب میں دیکھ کر دہلی روانہ ہوئے اور شیخ معز الدین بخاری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی خانقاہ میں قیام کر کے نحو کافیہ اور ارشاد وغیرہ تین کتابیں وہاں پڑھیں۔

روزانہ نماز عشا سے فارغ ہو کر روضہ متبرکہ پر جایا کرتے اور رات کو دن کر دیا کرتے تھے۔ پورے سال بھر تک یہ سلسلہ قائم رہا۔ اس کے بعد حضور خاتم الانبیا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عالم مثال میں تشریف لائے اور حکم دیا کہ **مولانا برہان الدین ملتانی** حصار میں تمہارے منتظر ہیں

اُن کے درس میں حاضر ہو کر کمالات کی تحصیل کرو۔ صبح کو حکم کی تعمیل میں حصار روانہ ہوئے اور مولانا کی خدمت میں حاضر ہو کر درس شروع کیا۔ اکثر علوم غربیہ کی کتابیں اور تفسیر مولانا کی خدمت میں پڑھیں۔ اس کے بعد مولانا کے ساتھ احمد آباد گجرات میں جا کر شرح مواقف، شرح مقاصد کے الہیات اور بعض ریاضی کے رسالے حضرت شیخ وجیہ الدین احمد علوی کے درس محمدیہ میں اور بزدوئی، ہدایہ، فقہ و عضدی شیخ مبارک دانشمند شطاری کے سامنے حاصل کیں۔ علم حدیث میر عبدالاول دولت آبادی سے حاصل کیا اور فصوص کی اجازت مولانا مصطفی رومی سے لی۔

۲۴ برس کی عمر میں جب یہ تمام کمالات فراہم ہو گئے تو ایک عجیب جذبہ پیدا ہوا۔ تمام کتابیں لوگوں کو تقسیم کر کے گوشہ نشینی اختیار کی اور خدا شناسی کا شوق ایسا دامنگیر ہوا کہ ہر وقت پیر روشن ضمیر اور مرشد کامل کی تلاش میں سرگرداں رہنے لگے، آخر کار اللہ پاک کی عنایت اور حضور رسول مقبول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی رہنمائی سے حضرت شیخ محمد غوث گوالیری کی خدمت بابرکت میں جا پہنچے۔ **حضرت غوث الاولیا** رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے دو ماہ کے عرصہ میں مشرب عشقیہ (شطاریہ) کے تمام اذکار اور اشغال سکھا کر انوار و اسرار سے بہرہ یاب کیا اور ۹ ذی الحجہ ۹۵۰ھ کو تمام خانقاہ نشینوں کا سرحلقہ بنایا۔

دس برس کامل خانقاہ غوثیہ میں آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ مبتدی درویشوں کی تربیت فرماتے رہے۔ اس کے بعد حرمین شریفین کی زیارت کا شوق پیدا ہوا اور غوث الاولیاء رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے اجازت لے کر روانہ ہوئے۔ پانچ برس تک مدینہ منورہ میں قیام کر کے کمال ریاضت میں

منہمک رہے۔ اس عرصہ میں ہر سال حج کے واسطے آمد و رفت رہی۔ پھر حسب الحکم احمد آباد گجرات میں واپس ہو کر وہیں رہنے لگے۔

۱۵ برس تک اس شہر میں قیام رہا۔ ۹۸۱ھ میں حضرت غوث الاولیاء رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی زیارت کے واسطے گوالیار تشریف لائے۔ یہاں دو سال روضہ منورہ کی خدمت کی بعد بفرمان پیر ۹۸۳ھ میں آگرہ میں آئے اور مٹیا محل (متصل تھانہ رکاب گنج) گلی میں سکونت اختیار کر کے خلق خدا کی فیض رسائی میں مشغول ہوئے۔

۲۳ جمادی الاولی ۱۰۱۰ھ کو منزل عنصری سے منزل قدسی کو عروج فرمایا۔ اس عرصہ میں آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه گوشہ نشین رہے۔

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کسی آشنا یا بیگانے کے دروازہ پر مطلق نہیں گئے۔ اور اپنے عبادت خانہ (حجرہ) کے اندر خوابگاہ اختیار کی۔

راقم بوستان مزار مبارک کی تلاش میں سر گرداں ہے مگر اب تک پتہ نہیں چلا۔

سراج السالکین بر سنن جواہر خمسہ، اوراد صوفیہ، رسالۂ صوفیہ، انیس المسافرین، اسرار الدعوات، شرح رسالہ غوثیہ، کنز الاسرار فی حال اشتغال الشطار، آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی تصنیفات و یادگار ہیں۔

اللہ پاک ان کا مطالعہ اور زیارت نصیب فرمائے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے فرزند رشید شیخ عبد النبی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت اس کتاب میں موجود ہے۔ (بوستانِ اخیار، ص 96.98)

(259)۔شیخ عبد النبی

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ **شیخ عبد اللہ صوفی شطاری اکبر آبادی** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے فرزند دلبند اور شاگرد رشید ہیں۔ بہت سے علوم وفنون میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو کافی دستگاہ حاصل تھی۔ والد بزرگوار کے انتقال کے بعد ان کے سجادۂ نشین ہوئے۔ رسالہ جوامع الکلم صوفی آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی تصنیف میں سے ہے۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** لاپتا ہے یعنی کچھ پتا نہیں چل سکا۔

(بوستانِ اخیار، ص118)

(260)۔شیخ عبداللہ بخاری

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ **سید علاء الدین مجذوب** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ (جن کا مزار نائی کی منڈی میں ہے) کے ہم عصر اور درویش کامل تھے۔ ایک مرتبہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ **سید علاء الدین** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خدمت بابرکت میں اس ارادہ سے حاضر ہوئے کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو حالت جذب سے ہوش میں لائیں۔ اس وقت ایک کوزہ قند کا سید صاحب کے ہاتھ میں تھا، وہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے بخاری صاحب کو دے دیا۔ بخاری صاحب نے دو ٹکڑے کر کے کہا کہ جو لذت دوئی میں ہے وہ وحدت میں نہیں ہے۔ **سید علاء الدین** رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواب میں معرفت و توحید اور ذوق و فنا کے متعلق چند باتیں اس طرح اپنی زبان سے بیان فرمائیں کہ ناصح کا دل بے قابو ہو گیا، ہوش میں لانے کو آئے تھے لیکن خود بیہوش ہو گئے اور دیوانگی اور ربودگی نے آپ کی حالت میں وحدت کا مزہ پیدا کر دیا۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے کس سن ہجری میں وفات پائی معلوم نہ ہو سکا نیز آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے **مزار مبارک** کا بھی کچھ پتا نہیں چل سکا۔ (بوستانِ اخیار، ص 99)

(261)۔قاری حافظ سید عبد اللہ نقشبندی مجددی

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ موضع کھیڑی متصل قصبہ بارہ کے رہنے والے ہیں۔ بچپن ہی میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے والدین کا انتقال ہو گیا۔ مشیت الٰہی نے اُسی وقت سے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے دل میں خدا طلبی کی شورش پیدا کر دی تھی کہ جنگل جنگل خدا شناسوں کی تلاش میں سر گرداں پھرتے تھے۔

اس سلسلے میں سیکڑوں بزرگوں کی خدمت کر کے اُن سے فیض حاصل کیا۔ پنجاب کے کسی جنگل میں ایک مسجد تھی اس میں ایک متوکل حافظ قرآن بزرگ مقیم تھے جنہیں قراءت میں ید طولی حاصل تھا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ پھرتے پھراتے اُن کی خدمت میں پہنچے اور اُن کی صحبت ایسی اچھی معلوم ہوئی کہ وہیں مقیم ہو گئے۔ یہاں تک کہ اُن بزرگ کی فیضِ صحبت سے قراءت میں کمال حاصل ہوا، قرآن مجید آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے لوحِ دل پر منقوش ہو گیا اور بہت سے طریقیت کے اسرار آپ پر ظاہر ہو گئے۔

یہاں سے رخصت ہو کر سب سے پہلے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ **شیخ ادریس قادری سامانی** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خدمت میں پہنچے اور مدت تک خانقاہ عالی میں مقیم رہ کر خدا شناسی کی آنکھیں روشن کیں اور شرف بیعت سے مشرف ہو کر **شیخ آدم بنوری** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ جو خلیفۂ اعظم حضرت **شیخ احمد مجدد الف ثانی** کابلی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ ہیں ان کی خانقاہ میں حاضر اور ان بزرگوار کی فیض صحبت سے تکمیل کو پہنچ کر خرقۂ خلافت سے مفتخر ہوئے۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے چچا یا چچازاد بھائی سید عبد الرحمن ملازمت شاہی میں داخل اور **شیخ آدم بنوری** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مرید تھے، اُن کے ہمراہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ آگرہ میں تشریف لا کر آباد ہوئے۔ تمام عمر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے شادی نہیں فرمائی۔

قراءت میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو ایسا کمال حاصل تھا کہ جس وقت آپ آنکھیں بند کر کے عالم وجد میں قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تمام سننے والوں پر وجد کا عالم طاری ہو جاتا تھا۔ **مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے **"انفاس العارفین"** میں لکھا ہے کہ جس زمانہ میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ شیخ آدم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خدمت میں تھے ایک درخت کے نیچے چشم بستہ تلاوت قرآن مجید میں مصروف ہوئے جس قدر چڑیاں درخت پر بیٹھی ہوئی تھیں وہ اور دوسرے جانور بیعت کے لیے آئے ہوئے تھے اور اُس وقت جو بھی موجود تھے وجد میں آکر مردوں کی طرح گر پڑے۔ جب شیخ نے یہ حال سُنا تو اس جگہ تشریف لائے اور فرمایا: حافظ بس کرو۔ اس پر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے آنکھ کھولی اور حضرت شیخ کو دیکھ کر فوراً کھڑے ہو گئے۔

بہت سے طالبان خدا نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے عارفانہ خوان کی چاشنی کا مزہ چکھا اور کمال کا درجہ حاصل کیا۔ **حضرت شاہ عبد الرحیم دہلوی** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ جو کہ مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے والد ہیں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے خلفائے اعظم سے تھے۔ چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اپنی کتاب **"انفاس العارفین"** میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے اکثر واقعات اور کمالات کا حال اپنے والد ماجد حضرت شاہ عبد الرحیم دہلوی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی

زبانی قلمبند فرمایا ہے۔ اسی میں لکھتے ہیں کہ جس زمانہ میں اورنگ زیب بادشاہ اکبر آباد میں تھا میں میر زاہد ہروی محتسب لشکر شاہی کے درس میں بمقام اکبر آباد علم تحصیل کرتا تھا کہ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کو ایک عارضہ طاری ہوا اور اسی میں آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فردوس بریں کو رخصت ہو گئے۔ بوقت رحلت آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے وصیت فرمائی کہ جسدِ خاکی کو مقبرہ غریباں میں دفن کرنا تاکہ قبر کو کوئی نہ پہچانے۔ چنانچہ حسب وصیت، آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کو گور غریباں میں دفن کیا گیا، میں بھی (یعنی شاہ عبد الرحیم) اس زمانہ میں ایسا سخت بیمار تھا کہ جنازہ کے ساتھ نہ جا سکا۔ جب مجھے صحت ہوئی ایک دوست کو جو آپ کی تجہیز و تکفین میں شریک تھا ساتھ لے کر مرقد مبارک کی زیارت کے واسطے مقبرہ میں گیا۔ نفس مبارک کی تاثیر سے میرا دوست مرقد منورہ کی شناخت نہ کر سکا، آخرِ کار قیاس سے ایک دوسری قبر کی طرف اشارہ کیا میں نے اس قبر کے پاس بیٹھ کر قرآن شریف پڑھنا شروع کیا۔ فوراً آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے میرے پیٹھ کے پیچھے سے ندا فرمائی کہ فقیر کی قبر یہ ہے لیکن جو شروع کیا ہے اسی جگہ ختم کر کے صاحب قبر کو ثواب پہنچاؤ اور جلدی مت کرو۔ حسب الحکم تعمیل کی گئی اور تلاوت ختم کرنے کے بعد اپنے دوست سے کہا کہ خوب غور کر کے بتاؤ کہ حضرت کا مزار مبارک یہ ہے یا میری پیٹھ کے پیچھے والا۔ اس نے غور و تامل کے بعد کہا کہ میں نے خطا کی۔ اصل میں آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کا مزار پیٹھ کے پیچھے والا ہے۔ غرض کہ مزار کے پاس بیٹھ کر میں نے قرآن مجید پڑھنا شروع کیا چونکہ اس وقت قلب نہایت پر ملال تھا لہذا بوقت قرآن خوانی قواعد قراءت میں کئی جگہ غلطی ہوئی۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے قبر کے اندر سے فرمایا کہ فلاں فلاں مقام پر غلطی کی ہے، قراءت کے معاملے میں احتیاط واجب ہے۔

جب وفات کے قریب زمانے میں **مزار مبارک** کا یہ حال تھا تو اب کیا پتا چل سکتا ہے۔لہٰذا اب آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے **مزار مبارک** کا کوئی پتا نہیں چل سکا۔

(بوستانِ اخیار، ص106.108)

(262)۔مولوی عبداللہ محدث

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ عالمگیر بادشاہ کے زمانہ کے فضلائے نامدار اور محدثین ذی وقار سے تھے ۔ صوفی مشرب اور نہایت نیک و بابرکت بزرگ تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے **۱۰۹۴ھ** میں وفات آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے **مزار مبارک** کا کچھ پتا نہیں چل سکا۔

(بوستانِ اخیار، ص108)

(263)۔میر عبدالحی مشہدی

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ علم و فضل اور کمالات شاعری سے موصوف اور ہمایوں بادشاہ کے زمانہ میں صدارت کے منصب پر مامور تھے۔اکثر فنون میں کامل مہارت حاصل تھی۔اور خط بابری مخترع بابر بادشاہ کو اچھی طرح جانتے تھے۔آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے **مزار مبارک** کا کچھ پتا نہ چل سکا۔(بوستانِ اخیار، ص109)

(264)۔شیخ عبدالحی

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ شاہجہاں اور عالمگیر بادشاہ کے زمانے کے مشائخین سے تھے۔

رمضان ۱۰۷۰ھ میں رحلت فرمائی۔ آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کے **مزار مبارک** کا کچھ پتا نہ چل سکا۔(بوستانِ اخیار، ص109)

(265)۔افضل الفضلا ملا عبد الرشید

آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ اکبر آباد کے علمائے عالی مقام سے ہیں۔ شاہجہاں اور عالمگیر کے زمانے کے اکثر فضلا کو آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کی شاگردی کا فخر حاصل تھا۔

۱۰۸۸ھ میں آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ نے وفات پائی۔ آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کے **مزار مبارک** کا کچھ پتا نہیں چل سکا۔(بوستانِ اخیار، ص110)

(266)۔شیخ عبد الصمد انصاری

آپ **شیخ افضل محمد انصاری** رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کے فرزند رشید اور علامی ابو الفضل کے بھانجے ہیں۔ آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کا علم عروس عمل کے زیور سے آراستہ اور آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کی انشاپردازی بے نظیر سمجھی جاتی تھی۔ مکاتبات علامی (ابو الفضل) کے آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ جامع اور اخبار الاصفیا کے مؤلف ہیں۔

آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کے **مزار مبارک** کا کچھ پتا نہیں چل سکا۔(بوستانِ اخیار، ص111)

(267)۔ملا عبد العزیز

آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ **ملا عبد الرشید اکبر آبادی** کے فرزند ارجمند اور شاگرد رشید ہیں۔ جملہ علوم عقلیہ و نقلیہ میں تبحر حاصل اور اکثر فنون میں کمال کا درجہ رکھتے تھے۔ بختاور خاں، خواجہ سرا صاحب مرات العالم اور ہمت خان میر بخشی نے آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کے فضل و کمال کا حال دربار عالمگیری میں بیان کیا اور اکثر آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کے مسودات بادشاہ کے روبرو

پیش کئے۔ فوراً فرمان طلب پیش گاہ خلافت سے صادر ہوا اور **۹ ذی الحجہ ۱۰۸۰ھ** کو مسجد میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بادشاہ کی خدمت میں تشریف لے گئے۔ قدر دان اور علم دوست بادشاہ نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی نہایت وقعت و تعظیم کی اور تین روپیہ یومیہ وظیفہ سے کہ اس وقت تک عطا ہوتا تھا منصب چار صدی پر سرفراز کر کے خلعت واسپ و شمشیر، برچھی و پالکی وغیرہ مرحمت فرمائی۔

چوتھے دن پنج صدی منصب پر ترقی ہو کر خدمت عرض مکرر پر تعیناتی ہوئی۔ چند ہی روز میں ہفت صدی منصب سے مفتخر ہوئے۔ بادشاہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی دیانت وامانت علم و فضل اور کاروانی سے ایسا خوش تھا کہ علامی سعد اللہ خاں کی طرح وزارت کے منصب پر پہنچانا چاہتا تھا لیکن عمر نے وفانہ کی اور ۱۰۸۹ھ میں بیمار پڑ گئے۔ مرزا محمد ساقی صاحب عالمگیر نامہ کا بیان ہے کہ بختاور خاں خواجہ سرا نے وفات سے دو روز پہلے مجھے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خدمت میں یہ پیام دے کر بھیجا تھا کہ علاج میں تعصب اچھا نہیں اگر حکم ہو تو کسی شاہی طبیب کو علاج کے واسطے خدمت عالی میں روانہ کروں۔

جس وقت میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خدمت میں پہنچا تو دیکھا کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بستر پر لیٹے ہوئے تصنیف میں مشغول ہیں جو کچھ فرماتے شاگردانِ رشید میر ہادی (فضائل خاں) رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اور محمد سعید اعجاز وغیرہ قلمبند کرتے جاتے تھے۔ جب میں نے پیغام پہنچایا تو جواب دیا کہ علاج میں مجھے کوئی تعصب نہیں لیکن ان حکما کی کتاب دانی اور تجربہ پر اعتماد

نہیں، نہ اب حیات مستعار باقی ہے کہ اُس کے قیام کے واسطے فضول ہاتھ پاؤں مارے جائیں۔ آب از سر گذشت کا مضمون اور چند روز کا مہمان ہوں۔

آخر کار ۶ ربیع الاول ۱۰۸۹ھ کو پیمانۂ حیات لبریز ہو گیا اور آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ رحلت فرمائے عالم بقا ہے۔ بادشاہ اور جملہ اراکین دولت کو سخت رنج و افسوس ہوا۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ شیریں کلام اور ملک سخن کے استاد تھے۔ عزت تخلص اور عربی فارسی اور ہندی تین زبانوں میں نہایت آبدار اشعار موزوں فرماتے تھے۔ ساقی نامہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا یادگار ہے۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے **مزار مبارک** کا کچھ پتا نہیں چل سکا۔ (بوستانِ اخیار، ص112.114)

(268)۔ شیخ عبد الغفار سہروردی

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا مختصر یا مفصل ذکر خیر کسی کتاب میں نظر سے نہیں گزرا۔ بس اتنا پتا چلا ہے کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ شیخ مدثر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے بیٹے اور خانوادہ سہروردیہ کے بزرگ تھے۔ **۱۸ جمادی الثانی ۱۰۱۰ھ** آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے وصال کی تاریخ ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے **مزار مبارک** کا کچھ پتا نہیں چل سکا۔ (بوستانِ اخیار، ص114)

(269)۔ قاری حافظ عبد الکریم بصیر

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ **شیخ عبد الملک قاری** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے شاگرد رشید ہیں۔ ساتوں قاریوں ان کے چودہ راویوں کے ساتھ از بر تھیں۔ اور قصیدہ شاطبیہ معنی کے ساتھ اور اس اشکال کے جو اس پر وارد ہے بالکل حفظ تھا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی قرآن خوانی میں بہت کچھ تاثیر اور دل ربائی پائی جاتی تھی۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا قلب اس قول سے روشن تھا کہ "بزرگوں کا دل نور کی جگہ ہے" اور آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا باطن قرآنی نور سے ایسا منور تھا کہ ہمیشہ ہم نشینوں کی دل کی باتیں آیات قرآنی کے پردہ میں ظاہر کر دیا کرتے تھے۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا **مزار مبارک** آگرہ میں موجود ہے مگر مزار مبارک کا اب تک کوئی پتا نہیں چل سکا۔(بوستانِ اخیار، ص 115)

(270)۔شیخ عبد المؤمن چشتی

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ **شیخ محمد امین ابن شیخ خلیل چشتی** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمَا کے فرزند سعادت مند ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مورث شر مانڈہ (ریاست دھار) میں سکونت پذیر تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے جدامجد نے مانڈہ سے دہلی کی سکونت اختیار کی۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو بارہ برس کی عمر میں خداشناسی کی آرزو پیدا ہوئی۔ گھر سے نکل کر سب سے پہلے اجمیر شریف پہنچے۔ یہاں سے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ حج کے واسطے تشریف لے گئے اور سعادت حج سے مشرف ہو کر بارہ برس تک جابجا ملکوں کی سیر و سیاحت فرماتے ہوئے اجمیر واپس آئے۔ چھ ماہ تک **خواجہ غریب نواز** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے روضہ میں معتکف رہے۔ پھر حسب الحکم سلطان سکندر لودی کے بابرکت زمانے میں آگرہ میں آکر سکونت اختیار کی۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو خرقۂ خلافت اپنے باپ سے ملا تھا۔ روزانہ چار ختم قرآن شریف کے کیا کرتے تھے۔ نوے برس کی عمر میں ۲ شوال ۹۷۰ھ کو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی حیات کا پیمانہ لبریز ہوا اور حورانِ بہشتی کے ہم نشین ہوئے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے **مزار مبارک** کا کچھ پتا نہیں چل سکا۔(بوستانِ اخیار، ص 117)

(271)۔شیخ عبدالوہاب محدث

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ **شیخ ابوالفتح مکی** رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے بڑے بیٹے (جن کا مزار گھاٹی ماموں بھانجہ میں شہدے کی مسجد اور مدرسہ قصابان کے قریب حاجی مکی یا حاجی مکئی کے نام سے مشہور ہے۔) اور **شاہ محمد خیالی** رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ (جن کا مزار دہلی میں ہے) کے مرید اور شیخ بدھا کے عرف سے موسوم تھے۔ حسن صورت اور نیک سیرت سے آراستہ اور دانشمندی سے پیراستہ تھے۔

درسی علوم میں کمال کا درجہ حاصل اور حدیث و تفسیر کے تو حافظ تھے۔ وعظ و تلقین سے گریز فرماتے تھے۔

مجلس عالی میں خدا کی یاد اور خدا کے نبیوں کے حالات کے سوائے دوسری باتیں بہت ہی کم ہوا کرتی تھیں۔

علم سیر اور تاریخ پر خاص عبور حاصل تھا اور اکثر عبرت افزا گذشتہ واقعات بیان فرمایا کرتے تھے۔ جواں مردی میں رستم اور سخاوت میں حاتم تھے۔ کوئی حاجت مند گھر سے خالی ہاتھ نہ جانے پاتا تھا۔ اگر کسی وقت اتفاق سے گھر میں کچھ موجود نہ ہوتا تھا تو اہل خانہ سے چھپا کر گھر کا جو کچھ مال و اسباب ہاتھ پڑ جاتا حاجت مند کو لا کر دے دیتے تھے۔

ایک سال آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی ہمت کا امتحان کرنے کے واسطے حاکم اکبر آباد نے تمام شہر کے لوگوں کو منع کر دیا کہ اس درویش کو ہدیۃً یا بطور قرض ایک کوڑی بھی کوئی نہ دے، مگر آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے مہمان خانہ کا خرچ کم نہ ہوا اور پہلے سے زیادہ سخاوت و دریادلی "**وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ**" (ترجمہ: تمہارا رزق آسمان میں ہے) کے خزانہ سے جاری رہی۔

۲۹ یا ۳۰۔ رجب ۹۷۰ھ کو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اس دار ناپائدار سے بوریا بستر باندھا اور عالم بقا کو رخصت ہو گئے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے **مزار مبارک** کا کچھ پتا نہیں چل سکا۔(بوستانِ اخیار، ص118.119)

(272)۔شیخ عبدی

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ عابد، متوکل اور عارفِ زماں تھے۔ اور حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی محفل میلاد کے ترتیب دینے میں استطاعت سے زیادہ کوشش و ہمت فرماتے اور عمدہ عمدہ طریقے کے ساتھ انجام دیتے تھے۔

یہی متبرک و مقدس خدمت آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی مخدومی کا باعث اور بزرگی کا سرمایہ ہوئی۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے **مزار مبارک** کا کچھ پتا نہیں چل سکا۔(بوستانِ اخیار، ص119)

(273)۔شاہ عظمت اللہ

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ **سید عبد اللطیف** ابن سید بدر الدین ابنِ سید جلال متوکل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمْ کے فرزندِ رشید اور اکبر آباد کے اولیائے کبار اور مشائخین نامدار سے تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سلسلہ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ اور شطاریہ میں طالبان خدا کو تلقین فرمایا کرتے تھے۔ اپنے جد امجد سید جلال رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی طرح نہایت متوکل اور گوشہ نشین بزرگ تھے۔

تمام عمر گوشۂ قناعت میں اس طرح بسر کی کہ کسی فقیر یا غنی کے دروازہ پر بھی نہیں گئے۔ **شاہ عبد الرحیم دہلوی** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ جو کہ **مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے والد ماجد ہیں کو سلسلہ چشتیہ اور سہروردیہ کی اجازت آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ہی سے حاصل ہوئی تھی۔

۴ ربیع الاول ۱۰۸۴ھ کو ۷۲ برس کی عمر میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بہشت بریں کو تشریف لے گئے۔ راقم بوستان کو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مزار مبارک کا پتہ نہیں چل سکا۔

(بوستانِ اخیار، ص124)

(274)۔شیخ علاء الدین ثانی مجذوب

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی گفتار غیبی علوم کا رسالہ اور آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی زبان لوح محفوظ کی مترجم تھی اور آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سرہ متصل احمد آباد گجرات کے رہنے والے تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ وجد و جذبہ میں بیخود رہتے تھے۔ اپنے وطن سے سب سے پہلے اجمیر شریف میں آئے اور چند سال وجد کی حالت میں وہاں بسر کر کے گوالیار میں رونق افروز ہوئے۔ پھر وہاں سے آگرہ میں آ گئے۔ جو صاحب احتیاج آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خدمت میں حاضر ہوتے اُن کے ضمیروں یعنی دلوں پر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو علم ہو جاتا تھا اور بغیر عرض حال کئے ہوئے ہر شخص کو اپنے مدعا کا جواب مل جاتا تھا۔

خانخاناں عبد الرحیم خاں پر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خاص نظر عنایت تھی اور ملک ٹھٹہ اور قلعہ احمد نگر کی فتحیابی کی خوشخبری پہلے ہی سے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے سنا دی تھی۔

چالیس برس آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ آگرہ میں مقیم رہ کر ۱۰۱۴ھ میں دار النور کو رحلت فرما گئے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مزار مبارک کا کچھ پتا نہیں چل سکا۔ (بوستانِ اخیار، ص129)

(275)۔مولانا علی احمد

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه علما اور صلحائے اکبر آباد سے ہیں۔ مفصل ذکر خیر کسی تاریخ میں نظر سے نہیں گذرا۔ ۱۰۲۶ھ میں آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے رحلت فرمائی۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے **مزار مبارک** کا کچھ پتا نہیں چل سکا۔(بوستانِ اخیار، ص 130)

(276)۔مولانا شیخ عماد الدین

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه عالمگیر اور بہادر شاہ کے زمانہ کے مشہور فضلا سے ہیں۔ جملہ علوم عقلی و نقلی میں کامل اور نہایت خدادوست بزرگ تھے۔ سراج الدین علی خان آرزو اکبر آبادی مشہور شاعر کو آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی شاگردی کا فخر حاصل تھا۔

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے **مزار مبارک** کا کچھ پتا نہیں چل سکا۔(بوستانِ اخیار، ص 130.131)

(277)۔غربتی حصاری

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه اکبر بادشاہ کے وقت کے ایک صاحب علم صوفی اور صاحب دیوان شاعر تھے۔ ایک روز ماوراء النہر میں شیخ حسین خوارزمی کی خدمت میں حاضر ہوئے اُس وقت قوال یہ رباعی گا رہے تھے:

عمر یست کہ من ز پوست پوشان توام
در دائرہ حلقۂ بگوشان توام
گر بنوازی من از خردشان توام
ور ننوازی من از خموشان توام

حضرت شیخ پر اس وقت وجد طاری تھا، ان کی صحبت کی برکت سے آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ پر بھی کیفیت طاری ہو گئی اور عالمِ بیہوشی میں شعر پڑھنا شروع کر دیا۔

حضرت شیخ نے آکر آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور عالمِ وجد میں اپنے ساتھ لیے پھرے۔ تمام عمر اس دن کی لذت آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کو یاد رہی۔

۹۶۶ھ میں بمقام آگرہ آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ نے وفات پائی۔ آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کے **مزار مبارک** کا کچھ پتا نہ چل سکا۔ (بوستانِ اخیار، ص132)

(278)۔بی بی نبفشه

آپ رحمۃ اللہ علیہا **شیخ حسن انصاری شیرازی** رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کی کنیز با تمیز اور نہایت کاملہ روزگار اور رابعۂ عصر خاتون تھیں۔ علم و فضل سے موصوف خطاطی میں شہرۂ آفاق اور صحیفوں کے سرورق کی صفائی اور طلائی رنگ امیزی میں کامل مہارت رکھتی تھیں۔

ملا عبد اللہ سحری جو کہ اکبر کے زمانے کا مشہور شاعر اور خط نستعلیق کا باکمال ماہر تھا، آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کا بیٹا اور شاگرد تھا۔ آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کے **مزار مبارک** کا پتہ نہیں چل سکا۔
(بوستانِ اخیار، ص55)

(279)۔شاہ حیدر

آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ عالمگیر بادشاہ کے زمانہ کے مشائخین اکبر آباد میں سے ہیں۔

۱۰۷۶ھ میں آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ نے وصال فرمایا۔ آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کے **مزار مبارک** کا پتہ نہ چل سکا۔ (بوستانِ اخیار، ص73.74)

(280)۔خواجہ خضر

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ **شیخ محمد بختیار** رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے بیٹے ہیں جو شیر شاہ سوری کے زمانے کے مشہور بزرگ اور تمام پٹھانوں کے مقتدا تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ تمام عمر آگرہ میں گوشہ نشین اوراپنے آباؤ و اجداد کے طریقے پر سرگرم و ثابت قدم رہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے **مزار مبارک** اور وصال کی تاریخ کے بارے میں کچھ پتا نہیں چل سکا۔(بوستانِ اخیار، ص74)

(281)۔امیر سید داؤد

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ **سید جلال قادری اکبر آبادی** رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے چھوٹے بیٹے خلیفہ اور سجادہ نشین تھے۔ آپ کو **شیخ افضل محمد انصاری** رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے بہت محبت تھی۔ اُن کے انتقال کے بعد آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ شیخ سعدی کا ایک شعر اکثر پڑھا کرتے تھے۔

۸ ذی الحجہ ۱۰۰۶ھ کو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ خاکِ آگرہ کے سپرد کئے گئے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے **مزار مبارک** کے بارے میں کچھ پتا نہیں چل سکا۔(بوستانِ اخیار، ص74.75)

(282)۔مولانا محمد سعادت اللّٰہ قادری

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ قصبہ سنبھل ضلع مراد آباد کے رہنے والے ہیں اور مخدوم میاں حاتم سنبھلی (جن کی وفات ۹۶۸ھ میں ہوئی) کی نسل سے ہیں جو میاں عزیز اللّٰہ طلبنی کے شاگرد رشید جامع معقول و منقول اور فقہ میں امام اعظم ثانی سمجھے جاتے تھے۔ماں کی طرف سے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ **شاہ ہلالی سنبھلی** رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ مشہور بزرگ سے جا ملتے ہیں۔ ان دونوں بزرگوں کا نسب نامہ **حضرت عبد اللّٰہ بن سلام انصاری** رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ تک پہنچتا ہے جو جناب رسول مقبول صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے مشہور صحابی ہیں۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ مفتی محمد انعام اللہ صاحب کے فرزند رشید ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے خاندان میں علم و فضل کا چرچا اور درس و افتا کا سلسلہ چار سو برس کے قریب سے چلا آتا ہے۔ شرافتِ خاندانی کے ساتھ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ”اَلْعِلْمُ اَفْضَلُ النَّسَبِ وَاَشْرَفُ اللَّقَبِ“ (علم نسب میں سے افضل نسب اور لقب میں سے افضل لقب ہے) کے شرف سے مشرف اور ”اَلْعَقْلُ نِصْفُ الْکَرَامَاتِ“ (عقل آدھی کرامت ہے) کی کرامت سے سرفراز ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا علم عمل کے زیور سے آراستہ اور آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا باطن طریقت کا پوشیدہ خزانہ اور اخلاق و اخلاص سے پیراستہ ہے۔

صورت درویشانہ، تن صوفیانہ، دل سادہ اور جمال و حال سے صلاحیت و پرہیزگاری کے آثار نمایاں ہیں۔ ”خاموشی عالم کی زینت ہے“ پر کاربند اور کبھی عام جلسوں میں وعظ نہیں فرماتے لیکن خواص اور شاگردوں میں بیٹھ کر نہایت فصیح و بلیغ اور ایسی دلکش تقریر فرماتے ہیں کہ بڑے بڑے مشکل مسائل نہایت آسانی سے ذہن نشین ہو جاتے ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی صحبت نہایت اثر کرنے والی ہے کہ مسلمان تو مسلمان غیر مذاہب والوں پر بھی اُس کا نہایت نیک اثر پڑتا ہے۔ چنانچہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے اکثر غیر مسلم شاگردوں کے دل جو عالی خاندان اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی ہدایت و صحبت کی برکت سے نور اسلام سے منور ہیں۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اُن بزرگوں میں ہیں جو ”شہرت آفت اور گمنامی راحت“ پر کاربند ہو کر خاموشی سے اسلام کی خدمت میں مصروف ہیں، غرضکہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے اوصاف

حمیدہ اور خصائل پسندیدہ کی داستان اس قدر طویل ہے کہ تعریف کے قالب میں نہیں آسکتی۔ اگرچہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا اخلاق وسیع اور تواضع عام ہے کہ ہر ادنی و اعلی کے ساتھ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ مشفقانہ اور مہربانی کے ساتھ پیش آتے ہیں مگر راقم بوستاں پر خاص نظر شفقت فرماتے ہیں چنانچہ اسی شفقت و محبت کا نتیجہ ہے کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے راقم بوستاں کے متواتر اصرار سے مجبور ہوکر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے حالات قلمبند فرما کر مرحمت فرمائے جن سے تختہ بوستان اخیار کو پُر بہار کرتا ہوں۔

مولانا محمد سعادت اللہ قادری خود لکھتے ہیں کہ **میری پیدائش ۲۲ محرم ۱۲۹۳ھ پیر کے دن سنبھل** محلہ کوٹ میں ہوئی۔ مجھ سے پہلے میرا ایک بھائی ہوا تھا جو چالیس روز زندہ رہ کر وفات پا گیا جس سے والدہ کو بے انتہا غم ہوا۔ اسی زمانے میں ہمارے یہاں ایک ولایتی بزرگ میاں رسول شاہ حسنی و حسینی سید رہتے تھے جن سے میرے خاندان کے اکثر بزرگ بیعت تھے مفتی محمد عبد السلام رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ان ہی کے مرید و خلیفہ تھے۔ ان بزرگ نے فرمایا کہ اور آئے گا اور وہ زندہ رہے گا۔ میری پیدائش کی اطلاع میری دادی مرحومہ نے ان بزرگ صاحب کو اس وقت دی جس وقت وہ خاص حالت مراقبہ میں تھے، انہوں نے فرمایا کہ میرے اس کرتہ کو جس کو میں پہنے ہوئے ہوں پشت کی جانب سے پھاڑ کر اس کے لیے کرتا بناؤں اور سب سے پہلے اسی کو پہناؤ، چنانچہ پہلا کپڑا جو میرے بدن سے مس ہوا وہ ہی ان کا پسینہ کا بھرا ہوا کرتہ تھا، جب ان بزرگ کا وصال ہوا ہے اس وقت میری عمر تقریباً دو سال تھی۔ میری والدہ ماجدہ کا بیان ہے کہ وہ تمام بچوں میں سے خصوصیت کے ساتھ مجھ کو

کھلاتے تھے اور بے انتہا خوش ہوا کرتے تھے۔ اس عالم بے ہوشی کی خاص توجہوں کا اثر آج تک اپنے اندر پاتا ہوں۔

سب سے پہلے میں نے اپنی والدہ ماجدہ سے پڑھا انہوں نے مکتب میں داخل ہونے سے پہلے ہی مجھے قاعدہ ختم کرا کر پارہ الم شروع کرا دیا تھا۔ پانچویں سال میرا مکتب جانا ہوا اور میں اپنے حقیقی ماموں مولوی محمد حسن کے پاس پڑھنے کو بیٹھا مگر گھر پر والدہ سے بھی برابر پڑھتا رہا، میں نے دو تین ہی پارے پڑھے ہوں گے جو والدہ نے کریمہ بے معنی مجھ کو شروع کرا دی اور آٹھویں پارے تک ہی پہنچا ہوں گا کہ کریمہ ختم کرا کے گلستان کا پہلا باب ترجمہ کے ساتھ شروع کرا دیا۔

اس زمانے میں میری والد ماجد رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہا بدایوں میں حافظ احمد حسن ٹونک والے مشہور رئیس کے بچوں کی تعلیم پر مامور تھے، چھٹا سال تھا اور میں گلستان کی پہلی حکایت ختم کر چکا تھا جو والدہ نے مجھ کو والد رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کے ساتھ کر دیا۔ ساتویں سال وہ خود بدایوں آگئیں اور مجھے اپنے حقیقی بھائی مولوی محمد حسن صاحب اسرائیلی سنبھلی رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کی خدمت میں میزان شروع کرانے کی غرض سے لے گئیں اور عرض کیا کہ تبرکاً آپ اس کو عربی شروع کرا دیجیے۔

مجھے خوب یاد ہے کہ ماموں صاحب رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ نے فرمایا کہ تم اس کو مولوی عبد الحی لکھنوی فرنگی محلی کی طرح بیس برس کی عمر میں فاضل کرانا چاہتی ہو۔ والدہ نے عرض کیا دعا تو یہی ہے اور اسی غرض سے آئی ہوں کہ آپ شروع بھی کرا دیں اور دعا بھی فرما دیں۔

ماموں صاحب نے شروع کرانے کے بعد دعا فرمائی۔ مجھے یہ واقعہ یاد رہا اور اس وقت پھر تازہ ہو گیا۔ جب درسیات ختم کر چکا اور میں نے اپنی عمر کا حساب کیا تو بیس برس سے چند ہی ماہ زائد ہوئے تھے۔ ماموں صاحب نے عربی شروع کرانے کے بعد فرمایا تھا کہ جب یہ ملا حسن شروع کرے گا تو میں خود اس کو پڑھاؤں گا مگر افسوس قطبی ہی پڑھ رہا تھا کہ وہ آفتاب علم مرکز خاکی میں غروب ہو گیا یعنی ان کا وصال ہو گیا۔

میں نے میزان سے لے کر قطبی و شرح ملا جامی و ہدایہ جلد اول و ابتدائی نور الانوار تک اپنے والد رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه سے پڑھا، اس کے ساتھ ساتھ فارسی کی درسیات بھی ختم کیں۔ اسی زمانہ میں انگریزی بھی ساتویں درجہ تک پڑھی جس کا سلسلہ وہیں رہ گیا۔ حافظ احمد حسن مرحوم کے انتقال کے بعد والد رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه سنبھل تشریف لے آئے اور میری تعلیم اپنے ماموں سراج احمد مرحوم کے متعلق کر دی۔ یہ بزرگ مولوی عبد الجلیل صاحب علی گڑھی کے ممتاز شاگردوں میں تھے بے حد ذہین تھے، شمس العلماء مولوی خلیل احمد صاحب اسرائیل عربی پروفیسر علی گڑھ کالج ان ہی کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ ڈیڑھ سال اُن کی خدمت میں رہ کر تمام رسائل منطق و امور عامہ و تلویح وغیرہ تمام کیں۔ اسی زمانہ میں میرے دادا مرحوم کے ماموں زاد بھائی ایک بزرگ مفتی محمد عبد السلام رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه بھی تھے وہ پکے سنی تھے اختلاف مسائل کی وجہ سے مولوی سراج احمد صاحب اُن کی تحقیر و تضحیک فرمایا کرتے تھے اُن ہی کی تعلیم کا اثر تھا کہ میں بھی مفتی صاحب کو پڑھا لکھا شخص خیال نہیں کرتا تھا، ایک روز میں نے امتحان کی غرض سے مفتی صاحب سے سوال کیا کہ صفات اللہ تعالیٰ کے

متعلق متکلمین کا یہ مسلک کہ وہ نہ عین ذات ہے نہ غیر ذات اچھی طرح ذہن نشین نہیں ہوتا۔ میرا خیال تھا کہ بہت سے بہت وہ شرح عقائد نسفی کی تقریر کریں گے اس پر بے حد اعتراض کروں گا، لیکن مفتی صاحب نے نہایت خندہ پیشانی سے فرمایا کہ یہ مسئلہ جب حل ہو گا تب تو وحدۃ الوجود کو سمجھ لے گا۔ اور اگر سمجھنا چاہتا ہے تو سات روز تک برابر میری تقریر سن اور جس قدر خدشات ہوں بے تکلفت بیان کر۔ ان سات ہی روزوں میں یہ مسئلہ طے ہوتے ہی صفات کا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔ میں مستعد یعنی تیار ہو گیا اور اُسی وقت سے گفتگو شروع ہوئی، ایک بجے رات تک گفتگو ہوتی رہی میں نے بے حد اعتراض کئے جن میں سے اکثر بے دلیل تھے مگر مفتی صاحب نہایت خندہ پیشانی سے جواب ہی نہیں دیتے تھے بلکہ خیال کی غلطی کا منشا سمجھا دیتے تھے۔

اُس روز خاص اس مسئلہ کے متعلق میں نے ایسی تقریر سنی تھی جس کے متعلق اس سے پہلے کبھی سنی تھی اور نہ ایسی تقریر سننے کا خیال کر سکتا تھا۔ اس وجہ سے رات بھر اختلال حواس کی سی کیفیت رہی، دوسرے روز پھر گفتگو ہوئی آج کی تقریر میں دماغ پر زیادہ بوجھ نہ پڑا پہلی تقریر نے کچھ مناسبت پیدا کر دی تھی، تیسرے روز پھر گفتگو ہوئی تھوڑی دیر میں گفتگو کا خاتمہ ہو گیا اور میں نفس مسئلہ وحدۃ الوجود کو ایک حد تک سمجھ گیا تقریر کے خاتمہ پر مفتی صاحب نے فرمایا الحمد للہ وہ مسئلہ جس کو میں سات روز میں سمجھایا کرتا ہوں تو نے تین ہی روز میں سمجھ لیا۔ ان تقریروں سے مجھے معلوم ہوا کہ مولوی سراج احمد مرحوم کا علم سطحی و ظاہری ہے، اور جن کو میں ایک مدت تک معمولی ملا سمجھتا تھا علم کی روشنی اسی شکستہ

حال درویش کے پاس ہے جس کو مفتی عبد السلام کہا جاتا ہے۔ مفتی صاحب کی تقریر اور ان کے اخلاق کی خاص کشش نے مجھے مجبور کیا کہ میں مفتی صاحب سے ہی بقیہ علوم حاصل کروں۔ میں نے کچھ کتابیں شروع کیں ہر فن میں اور ہر مسئلہ میں میں نے اُن کی تحقیق کی خاص شان پائی اور اصل یہ ہے کہ علوم کے حقائق کا پتا چلانے کی فکر وہیں سے پیدا ہوئی، مگر مفتی صاحب اکیلے میرے حصے کے نہ تھے بلکہ شہر کے تمام غرباء اور دیہات کے تمام دہقانوں کے لیے بھی اسی طرح وقف تھے جیسے ایک شیخِ وقت کو ہونا چاہیے۔

اس وجہ سے سبقوں میں حرج ہونے لگا اور مجبوراً مجھے رختِ سفر کانپور کے لیے کرنا پڑا جس کا شہرہ اس زمانے کے طلبہ کے طبقے میں خاص طور سے تھا۔ مفتی صاحب سے اجازت لے کر میں کانپور مدرسہ فیضِ عام میں حضرت مولانا حاجی حافظ احمد حسن رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کے پاس رہ کر ہدایہ آخرین، تلویح، شمس بازغہ وغیرہ پڑھا اور اپنے طور پر طلبہ کو پڑھاتا بھی رہتا تھا۔ مدرسہ فیض عام کانپور میں جب مجھے ڈیڑھ سال کے قریب پڑھتے ہو گیا تو ایک خاص ضرورت کے واسطے پہلے وطن گیا اور وہاں سے رام پور جانے کا اتفاق ہوا۔ رام پور میں خوش قسمتی سے ایک سیاہ پوش بزرگ کی خدمت میں نیاز حاصل ہوا جن کا نام نامی حضرت شاہ محمد نور تھا۔ یہ بزرگ مجددیہ خاندان کے اجازت یافتہ اور حضرت حافظ جمال رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مرید و خلیفہ تھے۔ بظاہر اردو بھی مشکل سے پڑھ سکتے تھے۔ میں نے ان میں ایک خاص روحانی کشش پائی کہ جس نے مجھے

باوجود ایک آزاد اور بے باک طالب علم ہونے کے تھوڑی ہی دیر میں غلامی پر مجبور کر دیا اور میں نے نہایت فخر سے پہلی ہی ملاقات میں ان کی غلامی کا طوق اپنی گردن میں ڈالا۔

آپ نے خاندان قادریہ میں مجھے داخل فرما کر دوسرے روز میری استعداد کے مطابق وحدۃ الوجود کا مشاہدہ کرا دیا جس سے علم الیقین، عین الیقین ہو گیا اور میری بصیرت کی آنکھیں کھل گئیں اور کچھ ایسی بدحواسی کی حالت پیدا ہو گئی کہ دو دن تک جو میرے رامپور میں ٹھہرنے کی پوری مدت ہے یہ یقین نہیں ہوتا تھا کہ میں رامپور میں ہوں اور میرا وطن سنبھل میں ہے۔ تمام تعلقات حتیٰ کہ سلسلہ درس سے بھی طبیعت متنفر اور برداشتہ خاطر ہو گئی اور میں نے خدمت اقدس میں عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو میں حضور کے قدموں کے نیچے پڑا رہوں۔ آپ نے جواب دیا کہ کملی اوڑھ کر دریا سے پار ہو جانا مردانگی نہیں۔ بہادری یہ ہے کہ کشتی کھے کر پار لگاؤ جس میں بہت سے آدمی ہوں۔ تم سے تو کام لینا ہے اور تم ہمت ہارے دیتے ہو۔ خدا معلوم ان الفاظ میں کیا جادو تھا کہ اسم اعظم کا کام کر گئے اور میں فوراً خواب سے چونک پڑا اور مجھے معلوم ہوا کہ میں اب اس عالم میں ہوں۔ یہ اس وقت مجھے یاد نہیں رہا کہ میں نے عرض کیا تھا یا خود آپ ہی نے ہر علم و فن کے لیے خاص خاص خیالات تعلیم فرمائے۔ وہ خیالات اگرچہ آگے چل کر مجھ سے نبھ نہ سکے لیکن یہ ضرور ہے کہ حضرت کی تعلیم نے علوم کے ساتھ ایک خاص قسم کی دلچسپی پیدا کر دی جس سے اس وقت سے لے کر آج تک بغیر مطالعہ کتاب یا علمی تقریر کے وقت کا گزارنا مجھے دوبھر معلوم ہوتا ہے۔

حضرت کی خدمت سے دو روز مستفیض ہو کر جدا ہوا اور افسوس کہ اس واقعہ کے چند ہی ماہ بعد حضرت کا وصال ہو گیا۔ میں مکان پر ایک ماہ ٹھہر کر پھر کانپور چلا گیا اور تکمیل درسیات میں مصروف ہو گیا اور اسی سال تحصیل سے فارغ ہو کر مکان پر آ گیا اور اپنے مکان کی مسجد کے قریب میں طلبہ کو پڑھانے میں مصروف ہو گیا۔ اس اثناء میں مجھے بہت سے حضرات سے نیاز حاصل کرنے کا اتفاق ہوا مگر میں کبھی کسی کے پاس اس کو ضار یا نافع سمجھ کر نہیں گیا میرا یقین کامل ہے کہ سوائے ذات واحد کے نہ کوئی نفع رساں ہے نہ مضر بخش۔

ایک مرتبہ ایک مجذوب صاحب نے جن کے کمال کے آثار مجھے ظاہر طور پر معلوم ہوتے تھے مجھ سے کمال شفقت سے فرمایا کہ مانگ کیا مانگتا ہے اس کے فرمانے سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ میرے اعضاء پر لرزہ کی سی کیفیت طاری ہو گئی مگر میں نے جواب دیا تو یہی کہ آپ دے ہی کیا سکتے ہیں جو آپ سے مانگوں انہوں نے پھر وہی ارشاد فرمایا پھر میں نے یہی عرض کیا جب تیسری مرتبہ اُنہوں نے فرمایا تو میں نے عرض کیا کہ حضرت جب آپ کو میرے دل کا حال تک معلوم نہیں تو آپ دے کیا سکیں گے اس پر مسکرائے اور نہایت محفوظ ہو کر فرمانے لگے کہ ہم نے تیرا ٹکٹ لے لیا ہے آجایئے گا۔ اس کے جواب میں میں نے بے سوچے سمجھے کہہ دیا کہ ہاں آجاؤں گا لیکن آج تک نہیں سمجھا کہ ان کا مدعا کیا تھا؟

کانپور سے آئے ہوئے مجھے دو تین ہی ماہ کا عرصہ ہوا تھا کہ آگرہ میں ایک قومی انجمن بنام احباب قائم ہوئی اور اس انجمن نے عربی کا ایک مدرسہ جاری کیا۔ شوال ۱۳۱۳ھ

میں میں اس مدرسے میں عربی کا مدرس مقرر ہو کر آگرہ آیا۔ایک سال بعد فارسی کا اول درجہ بھی میرے متعلق کر دیا گیا۔میں اس مدرسے میں جو مدرسہ احمدیہ کے نام سے موسوم ہے سات سال تک ملازم رہا، اس عرصہ میں چار طالب علم فارغ التحصیل ہوئے۔اسی زمانے میں میں نے تحفۂ مرسلہ کا اردو میں ترجمہ کیا۔اخر کار اس مدرسے کی انتظامی حالات خراب ہونے کی وجہ سے میں مجبوراًوہاں سے علیحدہ ہو گیا اورڈھائی برس تک حالات بیکاری میں متفرق طور سے عربی فارسی پڑھاتا رہا۔

مفتی صاحب مرحوم کے فیض صحبت اور تعلیم نے زمانہ طالب علمی میں شاعری کا ایک خاص ذوق پیدا کر دیا تھا۔اس ڈھائی برس کی تعطیل نے اس شوق کو پھر زندہ کر دیا اور اس قدر غزلیں لکھیں کہ ایک دیوان تیار ہو گیا۔

شوال ۱۳۱۳ھ سے آگرہ کو آپ کے گرامی قدوم کی برکت حاصل ہے۔ ۱۹۰۴ء سے آپ مدرسہ جامع مسجد آگرہ میں مدرس اول اور طالبان علم و عرفان کی درس و تلقین میں مشغول و مصروف اور اپنے بابرکات اوقات کے عامر ہیں۔اگرچہ عیالداری کا بار کثیر کندھے پر ہے مگر نہایت قانع ہیں کئی لڑکیوں کے علاوہ ایک خُرد سال لڑکا محمد نام کا موجود ہے۔خدا کرے کہ والد بزرگوار کے زیرِ سایہ علم و عمل کے زیور سے آراستہ ہو کر باپ کے مرتبہ پر پہنچے اور خاندان کا نام روشن کرے۔آمین (بوستانِ اخیار، ص171.184)

رامپور یوپی

(283)۔حضرت عبد اللہ بغدادی رامپوری

حضرت عبد اللہ بغدادی رامپوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ حضور سیدنا غوث پاک شیخ عبد القادر جیلانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ کا خاندانی اور روحانی شجرہ نسب ا اپشت پر حضور سیدنا غوث الاعظم سے جا ملتا ہے۔ آپ اپنے والد ماجد حضرت شیخ سید عبد الجلیل جیلانی القادری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے روحانی جانشین ہیں۔ حضور سیدنا غوث پاک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی طرف سے جو فیض آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے حاصل کیا اس نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو قادری سلسلے کا ایک بہت بڑا ولی بنا دیا۔

حضرت شیخ سید عبد اللہ بغدادی جیلانی القادری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ہندوستان تشریف لانے کا واقعہ یہ ہے کہ حضور سیدنا غوث پاک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی طرف سے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو حالت خواب میں بشارت ہوئی اور حکم ہوا کہ ہندوستان جائیں اور حضرت سیدنا سرکار شاہ نیاز رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو قادری سلسلے میں بیعت کریں اور اپنا روحانی جانشین (خلیفہ) بنائیں"۔

اسی طرح ہندوستان میں حضرت خواجہ سیدنا فخر الدین فخر پاک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اپنے خواب میں حضور سیدنا غوث پاک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی زیارت کی اور آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو حکم ہوا کہ "عنقریب ہم اپنا فرزند سیدنا نیاز کی بیعت کے لیے بھیجیں گے اور حضرت سیدنا فخر پاک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو حضرت سیدنا عبد اللہ بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی شبیہ یعنی صورت دکھا کر متعارف کرایا گیا۔

چھ مہینے کے بعد حضرت خواجہ سیدنا فخر الدین فخر پاک رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کو دوبارہ حضور سیدنا غوث پاک رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی زیارت ہوئی اور سیدنا غوث پاک رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے فرمایا: فخر الدین! ہماری اولاد دہلی میں ہے اور تم نے اس کی خبر بھی نہ لی"۔ حضرت خواجہ سیدنا فخر الدین فخر پاک رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے اگلی ہی صبح مٹھائی سے بھرا تھال تیار کرایا اور اپنے سر پر رکھے حضرت شیخ سید عبد اللہ بغدادی جیلانی القادری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے استقبال کے لیے اور حضرت سیدنا سرکار شاہ نیاز بے نیاز رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کا ہاتھ تھام کر جامع مسجد دہلی کا رخ کیا، جہاں حضرت شیخ سید عبد اللہ بغدادی جیلانی القادری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه دہلی پہنچ کر مقیم تھے۔ حضرت خواجہ سیدنا فخر الدین فخر پاک رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے حضرت شیخ سید عبد اللہ بغدادی جیلانی القادری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کو دیکھتے ہی پہچان لیا اور آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه سے ملاقات فرمائی۔

حضرت شیخ سید عبد اللہ بغدادی جیلانی القادری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے ملاقات سے فارغ ہوتے ہی حضرت سیدنا سرکار شاہ نیاز بے نیاز رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کو جامع مسجد میں بھاری ہجوم کے سامنے قادری سلسلے میں بیعت کیا اور حضرت سیدنا سرکار شاہ نیاز بے نیاز رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کو اپنا جانشیں مقرر فرما کر خلافت سے نوازا۔

حضرت شیخ سید عبد اللہ بغدادی جیلانی القادری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه دہلی کی جامع مسجد میں جب قیام پذیر تھے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے دہلی میں بہت عزت اور مقبولیت حاصل کی۔ ہندوستان میں اس وقت کے عظیم صوفیائے کرام میں حضرت خواجہ سیدنا فخر الدین فخر پاک، حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں، حضرت ظفر علی شاہ شہابادی، حضرت میر نانو، حضرت

فتح علی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِم موجود تھے اور سب نے مل کر حضرت شیخ سید عبد اللہ بغدادی جیلانی القادری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کو ان کے احترام میں خراجِ عقیدت پیش کیا، یہاں تک کہ انہوں نے آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی پالکی کو اپنے کندھوں پر اٹھالیا۔

حضرت سید عبد اللہ بغدادی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے ہندوستان آنے کا سبب "فرزندِ غوث الاعظم" نامی کتاب میں کچھ یوں لکھا ہے کہ

جب دہلی میں حضرت نیاز بے نیاز رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے کمال کی شہرت ہوئی تو حاسدوں نے یہ مشہور کیا کہ ان کو کسی سے بیعت ہی نہیں، کمال کیا ہوگا؟ یہ سن کر نیاز بے نیاز رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کو سخت ملال ہوا، کئی روز کے بعد مولانا فخر الدین دہلوی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه صبح کے وقت مکان سے برآمد ہوئے، سب خدام سلام کے لیے حاضر تھے، مولانا فخر الدین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے نیاز بے نیاز رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ میاں! آج رات میں حضرت پیران پیر، غوث اعظم رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے تمہاری بیعت اپنے دستِ مبارک پر قبول فرمائی اور مجھ کو ایک صورت دکھائی ہے اور فرمایا کہ اپنی خاص اولاد میں سے ان کو بھیجتا ہوں، بظاہر ان کے ہاتھ پر تکمیل کرا دینا۔ یہ سن کر نیاز بے نیاز رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے مولانا فخر الدین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے قدم چومے۔ اس بات کو چھ مہینے گزر گئے کہ ایک دن مولانا فخر الدین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه صبح کو برآمد ہوئے اور فرمایا کہ حضرت پیرانِ پیر غوث اعظم رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں کہ ہمارے بھیجے ہوئے فرزند کو آج تین روز دہلی پہنچے ہوئے گزرے اور تم ان سے غافل ہو۔ یہ فرما کر لوگوں کو تلاش کے لیے بھیجا ان میں سے ایک شخص نے آکر بیان کیا کہ ایک صاحب بغداد شریف

کے رہنے والے جامع مسجد دہلی میں مقیم ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ان کی وضع قطع دریافت فرمائی۔ جیسا مولانا فخر الدین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے خواب میں دیکھا وہی وضع اور قطع اس نے بیان کی۔ یہ سن کر مولانا فخر الدین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے مٹھائی لانے کا حکم دیا۔ جب مٹھائی آگئی تو اس کو خوان یعنی تھال میں رکھ کر اس خوان کو اپنے سر پر اٹھایا، ہر چند خادموں اور خلفاء نے عرض کیا کہ یہ ہمارا کام ہے حضور ہم کو دیں۔ مولانا فخر الدین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے قبول نہیں فرمایا اور اس حیثیت سے کہ مٹھائی کا خوان سر پر اور داہنے ہاتھ سے ہاتھ حضرت نیاز بے نیاز رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا پکڑے ہوئے دہلی کی جامع مسجد میں داخل ہوئے۔ دیکھا کہ مسجد کے بیچ کے در میں جو صاحب بیٹھے ہوئے ہیں یہ وہی صاحب ہیں جن کی صورت مجھے دکھائی گئی تھی اور ان بزرگ نے جن کا نام مبارک سید عبد اللہ بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ہے حضرت نیاز بے نیاز رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو دیکھ کر فرمایا کہ انہی کی صورت مجھ کو دکھائی گئی تھی جن کے لیے میں بھیجا گیا ہوں۔ غرض کہ مٹھائی کا خوان مولانا فخر الدین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے سر سے اتار کر حضرت عبد اللہ بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے سامنے رکھا اور حضرت عبد اللہ بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے وہیں محرابِ مسجد میں دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد تحیت و دعائے ماثورہ خاندانی کے بیعت فرمائی، اور ہر قسم کی تعلیم اور تلقین سے نیاز بے نیاز رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو مالا مال کر دیا۔

(فرزندِ غوث الاعظم ص ۱۲۵۔۱۲۶)

حضرت عبد اللہ بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے آگرہ آنے کا واقعہ "فرزندِ غوث الاعظم" میں کچھ یوں لکھا ہے کہ

غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ **کے حکم سے حضرت عبد اللہ بغدادی رامپوری** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ **بغداد سے ہندوستان تشریف لاکر حضرت سید امجد علی شاہ** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ **کو خلافت و اجازت سے نوازا جس کا حال خود حضرت سید امجد علی شاہ** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ **کی زبانی سنیئے چنانچہ فرماتے ہیں:**

جب فرزندِ محبوبِ سبحانی حضرت سید عبداللہ بغدادی قادری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ آگرہ تشریف لائے اور محلہ تاج گنج میں قیام فرمایا تو میں بھی حاضر خدمت ہوا اور قدم بوسی کی۔ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے میرا سر اپنے سینے سے لگالیا اور کثیر مجمع کے سامنے فرمایا: اے میرے بیٹے امجد علی! میں آگرہ میں اپنے جد حضرت غوثِ اعظم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے حکم سے اس لیے آیا ہوں کہ تمہیں خرقۂ بزرگان، کلاہ یعنی ٹوپی، علم اور خلافت عنایت کروں۔ میں حضرت غوثِ پاک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے حکم کے اتباع میں یہاں تک پہنچا ہوں۔ تمہیں مبارک ہو کہ یہ دولت بے مانگے مل رہی ہے۔ یہ سن کر خوشی کی حد نہ رہی اور مجھ پر ایک بے خودی طاری ہو گئی، جب مجھے ہوش آیا تو میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! کمزور چیونٹی سے پہاڑ کا بوجھ کیسے برداشت ہو سکتا ہے؟ حضرت عبد اللہ بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا: ”واللہ غالب علی امرہ و لکن اکثر الناس لا یعلمون“ میرے منصب میرے جد حضرت غوثِ اعظم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے تمہیں عنایت فرمایا ہے میرے ہاتھ سے لو اور قدرتِ قادر کا تماشہ دیکھو ”یفعل اللہ ما یشاء“ حضرت غوثِ پاک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ایک چور کو ایک نظر میں قطب بنادیا تھا تم تو شریف القوم اور صاحبِ علم ہو اور سید ہو اور درویشوں سے

نسبت رکھتے ہو، تمہارے والد بھی اس سلسلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اگر تمہیں اپنی شفقت کی وجہ سے اس نعمت سے نوازا گیا تو کیا بعید ہے؟

حضرت امجد علی شاہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ چند موانعات کی وجہ سے خلافت عطا کرنے میں کچھ تاخیر ہوتی رہی یہاں تک کہ گیارہویں کے دن مجھے طلب فرمایا اور شرفا، نجبا اور مشائخ کے ایک بڑے مجمع کے سامنے اپنے ہاتھ سے مجھے خرقۂ خلافت پہنایا اور اپنے سرِ مبارک کی ٹوپی میرے سر پر رکھی اور علم قادری اور خلافت نامہ جو میرے پاس موجود ہے عطا فرمایا اور مریدوں کو حکم دیا کہ ان کو میرا قائم مقام اور نائب سمجھتے ہوئے ہر مہینے کی گیارہویں اور خاص کر بڑی گیارہویں کی فاتحہ میں ان کے مددگار اور معاون رہیں اور میرے جد کی نیاز ان کو پہنچائیں اور بال برابر ان کے حکم سے انحراف نہ کریں، جو کوئی ان کے خلاف ہو گا وہ میرے اور میرے جد بزرگوار کے خلاف ہے۔ اور اسی روز خواجہ محمد میر صاحب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو خرقۂ خلافت، خاص ٹوپی اور علم مرحمت فرمایا۔ اس کے بعد مولوی شمس الضحیٰ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اور سید حسن علی صاحب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو خرقۂ خلافت، ٹوپی مبارک اور خلافت نامہ عطا ہوا۔

جب حضرت عبد اللہ بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ آگرہ سے رامپور تشریف لے گئے جہاں اب حضرت عبد اللہ بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا مزار مبارک ہے تو وہاں پہنچ کر مجھے طلب فرمایا اور وہاں خلعتِ خاص دستار اپنے سرِ مبارک کی اور پنجۂ بغدادی اور علم نامہ مرحمت فرمایا۔

یہ پنجہ بغداد شریف کا بنا ہوا ہے اور اس میں "یا سید سلطان عبد القادر جیلانی شیئاً للہ المدد" لکھا ہوا ہے۔ یہ علم حضرت عبد اللہ بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بغداد شریف سے ہندوستان تشریف آوری کے وقت ساتھ لائے تھے۔ حضرت عبد اللہ بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: کہ یہ علم مبارک میرے جد اور میرے آقا غوث پاک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مزار اقدس کے سرہانے لگا ہوا تھا، میں اسے ہندوستان لے آیا تھا اب حضرت غوثِ اعظم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی یہ امانت ان کے حکم کے مطابق تمہیں عنایت کرتا ہوں۔ اس کی تعظیم جیسی چاہیئے ویسی کرنا۔

حضرت امجد علی شاہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: چنانچہ وہ علم شریف میرے پاس ہے اور گیارہویں شریف کی مجلس میں ایک مکان میں جو کٹرہ آبریشم تاج گنج میں ہے اور جس کے مالکوں نے وہ مکان حضرت غوثِ اعظم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی نذر کر دیا ہے۔ اور ہزاروں مریدین اور طالبین اس روز اس کی زیارت کرتے ہیں۔ (فرزندِ غوثِ اعظم ص ۱۱۵۔۱۱۷)

نوٹ: اب یہ پنجہ اور علم مبارک حضرت امجد علی شاہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے اولاد کے پاس سیب کے بازار میں میوہ کٹرہ نامی محلے میں موجود ہے اور گیارہویں شریف میں اس کی زیارت کروائی جاتی ہے۔

اس کے بعد حضرت شیخ سید عبد اللہ بغدادی جیلانی القادری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ رام پور (یوپی) تشریف لے گئے۔ رام پور کے نواب فیض اللہ خان آپ کے شاگرد و مرید ہوئے اور ان کے اصرار پر حضرت شیخ سید عبد اللہ بغدادی جیلانی القادری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ مستقل طور پر

رام پور میں آباد ہو گئے۔ رام پور میں حضرت شیخ سید عبد اللہ بغدادی جیلانی القادری رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ نے ایک عظیم الشان مسجد اور خانقاہ تعمیر کروائی لیکن کبھی گھر نہیں بنایا۔ اس تعمیراتی کام کے لیے فیض اللہ خان نے حضرت شیخ سید عبد اللہ بغدادی جیلانی القادری رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کو مدد کرنے کی درخواست پیش کی لیکن حضرت شیخ سید عبد اللہ بغدادی جیلانی القادری رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ منع فرما دیا۔

حضرت شیخ سید عبد اللہ بغدادی جیلانی القادری رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کا وصال ۱۴ محرم الحرام ۱۲۰۷ھ کو ہوا۔ آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کا مزارِ پر نور رام پور میں ہی تعمیر کیا گیا۔ حضرت شیخ سید عبد اللہ بغدادی جیلانی القادری رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ اپنے ساتھ بغداد سے ایک پتھر لائے تھے جس میں حضور سیدنا نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کے پاؤں مبارک کے نشان تھے آپ کی وصیت کے مطابق یہ پتھر حضرت شیخ سید عبد اللہ بغدادی جیلانی القادری رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کے مزار میں پیوست کر دیا گیا۔

حضرت شیخ سید عبد اللہ بغدادی جیلانی القادری رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کے خلفاء میں حضرت سرکار قبلہ سیدنا حضور شاہ نیاز بے نیاز رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ ۔ حضرت مولوی سیدنا مظہر علی رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ۔ سیدنا شمس الضحیٰ اکبر آبادی رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ۔ حضرت امجد علی شاہ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ شامل ہیں۔

کرامت

حضرت سید عبد اللہ بغدادی رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ رامپور پہنچ کر ایک عالی شان مسجد اور چہار دیواری اور خانقاہ تیار فرمائے، اور ہر چند نواب صاحب نے عرض کیا کہ اس کام کے واسطے

روپے میں نذر کرتا ہوں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے قبول نہیں فرمایا اور جس مصلے پر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ تشریف فرماتے تھے تمام دن جس قدر خرچ کی ضرورت ہوتی مصلے کے نیچے سے نکال کر دیا کرتے تھے۔ ایک روز ایک مزدور نے یہ خیال کر کے کہ سید صاحب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا سب روپیہ وغیرہ اس مصلے کے نیچے گڑا رہتا ہے رات کو آ کر اس جگہ کو کھودا، کچھ نہ ملا، نادم ہو کر اس زمین کو ویسے ہی برابر کر دیا۔ اگلے روز پھر سید عبد اللہ بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اسی مصلے پر تشریف فرما ہوئے اور تمام دن جس کام کی ضرورت ہوئی اسی مصلے کے نیچے سے نکال کر دیا۔ شام کے وقت جب سب کو مزدوری تقسیم فرمائی تو اس مزدور کو دوگنی مزدوری مرحمت فرمائی، اور فرمایا کہ ایک آج دن کی اور ایک رات کی ہے۔ وہ مزدور بہت شرمندہ ہوا اور قدموں پر گر گیا اور قصور معاف کرایا۔ (فرزند غوث الاعظم ص ۱۲۳)

سنہ جلوس کا مطلب

کسی بادشاہ کے تخت نشین ہونے کے بعد کا سال۔ یعنی بادشاہت شروع ہونے کے وقت کو بنیاد بنا کر سال شمار کرنے کو سنہ جلوس کہتے ہیں کیونکہ جلوس کا معنی بیٹھنا ہے اور یہ بادشاہ کے تخت نشین ہونے سے کنایہ ہے۔ مثال کے طور پر:

اگر شاہ جہاں ۱۶۲۸ء میں تخت نشین ہوا، تو ۱۶۲۸ء کو "سالِ اوّل جلوس" کہا جائے گا۔ اس کے بعد ۱۶۲۹ء کو "سالِ دوم جلوس" کہا جائے گا۔ اور ۱۶۳۸ء کو "سال یازدہم جلوس" (گیارہواں سالِ جلوس) کہا جائے گا۔

بزرگانِ دین کے عرس کی تاریخ اور مہینہ

محرم الحرام

ش	نام	تاریخ	ہجری سنہ
1	ہمت خان	5	1092ھ
2	شیخ ابوالفتح شہید	15	1033ھ

صفر المظفر

ش	نام	تاریخ	ہجری سنہ
1	امیر سید ابوالعلی	9	1061ھ
2	شیخ ابوالفیض فیضی فیاضی	10	1004ھ
3	میر محمد نعمان بدخشی نقشبندی مجددی	18	1058ھ
4	شیخ افضل محمد	21	1003ھ
5	مرزا حسن بیگ صوفی	22	1074ھ
6	حکیم سید نور الدین رضوی قادری	23	1207ھ
7	میر سید جلال الدین قادری	25	983ھ
8	میاں نظیر	26	1246ھ
9	قاضی سیّد مہر علی قادری	---	1270ھ

ربیع الاول

ش	نام	تاریخ	ہجری سنہ
1	امیر سید محمد افضل احراری	1	1111ھ
2	علّامی فہامی شیخ ابوالفضل	4	1011ھ
3	شاہ عظمت اللہ	4	1084ھ
4	مفتی حافظ محمد رمضان	6	1334ھ
5	ملاعبد العزیز	6	1089ھ
6	خواجہ محمد یحییٰ احراری نقشبندی	12	999ھ 1590ء
7	شیخ زاہد	16	1070ھ
8	سید امجد علی شاہ جعفری القادری	22	1230ھ
9	سید بدرالدین	29	998ھ

ربیع الثانی

ش	نام	تاریخ	ہجری سنہ
1	سید نجم الدین محمد (مولانا قاسم کابلی)	2	988ھ
2	میر محمد فاضل	2	1105ھ
3	مرزا ابوتراب	4	1063ھ
4	امیر نورالعلی	7	1090ھ
5	مولوی سید وارث علی	10	1327ھ
6	(9)۔ قاری حافظ محمد صالح ابوالعلائی	14	1118ھ
7	شیخ عارف حسینی (میراں عارف حسینی)	21	1006ھ 1597ء
8	حکیم سید قدرت علی قادری	21	1318ھ
9	شیخ کمال الدین حسینی	22	1018ھ
10	بی بی جیونی	29	1201ھ 1786ء

جمادی الاولی

ش	نام	تاریخ	ہجری سنہ
1	سید جلال بخاری	1	1057ھ 1647ء
2	مفتی ابوالفتح	8	976ھ
3	شیخ عبداللہ صوفی شطاری	23	1010ھ
4	شیخ ابوالخیر	25	1014ھ

جمادی الثانی

ش	نام	تاریخ	ہجری سنہ
1	مولوی عبداللہ	5	1328ھ 1910ء
2	شیخ ناصر (شیخ ناظر)	13	1057ھ 1647ء
3	شیخ عبدالغفار سہروردی	18	1010ھ
4	شاہ فخرالدین مداری	19	970ھ، 1562ء
5	شیخ محب اللہ	21	1058ھ
6	سید محمد عاقل	---	1092ھ

رجب المرجب

ش	نام	تاریخ	ہجری سنہ
1	شیخ محمدی چشتی صابری	3	1107ھ
2	مولانا شیخ حسن شیر ازی انصاری	4	956ھ
3	میر محمد عاقل	7	1088ھ
4	قادری شیخ محمد خالدی	14	970ھ
5	شاہ فرہاد صفات جمالی قادری نقشبندی	23	1199ھ
6	سید احمد بخاری	25	1064ھ
7	شیخ محمد خیالی	27	990ھ
8	مولانا محمد سراج الاسلام	28	1316ھ
9	شیخ عبد الوہاب محدث	29/30	970ھ
10	قاری شیخ عبد الملک	---	956ھ

شعبان المعظم

ش	نام	تاریخ	ہجری سنہ
1	مفتی شیخ جنید	4	998ھ
2	میر محمد صالح کشفی	12	1060ھ 1649ء
3	امیر تاج العلی	15	1102ھ
4	شیخ ابوالفتح مکی	22	953ھ
5	شیخ برہان شطّاری	---	1083ھ

رمضان المبارک

ش	نام	تاریخ	ہجری سنہ
1	شیخ اسماعیل چشتی	2	1066ھ
2	شیخ ضیاء اللہ شطّاری	3	1005ھ
3	شیخ زین الدین	7/20	1005ھ/1006ھ
4	علامی افضل خاں شیرازی	12	1048ھ
5	حکیم سید مہر علی رضوی قادری	22	1313ھ
6	خلیفہ ابوالقاسم ابوالعلائی	---	1089ھ
7	شیخ عبدالحی	---	1070ھ

شوال المکرم

ش	نام	تاریخ	ہجری سنہ
1	شیخ عبدالمومن چشتی	2	970ھ
2	سید شاہ میر شیرازی	4	996ھ
3	سید باقی	5	1065ھ
4	شیخ عبداللہ دانش مند	6	943ھ
5	شیخ کمال	10	1009ھ
6	مفتی شیخ بہاء الدین	11	978ھ
7	شیخ ابو الفتّاح	11	978ھ
8	شیخ ولی محمد نارنولی	25	1057ھ
9	حافظ احمد حسین صاحب نقشبندی مجددی	---	1331ھ
10	عثمان غنی مجذوب	---	1329ھ

ذی القعدہ

ش	نام	تاریخ	ہجری سنہ
1	میر سید شاہ	1	1197ھ
2	شیخ یوسف انصاری	1	994ھ
3	بی بی قطبا	5	1279ھ
4	میر ہادی (فضائل خاں)	6	1114ھ
5	شیخ محمد صالح قادری اعظمی	13	1067ھ
6	مرزا علی شاہ مجذوب	15	1277ھ
7	شیخ جلال انصاری	16	961ھ
8	شیخ مبارک قریشی	17	1001ھ
9	سید علاء الدین مجذوب المشہور بہ علادل بلادل	17	953ھ 1546ء
10	شیخ جمال الدین محدث	21	1078ھ
11	میر عبد اللہ احراری	23	---
12	شیخ منور چشتی	27	970ھ
13	امیر فیض اللہ	29	1081ھ

ذی الحجہ

ش	نام	تاریخ	ہجری سنہ
1	امیر سید داؤد	8	1006ھ
2	امیر سید جلال متوکل	10	969ھ
3	حاجی ابراہیم محدث اکبر آبادی	19	1001ھ
4	میر سید احمد	25	1062ھ

بزرگانِ دین کے وفات کا سال

ش	نام	ہجری سنہ
1	سید حسین	۱۰۶۴ھ
2	مولانا ضیاء الدین بلخی	۱۱۹۳ھ
3	شاہ مجاھد الدین	۱۱۰۷ھ
4	مولوی محمد کاظم	۱۱۹۱ھ
5	شیخ عبد الرحمن صوفی قادری سرہندی	۹۹۵ھ
6	امیر تپاں چشتی	۱۰۱۹ھ
7	صوفی حسین خاں شہید	۱۰۸۱ھ
8	یوسف علی شاہ چشتی صابری	۱۲۷۹ھ
9	مولانا سید رفیع الدین صفوی محدث اکبر آبادی	۹۵۴ھ
10	سید زین العابدین شہید	۱۱۹۰ھ/۱۷۷۶ء
11	مخدوم سدھاری چشتی	۹۹۴ھ
12	سید شاہ عالم (رجب شہید)	۱۲۹۶ھ
13	شاہ بروی	۹۷۱ھ
14	شیخ محمد عارف	۱۰۸۰ھ/۱۶۶۹ء

ش	نام	ہجری سنہ
15	سید کبیر	۱۰۱۸ھ
16	سلطان محمد معصوم	۹۸۹ھ
17	شاہ نجف	۱۱۴۳ھ
18	مولانا محمد سعادت علی قادری	۱۳۳۱ھ
19	امیر محمد شریف	۱۰۵۴ھ/۱۶۴۴ء
20	میر محمد مومن عرشی	۱۰۹۱ھ/۱۶۸۰ء
21	مولانا مقصود علی تبریزی	۹۷۷ھ/۱۵۶۹ء
22	میر عبداللہ تبریزی (مشکیں قلم)۔	۱۰۳۵ھ/۱۶۲۵ء
23	قاضی سید نوراللہ شوستری	۱۰۱۹ھ/۱۶۱۰ء
24	سید عبدالقادر بخاری	۱۰۵۰ھ/۱۶۴۰ء
25	میرزا ایزد بخش رسا	۱۱۲۴ھ
26	میر ابراہیم نقشبندی	۱۰۷۱ھ/۱۶۶۰ء
27	حافظ احمد	۱۱۵۱ھ
28	مولانا احمدی قادری	۱۲۱۶ھ
29	سید منور علی شاہ	۱۲۳۵ھ
30	حکیم سید میر	۱۲۲۳ھ

ش	نام	ہجری سنہ
31	آغر خاں شہید	۱۱۰۲ھ / ۱۶۹۰ء
32	شیخ الہداد قادری	۱۰۷۸ھ
33	میر رستم خاں شہید	۹۹۰ھ
34	بیگم سلطان	۹۴۵ھ
35	حاجی شمس الدین علی ہروی	۱۰۱۰ھ
36	مولانا شیخ زین الدین خوافی	۹۴۰ھ / ۱۵۳۳ء
37	مولانا شہاب الدین معمائی	۹۴۲ھ / ۱۵۳۵ء
38	مولانا ابوالواجد فارغی	۹۴۰ھ
39	میر ابوالغیث بخاری	۹۹۵ھ
40	خواجہ ابراہیم حسین	۱۰۰۱ھ
41	شیخ بایزید خویشگی	۱۰۹۴ھ
42	شیخ جعفر	۱۰۷۴ھ
43	شیخ جلال متورع	۱۰۸۹ھ
44	قاضی جلال الدین ملتانی	۹۹۹ھ
45	میر سید رفیع الدین ثانی	۹۶۵ھ
46	شاہ رفیع الدین سبز پوش	۱۰۸۶ھ

ش	نام	ہجری سنہ
47	سقا	۱۰۰۰ھ
48	شیخ فیروز	۱۰۶۱ھ
49	قاضی قربان	۱۰۸۵ھ
50	سید لطف اللہ شہید	۱۰۸۹ھ
51	شیخ ماکھو مجذوب	۹۸۲ھ
52	مولانا محمد سعید اعجاز	۱۱۱۷ھ
53	مولانا میر کلاں محدث	۹۸۱ھ
54	مولانا میر	۹۹۰ھ
55	قاضی ناصر	۱۰۰۲ھ
56	مولانا ناصر مفتی	۹۸۰ھ
57	شیخ وجیہ الدین حسینی چشتی	۱۰۷۱ھ
58	مولوی عبد اللہ محدث	۱۰۹۴ھ
59	افضل الفضلا ملا عبد الرشید	۱۰۸۸ھ
60	شیخ علاء الدین ثانی مجذوب	۱۰۱۴ھ
61	مولانا علی احمد	۱۰۲۶ھ
62	غربتی حصاری	۹۶۶ھ
63	شاہ حیدر	۱۰۷۶ھ

مرتب کی دیگر کتب کا تعارف

(1)۔۔۔مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِکَ

غفلت اڑا کر فکرِ آخرت پیدا کرنے والے واقعات کا مجموعہ بنام" ما فعل اللہ بک "یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے منفرد ہے کیونکہ اس کتاب میں ان واقعات کو جمع کیا گیا ہے جن میں خواب دیکھنے والا مرنے والے سے مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِكَ(یعنی اللہ پاک نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟) کے ذریعہ سوال کرکے مرنے کے بعد پیش آنے والے معاملات دریافت کرتا ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...اولیاء اپنے پیروکاروں کی شفاعت کریں گے

☆...دنیا میں سب سے زیادہ رونے والے حضرات

☆...ایک رقت انگیز رخصتی

☆...چالیس سال تک گناہ نہیں کیا

☆...شہوت پرستی کے مختلف انداز

☆...لوگوں کی چار اقسام

☆...دنیا کی چھ چیزیں اور ان کی حقیقت

☆...سفید بالوں کی فضیلت

☆...ناپ تول میں کمی کا وبال

☆...حوریں پانے کا عمل

☆...قربِ الٰہی پانے کا طریقہ

☆...رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پھلوں کو چوما کرتے تھے

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(2)۔۔۔میری سنّت میری امّت

ان احادیث کا مجموعہ جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی سنت اور اپنی امت کا تذکرۂ دلنواز فرمایا ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...میری سنت کو زندہ کرنے کا مطلب
☆...میری سنت میں سے یہ چیزیں ہیں
☆...میری سنت سے جس نے محبت کی
☆...میری سنت میں جس کا سکون ہو
☆...میری امت کا سلام
☆...میری امت میں ایسا شخص پیدا فرمایا
☆...میری امت کے لئے امان ہیں
☆...میری امت کی گوشہ نشینی
☆...پچھلی امتوں کی بیماریاں

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(3)---کیا حال ہے؟

دلچسپ و عبرت ناک واقعات کا مجموعہ بنام ''کیا حال ہے؟

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... پہلا باب: کیا حال ہے
☆...دوسرا باب: صبح کس حال میں کی
☆...تیسرا باب: آپ کیسے ہیں؟
☆...چوتھا باب: کیسے ہو؟

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(4)---موت کے وقت

مرنے والے کو موت کے وقت پیش آنے والے دردناک و عبرت ناک معاملات پر مشتمل واقعات کا مجموعہ ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...موت کے وقت
☆...موت کا وقت
☆...نزع کا عالم
☆...نزع کے عالم
☆...وصال کا وقت
☆...وصال کے وقت
☆...وفات کا وقت
☆...وفات کے وقت
☆...انتقال کا وقت

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(5)---عقائد کی حکمتیں

اس کتاب میں عقائدِ اہلسنت کی عقلی اور نقلی دلائل کے ساتھ ساتھ اچھوتے انداز میں حکمتیں بھی بیان کی گئی ہیں۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... حکمت کیا ہے
☆... حکمت کہاں اور کیسے ملتی ہے
☆ اللہ پاک کا ہونا کیوں ضروری ہے؟...
☆... اللہ پاک کا اولاد سے پاک ہونے کی حکمتیں
☆... اللہ کو اللہ کہنے کی حکمتیں
☆... کیا اللہ پاک سوتا بھی ہے؟
☆... اللہ کا مکان سے پاک ہونے کی حکمتیں
☆... اللہ پاک کے کل کتنے نام ہیں؟

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(6)---پانچ نمازوں کی حکمت

اس کتاب میں نماز اور ارکانِ نماز کی عقلی دلائل کے ساتھ ساتھ اچھوتے انداز میں حکمتیں بھی بیان کی گئی ہیں۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... قرآن میں لفظِ صلوۃ کتنی بار آیا؟
☆... نماز کے اعظم الفرائض ہونے کی چھ حکمت
☆... نماز کو صلوۃ کہنے کی چار حکمت
☆... نماز کے افضل العبادات ہونے کی پانچ حکمت
☆... نماز کی برکات
☆... پانچ نمازوں کے فرض ہونے کی سات حکمت
☆... انسانی زندگی کی پانچ حالت
☆... سورج کی پانچ حالت
☆... نماز کے شرائط و فرائض کی حکمتیں
☆... قبلہ مقرر کرنے کی چار حکمت
☆... کعبہ کو قبلہ مقرر کرنے کی نو حکمت
☆... نمازوں کی رکعتوں کے مختلف ہونے کی حکمتیں
☆... احکامِ الٰہی کے مختلف ہونے کی حکمت
☆... پانچ نمازوں کے ناموں کی حکمت

☆...فرضوں کے ساتھ سنن کی حکمت ☆...اعمالِ نماز کا شرعی جائزہ

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(7)---قرآنی سورتوں کے مضامین

قرآنِ عظیم کی (۱۱۴) سورتوں کے متعلق اجمالی دلچسپ معلومات پر مشتمل یہ کتاب ہے جو اپنے اعتبار سے بہت علمی کتاب ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...سورت کا مقامِ نزول
☆...آیات، کلمات اور حروف کی تعداد
☆...سورت کا نام رکھے جانے کی وجہ
☆...سورت کے فضائل
☆...سورت کے مضامین
☆...پچھلی سورت کے ساتھ مناسبت
☆...اور رنگ برنگے مدنی پھول

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(8)---سب سے پہلے سب سے آخر

دلچسپ معلومات کا ایک اچھوتا انداز "سب سے پہلے فلاں کام کس نے کیا" پر مشتمل کتاب ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...سب سے پہلے کس نے منبر پر خطبہ پڑھا؟☆...سب سے پہلے کس نے راہِ خدا میں جہاد کیا؟
☆...سب سے پہلے کس نے ثرید تیار کیا؟ ☆...سب سے پہلے ترازو کس نے بنایا؟
☆...سب سے پہلے کس نے ہتھیار بنائے؟ ☆...سب سے پہلے "اَمَّا بَعْدُ" کس نے کہا؟
☆...سب سے پہلے اسلام میں مسجد کس نے بنائی؟☆...سب سے پہلے اسلام میں سولی کس کو دی گئی؟
☆...سب سے پہلے اسلام میں خطبہ کون سا پڑھا گیا؟☆...سب سے پہلے کس نے تاج شاہی سر پر رکھا؟
☆راہب کے ۶۲ سوالات اور ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے جوابات☆

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(9)۔۔۔قصور کس کا ہے؟

کئی لڑکیاں پیدا ہونے کے بعد لوگ کہتے ہیں "اس عورت کو طلاق دے دو" آخر لڑکیوں کی پیدائش میں قصور کس کا ہے؟ مرد کا، یا عورت کا، اس کتاب میں اور اسلام اور سائنس کی روشنی میں بڑے اچھے انداز میں بیان کیا گیا ہے مزید دلچسپ سوالات وجوابات بھی ہیں۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...زمانۂ جاہلیت کی کچھ یادیں
☆...پانچ لرزہ خیز واردات
☆...بیٹیوں کے فضائل
☆...سائنس کیا کہتی ہے؟
☆...دلچسپ سوالات وجوابات
☆...عِلْمُ الْجَنِیْن کیا ہے؟
☆...بچے کی پیدائش کا سبب کیا ہے؟
☆...بچے کی پیدائش کا مرحلہ
☆...بے اولادی کے 4 روحانی علاج
☆...اولادِ نرینہ کے روحانی علاج

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(10)۔۔۔نصاب مسائلِ نماز

امامت ٹیسٹ کی تیاری کرنے کے لئے بہترین کتاب جس میں نماز کے بنیادی مسائل بیان کئے گئے ہیں۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...اپنی ضرورت کا علم سیکھنا فرض ہے! ☆...حصولِ علم کے ذرائع ☆...چندے کے مسائل
☆...شرائطِ نماز
☆...فرائضِ نماز
☆...واجباتِ نماز
☆...مفسداتِ نماز
☆...مکروہاتِ نماز
☆...مسائلِ سجدۂ سہو
☆...امامت کی شرائط
☆...اقتداء کی شرائط
☆...مسائلِ نمازِ جمعہ
☆...مسائلِ نمازِ عیدین
☆...مسائلِ معذورِ شرعی
☆...جماعت کا ایک اہم مسئلہ

☆...مسائلِ شرعی مسافر ☆...مسائلِ نمازِ جنازہ ☆...مسائلِ سجدۂ تلاوت

☆...مسائلِ اذان واقامت ☆...مسائلِ لقمہ ☆...چاند کب نکلے گا؟

مرتب: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(11)...خطباتِ مصطفائی و خطباتِ شفیقی حصہ اوّل

اصلاحی و تبلیغی خطبات کا ایک منفرد و مقبول گلدستہ جس میں ٦ بیان پیر ثاقب رضا مصطفائی اور ٦ بیان مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری کے شامل ہیں۔

آپ اس کتاب میں ان عنوان پر خطاب ملاحظہ فرمائیں گے:

	خطباتِ مصطفائی		خطباتِ شفیقی
1	عظمتِ رسالتِ آب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم	1	محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ کے مظہر ہیں
2	ذکر کی فضیلت اور اس کے اثرات	2	جمیع عالم برائے مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم
3	ولی کی پہچان	3	امت کا معنی اور اس کا مفہوم
4	سنّت اور بدعت	4	امت محمدیہ کی عمر کم کیوں رکھی گئی
5	نورِ حِسّی اور نورِ معنوی	5	اعلی حضرت کا عشق رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم
6	تفسیر سورۂ تکاثر	6	تفسیر سورۂ کوثر: محبوب ہم نے تم کو سب کچھ دیا

خطیبِ اوّل: **مبلغ اسلام پیر زادہ محمد رضا ثاقب مصطفائی**

خطیبِ ثانی و مرتب: **مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری**

(12)...خطباتِ مصطفائی و خطباتِ شفیقی حصہ دوم

اصلاحی و تبلیغی خطبات کا ایک منفرد و مقبول گلدستہ جس میں ٦ بیان پیر ثاقب رضا مصطفائی اور ٦ بیان مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری کے شامل ہیں۔

آپ اس کتاب میں ان عنوان پر خطابات ملاحظہ فرمائیں گے:

	خطباتِ مصطفائی		خطباتِ شفیقی
7	حب رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور اس کے تقاضے	7	شانِ مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

8	منیٰ سے کربلا تک	8	مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم دنیا کی جان ہیں
9	آؤ در تواب پے روتے ہوئے آؤ	9	اللہ عزوجل سے محبت کیجئے
10	اہلِ تقویٰ اور جنت	10	ماں باپ کے حقوق
11	فلسفۂ رمضان	11	اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا چرچا رہے گا
12	تفسیر سورۂ بلد	12	تفسیر سورۂ عصر، قیامت کا بیان

خطیبِ اوّل: **مبلغ اسلام پیرزادہ محمد رضا ثاقب مصطفائی**

خطیبِ ثانی و مرتب: **مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری**

(13)۔۔۔خطباتِ مصطفائی و خطباتِ شفیقی حصہ سوم

اصلاحی و تبلیغی خطبات کا ایک منفرد و مقبول گلدستہ جس میں ٦ بیان پیر ثاقب رضا مصطفائی اور ٦ بیان مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری کے شامل ہیں۔

آپ اس کتاب میں ان عنوان پر خطابات ملاحظہ فرمائیں گے:

	خطباتِ مصطفائی		خطباتِ شفیقی
13	اثباتِ وجودِ باری تعالیٰ	13	حدیث کی اہمیت
14	نفس اور شیطان	14	نسبت کا بیان
15	اسلام میں احترامِ آدمیت	15	سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم آگئے
16	ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے	16	اللہ عزوجل کے نام پر مانگنا
17	مقصدِ حج	17	آؤ توبہ کریں
18	تفسیر سورۂ مائدہ	18	تفسیر سورۂ ملک، موت و حیات

خطیبِ اوّل: **مبلغ اسلام پیرزادہ محمد رضا ثاقب مصطفائی**

خطیبِ ثانی و مرتب: **مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری**

(14)---تدریس کے 26طریقے

جدید دور میں جدید و قدیم تدریس کے طریقوں کا مجموعہ بنام ”تدریس کے 26 طریقے“ اس کتاب میں تدریس کے طریقوں کے ساتھ ساتھ اپنی تدریس کو بہتر اور مقبولِ عام بنانے کے فارمولے بھی بیان کئے گئے ہیں۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...تدریس کے نکات

☆...تدریس کے ۲۶ طریقے

☆...درجے کی ترقی کے فارمولے

☆...طلبا کے درمیان کئے جانے والے بیان

☆...انوکھی باتیں

☆...انوکھے سوالات

☆...انوکھی حکایات

☆...انوکھی حکمتیں

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(15)---رفیق التدریس

استاد کو تدریس کے اعلیٰ منصب کی جانب لے جانے والی ایک نمایاں تحریر جس میں تدریس میں نکھار پیدا کرنے والی چیزوں کو بیان کیا گیا ہے۔

اس کتاب میں چھ ابواب ہیں جو درج ذیل ہیں:

☆...پہلا باب:63انوکھی معلومات

☆...دوسرا باب:63انوکھے سوالات

☆...تیسرا باب:63انوکھے چٹکلے

☆...چوتھا باب:63انوکھی پہیلیاں

☆...پانچواں باب:63 انوکھی حکمتیں

☆...چھٹا باب:63انوکھی حکایات

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(16)۔۔۔تاریخ ساز شخصیت بننے کے فارمولے

تاریخ ساز شخصیت بننے کی ایک رہنما کتاب

آپ اس باب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

☆... شخصیت کسے کہتے ہیں؟ ☆... تاریخ ساز شخصیت کی خصوصیات
☆... شخصیت کی تعمیر ایسے کریں ☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کا پہلا فارمولہ
☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کا دوسرا فارمولہ ☆... دنیا بھر میں اسلام کیسے پہنچا؟
☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کا تیسرا فارمولہ ☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کا چوتھا فارمولہ
☆... ادارے قائم کرنے کے ۷ فامولے ☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کا پانچواں فارمولہ
☆... تمام عورتوں تک پیغام پہنچانے کا فارمولہ ☆... تاریخ ساز شخصیت کی خوبیاں
☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کا چھٹا فارمولہ ☆... دوسروں کو بلند کرنا خود کی بلندی ہے
☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کا ساتواں فارمولہ ☆... ایک بادشاہ اور چار آدمی

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(17)۔۔۔فیضانِ قرآن کورس

90 دن میں صرف 30 منٹ کی کلاس میں قرآن، اذکارِ نماز، دعا، سنتیں اور آداب سیکھنے کا منفرد کورس

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... فیضانِ قرآن کورس کے فوائد ☆... فیضانِ قرآن کورس کے جدول چلانے کی رہنمائی
☆... مدنی قاعدہ کے 22 اسباق ☆... 22 کاموں کی سنتیں اور آداب

☆...23 دعائیں
☆...10 قرآنی سورتوں کا حفظ و مشق
☆...اذکارِ نماز کا حفظ و مشق
☆...5 کلمے، ایمانِ مجمل و ایمانِ مفصل کا حفظ و مشق

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(18)---فیضانِ شریعت کورس

صرف 30 منٹ کی کلاس میں عقائد، عبادات، معاملات، منجیات، مہلکات اور رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کے متعلق بہت کچھ سیکھنے کا منفرد کورس

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...فیضانِ شریعت کورس کے فوائد

☆...فیضانِ شریعت کورس کے جدول چلانے کا طریقہ کار

پہلا باب ☆...عقائد کے 19 بیانات
دوسرا باب ☆...عبادات کے 19 بیانات
تیسرا باب ☆...معاملات کے 19 بیانات
چوتھا باب ☆...مُنْجِیَات کے 19 بیانات
پانچواں باب ☆...مُهْلِکَات کے 19 بیانات
چھٹا باب ☆...سنتیں اور آداب

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(19)---آسان فرض علوم

فرض علوم پر مشتمل جدید انداز کی آسان ترین کتاب جس میں عقائدِ اہلسنت کو عقلی اور نقلی دلائل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور مسائل کو نہایت آسان کر کے عوام کے پڑھنے کے قابل بنایا گیا ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...کتاب العقائد
☆...تہتر فرقوں کا بیان
☆...کتاب الطہارۃ
☆...کتاب الصلوۃ
☆...کتاب الجنائز
☆...کتاب الصوم

☆...کتاب الزکوۃ ☆...کتاب الحج ☆...کتاب النکاح

☆...کتاب الطلاق ☆...کتاب الاضحیہ ☆...کتاب القسم

☆...کتاب الحدود ☆...حلال طریقے سے کمانے کا بیان

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(20)---آسان خطباتِ محرم

ماہِ محرم میں کی جانے والی تقریروں کا آسان اور دلچسپ معلوماتی گلدستہ بنام

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

1☆...دین اسلام کی خوبیاں

2☆... سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

3☆... صحابہ کرام رضی اللہ عنھم

4☆... حضرتِ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

5☆... حضرتِ عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

6☆... حضرتِ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ

7☆... حضرتِ مولی علی رضی اللہ عنہ

8☆... حضرتِ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنھا

9☆... حضرتِ امامِ حسن رضی اللہ عنہ

10☆... حضرتِ امامِ حسین رضی اللہ عنہ

11☆...شہادتِ امامِ حسین رضی اللہ عنہ

12☆...یزید اور یزیدیوں کا انجام

13☆...دسویں محرم الحرام کے فضائل

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(21)---تنظیمی نصاب وبیانات

مجلس امامت کورس میں داخلِ نصاب کتاب بنام

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...12 دینی کاموں کی تفصیل ☆... سنتیں اور آداب

☆...انفرادی کوشش کی ترغیبات
☆...اجتماعِ پاک کی دعائیں
☆...فیضانِ تجوید کے اسباق
☆...امام کے ۳۰ مدنی پھول
☆...اذکارِ نماز
☆...درودِ تاج
☆...بیاناتِ عصر
☆...بیاناتِ مغرب

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(22)...اعلیٰ حضرت کا چرچا رہے گا

اعلیٰ حضرت کا تذکرۂ دل نواز قرآن، حدیث اور میتھ کی روشنی میں خطباتِ شفیقی جلد دوم کا

ایک منفرد بیان بنام

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...درود شریف کی انوکھی فضیلت
☆...اولیاء اللہ کے تذکرے کیوں باقی رہتے ہیں؟
☆...بادشاہوں کے مقبروں کا حال
☆...اولیاء کے مزاروں کا حال
☆...تذکرے باقی رہنے کے چند اسباب
☆...اولیائے کرام کے تذکرے زمین و آسمان میں
☆...فنا ہو کر 9 کا عدد بن جاتا ہے
☆...اس لیے مخلوق اولیاء کا عرس مناتی ہے
☆...اولیاء پر رب کی نوازشات
☆...9 کے عدد کی چار عجیب باتیں
☆...اعلیٰ حضرت کے پاس سب کچھ ہے
☆...بارگاہِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے مشین عطا ہوئی
☆...اعلیٰ حضرت کے سونے کا منفرد انداز
☆...اعلیٰ حضرت کے فنا فی الرسول ہونے کی دلیل
☆...ہر وقت نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ثنا
☆...دورانِ میلاد بیٹھنے کا انداز
☆...تعارفِ اعلیٰ حضرت
☆...منقبتِ اعلیٰ حضرت

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(23)---آسان حنفی نماز

आम मुसलमान के लिये नमाज़ और उस के ज़रूरी अहकाम सीखने के लिये बेहतिरीन किताब बनाम

आसान हनफ़ी नमाज़

नमाज़ पढ़ने का आसान तरीक़ा

सवालन जवाबन

आप इस किताब में पढ़ सकेगें

दीनी इल्म सीखने की फ़ज़ीलत
वुज़ू के मसाइल
तयम्मुम के मसाइल
कपड़े पाक करने के तरीक़े
सज्दए सहव के मसाइल
माज़ूरे शरई के मसाइल
ईद के मसाइल
मुसाफ़िर के मसाइल
अज़ानो इक़ामत के मसाइल
नमाज़ में लुक़मा के मसाइल
मस्जिद के मसाइल
गुस्ल के मसाइल
नजासतों के मसाइल
नमाज़ के मसाइल
इमामत के मसाइल
जुमा के मसाइल
इक़्तिदा के मसाइल
नमाज़े जनाज़ा के मसाइल
सज्दए तिलावत के मसाइल

मुरत्तिब

मौलाना अबू शफ़ीअ मुहम्मद शफ़ीक़ ख़ान अत्तारी मदनी फ़तेहपुरी

मकतबा दारुस्सुन्ना दिल्ली

(24)۔۔۔محمد اور احمد کے اسرار

اللہ پاک کے آخری نبی، محمدِ عربی ﷺ کے مبارک نام "محمد" اور "احمد" کی لاجواب تشریح پر مشتمل ایک انوکھی کتاب

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...درود شریف کی انوکھی فضیلت
☆...اللہ پاک کے تین ہزار نام
☆... حضور ﷺ کے ۱۴۰۰ نام
☆... محمد ﷺ اللہ کے مظہر ہیں
☆...اسمِ محمد اسمِ اللہ کا مظہر
☆...چار میں عجیب لطف ہے
☆...نقطہ عیب ہے
☆...مشدد حرف لانے کی حکمت
☆...صفاتِ محمد صفاتِ خدا کا مظہر
☆...افعالِ محمد افعالِ خدا کا مظہر
☆... ہر چیز میں محمد ﷺ کا نور ہے
☆...خصائصِ مصطفی ﷺ کتنے ہیں؟
☆... حضور ﷺ کے چار نام حمد سے مشتق ہیں
☆...احمد نام رکھنے کی وجہ

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(25)۔۔۔امّتِ محمدیہ کے سوالات اور ان کے قرآنی جوابات

حضرتِ عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: امتِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے کم سوال کسی امت نے نہ کئے کہ امتِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے صرف ۱۴ سوالات کئے۔(التفسیر الکبیر جلد ۳ ص ۱۰۲) اس کتاب میں ان سوالات کے جوابات کے ساتھ ساتھ مختصر تشریح بھی بیان کی گئی ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...امتِ محمدیہ کے ۱۴ سوالات
☆...انفال کا معنی
☆...چاند کے گھٹنے اور بڑھنے کی حکمت
☆... حضورِ اقدس ﷺ کو روح کا علم حاصل ہے

☆...شراب حرام ہونے کا ۱۰ انداز میں بیان
☆...ذوالقرنین کے تین سفر
☆...جوئے کے دنیوی نقصانات
☆...سدِ سکندری کب ٹوٹے گی؟
☆...حَیض کی حکمت
☆...اہلِ ایمان کی شفاعت کی دلیل
☆...بندوک کی گولی سے شکار کرنے کا شرعی حکم
☆...شفاعت سے متعلق (۵) اَحادیث
☆...نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کو قیامت قائم ہونے کے وقت کا علم دیا گیا ہے

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(26)...درود کی حکمتیں

13 درودِ پاک کی فضیلت پر حکمت بھرے نکات پر ایک دلچسپ کتاب ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...ماضی، حال مستقبل سب درست
☆...دعا کی قبولیت کا نسخہ
☆...قیامت کے دن حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا قرب
☆...زمین والوں کے مثل نیکی
☆...درود شریف قیامت کے دن نور ہو گا
☆...سو حاجتیں پوری ہونے کا عمل
☆...مصطفی جانے رحمت پے لاکھوں سلام
☆...دعا کی قبولیت کا عمل
☆...رحمت و مغفرت کی بارشیں ہوتی رہیں
☆...درود اعمال کی قبولیت کا ذریعہ
☆...مرنے سے پہلے جنت دیکھنے کا عمل
☆...درود نہ پڑھنے کے نقصانات
☆...جب تک درود لکھا رہے گا مغفرت کی دعا ہوتی رہے گی

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(27)۔۔۔چاند کی گواہی

فتاوی رضویہ کی ۲۶ ویں جلد میں موجود امامِ اہلِ سنت کا علمِ تقویم پر مشتمل رسالہ ''نُطْقُ الْھِلَالِ بِاَرِخِ وِلَادِالْحَبِيْبِ وَالْوِصَالِ'' کا آسان انداز میں خلاصہ ہے جس میں اعلی حضرت علیہ الرحمہ سے سوال ہوا تھا کہ روایات میں ہے کہ حضور ﷺ کی وفات شریف ۱۲ ربیع الاول پیر کے دن ہوئی لیکن علمِ تقویم کے اعتبار پیر کے دن ۱۲ ربیع الاول نہیں پڑرہی اور یہ مسئلہ کبھی حل نہ ہونے والا مسئلہ تھا مگر اعلی حضرت علیہ الرحمہ نے اس کا آسان انداز میں جواب ارشاد فرمادیا۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...علمِ تقویم کا لا حل مسئلہ
☆...پیر کے دن 12 تاریخ نہیں
☆...سب سے پہلے اعتراض کس نے کیا؟
☆...مکہ میں چاند کیسے دکھ گیا؟
☆...کیا لگاتار تین مہینے 30 کے ہوسکتے ہیں؟
☆...نطق الہلال رسالہ لکھنے کی وجہ

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(28)۔۔۔شفیق المصباح شرح مراح الارواح

دعوتِ اسلامی کے جامعات المدینہ کے نصاب میں شامل علمِ صرف کی مشہور و معروف کتاب بنام ''مراح الارواح'' کی آسان اردو شرح ہے جس میں عربی عبارت پر اعراب و اردو ترجمہ کے ساتھ ساتھ سوالاً جواباً تشریح پیش کی گئی ہے جو اپنے اعتبار سے بڑی مفید و دلچسپ کتاب ہے۔

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(29)۔۔۔شفیقیہ

اس کتاب میں شارح مسلم کی چالیس احادیث کا مجموعہ، مشہورِ زمانہ کتاب "الاربعین النوویہ" کا آسان اردو ترجمہ نیز راویوں کے حالات بھی بیان کیے گیے ہیں

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...مصنف کا تعارف ☆...مترجم کا تعارف ☆...عبارت مع اعراب

☆... سلیس اردو ترجمہ ☆...راویوں کے حالات

مصنف: شیخ الاسلام الحافظ الامام محی الدین ابوزکریا یحیٰ بن شرف نووی (علیہ رحمۃ اللہ القوی)

مترجم: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(30)۔۔۔شفیق النحو لحل خلاصۃ النحو حصہ اول

دعوتِ اسلامی کے جامعات المدینہ کے درجۂ اولی کے نصاب میں شامل علمِ نحو کی مشہور و معروف کتاب بنام "خلاصۃ النحو" کی تمارین کو حل کیا گیا ہے۔

مرتب: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(31)۔۔۔شفیق النحو لحل خلاصۃ النحو حصہ دوم

دعوتِ اسلامی کے جامعات المدینہ کے درجۂ اولی کے نصاب میں شامل علمِ نحو کی مشہور و معروف کتاب بنام "خلاصۃ النحو" کی تمارین کو حل کیا گیا ہے۔

مرتب: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(32)۔۔۔القول الاظہر شرح الفقہ الاکبر

عقائد کے متعلق ۱۳۰۰ سال پرانی امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی اہم کتاب "الفقہ الاکبر" کی آسان اردو شرح ہے مزید باطل فرقوں کے مختصر تعارف وعقائد کا بھی بیان شامل ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...عقائد کے کتنے اور کون کون سے امام ہیں؟
☆...اللہ پر ایمان لانے سے کیا مراد ہے؟
☆...واحد اور احد میں کیا فرق ہے؟
☆...کیا اللہ عدد کے اعتبار سے ایک ہے؟
☆...کیا اللہ اپنی مخلوق کے مشابہ ہے؟
☆...اللہ کی صفات ذاتی اور فعلی کیا ہیں؟
☆...حادث اور قدیم کا کیا معنی ہے؟
☆...قرآن کے مخلوق ہونے، نہ ہونے کی بحث
☆...اللہ کی صفات قدیم کیسے ہیں؟
☆...اہل سنت کی نشانی در زمانۂ امام اعظم
☆...کیا زمین گھومتی ہے؟
☆...اللہ کا کسی کو گمراہ کرنے کے کیا معنی ہیں؟
☆...بندوں کے افعال کا خالق کون ہے؟
☆...کیا گناہ بھی اللہ کے حکم سے ہوتے ہیں؟
☆...مرتکب کبیرہ کے بارے میں معرکۃ الآرا بحث
☆کیا تمام قرآنی آیات فضیلت میں برابر ہیں؟
☆...۷۳ فرقوں کے بارے میں مختصر معلومات اور ان کے عقائد۔
☆...اگلے مہینے کا چاند کب نظر آئے گا معلوم کرنے کا فارمولا

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(33)---شارق الفلاح شرح نور الایضاح

درسِ نظامی کے کورس میں داخلِ نصاب کتاب ''نور الایضاح'' کی آسان اردو شرح ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...مصنف کا تعارف
☆...شارح کا تعارف
☆...فقہی اصطلاحات
☆...بنیادی باتیں
☆...صاحبِ نور الایضاح کے غیر مفتی بہ اقوال
☆...عبارت مع اعراب
☆...سلیس اردو ترجمہ
☆...سوالاً جواباً عبارت کی شرح

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(34)۔۔۔صرف کے دلچسپ سوالات

علمِ صرف کی بہترین کتاب جس میں صرف کے قاعدوں کی علتیں اور افعال کے مختلف صیغوں کی وجہ و حکمت بیان کی گئی ہیں، مزید مراح الارواح کا متن مع اعراب وترجمہ بھی شامل کیا گیا ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...وزن کے لئے "ف، ع، ل" کو کیوں خاص کیا گیا؟ ☆... فعل ماضی کے ۱۴ صیغے ہی کیوں آتے ہیں؟

☆... فعل ماضی مبنی ہے حالانکہ اس کے آخر میں حرکت ہے؟ ☆... فعل مضارع معرب کیوں ہوتا ہے؟

☆... فعل مضارع بنانے کے لئے حروف اتین کا اضافہ کیوں کرتے ہیں؟☆... فعل امر کو مضارع سے ہی کیوں بناتے ہیں؟

☆... ثلاثی مجرد کے اسم فاعل میں الف کا اضافہ کیوں کرتے ہیں؟ ☆...اسم مفعول بنانے میں میم کا اضافہ کیوں کیا گیا؟

☆... صیغوں کی تعلیل کرنے کے آسان ۱۶ قاعدے ☆...نون تثنیہ اور تنوین میں فرق

☆...ان چیزوں کا بیان جن سے ثقل لازم آتا ہے ☆...ان چیزوں کا بیان جن سے خفت پیدا ہوتی ہے

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(35)۔۔۔اسرار الایمان فی حقائق الارکان

اسلامی عقائد وارکان کی حکمتوں پر مشتمل لاجواب کتاب

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

☆...عقائد کی حکمت ☆...اذان کی حکمت

☆...طہارت کی حکمت ☆...نماز کی حکمت

☆...جماعت کی حکمت ☆...درود کی حکمت

☆...مختلف چیزوں کی حکمت ☆...مصنف کی دیگر کتب

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

عنقریب آنے والی کتب

(1)---عناية الحكمت لحل بداية الحكمت

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(2)---عطاية الحكمت شرح هداية الحكمت

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(3)---خليليه شرح مناظرة الرشيديه

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(4)---كلام الوقايه شرح شرح الوقايه

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(5)---رحمة الباری شرح تفسير البيضاوی

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(6)---مختار التاويل شرح مدارك التنزيل

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(7)---الدلالة الشاهدة شرح البلاغة الواضحة

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(8)---المعتبر المعترف لحل المعتقد المنتقد

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(9)---سليم النظر شرح نزهة النظر

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(10)۔۔۔شفیق النعمانی لحل شرح الجامی

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(11)۔۔۔نحو کے دلچسپ سوالات

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(12)۔۔۔درسِ تصوف

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(13)۔۔۔علماء کو اتنی فضیلت کیوں ملی؟

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(14)۔۔۔کامیابی کے 10 اصول

مایوسی کا خاتمہ کرکے کامیابی کی جانب گامزن کرنے والے اصولوں کا مجموعہ بنام "کامیابی کے دس اصول" یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے منفرد ہے کیونکہ اس کتاب میں ان اصولوں کو جمع کیا گیا ہے جن سے مایوسی کا خاتمہ ہونے کے ساتھ ساتھ آگے بڑھ کر کچھ کر گزرنے کا جذبہ نُو پیدا ہوتا ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...مثبت سوچ رکھنے والا ہو
☆... نظم وضبط کے ساتھ رہنے والا ہو
☆...لوگوں کے مزاج کو پرکھنے کی صلاحیت رکھنے والا ہو☆...اپنے کام کو شوق ولگن کے ساتھ کرنے والا ہوں
☆...ناکام لوگوں سے سبق حاصل کرنے والا ہو
☆... سخت محنت کرنے والا، اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے والا ہو
☆...کام کو بانٹنے والا ہو
☆... خدار اور متوکل ہو
☆... آخرت کی فکر کو مقدم رکھنے والا ہو
☆... ان سب کا سرچشمہ خوفِ خدا والا ہو

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(15)۔۔۔نور المغیث شرح تیسیر مصطلح الحدیث

درسِ نظامی کے درجۂ سادسہ میں داخلِ نصاب اصولِ حدیث کی بہترین کتاب "تیسیر مصطلح الحدیث" کی اردو شرح بنام

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...مصنف کا تعارف ☆...شارح کا تعارف

☆...عربی عبارت مع اعراب ☆...عربی عبارت کا آسان اردو ترجمہ

☆...عربی عبارت کی شرح ☆...سوال وجواب

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(16)۔۔۔عرفان الآثار شرح معانی الآثار

فقہ حنفی کی دلائل پر مشتمل احادیث کی مستند کتاب معانی الآثار کی اردو شرح ہے جو درسِ نظامی میں داخلِ نصاب ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...مصنف کا تعارف ☆...شارح کا تعارف

☆...متن مع اعراب ☆...متن کا سلیس اردو ترجمہ

☆...اختلافِ فقہائے کرام مع دلائل ☆...ترجیحاتِ مذہبِ احناف

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(17)۔۔۔تسلیم التوقیت

یہ کتاب اپنی مثال آپ ہے کہ اس میں چار علوم کو یکجا کیا گیا ہے:(۱)۔علمِ توقیت۔(۲)۔علمِ فلکیات۔(۳)علمِ تقویم ۔ (۴)۔ علمِ طب۔ان چار علوم کے متعلق ایک اہم اور آسان تصنیف ہے۔

☆...علمِ توقیت ☆...علمِ فلکیات ☆...علمِ تقویم ☆...علمِ طب

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری





تاریخِ حکمرانانِ ہندوستان

غوری سلطنت سے نریندر مودی تک

غوری سلطنت: ۱۱۹۳ء سے ۱۲۹۰ء تک۔ (دور حکومت ۹۷ سال تقریبا)

(1)۔۔۔محمد غوری۔ ۱۱۹۳ء

(2)۔۔۔قطب الدین ایبک۔ ۱۲۰۶ء

(3)۔۔۔آرام شاہ۔ ۱۲۱۰ء

(4)۔۔۔التمش۔ ۱۲۱۱ء

(5)۔۔۔رکن الدین فیروز شاہ۔ ۱۲۳۶ء

(6)۔۔۔رضیہ سلطان۔ ۱۲۳۶ء

(7)۔۔۔معیز الدین بہرام شاہ۔ ۱۲۴۰ء

(8)۔۔۔الہ دین مسعود شاہ۔ ۱۲۴۲ء

(9)۔۔۔ناصر الدین محمود۔ ۱۲۴۶ء

(10)۔۔۔غیاث الدین بلبن۔ ۱۲۶۶ء

(11)۔۔۔رنگ کھشرو۔ ۱۲۸۶ء

(12)۔۔۔مذ دن کے کباد۔ ۱۲۸۷ء

(13)۔۔۔شمس الدین کے مرس۔ ۱۲۹۰ء

خلجی سلطنت:۱۲۹۰ءسے ۱۳۲۰ءتک۔(دور حکومت ۳۰سال تقریبا)

(1)۔۔۔جلال الدین فیروز خلجی۔۱۲۹۰ء

(2)۔۔۔الہ دین خلجی۔۱۲۹۲ء

(3)۔۔۔شہاب الدین عمر شاہ۔۱۳۱۶ء

(4)۔۔۔قطب الدین مبارک شاہ۔۱۳۱۶ء

(5)۔۔۔ناصر الدین خسرو شاہ۔۱۳۲۰ء

تغلق سلطنت:۱۳۲۰ءسے ۱۴۱۳ءتک۔(دور حکومت ۹۴سال تقریبا)

(1)۔۔۔غیاث الدین تغلق (اول)۔۱۳۲۰ء

(2)۔۔۔محمد بن تغلق (دوم)۔۱۳۲۵ء

(3)۔۔۔فیروز شاہ تغلق۔۱۳۵۱ء

(4)۔۔۔غیاث الدین تغلق (دوم)۔۱۳۸۸ء

(5)۔۔۔ابو بکر شاہ۔۱۳۸۹ء

(6)۔۔۔محمد تغلق (سوم)۔۱۳۸۹ء

(7)۔۔۔الیگزینڈر شاہ(اول)۔۱۳۹۴ء

(8)۔۔۔ناصر الدین شاہ(دوم)۔۱۳۹۴ء

(9)۔۔۔نصرت شاہ۔۱۳۹۵ء

(10)۔۔۔ناصر الدین محمد شاہ(دوم)۔۱۳۹۹ء

(11)۔۔۔دولت شاہ۔۱۴۱۳ء

سعید سلطنت:۱۴۱۴ءسے۱۴۴۵ءتک۔(دور حکومت-۳۷سال تقریبا)

(1)۔۔۔ کھجر خان۔۱۴۱۴ء

(2)۔۔۔معیزالدین مبارک شاہ(دوم)۔۱۴۲۱ء

(3)۔۔۔محمد شاہ(چہارم)۔۱۴۳۴ء

(4)۔۔۔الہ دین عالم شاہ۔۱۴۴۵ء

لودھی سلطنت:۱۴۵۱ءسے۱۵۱۷ءتک۔(دور حکومت-۷۵سال تقریبا)

(1)۔۔۔بھلول لودھی۔۱۴۵۱ء

(2)۔۔۔الیگزینڈر لودھی(دوم)۔۱۴۸۹ء

(3)۔۔۔ابراہیم لودھی۔۱۵۱۷ء

مغلیہ سلطنت:۱۵۲۶ءسے۱۵۳۰تک۔(دورِ حکومت ۴سال تقریباً)

(1)۔۔۔ظہیر الدین بابر۔۱۵۲۶ء

(2)۔۔۔ہمایوں۔۱۵۳۰ء

سوري سلطنت:۱۵۳۹ءسے۱۵۵۵ءتک۔(دور حکومت ۱۶سال تقریبا)

(1)۔۔۔شیر شاہ سوری۔۱۵۳۹ء

(2)۔۔۔اسلام شاہ سوری۔۱۵۴۵ء

(3)۔۔۔محمود شاہ سوری۔۱۵۵۲ء

(4)۔۔۔ابراہیم سوری۔۱۵۵۳ء

(5)۔۔۔پرویز شاہ سوری۔۱۵۵۴ء

(6)۔۔۔مبارک خان سوری۔۱۵۵۴ء

(7)۔۔۔الیگزینڈر سوری۔۱۵۵۵ء

مغلیہ سلطنت دوبارہ:۱۵۵۵ءسے۱۸۳۷ءتک۔(دور حکومت۳۱۵سال تقریبا)

(1)۔۔۔ہمایوں(دوبارہ گدی نشین)۔۱۵۵۵ء

(2)۔۔۔جلال الدین اکبر۔۱۵۵۶ء

(3)۔۔۔جہانگیر سلیم۔۱۶۰۵ء

(4)۔۔۔شاہ جہاں۔۱۶۲۸ء

(5)۔۔۔اورنگزیب۔۱۶۵۹ء

(6)۔۔۔شاہ عالم(اول)۔۱۷۰۷ء

(7)۔۔۔بہادر شاہ۔ ۱۷۱۲ء

(8)۔۔۔پھارو کھشیر۔۱۷۱۳ء

(9)۔۔۔ریپھدرراجت۔۱۷۱۹ء

(10)۔۔۔ریپھد دولا۔۱۷۱۹ء

(11)۔۔۔نے کشیار۔۱۷۱۹ء

(12)۔۔۔محمود شاہ۔۱۷۱۹ء

(13)۔۔۔احمد شاہ۔۱۷۴۸ء

(14)۔۔۔عالمگیر۔۱۷۵۴ء

(15)۔۔۔شاہ عالم۔۱۷۵۹ء

(16)۔۔۔اکبر شاہ۔۱۸۰۶ء

(17)۔۔۔بہادر شاہ ظفر۔۱۸۳۷ء

برطانوی راج:۱۸۵۸ءسے۱۹۴۷ءتک۔(دورحکومت۸۹سال تقریبا)

(1)۔۔۔لارڈ کینگ۔۱۸۵۸ء

(2)۔۔۔لارڈ جیمز بروس یلگن۔۱۸۶۲ء

(3)۔۔۔لارڈ جھن لورے نش۔۱۸۶۴ء

(4)۔۔۔لارڈ رچارڈ میو۔۱۸۶۹ء

(5)۔۔۔لارڈ نور تھبک۔۱۸۷۲ء

(6)۔۔۔لارڈ ایڈورڈ لٹین۔۱۸۷۶ء

(7)۔۔۔لارڈ جیورج ریپن۔۱۸۸۰ء

(8)۔۔۔لارڈ ڈفرین۔۱۸۸۴ء

(9)۔۔۔لارڈ ھنني لے سڈون۔۱۸۸۸ء

(10)۔۔۔لارڈ وکٹر بروس یلگن۔۱۸۹۴ء

(11)۔۔۔لارڈ جیورج کر جھن۔۱۸۹۹ء

(12)۔۔۔لارڈ گلبرٹ منٹو۔۱۹۰۵ء

(13)۔۔۔لارڈ چارلس ھارڈج۔۱۹۱۰ء

(14)۔۔۔لارڈ فریڈرک سے لمسپھورڈ۔۱۹۱۶

(15)۔۔۔لارڈ رکس ایجے ک رڈیگ۔۱۹۲۱ء

(16)۔۔۔لارڈ ایڈورڈ ارون۔۱۹۲۶ء

(17)۔۔۔لارڈ پھر مے ن وے لگدن۔۱۹۳۱ء

(18)۔۔۔لارڈ اے لے کجد لنلتھگو۔۱۹۳۶ء

(19)۔۔۔لارڈ ارکبالڈ وے وے ل۔۱۹۴۳ء

(20)۔۔۔لارڈ ماؤنٹ بیٹن۔۱۹۴۷ء

بھارت،وزیرِاعظم:(دورحکومت سال تقریبا)

(1)۔۔۔جواہر لال نہرو۔۱۹۴۷ء

(2)۔۔۔گلزاری لال نندا۔۱۹۶۴ء

(3)۔۔۔لال بھادر شاستری۔۱۹۶۴ء

(4)۔۔۔گلزاری لال نندا۔۱۹۶۶ء

(5)۔۔۔اندرا گاندھی۔۱۹۶۶ء

(6)۔۔۔مرارجی ڈیسائی۔۱۹۷۷ء

(7)۔۔۔چرن سنگھ۔۱۹۷۹ء

(8)۔۔۔اندرا گاندھی۔۱۹۸۰ء

(9)۔۔۔راجیو گاندھی۔۱۹۸۴ء

(10)۔۔۔وشوناتھ پرتاپسہ۔۱۹۸۹ء

(11)۔۔۔چندر شیکھر۔۱۹۹۰ء

(12)۔۔۔پیویٖنرسہ راؤ۔۱۹۹۱ء

(13)۔۔۔اٹل بہاری واجپائی۔۱۹۹۲ء

(14)۔۔۔چڈیدے گوڑا۔۱۹۹۶ء

(15)۔۔۔ایل کے گجرال۔۱۹۹۷ء

(16)۔۔۔اٹل بہاری واجپائی۔۱۹۹۸ء

(17)۔۔۔منموھن سنگھ۔۲۰۰۴ء

(18)۔۔۔نریندر مودی۔۲۰۱۴ء

(19)۔۔۔نریندر مودی۔۲۰۱۹ء

ہندوستان میں ۷۶۴ سالوں تک مسلم بادشاہت رہی۔

یادداشت

ش	عنوان	صفحہ